خطبات و جواہرات

شہید ملتِ اسلامیہ، مؤرخ اسلام

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

کے یادگار، علمی اور نایاب خطبات کا حسین مجموعہ

مرتب: مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

مکتبہ قرآنیات۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (القرآن)

خطبات و جواہرات

جلد دوم

شہیدِ ملتِ اسلامیہ مؤرخِ اسلام

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا ابو محمد ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : خطبات وجواہرات (دوم)

مرتب : مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

ناشر : مکتبہ قرآنیات، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اُردو بازار لاہور۔ پاکستان
فون: 35811297، موبائل 0321-7724032
0333-4399812

اہتمام : حافظ تقی الدین

سن اشاعت : 2013ء

مکتبہ قرآنیات۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبات و جواہرات

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم
صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
إنك حميد مجيد

اللهم
بارك على محمد وعلى آل محمد
كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
إنك حميد مجيد

فہرست

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
تحفظ ختم نبوت اور فتنہ مرزائیت	15	معجزۂ دوم ختم نبوت	38
ختم نبوت دین کا بنیادی عقیدہ ہے	17	سرور کائنات بحیثیت عالمی نبیؐ	39
ختم نبوت اساس دین ہے	20	قرآن "ہدی للعالمین" ہے	39
تمام انبیاء پر خصوصی فضیلتیں	21	تیسرا معجزہ......صحابہؓ کا وجود	40
پہلی فضیلت جوامع الکلم	22	"معراج" مصطفےٰ ﷺ کا چوتھا معجزہ ہے	41
صحابہ ؓ ستارے ہیں	22	"شاہد" اور "شہید" میں فرق	42
دوسری فضیلت	24	گواہی کی اقسام	44
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری فضیلت	24	آنحضرت ﷺ خدا کی خدائی کے چشم	44
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی فضیلت	24	دید گواہ	
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں فضیلت	25	صحابہ ؓ نبی ﷺ کی نبوت کے چشم دید گواہ	45
چھٹی فضیلت	25	معراج کے موقع پر اسریٰ بعبدہ کیوں کہا؟	48
خیر القرون کے جھوٹے مدعیان نبوت	27	لفظ اسریٰ کے معانی	51
معجزات نبوی اور معراج النبی ﷺ	32	حاضر و ناظر صرف اللہ ہے	51
معراج کے معانی	33	ہجرت کا مطلب	52
حضور علیہ السلام کے چار معجزات	36	تمام انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار میں	53
چار کا عدد	36	حضرت بلال ؓ حبشی کی شان	55
قرآن حضور ﷺ کا معجزہ ہے	37	صدیق ؓ اور جبرائیل علیہ السلام میں فرق	56

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
خدا اور رسولؐ کے درمیان تحائف کا تبادلہ	57	صحابہ ؓ کا وجود معجزۂ پیغمبر ﷺ	93
الوداعی تحفہ	58	عشق رسالت اور	95
معجزات پیغمبر ﷺ	59	عقیدۂ حیات النبی ﷺ	
مساجد کے متعلق سوال	61	قائلین حیات پر شرک کا جھوٹا الزام	97
معجزات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد	61	مشکل کشا فقط اللہ کی ذات ہے	98
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم معجزات	63	"رب" اور "اب" دونوں ہستیاں	100
مقام نبوت	63	نا قابل اشتراک	
اگر صحابہ رضی اللہ عنہم مٹ گئے تو؟	67	عقد اور عقیدہ	101
صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بزبان کتب سماویہ	70	شرک اتنا بڑا گناہ ہے	102
حدیث کی تشریح	71	مماتی طبقے کا قیام وسربراہ	103
طبقات صحابہ رضی اللہ عنہم	72	مماتیت، بریلویت کا ردعمل ہے	104
قرآن مجید عظیم کتاب	73	مماتی ٹولے کی پہلی دلیل	105
حروف مقطعات سے مراد	73	پہلی دلیل کا رد	105
قرآنی علوم کی تعداد	74	"میت" کی عربی تحقیق	107
قرآن اور سابقہ آسمانی کتب میں فرق	75	مصدر میں دوام اور استمرار کا معنی	108
قرآن ذریعہ نجات	77	پیغمبرؐ اور عام لوگوں کے کفن میں فرق	109
مخالفین کیلئے قرآن کے چیلنج	78	پیغمبر کی موت اور عام لوگوں کی موت میں فرق	110
منکرین قرآن کی اقسام	78	حیات النبیؐ پر پہلی دلیل	111
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث	80	حیات النبیؐ پر دوسری دلیل	111
قادیانیوں کا تعاقب ضروری ہے	80	حیات النبیؐ پر تیسری دلیل	112
حضور صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں	87	اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں	113
گواہ کی قسمیں	88	حضرت نانوتویؒ کا تفرد	113
حضور ﷺ نشانیوں کے گواہ ہیں	89	پیغمبر کے جسم والی مٹی کعبہ اور عرش سے بھی	114
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی ہوا	89	افضل ہے	
حضور ﷺ کا تعارف بزبان قرآن	90	سماع موتی کے بارے میں عقیدہ	115
شان رسالت بزبان شعراء	91	کفار کو صم بکم عمی کہنے کا مطلب	116
ایمان کامل کے لئے شرط	92	انک لا تسمع الموتی کی تشریح	116

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
سماع موتی کے متعلق بخاری کی روایت	116	رسولؐ کے حکم پر صحابہ کرامؓ کا عمل	133
حضرت سیدہ عائشہؓ اور سماع موتی	117	عشق رسولؐ اتباع رسولؐ کا نام ہے!	135
پیغمبر اپنے روضہ میں صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں	118	صحابہ کرامؓ کا عشق رسولؐ	136
مکہ شہر کی قسم کیوں کھائی!	118	عبداللہ بن ابی عتیک کا عشق رسول	137
نانوتوی اور عشق رسول مقبول	120	کعب ابن اشرف یہودی کا قتل	138
ظفر علی خاں کا حضور ﷺ کو خراج تحسین	121	غازی علم الدین شہیدؒ کا عشق رسولؐ	141
مولانا حسین احمد مدنی کے حضورؐ کی خدمت	121	صدیق اکبرؓ کا عشق رسولؐ	143
میں گلہائے عقیدت		نسبت رسول ﷺ کی اہمیت	146
مدینہ کے دہی پر طنز کرنے والے کا انجام	122	حضورؐ سے نسبت کا فیض	147
نانوتویؒ بحیثیت مداح رسول	122	ایک عرب شاعر کا حضور ﷺ کی خدمت	148
شیخ الہندؒ کا جنت کو خطاب	123	میں نذرانہ عقیدت	
سماع موتی کے منکر کو نصیحت	124	ہم نبی ﷺ کے غلاموں کے غلام	148
ابوطالب کا پیغمبر ﷺ کو خراج عقیدت	124	حضرت سفینہؓ کا حیرت انگیز واقعہ	149
اہم سوال	125	صحابہ کرامؓ کی قربانیاں	150
مماتی طبقے کا ردسوال	125	سیرت پیغمبر ﷺ کا ایک انوکھا پہلو	151
حدیث کی اقسام	126	پیغمبر اسلام کے اخلاق حسنہ	152
اہم سوال	126	لقد من اللہ علی المومنین کی تفسیر	152
سماع موتی کے منکر کا اہل سنت والجماعت	127	تحویل قبلہ	155
سے کوئی تعلق نہیں ہے		صحابیؓ کی وجہ سے شریعت کے حکم کی تبدیلی	156
آخری درخواست	127	جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک	157
دیوبندی کون ہوتا ہے؟	128	مصطفیٰ کی مصطفائی ہے	
عشق رسول ﷺ	129	شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے ایک	160
عشق رسول کا معنی اور مفہوم	130	عیسائی کے دوسوال	
۱۲ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی وفات پر	131	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے ایک عیسائی	161
اتفاق ہے!		کے دوسوال	
رسولؐ کی وفات کی خبر سے صحابہ کرامؓ پر	132	مولانا قاسم نانوتویؒ اور عشق رسولؐ	162
کیا بیتی!		تذکرہ ایک شہیدؒ کا	165

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
زیاد ابن سکن ؓ کی شہادت کا واقعہ	165	جب معجزۂ رسول ﷺ دیکھا تو خود غلام ہو گیا	193
انا ارسلنک شاھداً	167	قادر اور مختار کل کون؟	194
امیر شریعتؒ نے سجدہ کیوں نہ کیا	169	عالم الغیب کون؟	195
مسئلہ حاضر و ناظر اور گواہی میں فرق	170	کیا یہ بھی علم غیب ہے؟	196
سابقہ انبیاء نے بھی گواہی دی	171	پہلے اپنا عقیدہ درست کرو	197
بشریت اور نورانیت میں فرق	173	سیاسی پیروں کی زبوں حالی	197
پانچ کے بدلے پچاس کا ثواب	174	عورت کی سربراہی اور ہماری تباہی	199
خدا کی خدائی اور مصطفیٰ ﷺ کی گواہی	175	سیدہ فاطمہؓ اور اہمیت پردہ	199
مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی اور صحابہؓ کی گواہی	176	ترقی یافتہ انسان یا جانور؟	200
گواہان پیغمبر ﷺ کون؟	176	محبت رسول دعویٰ نہیں عمل سے اپناؤ	200
گستاخ رسول کی سزا	178	اہل بیتؓ رسول ﷺ	201
گستاخ رسول ابو رافع کا انجام	179	اہل بیت کن کو کہا جاتا ہے؟	202
عشاق رسول ﷺ کا انعام	181	اسلام کی تاریخ شہداء سے بھری پڑی ہے:	203
لعاب مبارک کا اثر	181	اہل بیت کی تحقیق	204
وادی طائف میں زخمی رسول ﷺ	182	ازواج مطہرات کے اسماء گرامی	205
تیری توحید پر سب کچھ برداشت ہے	182	ایک ضروری وضاحت	208
رخ قمر سے رخ پیغمبر ﷺ صاف ہے	184	سیدہ زینبؓ اور ان کے خاوند کا تعارف	208
میرا پیغمبر قرآن کے آئینہ میں	184	قاسم ابن ربیع امویؓ کی فضیلت	209
اہمیت مسئلہ توحید باری تعالیٰ	186	حضور ﷺ کی صاحبزادی زینبؓ اور اس	209
ام المومنینؓ کی جھولی اولاد سے خالی	187	کی اولاد	
معجزات انبیاءؑ برحق ہیں	188	حضرت علیؓ کی دوسری بیوی کون تھی......؟	211
جب نبی ﷺ اور صحابہ کو بھوک لگی	188	خلفائے راشدین کی ازواج و اولاد کی تعداد	212
مقدادؓ کے گھر دو خسر ایک داماد	189	سیدنا حیدر کرارؓ کے صاحبزادوں کے نام	212
خشک تنے کو پیغمبر ﷺ کا سلام اور معجزہ	190	ایک ضروری وضاحت	213
سیدنا سلمان فارسیؓ پر مصائب	190	حضور ﷺ کی صاحبزادی رقیہؓ اور اس کی اولاد	214
سلمان فارسیؓ کی رہائی اور شرائط	191	حضور ختم الرسل کی تیسری صاحبزادی	214
سلمان فارسیؓ کی رہائی اور معجزۂ رسولؐ	191	حضور کی چوتھی صاحبزادی اور اس کی اولاد	214

عنوانات	صفحہ
حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادوں کے سابقہ نام	214
خاندان نبوت کا ابوبکرؓ سے گہرا رشتہ ہے:	214
حضرت ابوبکرؓ کی بیویوں کے نام:	216
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد اور رشتہ داریاں	217
حضرت جعفر صادق کا صدیق اکبرؓ سے رشتہ	218
حضرت حسینؓ کی شہادت کے ذمہ داروں کو سزا	220
علمائے دیوبند نے ہر محاذ پر کفر سے مقابلہ کیا	221
ہم سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے غلام ہیں:	222
حضرت حسینؓ کے نقشِ قدم پر چلیں	223
ہمارا مطالبہ	223
ورفعنا لک ذکرک	225
ہر موضوع کی علیحدہ اہمیت ہے	226
حیرت انگیز نکات	226
حکیم الاسلام کی نکتہ آفرینی	227
کلام اللہ کی حیرت انگیز جامعیت	228
قرآن کی طرح اور کتب کیوں نہیں	229
نبی کا ذکر اونچا کرنے کا مطلب	230
سارا اسلام اسی میں بند ہے	232
اللہ کا انبیاء ورسل سے میثاق	233
ایک سوال کا جواب	234
پوری کائنات آقا کی منتظر تھی	235
یوسفؑ کو دیکھنے والیوں کا انجام	237
قرآن میں مدح رسولؐ	238
سیرت کا فلسفیانہ پہلو	239
تاریخی معلومات	240
حضورؐ سے پہلے حضرت عیسیٰؑ کو بھیجنے کا مقصد	241
ایک مطابقتی مثال	242
عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے واقعات اور "بشرًا سویا" کی حقیقت	243
جبرئیل محمد کی شکل میں	244
عیسیٰ علیہ السلام نے بجائے اپنی نبوت کے محمدؐ کی نبوت کا کام کیا	244
مولانا نانوتوی اور عیسائی کا مقابلہ	244
ابوجہل کی رسوائی پیغمبر کا معجزہ	245
حضورؐ کے آنے کا وقت	245
عبدالمطلب کا حقیقی نام	246
ہاشم کے بیٹوں کی تعداد	246
رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی	248
نبی پر سب سے پہلی وحی	249
غار حرا سے واپسی پر آپ ﷺ کی کیفیت	250
حضرت خدیجہؓ کا اعزاز	250
پیغمبر ﷺ ورقہ بن نوفل کے پاس بحیثیت مریض کے	251
ورقہ بن نوفل کی طرف سے خدیجہؓ کو مبارک باد	251
ورقہ بن نوفل کا رونا	252
تورات، زبور و انجیل کی تحریر محمد ﷺ پہ صادق	252
پیغمبر کو نبوت پہلے ملی اور تبلیغ کا حکم بعد میں	252
تبلیغ کا آغاز	253
پیغمبر ﷺ کا فاران کی چوٹی پر اور لوگوں پر آزمائش	253
سرداروں مکہ کی طرف سے پیغمبر ﷺ کو جواب	253

عنوانات	صفحہ
پیغمبر ﷺ کا اعلان نبوت	254
اعلان نبوت کے بعد لوگوں کا پیغمبر کے ساتھ سلوک	254
اہم سوال کا جواب	255
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ اور قوم سے گفتگو	255
دل دُکھانے والا مسئلہ	256
دین کے معاملے میں نرمی کی گنجائش نہیں ہے	256
سود کھانا اللہ کے ساتھ اعلان جنگ ہے	257
منکرین ختم نبوت کے خلاف صدیق اکبرؓ کی جنگ	257
منکرین زکوٰۃ کے خلاف جنگ وفاروق اعظمؓ کی رائے	258
حضرت ابوبکر کی حضرت عمرؓ کو تلقین	258
صدیق اکبرؓ کا مدینے کے لوگوں کو خطاب	259
پریشانی کے وقت پیغمبر کا سب سے پہلا رفیق	260
صدیق اکبرؓ پہ ظلم	260
صدیق اکبر پہ ظالمین نے کیسے ظلم کئے	260
صدیق اکبرؓ بے ہوشی کی حالت میں	261
ماں کا شہد کا پیالہ صدیق کو پیش کرنا اور صدیق کا انکار	261
صدیق اکبرؓ کی والدہ کا ام جمیل کے پاس جانا	262
صدیق اکبرؓ کا زخموں کی حالت میں پیغمبر کے پاس جانا	262
صدیق اکبر کو دیکھ کر پیغمبر کی کیفیت	262
دارارقم میں تبلیغ کا آغاز	263
مشرکین کے سرداروں کا چھپ کر پیغمبر کا قرآن سننا	263
راستے میں سرداروں کی آپس میں ملاقات	263
دارالندوہ میں پیغمبر کے خلاف مشورہ	264
عمر کا قبول اسلام	265
فاروق اعظمؓ کا کلمہ پڑھنے کے بعد فوری کردار	266
مکے کی گلیوں میں آگے پیغمبر ﷺ پیچھے ابوجہل	266
کوڑا کرکٹ ڈالنے والی خاتون کے ساتھ پیغمبر خدا کا عظیم اخلاق	267
بازار عکاظ میں پیغمبر اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں	267
ابوجہل نے لوگوں کو پیغمبر اسلام سے دور رکھنے کی ہر تدبیر کی	268
مصائب کا کوہ گراں اور پیغمبر ﷺ کا صبر و استقلال	268
حبیب خدا کی طائف کے تین سرداروں سے تبلیغی ملاقات	269
حضور کی پہلے سردار سے ملاقات اور اس کا مایوس کن جواب	269
دوسرے سردار سے ملاقات	269
حضور ﷺ کی تیسرے سردار سے ملاقات	269
طائف سے مایوسی کے بعد آپ کی انگور کے باغ میں تشریف آوری	270
آپ نے بسم اللہ پڑھی تو غلام حیرت زدہ رہ گیا	270
غلام نے آقا کا ہاتھ چوما اور فوراً مشرف با اسلام ہوگیا	270

عنوانات	صفحہ
پیغمبر کی زندگی کے مصیبت زدہ دن طائف ہی گذرے	271
طائف میں نبوت کا چہرہ خون آلود ہوگیا	271
پیغمبر نے طائف میں فرشتوں کے تعاون کی پیشکش کو ٹھکرادیا	271
محمد ﷺ خدا کی رضا پر راضی ہے	271
حضور ﷺ کا اہل طائف کے لئے دُعائیں کرنا	272
صحابہ کرام کی ہجرت حبشہ اور ابو جہل کے نمائندوں کا تعاقب	272
نجاشی کے دربار میں مہاجرین حبشہ اور ابو جہل کے قاصدوں کا آمنا سامنا	272
نجاشی نے مشرکین مکہ سے ان کا موقف طلب کیا	272
نجاشی کے دربار میں مشرکین مکہ کا موقف	273
نجاشی نے مہاجرین سے انکا موقف طلب کیا	273
مہاجرین حبشہ کے امیر جعفر طیارؓ کا موقف	273
جعفر طیار نے نجاشی کے سامنے سورۃ مریم پڑھی تو نجاشی اشک بار ہوگیا	273
ہم نے جب بتوں کی تردید کی تو مشرکین مکہ مخالف ہوگئے	274
نجاشی نے مہاجرین اسلام کی بجائے مشرکین مکہ کو حبشہ سے نکال دیا	274
نجاشی نے اسلام قبول کرلیا تھا	274
پیغمبر ﷺ نے نجاشی کا جنازہ پڑھا	275
اللہ نے تمام حجابات اٹھادیئے	275

عنوانات	صفحہ
حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں	275
حضور ﷺ کے اخلاق کا عجیب ترین واقعہ	276
حضور ﷺ نے فرمایا وہ محمد ﷺ میرا ہی نام ہے	277
حضورؐ پر ایک ہی سال میں بے شمار صدمات	277
سب سے زیادہ مصائب طائف میں اٹھائے	277
رسول کون	278
صحابہ کرامؓ پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے	279
ہم صحابہؓ کا دامن کیسے چھوڑیں	280
حضرات صحابہؓ ایماندار ہی نہیں بلکہ معیار ایمان تھے	280
غزوۂ اُحد	281
اُحد کا معنی	282
مقام صحابہؓ	282
اسباب غزوہ اُحد	283
ابتدائی معلومات	284
حضور ﷺ کی روانگی اور ابتدائی واقعات	287
مشرکین کی آمد	289
جنگ کے واقعات	290
حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت	291
انصار کا ایثار	292
حضرت سعدؓ کی محبت رسول	293
جو عشق نبوی ﷺ میں کٹے	295
حضرت عمرو بن جموحؓ	295
حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ	297
حضور ﷺ کے دندان مبارک	297

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
صحابیؓ رسول ﷺ کی آخری خواہش	298	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک کیسا تھا	331
غزوۂ اُحد......اور شہادت حضرت امیر حمزہؓ	302	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک کیسی تھی	331
ماہ شوال کے متعلق ایک بات	303	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک کیسی تھی	331
جنت میں شہداء کا مطالبہ	304	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکیں مبارک کیسی تھی	332
شہداء کی اقسام	306	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناک مبارک کیسے تھی	332
جہاد کی تین اقسام	307	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ مبارک کیسا تھا	333
قیامت تک آنے والے شہیدوں کا سردار	309	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک کیسے تھے	333
حضور ﷺ کی پیش گوئی اور صحابہ کرامؓ کی بہادری	310	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعاب مبارک کیسی تھی	333
صحابہ کرامؓ میں شہادت کی تڑپ	312	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک کیسی تھی	334
غزوہ احد کے واقعات	313	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار کیسے تھے	334
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی غیرت ایمانی	314	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک کیسا تھا	334
حضرت حمزہؓ کی شہادت اور حضرت وحشیؓ کا کردار	315	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ کیسا تھا	334
حضرت علیؓ کے اونٹ	316	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کی برکات	335
کیا مشکل کشاء رویا کرتے ہیں؟	317	حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کے برکات	338
بہن...... بھائی کی لاش پر	319	حضور ﷺ کی زلف مبارک کیسی تھی	340
اگر ماتم جائز ہوتا	321		
صُورت النبی ﷺ	324		
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وصورت کا نقشہ قرآن کی زبانی	325		
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک کیسا تھا	329		
آپ کے بدن مبارک کا رنگ کیسا تھا	329		
حضورؐ کا قد مبارک کیسا تھا	330		

عنوانات	صفحہ
حضور ﷺ بالوں کی مانگ کیسی نکالتے تھے	340
حضور ﷺ کے سر کے بال مبارک کتنے بڑے ہوتے تھے	341
حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کیسی تھی	342
حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کیسے تھے	344
حضور ﷺ کی کلائی مبارک کیسی تھی	344
حضور کی انگلیاں مبارک کیسی تھیں	344
حضور ﷺ کے کندھوں کی کیفیت کیسی تھی	346
حضور ﷺ کی مہر نبوت کہاں اور کیسی تھی	346
حضور ﷺ کا سینہ مبارک کیسا تھا	347
حضور ﷺ کے قدم مبارک کیسے تھے	347
حضور ﷺ کے قدم کی پشت کیسی تھی	347
حضور ﷺ کے پاؤں کے تلوے مبارک کیسے تھے	347
حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کی انگلیاں کیسی تھیں	348
حضور ﷺ کی ایڑی مبارک کیسی تھی	348
حضور ﷺ کی پنڈلی مبارک کیسی تھی	348
حضور ﷺ کے بدن مبارک کے جوڑ کیسے تھے	348
حضور ﷺ کے بدن مبارک پر بالوں کی کیفیت کیا تھی	348
حضورؐ کے بال مبارک سفید بھی تھے یا نہیں	349
حضور ﷺ کی نیند کیسی تھی	349
حضور ﷺ کی تخلیق جنت کی مٹی سے ہوئی	350
ہمارا عقیدہ	353
حافظ ابن قیم کا قصیدہ نونیہ	354
حضور ﷺ کی زیارت کے لئے وظیفہ	359

عنوانات	صفحہ
پہلا طریقہ	359
دوسرا طریقہ	360
تیسرا طریقہ	360
بنات رسول ﷺ	361
پردے کی آیتوں پر عمل	362
سرور کائنات کی صاحبزادیوں کے نام	363
طیب رسول کی طیبہ بیٹیاں	364
نبی کی صاحبزادیوں کے اسماء کے معانی	365
حضرت فاطمہؓ کی وفات کے وقت آخری وصیت	366
خانہ کعبہ میں بت گرانے والا علیؓ کون تھا؟	367
علی بن ابوالعاصؓ نواسۂ رسول کی شہادت	368
امامہ کون تھی......؟	368
امامہ کے بطن سے علی المرتضیٰؓ کی اولاد	369
زینبؓ کی فضیلت میں ساقیٔ کوثر کا بیان:	370
حضرت فاطمہؓ کے بارے میں ختم الرسلؐ کا فرمان	370
خیریت متعدی اور افضلیت لازمی ہے	371
سیدہ زینبؓ کی اور فضیلت	371
سیدہ رقیہؓ کی شادی اور ان کی اولاد	372
سیدہ رقیہؓ کی وفات میں ایک تاریخی واقعہ	373
سرور کائناتؐ کا عثمانؓ کو بلا کر دوسری صاحبزادی کا دینا	374
مولانا حق نواز جھنگوی شہید کا تفکر	375
نبیؐ کا کافر کی لڑکی سے حسن سلوک:	376
سیدہ فاطمہؓ اور ان کی اولاد:	377
حضرت فاطمہؓ کے آخری وقت کی کہانی......حیدر کرارؓ کی زبانی	378

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
رسول اللہ ﷺ کی حسنؓ و حسینؓ سے محبت	379	اسلامی ریاست کا آغاز	390
حسنؓ کا چہرہ آنحضرت ﷺ کے چہرہ	379	سیاست کا مفہوم	391
مبارک سے ملتا تھا		یہ حماقت ہے	391
حیدر کرارؓ کا نکاح فاطمہؓ سے کیسے ہوا؟	380	اسلام کے کھوکھلے نعرے	391
حیدر کرارؓ کی بازار میں عثمانؓ سے ملاقات:	381	ایک اصولی بات	392
حیدر کرارؓ کی فاطمہؓ سے شادی کا طے ہونا:	382	مولانا مفتی محمود کی وزارت اعلیٰ	392
سیدہ فاطمہؓ کے جہیز کا سامان:	382	اسلام پر اعتماد ہو	393
علیؓ کے نکاح کے گواہ کون	383	سب سے بڑے فاتح	393
سیدہ فاطمہؓ کی رخصتی کے وقت حضرت	384	حضور ﷺ کی اعلیٰ حکمت عملی	394
خدیجہؓ کی یاد		ریاست پیغمبر کا نمایاں پہلو	394
رسول اللہ ﷺ نے حیدر کرارؓ کو فاطمہؓ	384	حضور ﷺ کا مرکز	395
کے لیے مکان دیا		فتوحات کیسے ملیں	396
اسلامی سیاست	385	حضور ﷺ کی جنگی حکمت عملی	396
رب کی دھرتی رب کا نظام	386	حضور ﷺ کی جنگی پالیسیاں	397
حضورؐ کا پڑاؤ حضرت ابو ایوبؓ کے ہاں	386	وراثت میں عورتوں کا حصہ	398
یہود کی وعدہ خلافی	387	مقام عورت نبوت کی نظر میں	398
حضور ﷺ کے دو امتحان	387	عورت کا سب سے بڑا زیور	399
مکہ مکرمہ میں ظلم و ستم	387	حضور ﷺ کا طرز حکومت	399
حضرت زنیرہؓ کا ایمان	389	بنیادی حقوق	400
عیسائی نقطہ نظر	389		

....

تحفظِ ختم نبوت اور فتنہ مرزائیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا.

(پ۲۲، الاحزاب: ۴۰)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً وَّخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ.

(رواه مسلم فی الفضائل)

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

محمدؐ کی غلامی دینِ حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

میرے واجب الاحترام، قابل صدر احترام، علاقہ مارونجی آئی لینڈ کے دوستو، بزرگو اور ساتھیو!

اس جامع مسجد میں، جو دیار غیر میں ہے یہ اغیار کے دامن میں ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے۔ ایسی جگہ پر اللہ کا نام بلند کرنا اور اللہ کے دین کے لئے جمع ہونا اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی باتیں کرنا یہ بہت بڑی سعادت ہے، مجھے خوشی ہے کہ یہاں آپ کافی تعداد میں، اس علاقہ کے مسلمانوں کی آبادی کے حساب سے یہاں تشریف فرما ہیں۔ اور یہاں کے دوستوں کے اصرار اور، سید اسحاق شاہ صاحب اور حضرت مولانا علامہ نعمانی صاحب کے حکم پر آپ حضرات کے سامنے یہاں حاضری ہوئی ہے۔ میں نے رات ''لقوقہ'' کی جامع مسجد میں بھی حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مجھے یہ کہا گیا کہ میں یہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبت اور معراج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت کے عنوان پر آپ کے سامنے کچھ ضروری باتیں عرض کروں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا، آپ مصروف لوگ ہیں۔ لیکن یہ جو محفل ہے، یہ دین کی باتوں کا جو اجتماع ہے، یہ روز روز ایسا نہیں ہوتا، ویسے باہر کے ملکوں میں میں گیا ہوں، لوگوں میں بہت کم جذبہ اور شوق ہوتا ہے، لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں، مجبور

ہیں، اتنے پھنسے ہوئے ہیں کہ ان کو اپنا مالک بھول گیا ہے، اپنا رسول ﷺ بھول گیا ہے۔

کلمہ نبی ﷺ کا پڑھا، طریقہ انگریزوں کا اپنایا۔ کلمہ نبی ﷺ کا پڑھا اور طریقہ عیسائیوں کا اپنایا۔ کلمہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا پڑھا اور تعلیم اور تہذیب انگریزوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی اپنائی۔ سب کچھ بھول گئے، کوئی آدمی گندم بو کر کہے کہ میں گنا کاٹوں گا، ایسا دنیا میں کبھی نہیں ہوا۔ اولاد کو پڑھائی غیر مسلموں کی تعلیم اور کہا وہ دیندار بن جائیں، وہ تیرا کہنا مانیں، وہ تیری فرمانبرداری کریں، وہ تیرے حکم پر چلیں۔ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ سوچنے کی بات ہے!

ختم نبوت دین کا بنیادی عقیدہ ہے

حضور پاک ﷺ کی شان و مرتبت ہر مسلمان کے دل میں روشن ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعریف ہے وہ تو دنیا کے ہر کافر نے بھی کی ہے، جتنے بھی دنیا میں کافر ہیں، کوئی کافر ایسا نہیں ہے عیسائیوں اور یہودیوں میں، جس نے یہ نہ کہا ہو کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قابل تعریف ہیں...... لیکن یہ بات یاد رکھیں...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے سے جنت نہیں ملتی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے سے جنت ملتی تو عیسائیوں کو بھی مل جاتی، یہودیوں کو بھی مل جاتی اور مکے کے کافروں کو بھی مل جاتی، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا ابوطالب جن کو حضور ﷺ نے فرمایا...... کلمہ پڑھو تو انہوں نے نہیں پڑھا انہوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھ کر کہا تھا......

وَاَبْیَضُ یَسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتٰمٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

محمد! تیرا ایسا خوبصورت چہرہ ہے کہ اس چہرے کی بدولت آسمانوں سے بارش آتی ہے، یہ ابوطالب کا شعر ہے۔ کہ وہ جو تیرا چہرہ ہے یہ یتیموں کا آسرا ہے اور بیواؤں کا سہارا ہے، لیکن اس کے باوجود ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا اور اس تعریف کے باوجود ابوطالب کو جنت نہیں ملی۔

ہندوستان کا ایک ہندو شاعر جگن ناتھ آزاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے دنیا کی یہ حالت تھی کہ:

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا
وہی روئے زمیں پر آج تھا تخریب کی دنیا
یہ تحقیق و تجسس کا جہاں تھا آج ویرانہ
فلاطوں کی خرد، سقراط کی دانش تھی افسانہ
غرض دنیا میں ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشانِ نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے اُفق پر دفعتاً سیلابِ نور آیا
جہانِ کفر و باطل میں صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا
مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلینؐ آیا
سحابِ رحم بن کر رحمۃ للعالمین آیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے، لیکن اس پورے شعر سے...... پوری منقبت سے جگن ناتھ آزاد کو جنت نہیں ملے گی۔ جنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے سے نہیں ملتی، جنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا ماننے سے ملتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو جنت پھر ملے گی۔ سگے چچا نے کہنا نہیں مانا، تعریف کی ہے، جنت نہیں ملی۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہیں حبشے کے، صرف تعریف نہیں کی کہنا مانا ہے، سلمان رضی اللہ عنہ فارس سے آیا ہے کہنا مانا، خالد رضی اللہ عنہ صنعاء سے آئے کہنا مانا ہے، اتنا اونچا مرتبہ ملا کہ ٹہلتے مکے کی گلیوں میں ہیں اور قدموں کا کھٹکا جنت میں ہو رہا ہے۔

میرے بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا ماننا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

عشق ومحبت کی دلیل ہے۔

ایک آدمی دوسرے آدمی کے گھر مہمان جاتا ہے، دوپہر کا وقت ہے، پیاس لگی ہے، مہمان نے کہا پیاس لگی ہے، گھر والے کھڑے ہوگئے، باہر نکلے، استقبال کرنے آئے، کہنے لگے بڑی خوشی ہے تمہارے آنے کی، جب مہمان گھر میں آئے تو کہے مجھے پانی پلاؤ گرمی ہے۔ تو گھر والے کہیں کہ پانی ہم نہیں پلاتے، تمہارے آنے کی خوشی بڑی ہے، تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ کہے، بہت پیاس لگی ہے، پانی پلاؤ وہ کہیں نہیں پانی نہیں ہے، آپ کے آنے کی بڑی خوشی ہے۔ سبحان اللہ، جی آیاں نوں، اھلا وسھلا مرحبا، مجھے بھی خوشی ہے، آپ کو بھی خوشی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، میں بھی خوش ہوں، آپ بھی خوش ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھو...... نماز نہیں پڑھتے ...... آپ کے آنے کی خوشی بڑی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھو...... روزہ نہیں رکھتے ...... آپ کے آنے کی خوشی بڑی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گوشت حرام ہے ...... یہ گوشت تو ہم ضرور کھائیں گے...... آپ کے آنے کی بڑی خوشی ہے۔

تو جب کوئی آدمی کسی کے ہاں مہمان آتا ہے تو خوشی اسی کو کہتے ہیں کہ اس کو پانی بھی نہ پلاؤ، اس کا کہنا نہ مانو، اس کا مطلب ہے کہ تم مذاق کر رہے ہو، آپ نے اس سے مذاق کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، آپ نے فرمایا، نماز پڑھو، نماز نہیں پڑھتے، آپ کے آنے کی بڑی خوشی ہے۔ نماز پڑھو...... روزہ رکھو...... حج کرو...... زکوٰۃ دو...... خیرات نکالو...... یہ کچھ نہیں مانا...... آپ کے آنے کی بڑی خوشی ہے۔ اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی آمد پر بڑے خوش ہیں۔ کیا ہیں؟ میں نے برطانیہ میں لوگوں کو دھاڑیں مار کر روتے دیکھا ہے۔ دھاڑیں مار مار کر کہتے ہیں، لڑکا بگڑ گیا ہے، لڑکی بگڑ گئی

ہے، ایک لڑکا اپنے باپ کو خط لکھتا ہے کہ "ابا جان پرسوں چرچ میں میری شادی ہے، تمہیں بھی دعوت ہے۔" مسلمانو! مبلغ ہو تم! ہر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داعی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے۔ یہ ٹھیکہ صرف مولویوں کا نہیں ہے، ہر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامبر ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا داعی ہے۔ داعی ایسے ہوتے ہیں کہ دین پر عمل کوئی نہیں۔ شریعت پر عمل نہیں۔ حضور علیہ السلام کی شان بیان کرنا عبادت ہے، ذکر عبادت ہے۔

حضور علیہ السلام کے بے شمار معجزات ہیں اور معجزات میں ایک معجزہ اللہ کا قرآن ہے۔ یہ قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ ایک معجزہ ختم نبوت ہے۔ میں نے جو دو مقامات سے آیات کریمہ پڑھی ہیں، ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عجیب وغریب اور اہم معجزہ بیان فرمایا ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ ساری کائنات کے پیغمبر ہیں، دنیائے کائنات کے آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔"

اس پر قرآن پاک میں دوسو آیات کریمہ ہیں۔ میں نے ختم نبوت کے موضوع پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ہے "عقیدہ ختم نبوت اور اسلام" اس میں یہ دو آیات کریمہ میں نے لکھی ہیں کہ ختم نبوت پر دوسو آیات قرآنی اعلان کر رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوگا، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

ختم نبوت اساس دین ہے

ختم نبوت اساس دین ہے۔ یہ دین کی اساس ہے، اگر یہ نہ مانا جائے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ہیں" تو اسلام ختم ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں۔ ایک آدمی کہے جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی فلاں آدمی نبی ہے اور چلو جی تم تو اس کو نہ مانو لیکن اب جب تم سے ملنے آئے تو اس سے معانقہ کرو۔ اس کو

گھر میں بٹھاؤ۔اس کے ساتھ محبت کرو تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھایا۔ آپ نے اپنے کاروبار کے لئے، اپنے پڑوس کے لئے اپنا منہ ملاحظہ رکھنے کے لئے پیغمبر کا دل دکھایا، اپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں ہے۔

قرآن کہتا ہے...... قل ......اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کرو...... یا یھا الناس ......اے دنیا کے لوگو! مشرق و مغرب شمال و جنوب کے لوگو! دیکھو یہ خطاب دنیا میں کسی بھی نبی نے نہیں کیا، جو خطاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے...... یا یھا الناس "الناس" کا معنی دنیا کا ہر انسان اس کا یہ معنی ہے، اے ہر انسان۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا...... یاقَوْمِ ......اے میری قوم

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ...... یاقَوْمِ ......اے میری قوم

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا...... یاقَوْمِ ......اے میری قوم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا...... یاقَوْمِ ......اے میری قوم

ہر نبی نے فرمایا "میری قوم" کیوں؟ ہر نبی اپنی قوم کے لئے تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... یا ایھا الناس......

یہ خود نہیں فرمایا، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اعلان کر...... قل ...... کہہ دے کہ...... یا ایھا الناس ......اے دنیا کے لوگو، مشرق و مغرب کے لوگو، شمال و جنوب کے لوگو! قیامت تک آنے والے لوگو! ساری زمین کے لوگو، کالے اور گورے لوگو، اور ہر دھرتی پر ہر جگہ بسنے والے لوگو...... یا ایھا الناس انی ...... میں ...... رسول اللّٰہ الیکم جمیعا ......میں تو ہر انسان کے لئے آخری ہدایت، آخری پیغمبر رسول بن کر آیا ہوں، مرے سوا دنیا میں قیامت تک کوئی پیغمبر اور رسول نہیں۔

تمام انبیاء پر خصوصی فضیلتیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے چھ باتوں میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت ہے...... فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنبِيَاءِ بِسِتٍّ ...... چھ باتوں میں مجھے سارے انبیاء

پر فضیلت ہے۔ان میں سے پہلی بات یہ ہے......اوتیت جوامع الکلم......یعنی میں جامع کلام کا حامل ہوں۔

پہلی فضیلت جوامع الکلم

مثلاً میں آپ کو ایک لفظ حضور ﷺ کا بتاتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا...... المومن مراۃ المومن ......مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔اس لفظ پر غور کریں آئینہ کس کو کہتے ہیں؟......شیشہ!جس وقت آپ نہاتے ہیں کنگھا کرتے ہیں تو شیشہ دیکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن دوسرے مومن کا شیشہ ہے، یہ لفظ بظاہر تو ایسا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن مومن کا شیشہ ہے۔لیکن اس میں اتنے معنی ہیں کہ اس ایک لفظ پہ علماء نے کتابیں لکھی ہیں۔کیسے؟ پہلی بات یہ ہے کہ مومن مومن کا شیشہ ہے۔یعنی جب آپ شیشہ میں چہرہ دیکھتے ہیں تو شیشہ آپ کے چہرے کا عیب بتاتا ہے۔یہ بتاتا ہے کہ تیرے چہرے پر یہ عیب ہے۔تجھے بتاتا ہے کہ مومن کو چاہیے کہ جو تیرا عیب ہے وہ تجھے بتائے اور جب تجھے بتائے اور جب وہ شیشہ دوسرے آدمی کے پاس جاتا ہے تو پھر اس پہلے کا عیب اسے نہیں بتاتا۔پھر اسی کو دوسرے کا عیب بتاتا ہے۔

مومن،مومن کا آئینہ ہے۔یعنی جب مومن تیرے سامنے آئے،تو تیری کمزوری تجھے بتائے گا۔کہ بھائی یہ کام اس طرح ٹھیک نہیں۔یہ تیرے چہرے پر نشان ہے۔لیکن جب وہ شیشہ دوسرے کے پاس جائے گا......تو پھر اس کو اس کا عیب بتائے گا۔یعنی مومن، مومن کے پاس جا کر اس کا عیب بتاتا ہے۔یہ مومن دوسرے کا عیب اس کو کہیں نہیں بتاتا۔تو اسی لئے فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے کہ......المومن مراۃ المومن (مشکوۃ صفحہ ۴۲۴)......مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے......یہ تو ایک مثال ہے۔

صحابہ ﷺ ستارے ہیں

اسی طرح ایک اور مثال ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اصحابی

کـالـنجـوم میرے تمام صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔حضور نے صحابہ کو ستارے کیوں کہا؟لفظ تو صرف دو ہیں......اصحابی کالنجوم......

لیکن اس میں سمندر ہے معنی کا پنہاں، سمندر......اس کو کھولو تو موتی ہیں...... اصـحـابـی کالنجوم......میرے تمام صحابہ ستاروں کی طرح ہیں......کیوں؟......دیکھئے اس میں معنی بہت ہیں۔لفظ ایک ہے۔معنی بہت ہیں...... یہ ہے جامع الکلم کا معنی! کہ حضور نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔کہ آسمان پر کوئی ستارہ ایسا نہیں کہ جس ستارے میں روشنی نہ ہو......تو میرے صحابہ میں کوئی صحابی ایسا نہیں جس میں روشنی نہ ہو۔ رات کو لوگ جب سفر کرتے تھے تو آسمان کے ستاروں سے راستہ تلاش کرتے تھے۔قرآن کہتا ہے......وَبِـالـنَّـجْـمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ...... آسمان والے ستارے دنیا کی زمین کا راستہ بتاتے ہیں اور میرے صحابہ بھی ستارے ہیں...... جنت کا راستہ بتاتے ہیں......اور ستارے اس لئے بھی کہا کہ کوئی ستارہ زیادہ چمکتا ہے۔کوئی تھوڑا چمکتا ہے۔

......تو صحابہ......

جتنے ابو بکر رضی اللہ عنہ چمکتے ہیں......اتنے عمر رضی اللہ عنہ نہیں چمکتے۔
جتنے عمر رضی اللہ عنہ چمکتے ہیں......اتنے عثمان رضی اللہ عنہ نہیں چمکتے۔
جتنے عثمان رضی اللہ عنہ چمکتے ہیں......اتنے علی رضی اللہ عنہ نہیں چمکتے۔
جتنے علی رضی اللہ عنہ چمکتے ہیں ......اتنے باقی صحابی نہیں چمکتے۔

کوئی زیادہ چمکتا ہے۔کوئی تھوڑا چمکتا ہے۔اسی لئے ستاروں سے تشبیہ دی، اور ستارہ اس لئے بھی کہا کہ ستاروں کی طرف آدمی اگر تھوکے......تو اس کا تھوک لوٹ کر اسی کے منہ پر آتا ہے۔تو جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف تھوکے گا......اس کا تھوک بھی لوٹ کر اسی کے منہ پر آئے گا......!

اسی لئے فرمایا اصـحـابـی کالنجوم میرے صحابہ ستاوں کی مانند ہیں۔(مشکوٰۃ جلد ۲، صفحہ ۵۵۴) یہ دو حدیثیں صرف میں نے آپ کو بتائی ہیں تا کہ آپ کو پتہ چلے کہ اوتیت جوامع الکلم......کا معنی کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے جامع کلام کا حامل

بنایا ہے کہ میری کلام تھوڑی ہوگی لیکن اس کا معنی بہت ہوگا۔ یہ کسی اور نبی میں نہیں۔

دوسری فضیلت

اور دوسرے نمبر پر کیا ہے؟ ونصرت بالرعب اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا رعب دیا کہ میرے چہرے جیسا رعب دار چہرہ کسی کو نہیں دیا۔ حضور علیہ السلام درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں...... کافر تلوار لے کر حضور علیہ السلام سے کہا کہ "میری تلوار سے آپ کو کون بچائے گا۔" تو حضورؐ نے فرمایا "اللہ" اللہ کہا تو وہ کانپنے لگا۔ تلوار اس کے ہاتھوں سے گر گئی۔ اب تلوار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھالی، فرمایا تو بتا کہ "میری تلوار سے تجھے کون بچائے گا۔"

تو اس نے کہا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بچائے گی۔ تو دیکھو...... وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھ کر کانپتا کیوں تھا؟

ونصرت با الرعب ......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری فضیلت

اور تیسرے نمبر پر فرمایا: وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسَاجِدًا وَّطُهُوْرًا...... اللہ نے پوری زمین کو میرے لئے اور میری امت کے لئے مسجد اور پاکیزہ بنا دیا ہے۔ پہلی امتوں میں مسجد کے سوا آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا تھا...... لیکن میری امت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ اعزاز رکھا ہے کہ آدمی نماز مسجد کی جگہ کے علاوہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ تو یہ بھی مجھے اعزاز دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی فضیلت

وارسلت الی الخلق ...... اور یہ بھی مجھے اعزاز بخشا ہے کہ میں خلق کا نبی ہوں...... دنیا میں جتنی مخلوق ہے۔ میں اس کا نبی ہوں...... جتنی مخلوق ہے،...... چاہے

گوروں کی ہے،......کالوں کی ہے، جو بھی دنیا میں مسلمان ہے، جو بھی دنیا میں انسان ہے۔ وارسلت الی الخلق...... میں خلق کا نبی ہوں......میں مخلوق کا نبی ہوں......میں قوم کا نبی نہیں ہوں......

ہر نبی نے کہا......یا قوم......اے قوم! اے علاقے والو!

لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......وارسلت الی الخلق...... میں خلق کا نبی ہوں......ساری دنیا کا نبی ہوں......ساری مخلوق کا نبی ہوں......ساری کائنات کا نبی ہوں!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں فضیلت

اور آگے فرمایا...... وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ......اور میں تمام انبیاء کے آخر میں آیا......میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور پیچھے فرمایا: ''میرے لئے ہر جگہ مسجد بنائی گئی'' اور میرے لئے پوری زمین کو پاک بنایا! زمین پاک ہے، تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا! یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہونا چاہئے! کچھ لوگ اس عقیدے کا انکار کرتے ہیں۔ منکر ہیں......وہ کہتے ہیں کہ جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور آدمی بھی نبی ہے...... جب ہم کہتے ہیں کہ وہ کیسے نبی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو آخری نبی ہیں...... کہتے ہیں کہ وہ مسیح موعود ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام ہے! اچھا جی عیسیٰ علیہ السلام وہ کیسے؟ کہتا ہے جی قرآن پاک میں ہے......وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ......اے عیسیٰ! ہم تجھے وفات دیں گے۔

چھٹی فضیلت

تو عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو گئے......تو جس عیسیٰ نے آنا تھا......وہ آچکے ہیں۔ وہ ہمارے عیسیٰ یہ ہیں۔ ان کو کہو۔

اگر کوئی شخص آپ کو قرآن کی یہ آیت پڑھ کر دھوکہ دے، تو آپ نے اس سے ایک بات کرنی ہے......آپ نے اس سے یہ کہنا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار جو نبی دنیا میں تشریف لائے، وہ زندہ ہیں یا فوت ہو گئے......وہ کہے گا کہ وہ فوت ہو گئے......تو وہ بھی فوت ہو گئے۔ اور اس آیت میں بھی خبر ہے کہ "اے عیسیٰ تجھے وفات ہو گی" بقول اس کے ......تو باقی نبی بھی فوت ہونے تھے۔ تو صرف عیسیٰ کی وفات کی خبر کیوں دی؟ اور باقی نبیوں کی وفات کی خبر کیوں نہ دی؟ بھائی نبی تو باقی بھی سارے فوت ہو گئے......ان کے لئے قرآن نے کیوں نہیں کہا کہ اے نبیو! تمہیں وفات ہو گئی......ان کو کیوں نہیں کہا؟......صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں کہا......؟ اس آیت میں ہمارا عقیدہ پوشیدہ ہے......اگر کسی کو پتہ ہو......یہ آیت بتاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات عام نبیوں کی وفات کی طرح نہیں......اس لئے خاص طور پر اس وفات کا ذکر کیا۔ اگر اس کا معنی وفات کا لیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کہا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو جو پھانسی دینے لگے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل کا ایک آدمی......جو ان کے قید خانے میں تھا......اسے وہاں چھوڑا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پہ اٹھا لیا، کیونکہ انہوں نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! میں آخر الزماں نبی کا امتی ہوتا......اللہ نے دعا قبول کر کے ان کو آسمانوں پہ اٹھایا......اور جو ان کی شکل کا آدمی وہاں موجود تھا، اس کو اٹھا کر یہودیوں نے پھانسی دے دی۔

وما قتلوہ......نہ قتل کیا ان کو......وما صلبوہ......نہ ان کو کسی نے سولی دی۔ ولکن شبہ لھم ......بلکہ ہم نے ان کو مشابہت میں ڈال دیا......ان کو چکروں میں ڈال دیا......یعنی ان کو خلط ملط ہو گیا۔ پتہ نہ چلا کہ کس آدمی کو پھانسی دے دی...... وما قتلوہ وما صلبوہ ......اور دیکھیں کوئی آدمی اگر آپ سے کہے کہ دیکھو جی اس کا یہ معنی ہے......یہ معنی ہے۔ ان کو کہو اس کا جو بھی معنی ہو وہی بات ہوئی نا کہ ایک لڑکا اپنی ماں کو کہتا ہے کہ اماں گاؤں کا چوہدری فوت ہو گیا ہے اب کون چوہدری ہو گا؟......تو اس ماں نے کہا فلاں ہو گا۔ کہنے لگا کہ وہ فوت ہو گیا تو پھر کون ہو گا......اس نے کہا پھر فلاں ہو گا......اس نے کہا بیٹا!

سارا گاؤں مر جائے......تو چوہدری نہیں بن سکتا۔

اگر کوئی آپ سے کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے......ان کو کہو وہ فوت ہو گئے۔ٹھیک ہے۔اب آگے چلو کیا کہتے ہو! کہتے ہیں جی! مرزا قادیانی نبی ہے۔ ان کو کہو...... جتنے نبی تھے سارے فوت ہو گئے...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو گئے...... یہ نبی کوئی نہیں......اس لئے کہ جس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے آنا ہے،اس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نشانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں موجود ہیں۔ان کو کہو......معنی اس آیت کا جو مرضی ہو......لیکن جو نشانیاں ہیں،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی......وہ نشانیاں ان میں سے ایک نشانی بھی تو ان میں نہیں پائی جاتی ایک بھی...... مثلاً پہلی نشانی کیا ہے؟......کہ ان کا نام عیسیٰ ہو گا۔۔اس کا نام عیسیٰ نہیں ہے......اور وہ مینار جو دمشق کی جامع مسجد کا ہے۔وہاں اتریں گے......شام کے ملک میں ہے......یہ وہاں نہیں اترا......موٹی سی بات ہے......اور ان کے آنے کے بعد دنیا میں کوئی عیسائی اور یہودی زندہ نہیں بچے گا...... بڑی نشانی ہے......اور وہ جب فوت ہو جائیں گے تو ان کے فوت ہونے سے پہلے دنیا میں عیسائی اور یہودی ختم ہو جائیں گے۔اب ہو گئے ہیں ختم! وہ فوت ہو گئے......لیکن اب عیسائی اور یہودی دنیا میں بھی بڑھ گئے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے......قبر ان کی وہاں جا کر بنے گی......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے میں بنی قبر؟...... میں کہتا ہوں آیت کا معنی جو مرضی تم کرو......اس کو چھوڑو......ان کو کہو نشانی کونسی پائی گئی ہے؟ کہاں ہے نشانی؟

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص آخری پیغمبر مانتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔وہی مسلمان ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں پیدا نہیں ہوں گے...... وہ آسمانوں سے آئیں گے۔وہ پیدا ہو چکے ہیں آسمانوں پر ہیں......کوئی پیغمبر قیامت کی صبح تک دنیا میں پیدا نہیں ہو گا...... دوبارہ جبرائیل امین علیہ

السلام نہیں آئیں گے......اور جس آدمی کو یہ لوگ عیسیٰ کہتے ہیں......اس نے تو اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں محمد ہوں......محمد لکھا ہے......اور باقاعدہ ان ہی کتابوں میں یہ لفظ موجود ہے......کہ قرآن پاک میں جو محمد رسول اللہ کا لفظ آیا ہے......وہ میرے لئے آیا ہے......میری شان میں ہے تو عیسیٰ کا ذکر کہاں ہے......خیر! میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا......یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا...... اے دنیا کے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

میں قیامت کی صبح تک کے لئے نبی ہوں......اور ساری کائنات کے لئے...... ساری دنیا کے لئے میں ہی رسول ہوں......مجھ پر وحی آئی ہے......میرے جانے کے بعد وحی کا سلسلہ ختم......جبرئیل کا آنا ختم......نئی کتاب ختم......نئی شریعت ختم! میرے بعد میرے نام لیوا میرے خلفاء ہوں گے......جو میرے حکم پہ چلیں گے......جو میری کتاب پہ چلیں گے......نہ نئی شریعت آئے گی......نہ نئی کتاب آئے گی......نہ فرشتہ آئے گا......کوئی نہیں آئے گا قیامت کی صبح تک......ہر شخص میرا امتی ہوکر......میرا نام آگے دنیا تک پہنچائے گا۔ یا یھا النّاس انّی رسول اللہ الیکم جمیعا...... اے دنیا کے لوگو! ساری کائنات کے لئے میں آخری رسول ہوں۔ آخری پیغمبر ہوں۔

خیر القرون کے جھوٹے مدعیان نبوت

میرے بھائیو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تین آدمیوں نے دعویٰ نبوت کیا۔ ایک آدمی کا نام تھا طلیحہ اسدی......ایک عورت تھی جس کا نام تھا سجاح......اور ایک آدمی تھا جس کا نام تھا مسیلمہ کذاب......یہ تین تھے۔

مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور علیہ السلام کو خط لکھا......کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو بھی نبی مانتا ہوں......آپ بھی نبی ہیں......لیکن جس علاقے ''یمامہ'' میں میں رہتا ہوں اس علاقے کا نبی آپ مجھ کو تسلیم کرلیں۔ اس علاقے کا میں نبی ہوں......وہ کہنے لگا......اللہ کے رسول میں اس علاقے یمامہ کا نبی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے اس کا خط پھاڑ دیا......اور آپ نے فرمایا......میری شریعت میں اگر قاصد کو قتل کرنا جائز ہوتا......تو میں تیرے قاصد کو قتل کر دیتا۔ میری نبوت میں شرکت کیسے؟

چنانچہ کیا ہوا پھر......؟ حضور علیہ السلام کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے......تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جتنی جنگیں لڑی ہیں......سب سے بڑی جنگ...... شام کی جنگ کے بعد ختم نبوت کے منکرین سے تھی......اور وہ جنگ یمامہ ہے......اور یہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس جنگ میں پہلے جو دو لشکر مسلمانوں کے گئے ان کو شکست ہوئی۔ تیسری مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب مسیلمہ سے لڑائی لڑی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی فوج کی تعداد بارہ ہزار تھی اور مسیلمہ کی فوج کی تعداد پینتیس ہزار تھی اور بارہ ہزار فوج کے لشکر میں ساڑھے سات سو قرآن کے قاری اس جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی جنگ ہے آپ کے ناموس کی جنگ ہے۔

دیکھو! سب سے پہلے منکرین ختم نبوت کے خلاف انہوں نے جہاد کی اور ایک عورت بھی کہتی تھی کہ میں نبی ہوں تو اس عورت کی تو دلیلیں ہی بڑی وزنی تھیں۔ اس عورت نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میرے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا“ یہ تو نہیں کہا کہ نبیہ بھی کوئی نہیں آئے گی۔ مردوں میں نبی کوئی نہیں آئے گا، عورت تو نبی آسکتی ہے۔ یہ اس کی دلیل تھی اور بڑی عجیب و غریب دلیل تھی۔

ایک حدیث حضور ﷺ کی آپ کو سناتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ اَلَا اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ. (رواہ مسلم)

”میرے بعد عنقریب تیس دجال دنیا میں پیدا ہوں گے، تیس بڑے بڑے جھوٹے، ہر آدمی ان میں سے کہے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ لیکن یاد رکھو میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی پیغمبر دنیا میں پیدا نہیں ہوگا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے اس اعلان کے بعد کوئی شک رہ جاتا ہے؟

میرے بھائیو! اس کی دلیل یہ تھی کہ میں نبیہ ہوں...... عورت ہوں...... حالانکہ اس پاگل عورت کو یہ نہیں پتہ تھا کہ عورت نبی بنتی نہیں ہے، عورت نبی بن نہیں سکتی۔ عورت نبی جن سکتی ہے، عورت نے نبیوں کو جنم دیا ہے۔ وہ کہتی ہے میں بھی نبی ہوں، اس کے ساتھ بھی کئی ہزار آدمی مل گئے اور بعد میں پھر کیا ہوا، پھر مسیلمہ اور اس عورت کا مقابلہ ہوا ایک جگہ وہ کہتی ہے میں نبیہ ہوں، وہ کہتا ہے میں نبی ہوں، ایک لشکر مسیلمہ کا اس طرف میدان میں کھڑا ہوا اور سجاح نامی عورت کا لشکر اس طرف کھڑا ہوا اور یہ آپس میں مذاکرات کر رہے ہیں۔ مذاکرات ہوئے، مسیلمہ بڑا عیار اور چالاک تھا، اس نے خوشبو لگائی اور بڑا بن سنور کر گیا اور عورت جو ہے خوشبو کے جھانسے میں آ گئی۔ فریفتہ ہو گئی۔ اب جناب یہ وہاں ایک دوسرے پر فریفتہ ہو گئے۔ اور نیچے امتیں کھڑی ہیں وہ اس انتظار میں ہیں کہ مذاکرات میں کیا ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی...... داد عیش دینے کے بعد یہ باہر نکلے اور اعلان کیا کہ ہم دونوں کا آپس میں نکاح ہو گیا ہے اور فجر، عصر اور عشاء...... یہ تین نمازیں مہر کے اندر ہم نے معاف کر دی ہیں امتوں کو...... امتوں کو تین نمازیں مہر میں معاف ہو گئی ہیں۔

یہ ان کے باپ کا دین تھا، جو گھر بیٹھے آپس میں نکاح کر رہے ہیں اور نمازیں معاف کر رہے ہیں۔ (استغفر اللہ) کیسے لوگ تھے؟

اور اس کے بعد بھی کئی لوگوں نے دعویٰ کیا ایک علی بن محمد خارجی تھا اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، تین سو سال اس کا فتنہ دنیا میں رہا، تین سو سال بہت بڑا فتنہ تھا، ایسا بڑا فتنہ کوئی نہیں آیا، تین سو سال!! بالآخر اسے ہارون الرشید کے دور میں ختم کیا گیا۔ تو خیر! یہ ہر دور میں لوگوں کو جھوٹ بول کر من گھڑت باتیں کر کے، قرآن کی آیتوں کا غلط مطلب کر کے کہ جی حدیث میں تو آیا ہے کہ منارہ دمشق کی جامع مسجد کا ہوگا۔ کہتے ہیں جی اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شرقی مینار ہو گا تو وہ قادیان میں جو شرقی مینارہ ہے، اس سے مراد وہ ہے۔

بھائی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تو روضے میں قبر کی جگہ خالی ہے وہاں کس نے

دفن ہونا ہے۔وہاں کون آئے گا؟اور پھران کی ۸۰ نشانیاں ہیں حدیث میں نمبرایک، نمبردو، اس طرح ایک نشانی تو بتاؤ، ایسے لوگوں کو پاگل بنانا، لوگوں کو دھوکے میں رکھنا اور لوگوں کو غلط آیتیں، غلط ترجمہ، غلط مطلب بتا کرلوگوں کے ایمان کوختم کرنا کتنی بڑی جہالت اور ضلالت ہے، اور اس پر مجھے بڑا افسوس ہے۔ بڑے بڑے گریجویٹ، بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ اس جھانسے اور فتنے میں آگے، کیونکہ دین سے لاعلم تھے، دین کا پتہ نہیں، شریعت کا پتہ نہیں اور اسلام کا پتہ نہیں، کچھ پڑھا نہیں، گریجوایشن کی، انگریزی تعلیم حاصل کی، دین کا علم ہے نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے جی! بالکل آنا ہے، وہ تو آ گئے جی! فلاں جگہ پر۔ اچھا جی آ گئے ان کی کوئی نشانی جو حدیث میں ہے۔ قرآن میں ہے، یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے، آپ بازار میں ایک لوٹا خریدتے ہو، قرآن میں ہے، یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے۔ آپ بازار میں ایک لوٹا خریدتے ہو، پانی پینے والا برتن خریدتے ہو، اس کو کھٹکا کر دیکھتے ہو کہ جناب یہ کہیں ٹوٹا ہوا تو نہیں ہے اور تم نبی منوار ہے ہو ہم کھٹکائیں گے، ہم دیکھیں گے یہ کیسا ہے؟ اندر سے کھوکھلا تو نہیں ہے، ایک پانی پینے والا برتن کھٹکھٹا کر دیکھتے ہو کہ اندر سے اس کو سوراخ تو نہیں، تم ہمیں نبی منواز ہے ہو اور کہتے ہو ویسے ہی مان لو، کیسے مان لیں؟ ہم تو کھٹکھٹا کر دیکھیں گے کہ یہ کیسا ہے؟

میرے بھائیو! جس شخص کا ختم نبوت پر ایمان نہیں ہے، کروڑ مرتبہ کلمہ پڑھے، اس کے کلمے کا کوئی اعتبار نہیں ہے، یادرکھو! ختم نبوت اسلام کی بنیاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی پر ایک آدمی بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے اور جو لوگ اس غلط جھانسے میں آئے اگر کوئی آدمی میری بات سنتا ہے، یا یہ میری کیسٹ سنے تو میں ان سے کہتا ہوں کہ اپنے عقیدے پر غور کرو ہم تمہاری ذات کے دشمن نہیں ہیں۔ ہم تمہاری ذات کے مخالف نہیں ہیں۔ تمہارے غلط نظریات سے مخالفت ہے، برائی سے نفرت ہے، برے آدمی سے نفرت نہیں ہے۔ مسلمانوں کا یہ ایمان ہونا چاہئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا عقیدہ صحیح ہو، آپ کو دھوکے میں جتلا کیا گیا ہے۔ آپ کو قرآن کی آیات کا غلط ترجمہ کر کے غلط راستے پر چلایا گیا ہے۔ آپ کو صحیح نظریات سے واقفیت نہیں کرائی گئی۔ بھائی جس کو آپ مسیح موعود یا نبی کہتے ہیں اس کی

وحی تو انگریزی میں ہے اور قرآن کہتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ......

ہر پیغمبر پر وحی اس کی مادری زبان میں آتی ہے۔

اس کی مادری زبان تو پنجابی تھی تو وحی تو پنجابی میں آنی چاہئے تھی، انگریزی میں کیوں آئی، پہلے اس بات کا جواب دو۔

پھر ایک دعویٰ نہیں یا تو اس نے یہ کہا ہو کہ میں صرف مسیح موعود ہوں، یہ نہیں، پہلے اس کا دعویٰ تھا کہ میں مہدی موعود ہوں، جس مہدی نے آنا ہے وہ میں ہوں اب اس پر بھی غور کرو۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو شخص دین سے پھر گیا ہے یا دین کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہے اس کی اصلاح ہو گالی، مت دو، کسی کو گالی نہ دو، گالی دینا ہمارا مذہب نہیں ہے۔ ہمارا شعار نہیں ہے۔ ہم ان کو کتا کہیں، بلا کہیں گالی دیں یہ ہمارے مذہب کا حصہ نہیں ہے۔

ہم چاہتے ہیں "اللہ! ہدایت کے راستے ان لوگوں کے لئے کھول دے جو اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔" باقی یہ نہیں ہے کہ میں کہوں جی! مجھے دلیل سے سمجھاؤ میں قائل ہو جاؤں گا! نہیں میں دلیل نہیں مانا کرتا۔ سورج روشن ہو، تو کوئی کہے کہ یار سورج روشن ہے، اس کی دلیل دو، یہ بے وقوفی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سورج روشن ہے اس میں کوئی دلیل مانگے کہ بعد میں کوئی نبی ہے۔ میرے نزدیک وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے انہوں نے فرمایا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اور تیسرا آدمی آ کر اس سے اپنے نبی ہونے کی دلیل مانگے یہ دلیل مانگنے والا کافر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کو شک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ تو میرے بھائیو! مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لِلّٰہ رب العالمین

معجزاتِ نبوی اور معراج النبی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَآ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ.

وقال فی موضعٍ اخر: فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى.

وقال فی موضعٍ اخر: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کے لئے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمۂ داؤدؑ میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریۂ یعقوبؑ میں جن کا فسانہ تھا
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادئ بطحیٰ
وہ آئے جن کے قدموں کے لئے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرشِ اعظم پر اجالا تھا

میرے واجب الاحترام! قابل صد احترام! علمائے کرام! آج کے اس سالانہ جلسے کا عنوان معراج مصطفیٰ ہے۔

معراج کے معانی

معراج عربی زبان کا لفظ ہے، عربی میں معراج کا معنی ہے...... سیڑھی...... اور ایک آدمی سیڑھی پہ جب چڑھتا ہے...... تو اونچا ہو جاتا ہے، اور سیڑھی پر چڑھنے سے پہلے وہ نیچے ہوتا ہے۔ لیکن معراج کی نسبت حضورؐ کی طرف ہے...... حضورؐ تو پہلے ہی اوپر ہیں، حضورؐ تو پہلے ہی اس درجے پر ہیں جہاں سیڑھی پر چڑھ کر آدمی نے جانا ہے...... تو پھر آپ کو معراج کیوں کرایا گیا......؟

معراج کا معنی ہے...... چڑھنا! اور ایک آدمی جب چڑھتا ہے...... تو اونچی جگہ پر چلا جاتا ہے، لیکن ایک آدمی سیڑھی پر چڑھے بغیر اونچی جگہ پر ہو تو اس کا چڑھنا کیسا......؟ کہ سیڑھی پر چڑھے بغیر حضورؐ اس درجے پر ہیں...... جہاں چڑھ کر آدمی جاتا ہے، تو پھر معراج

کرانے کی کیا ضرورت تھی......؟ یہ بات قابلِ غور ہے...... معراج تیری اور میری وجہ سے ہے......اور قرآن پاک نے کہا......

لنریه من ایاتنا......

ہم اپنے پیغمبر کو...... جو عرشِ عظمت پر پہلے سے بیٹھا ہے......اس کو نئی نئی نشانیاں دکھائیں گے۔

معراج کا معنی یہ ہے......

لنریه من آیاتنا......

ہم اس کو وہ نشانیاں دکھائیں گے...... جو عرشِ عظمت پر بیٹھنے والے پیغمبرؐ کے لئے موزوں ہیں۔ حضورؐ عظمت کی جگہ پر تو پہلے سے ہیں...... سیڑھی میرے اور تیرے لئے ہے...... پیغمبرؐ اگر آسمانوں پر نہ بھی جاتے...... تب بھی حضورؐ کا مقام اتنا ہی اونچا ہوتا۔ یہ بات نہیں کہ معراج کی وجہ سے آپ کو اونچا درجہ ملا...... یہ ایسے ہی ہے...... جو فلسفہ...... مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بیان کیا کہ......

حضورؐ کی عظمت جو ہے...... وہ ذاتی ہے، عظمتِ نبوت جو ہے ذاتی ہے، اور یہ زمانے اور مقام کی محتاج نہیں......

حضورؐ کی عظمت زمانے اور مقام کی محتاج کیسے...... جیسے دیکھو...... ایک نماز کی صف ہو...... امام کا رتبہ تب اونچا ہوگا کہ اگر وہ آگے مصلے پر آئے...... مصلے پر نہ آئے تو اس کا مرتبہ اونچا نہیں۔ حضورؐ معراج کی رات نبیوں کے امام بنے...... اگر امام نہ بھی بنتے...... تب بھی ان کو وہی مرتبہ حاصل ہوتا...... جو امام بنے بغیر ہوتا ہے...... جو آج نماز کا امام ہے......وہ مصلے پر آئے تو مرتبہ ملے...... لیکن میرا پیغمبرؐ آئے یا نہ آئے...... مرتبہ وہی ہے۔ اسے عظمتِ ذاتی کہتے ہیں۔ لوازم ذاتی میں شامل ہے...... عظمت!!! اور عظمت زمانے اور مکان کی محتاج نہیں...... اسی طرح ہے...... کہ حضورؐ معراج پر گئے ہیں...... نہ جاتے تب بھی عظیم تھے...... حضورؐ نبی آخر میں آئے...... آخر میں نہ آتے تب بھی عظیم تھے۔ مولانا قاسم

نانوتویؒ نے یہی فلسفہ تحذیر الناس میں لکھا ہے۔ کہ حضورؐ آخر میں آئے......اس وجہ سے آپ کو مرتبہ حاصل نہیں...... اگر حضورؐ کے بعد کوئی اور نبی ہوتا...... یا حضورؐ شروع کے پیغمبرؐ ہوتے......اور بعد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہوتے......تب بھی حضورؐ کا مقام ساری کائنات سے اونچا تھا......حضورؐ کے بعد اگر کوئی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے......تو وہ مردود ہو گیا......اس دعویٰ کرنے سے حضورؐ کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑا......!!

حضور علیہ السلام کے چار معجزات

پیغمبرؐ کے سب سے بڑے معجزات چار ہیں......!

پہلا معجزہ......قرآن ہے۔

دوسرا معجزہ......معراج ہے۔

تیسرا معجزہ......ختم نبوت ہے۔

چوتھا معجزہ......صحابہؓ کا وجود

یہ پیغمبرؐ کے بڑے معجزات ہیں۔ چار۔ چار معجزات کے علاوہ بھی حضورؐ کے بڑے معجزات ہیں اور ان کی تعداد ۱۹۸ ہے۔ جس کو ابن سیرین نے نقل کیا...... اور حضورؐ کے معجزات دو ہزار سے بھی زائد ہیں...... چھوٹے بڑے......ان کا بھی ذکر کتابوں میں ہے۔

چار کا عدد

لیکن بڑے معجزات چار ہیں......

اور بڑی کتابیں بھی چار ہیں......

اور کعبے کی دیواریں بھی چار ہیں......

اور بڑے فرشتے بھی چار ہیں......

اور نبی کے بڑے دوست بھی چار ہیں......

یہ پیغمبرؐ کے معجزات کی بات ہے......

دیکھیں...... حضورؐ کے بڑے معجزات کتنے ہیں......؟ (چار) پہلا معجزہ قرآن......اور یہ قرآن جس طرح نبی کو ملا......اور کسی کو نہیں ملا۔ حالانکہ کتابیں تو اور بھی نبیوں پر آئیں...... کتابیں اور نبیوں پر آئیں ......تو جس طرح حضورؐ پر آئی......اس طرح اور کسی پر نہیں آئی۔

قرآن حضور ﷺ کا معجزہ ہے

معجزے کا معنی عاجز کرنے والا......یعنی ایسی خرقِ عادت اور ایسا واقعہ...... جو کسی اور سے صادر نہ ہو سکے......وہ ہے معجزہ......تو یہ قرآن حضورؐ کا معجزہ ہے...... باقی کتابیں بھی اتریں، تورات اتری......انجیل اتری......زبور اتری......قرآن اترا......تورات موسیٰ علیہ السلام پر اترنے لگی، تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا......کہ موسیٰ! طور پہاڑ پہ جاؤ چالیس دن کا چلہ کرو، پھر کتاب ملے گی......

زبور اترنے لگی تو داؤد علیہ السلام سے کہا کہ اپنے عبادت خانے میں بیٹھیں...... انتظار کریں، آٹھ مہینے انتظار کیا پھر کتاب ملی......

انجیل علیہ السلام پر اترنے لگی تو فرمایا اپنے گھر کی بیٹھک میں، سونے والے کمرے میں بیٹھ جاؤ، اسی عبادت خانے میں...... باہر نہیں نکلنا...... تمہیں کتاب دوں گا، یہ کتابیں تین اس طرح آئیں......

لیکن......قرآن اس طرح نہیں آیا...... کہ اللہ نے حضورؐ سے یہ کہا ہو کہ اے میرے محمدؐ! اپنے گھر میں بیٹھ! یا فلاں پہاڑ پر جاؤ......نہیں!

حضورؐ کے میں تھے تو قرآن کو مکہ میں بھیج دیا۔

حضورؐ مدینے میں تھے تو قرآن کو مدینہ میں بھیج دیا۔

حضورؐ غار میں تھے تو قرآن کو غار میں بھیج دیا۔

حضورؐ بازار میں تو قرآن بازار میں......

حضورؐ بدر میں تو قرآن بھی بدر میں......

حضورؐ احد میں تو قرآن احد میں......

حضور ﷺ خیبر میں تو قرآن خیبر میں......

حضورؐ تبوک میں تو قرآن تبوک میں......

حضور ﷺ ذوالعشیرہ میں تو قرآن ذوالعشیرہ میں......

حتیٰ کہ حضورؐ عائشہؓ کے بستر پر...... قرآن بھی عائشہؓ کے بستر پر......

یہ معجزہ ہے...... معجزۂ اول ہے، پہلا معجزہ ہے...... اس معجزے کو دیکھو...... کہ اس طرح کسی کے ساتھ نہیں ہوا۔

معجزۂ دوم ختم نبوت

اور دوسرا معجزہ کیا ہے......؟ ختم نبوت! حضورؐ فرماتے ہیں...... ایک محل بن رہا ہے نبیوں کا، وہ محل مکمل ہو گیا...... اس میں ایک اینٹ باقی ہے ایک...... اور وہ اینٹ میں ہوں...... اور مجھے اللہ نے اس کے ساتھ نصب کر دیا...... محل مکمل ہو گیا...... اب کسی اینٹ کی جگہ خالی نہیں ہے، جب جگہ خالی نہیں...... تو نبی آئے گا کہاں سے......؟

پیغمبرؐ کا معجزہ ختم نبوت کا ہے، کہ اور بھی نبی آئے...... لیکن حضورؐ جیسے آئے...... ایسے کوئی نہیں آیا...... حضورؐ نے آنا تھا، دنیا نے بننا تھا، حضورؐ کے لئے کائنات سجائی گئی، محفل کو سنوارا گیا، حضورؐ نے ہی آنا تھا حضورؐ کیلئے سب کچھ کیا گیا...... تو یہ ختمِ نبوت ہے اور......

ختمِ نبوت پیغمبرؐ کے چہرے سے ظاہر ہے......

ختمِ نبوت قرآن کے لفظوں سے ظاہر ہے......

ختمِ نبوت پیغمبرؐ کے کلام سے ظاہر ہے......

ختمِ نبوت ایک ایسا اعجاز ہے،...... ایک ایسا معجزہ ہے میرے رسولؐ کا...... کہ پوری کائنات میں کسی کو نہیں ملا۔

سرورِ کائنات بحیثیت عالمی نبیؐ

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے......کوئی نبی بستی کے لئے......کوئی قوم کے لئے......کوئی محلے کے لئے......کوئی علاقے کے لئے......لیکن......میرے پیغمبرؐ کو اللہ نے فرمایا......اے پیغمبرؐ اعلان کردو......

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا......

میں کائنات میں ذرے ذرے کا نبیؐ......

شمس وقمر کا نبیؐ......شمال وجنوب کا نبیؐ......شجر وحجر کا نبی......مشرق ومغرب کا نبی......تحت الثریٰ کا نبیؐ......عرشِ معلیٰ کا نبی......

باقی نبی علاقوں کے نبی، اے میرے محمدؐ تو عرش کا بھی نبی، فرش کا بھی نبی......!

قرآن ''ہدیٰ للعالمین'' ہے

کسی کتاب کے لئے یہ نہیں کہا گیا......کہ یہ پوری دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہے......اگر تورات اتری......تو بنی اسرائیل کے لئے......

انجیل اتری......تو بنی اسرائیل کے لئے......

زبور اتری......تو کنعان کی بستیوں کے لئے......

لیکن جب قرآن اترا......تو اللہ نے ھدی للقوم نہیں کہا......بلکہ ھدٰی للعالمین کہا......سارے جہانوں کے لئے ہدایت کہا، کیوں؟ اللہ نے فرمایا:

میں رب العالمین ہوں......

محمدؐ رحمۃ للعالمین ہیں......

جو کتاب اتری......وہ کتاب......ھدی للعالمین ہے......

ساری کائنات کا پیغمبر یہ ہے، ختم نبوت......یہ ختم نبوت کا اعجاز ہے، نبیؐ کا اعجاز ہے، پیغمبرؐ کا اعجاز ہے، یہ ختمِ نبوت......وہ معجزہ ہے کہ جو کائنات میں اور کسی پیغمبرؐ کو نہیں ملا۔

نبیؐ کے بڑے معجزات چار...... پہلا معجزہ قرآن، دوسرا معجزہ ختم نبوت، تیسرا معجزہ معراج۔ معراج کا واقعہ میں ابھی آپ کو سناتا ہوں، اس سے پہلے ہم چوتھے معجزے کی بات کریں۔

تیسرا معجزہ......صحابہؓ کا وجود

صحابہؓ کا وجود پیغمبر علیہ السلام کا معجزہ ہے۔
پیغمبرؐ کا ایک ایک صحابی...... نبیؐ کا معجزہ ہے۔
ابوبکرؓ کی صداقت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
عمرؓ کی عدالت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
عثمانؓ کی سخاوت، شرافت...... نبیؐ کا معجزہ......
علیؓ کی شجاعت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
حسنینؓ کی شہادت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
امیر معاویہؓ کی سیاست...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
اور حنظلہؓ کی شہادت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
حسنینؓ کی عظمت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
ایک ایک صحابیؓ کا کمال...... نبیؐ معجزہ ہے......
صحابہؓ کی نمازیں...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
صحابہؓ کے روزے...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
صحابہؓ کا حج...... نبیؐ کا معجزہ ہے......
صحابہؓ کے کمالات...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

دوسو چھپن صحابہ پیغمبرؐ کی زندگی میں شہید ہوئے......ان کی شہادتیں نبیؐ کا معجزہ ہے......کیوں......؟ کیسے معجزہ......؟ کہ وہ شہید ہوئے......ان کے خون سے خوشبو آئی......

یہ نبیؐ کا معجزہ ہے......

پیغمبرؐ کی ایک ایک ادا...... پیغمبرؐ کا معجزہ ہے......

اور صحابہؓ کا وجود نبیؐ کی اداء ہے...... پیغمبرؐ کی صداقت کتنی اونچی ہے، کتنی بلند ہے......؟ لیکن...... اس صداقت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے...... تو صدیق اکبرؓ کو دیکھو......

پیغمبرؐ کی عدالت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے...... تو عمر فاروقؓ کو دیکھو......

نبی کی سخاوت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے...... تو عثمان غنیؓ کو دیکھو......

پیغمبرؐ کی شجاعت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے...... تو علی المرتضیٰؓ کو دیکھوف

نبیؐ کی شہادت کو دیکھنا ہے...... حسنینؓ کی عظمت کو دیکھو......

پیغمبرؐ کے زہد و تقویٰ کو دیکھنا ہے...... تو ابوذر غفاریؓ کو دیکھو......

پیغمبرؐ کے ترکِ دنیا کو دیکھنا ہے...... تو سلمان فارسیؓ کو دیکھو......

اور پیغمبرؐ کے جہاد کو دیکھنا ہے...... تو خالد ابن ولیدؓ کو دیکھو......

پیغمبرؐ کی عظمتوں کو دیکھنا ہے...... تو ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ کو دیکھو......

ایک ایک صحابی کا وجود میرے پیغمبرؐ کا معجزہ ہے۔ اور پیغمبرؐ کا کمال ہے۔ اس لئے کہ پیغمبرؐ کے ایک لاکھ چوالیس ہزار کمالات جسموں کی شکل میں...... صحابہ کی صورت میں پوری دنیا میں آئے......

”معراج“ مصطفیٰ ﷺ کا چوتھا معجزہ ہے

بڑے معجزے کتنے ہیں......؟ چار! تین بیان ہو گئے اور چوتھا معجزہ معراج......

معراج کی کیا ضرورت تھی......؟ یہ معجزہ ہے۔ معجزہ جو ہوتا ہے اس کا معنی ہے کہ ایسی عادت اور ایسا کام جو کسی کے بس میں نہ ہو اور کسی کے لئے نہ پیغمبرؐ کی بیوی خدیجہؓ فوت ہو گئی، نبیؐ پریشان ہو گئے۔ چچا فوت ہو گیا۔ نبی پریشان ہو گئے، بچے فوت ہو گئے نبیؐ پریشان ہو گئے...... اب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تسلی دینے کے لئے معراج کرا رہا ہے۔ جب بچہ پریشان ہو جاتا ہے تو آدمی کہتا ہے آب و ہوا تبدیل کریں۔ اتنی پریشانی پیغمبرؐ کو کہ نبیؐ نے حزن کا سال قرار دے دیا، اس سال کو غم کا سال قرار دینے کے بعد...... اسی وقت جبرائیلؑ آیا جس دن پیغمبرؐ نے اعلان کیا۔ یہ جو سال ہے یہ عام الحزن ہے۔ حزن کا سال...... غم کا

سال......تو تھوڑی دیر کے بعد جبرئیل آیا کہ اللہ نے عرش پہ آپ کو بلایا ہے......غم کا سال قرار دینے والے......آ عرش پہ...... تیری آب و ہوا تبدیل ہو جائے، اور تجھے ایسی سیر کراؤں......کہ ایسی سیر تو دنیا میں کسی کے حصے میں نہ آئی ہو، اور سیر کیسے ہو......؟

لنریه من آیاتنا......

نشانیاں میری ہوں گی، چہرہ تیرا ہوگا......

لنریه من آیاتنا......

اور معراج کا جو فلسفہ ہے......اس فلسفے نے بہت ساری چیزیں دنیا میں واضح کر دیں، اور ابھی میں آپ کو معراج کا واقعہ سناؤں گا......آپ حیران ہوں گے......کہ اس معراج میں سارا اسلام کا عقیدہ ظاہر ہو گیا...... اور توحید ساری قدم قدم پر آ گئی...... ضرورت ہی نہیں کسی اور چیز کی اب آپ دیکھیں......قرآن نے معراج کو تین جگہ بیان کیا......قرآن نے تو پہلے اشارہ کیا......معراج کا......کیا کہا......؟

انا ارسلنک شاهداً......

شاہد عربی میں کہتے ہیں گواہ کو......اچھا جو لفظ ہے شہید کا...... جو آدمی اللہ کے راستے میں مارا جاتا ہے اسے شہید کہتے ہیں...... شاہد اور شہید...... دونوں کا معنی ایک ہے......شاہد کا معنی بھی گواہ......اور شہید کا معنی بھی گواہ......!!

''شاہد''اور''شہید''میں فرق

اس میں فرق کیا ہے......؟ اسم فاعل اور صفت مشبہ میں...... یہ علماء کو پتہ ہے......آپ کے مسئلے کی ضرورت نہیں ہے......لیکن توجہ آپ فرمائیں......شاہد کا معنی گواہ اور شہید کا معنی بھی گواہ، جب آدمی اللہ کے راستے میں مارا جاتا ہے......تو وہ اللہ کے پاس پہنچ کر اللہ کی گواہی دیتا ہے اس لئے اسے کہتے ہیں شہید......اور شاہد کا معنی بھی گواہ، اور شہید کا معنی بھی گواہ......تو قرآن نے کیا کہا......؟

انا ارسلنک شاهداً......

اے پیغمبرؐ! تو گواہ ہے......

لیکن یہ نہیں بتایا کہ کس چیز کا گواہ ہے...... صرف یہ کہا تو گواہ ہے، ایک آدمی کہنے لگا...... یار! جو گواہ ہوتا ہے...... وہ موقع پر ہوتا ہے...... تو حضورؐ گواللہ گواہ کہہ رہے ہیں...... تو جب حضور ﷺ گواہ ہوئے تو حضورؐ ہر جگہ ہوئے...... میں نے کہا موقع پر ہونا اور بات ہے...... اور ہر جگہ ہونا اور بات ہے...... اگر گواہ کا معنی ہر جگہ ہے...... تو عدالتوں میں جتنے گواہ پیش ہیں...... تو یہ سارے حاضر و ناظر ہو گئے...... جتنے عدالتوں کے گواہ ہیں...... یہ کیا ہو جائیں گے......؟ حاضر و ناظر...... تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا......

انا ارسلنک شاهداً......

اے پیغمبر! تو گواہ ہے۔

گواہ ہوتا ہے موقع کا...... صرف یہ کہا...... اے پیغمبرؐ تو گواہ ہے، یہ نہیں بتایا کس چیز کا گواہ...... اور نماز میں آپ کیا پڑھتے ہیں......؟

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبدهٗ و رسولهٗ

میں گواہی دیتا ہوں...... کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں......

میں گواہی دیتا ہوں...... تو جب میں گواہی دیتا ہوں...... محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں تو آپ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا......؟ (نہیں)

تو کیسے گواہی دے رہے ہیں......؟ او گواہ تو موقع پر ہوتا ہے...... اور آپ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں۔ آپ میں سے اگر کسی نے دیکھا ہے تو بتاؤ...... اگر نہیں دیکھا تو گواہی کیسی......؟ کیسی گواہی دیتے ہو......؟ کہتے ہو کہ گواہ ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ اگر ہر جگہ ہوتا ہے تو تم میں سے کسی نے دیکھا ہے پیغمبر ﷺ کو......؟ تو گواہی کیسی دے رہے ہو......؟ ہر نماز میں کہتے ہو......

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبده ورسوله......

میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

آپ نے تو نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا بندہ بنتے دیکھا......اور نہ اللہ کا رسول بنتے دیکھا...... نہ ان کو آپ نے جا کر دیکھا...... جب دیکھا ہی نہیں تو گواہی کیسی......؟ کیوں نماز میں کہتے ہو میں گواہی دیتا ہوں......؟ کس چیز کی گواہی......اگر گواہ ہر جگہ ہوتا ہے، گواہ موقعہ پر ہی ہوتا ہے، تو گواہی کیسی......؟

انا ارسلنک شاھدا......

اے پیغمبرؐ! تو گواہ ہے۔

تو......نام لے کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تو گواہ ہے تو اور کسی پیغمبر کو نہیں کہا......تو گواہ ہے......حضورؐ کو کہا......

گواہی کی اقسام

گواہی دو قسم کی ہوتی ہے......آپ کے علاقے میں اگر کوئی قتل ہو جائے...... تو ایک ہوتا ہے چشم گواہ......اور ایک ہوتا ہے نشانیوں کا گواہ، عدالت میں ڈاکٹر بھی گواہی دیتا ہے......حالانکہ ڈاکٹر نے تو قتل ہوتے نہیں دیکھا......وہ گواہی کیا دیتا ہے......؟ کہ میں نے پوسٹ مارٹم کیا......واقعی قتل ہوا......لیکن اس نے قتل ہوتے نہیں دیکھا......اس نے نشانی دیکھی......تو گویا ایک ہوتا ہے چشمِ دیدار گواہ......اور ایک ہوتا ہے نشانیوں کا گواہ...... یہ دو قسم کی گواہی ہوئی۔

آنحضرت ﷺ خدا کی خدائی کے چشمِ دید گواہ

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے اللہ کی گواہی دی......اللہ کی نشانیاں دیکھ کر...... اور محمد مصطفیٰ ﷺ نے گواہی دی موقعہ پر جا کر...... میں اور واضح کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں......میں نے نبی کو نہیں دیکھا......میں نے نشانیوں کو دیکھا ہے......میں نے کیا دیکھا......؟ میں نے مکہ دیکھا اور گواہی دے دی۔ مکہ دیکھا......

حضورؐ کی گواہی دے دی...... مدینہ دیکھا...... نبی کی گواہی دے دی...... حالانکہ نبی کو نہیں دیکھا۔ مکہ مدینہ دیکھ کر گواہی دے دی، میں اور نشانیوں کے گواہ ہیں......

اور حضورؐ کی گواہی کا ذکر آئے گا...... تب بھی گواہی دو قسم پر ہے......

اللہ کی گواہی کا ذکر آئے گا، تب بھی گواہی دو قسم پر ہے

اللہ کی گواہی...... ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے نشانیاں دیکھ کر دی......

حضورؐ نے موقع پر جا کر دی......

صحابہ ؓ نبی ﷺ کی نبوت کے چشم دید گواہ

اور جب حضورؐ کی نشانیوں کی گواہی کی بات آئی...... تو حضورؐ کی گواہی آپ اور میں نشانیاں دیکھ کر دی، اور صحابہ نے موقع پر جا کر دی، اگر صحابہؓ کہتے ہیں کہ......

اشهد ان محمداً عبده ورسوله......

کہ میں گواہی دیتا ہوں...... محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں......

اور جو بھی مقدمہ ہے وہ گواہ پر قائم ہے...... گواہ نہ ہو مقدمہ نہیں...... سول کورٹ لے کر ہائی کورٹ، سپریم کورٹ تک...... فلاں عدالت کے گواہ بیٹھ گئے...... مقدمہ ختم، دس قتل ہوئے ہیں گواہ بیٹھ گئے...... تو مقدمہ ختم تو اللہ تعالیٰ نے اپنی جو الوہیت ہے...... اس الوہیت کے ساتھ رسالت کا ذکر کر کے...... بطور گواہ کے پیغمبروں کو ذکر کیا......

لا الٰہ الا اللہ آدم صفی اللہ...... کہا

لا الٰہ الا اللہ نوح نجی اللہ...... کہا

لا الٰہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ...... کہا

لا الٰہ الا اللہ...... آخر میں...... محمد رسول اللہ...... کہا...... لا الٰہ الا اللہ اکیلا ہوتا...... محمد رسول اللہ...... اکیلا ہوتا تب بھی بات ٹھیک تھی...... لیکن اللہ نے اپنی الوہیت کے ساتھ رسالت کے کلمے کو ملا کر دنیا کو کہا...... لا الٰہ الا اللہ...... مانو، کیونکہ گواہ محمد رسول اللہ ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بطور گواہ کے ہے۔ باقی نبیوں کا نام بھی بطور گواہ

کے ہے۔اگر گواہ نہ ہوتو کیس ختم ہو جاتا ہے۔تو اللہ نے اپنی الوہیت کو جو کیس ہے......وہ رسول اللہ کی گواہی پر کھڑا کر دیا۔کہ مجھے مانو! اللہ فرماتا ہے مجھے مانو! کس دلیل سے......؟ کس گواہ سے......؟ محمد رسول اللہ سے!...... یہ گواہ ہے اس سے پوچھو میں ہوں یا نہیں ہوں......؟اس لئے حضورؐ کو خطاب کر کے کہا......

انا ارسلنک شاھداً......

اے پیغمبر! تو گواہ ہے......

تو گواہ کیسے......؟ باقی نبی بھی گواہ......تو بھی گواہ......

آدمؑ نے گواہی دی...... جنت سے نکل کر......

نوحؑ نے گواہی دی......طوفان کی موجوں میں اتر کر......

زکریاؑ نے گواہی دی......آرے کے نیچے چر کر......

ابراہیمؑ نے گواہی دی......آتش نمرود میں گر کر......

اسماعیلؑ نے گواہی دی......چھری کے نیچے آ کر......

موسیٰؑ نے گواہی دی......دریائے نیل کی موجوں میں اتر کر......

ایوبؑ نے گواہی دی......آزمائش میں آ کر......

یونسؑ نے گواہی دی......مچھلی کے پیٹ میں آ کر......

یعقوبؑ نے گواہی دی......چالیس سال رو کر......

یوسفؑ نے گواہی دی......کنویں میں جا کر......

اور عیسیٰؑ نے گواہی دی......جیل میں جا کر......اور محمدؐ نے گواہی دی عرش پہ آ کر......

اسی کو قرآن نے کہا

انا ارسلنک شاھداً......

اے پیغمبرؐ! تو گواہ ہے......

مالک میں ہوں گواہ تو ہے......

خالق میں ہوں گواہ تو ہے......

رازق میں ہوں، گواہ تو ہے......

بگڑی میں بناتا ہوں، گواہ تو ہے......

عزت میں دیتا ہوں، گواہ تو ہے......

ہر جگہ موجود میں ہوں، گواہ تو ہے......

کائنات میری ہے، گواہی تیری ہے......

عظمت میری ہے، گواہی تیری ہے......

ربوبیت میری ہے، گواہی تیری ہے......

الوہیت میری ہے، گواہی تیری ہے......

قدوسیت میری ہے، گواہی تیری ہے......

مجھ پر خدائی ختم......تجھ پر مصطفائی ختم......!

انا ارسلنک شاھداً......

اے پیغمبرؐ! تو گواہ ہے......

میری الوہیت کا گواہ ہے، میری ربوبیت کا گواہ ہے، اور معراج کی رات آسمانوں پر لے جانے کا فلسفہ یہ تھا......کہ تو عرش پر آئے تو موقع دیکھے...... جو گواہ ہوتا ہے......عینی...... وہ موقع دیکھتا ہے، آپ عدالت میں جاتے ہیں نا تو جج کیا پوچھتا ہے......؟ کہتا ہے موقع دیکھا ہے......؟ اگر حضورؐ عرش پر نہ جاتے تو چشم دید گواہ کیسے ہوتے......؟ چشم دید گواہ کا موقع دیکھنا ضروری ہے۔ اور چشم دید گواہ عدالت میں آتا ہے اس سے پوچھا جاتا ہے......کہ تیرا نام کیا ہے، تیرا کام کیا ہے......؟ تیرا چہرہ کیسا ہے......؟ تیرا کاروبار کیسا ہے......؟ یہ پوچھتے ہیں یا نہیں پوچھتے......؟ آؤ قرآن میں......قرآن میں حضورؐ چشم دید گواہ ہیں......تو قرآن میں حضورؐ کی اداؤں کا اللہ نے ذکر کیا......صفات کا ذکر

کیا......اور قرآن کے بارے میں کہا......

نزل علی محمّد وھو الحق من ربھم......

یہ بھی قرآن نے کہا......

پیغمبرؐ کے چہرے کا ذکر آیا قرآن نے والضحیٰ کہا......

پیغمبرؐ کی زلفوں کا ذکر آیا......قرآن نے واللیل کہا......

پیغمبر کے دانتوں کا ذکر آیا......قرآن نے یٰسٓ کہا......

نبیؐ کی آنکھوں کا ذکر آیا......قرآن نے مازاغ البصر وما طغیٰ کہا

نبیؐ کے سینے کا ذکر آیا......قرآن نے الم نشرح لک صدرک کہا

نبیؐ کی چادر کا ذکر آیا قرآن نے کہا یا ایھا المزمل کہا......

پیغمبرؐ کے زمانے کا ذکر آیا......قرآن نے والعصر کہا......

نبیؐ کی صفتوں کا ذکر آیا......قرآن نے انا ارسلنک شاھداً کہا مبشراً کہا نذیراً کہا داعیاً الی اللہ کہا باذنہ وسراجا منیراً کہا......

قرآن نے کیوں کہا......؟ اس لئے کہ اس گواہ کا تعارف ہو جائے، یہ میری الوہیت کا چشم دید گواہ ہے، میری گواہی اس نے دینی ہے......اس نے ایک ایک بات کا قرآن میں ذکر کیا......اور پھر اللہ نے چشم دید گواہ کو موقع دکھانے کے لئے عرش پہ بلایا......

اور ذکر کیا گیا......

معراج کے موقع پر اسریٰ بعبدہٖ کیوں کہا......؟

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ...... یہ تو ذکر فرمایا......**سبحان الذی اسریٰ بنبیہ، سبحان الذی اسریٰ بمحمدہ......** کیوں نہیں کہا......؟ اہم بات کہہ رہا ہوں توجہ کیجئے......!!

یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے، اللہ نے اپنے بندے پیغمبرؐ کا تعارف کیسے کرایا......؟ پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو...... لے گئی......اپنے بندے کو!!

ہے تو وہ بندہ...... لیکن رسولوں کا سردار ہے، پیغمبروں کا رئیس ہے، شافع محشر ساقی کوثر، حوضِ کوثر کا والی...... لیکن اللہ نے جب عرش پر لے جانے کا ذکر کیا...... تو کہا......

اسریٰ بعبدہ......

اپنے بندے کو لے گیا......

یہ کیوں کہا......؟ عرش پر لے جاتے ہوئے کیوں کہا؟ کہ بندے کو میں لے گیا......؟ حالانکہ وہ بندہ تھا...... جس کے سر پر تاج نبوت تھا، جس کے سر پر ختم نبوت کا تاج تھا، لیکن اللہ یہ فرماتے ہیں...... کہ میں اپنے نبی کو لے گیا، شافعِ محشر کو لے گیا، ساقی کوثر کو لے گیا...... مجھے بتاؤ! یہ کیوں کہا......؟

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ......

اپنے بندے کو لے گیا......

بندہ کیوں کہا......؟ یہ قابلِ غور بات ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آسمان سے واپس کیا...... تو اس وقت بھی یہی کہا......

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ......

اللہ نے جو دینا تھا اپنے بندے کو دے دیا......

وہاں بھی بندہ کہا...... یہاں بھی بندہ کہا...... پیغمبر کو عرش پر اللہ تعالیٰ لے جارہے ہیں، اور لے جانے سے پہلے تعارف کراتے ہیں قرآن میں...... اور جس قرآن میں تعارف کراتے ہیں، اس قرآن میں پیغمبر کا نام محمد بھی ہے، رسول بھی ہے، مزمل بھی ہے، مدثر بھی ہے، لیکن جب عرش پر لے جانے لگے...... معراج پر...... تو اس وقت نہ محمد کہا...... نہ رسول کہا...... نہ نبی کہا، اور نہ کوئی اور لفظ بولا...... بلکہ کہا......

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ

اپنے بندے کو لے گیا......

جب آسمانوں سے واپس کیا تو کہا......

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ......

جو چاہا اللہ نے اپنے بندے کو دیا......

لے جاتے وقت بھی بندہ کہا...... واپس کرتے وقت بھی بندہ کہا...... کیوں کہا......؟ نبی کیوں نہیں کہا......؟ ہزاروں نشانیاں قرآن نے رسول اللہ کی دین لیکن واقعہ معراج میں......لفظ بندے کا بولا...... کیوں بولا......؟ ہے توجہ......؟ آپ چاہتے ہو کہ میں اس حقیقت سے پردہ اٹھاؤں......؟

اللہ کو پتہ تھا...... جب میں کسی پیغمبر کو عزت دیتا ہوں، تو لوگوں کا ہاضمہ اتنا کمزور ہے کہ اس کی جنس بدل دیتے ہیں، اللہ نے فرمایا دیکھو......

میں نے عزیر علیہ السلام کو عزت دی......تو یہودیوں نے کہا یہ اللہ کا بیٹا ہے......

میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو عزت دی......تو عیسائیوں نے کہا...... یہ اللہ کا بیٹا ہے......

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا......تو عیسائیوں نے کہا یہ تو اللہ کا بیٹا ہے......یعنی اس کی انسانوں والی جنس بدل دی...... میں نے فرشتوں کو عزت دی......تو یہودیوں نے کہا...... یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں......تو گویا کہ فرشتوں کی جنس بدل دی...... نبی کی جنس بدل دی......اور اب میں اپنے محمدؐ کو آسمانوں پر لے جا رہا ہوں......اور پاکستان اور ہندوستان کے لوگوں کا...... ہاضمہ بڑا کمزور ہوگا...... اگر میں یہاں...... اب محمدؐ کا لفظ بولوں......کل کو پھر کہیں گے...... یہ تو اللہ کا بیٹا بن گیا تھا...... یہ تو اللہ کا ٹکڑا بن گیا تھا......ان کا ہاضمہ بڑا کمزور ہے......اس لئے جاتے وقت کہا کہ اے لوگو! دیکھو جس کو میں عرش پر لے جا رہا ہوں......

اسریٰ بعبدہٖ

میرا بندہ ہے......

میری عبودیت رکھتا ہے، مجھے سجدہ کرتا ہے، میری تو بندگی کرتا ہے، جب میں لے جا رہا ہوں......دیکھو یہ بندہ ہے، جب واپس کر رہا ہوں......دیکھو یہ بندہ ہے......

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً...... اسریٰ بعبدہٖ......

سیرا کرائی راتوں رات اپنے بندے کو......

لفظ اسریٰ کے معانی

اسریٰ عربی کا لفظ ہے، عربی میں اسریٰ کا معنی ہی رات کو سیر کرانا ہے، لیکن پھر لیل کا لفظ بولا...... لیل کا معنی بھی رات ہے...... لیل کو دوبارہ بولا...... کیوں بولا......؟

اسریٰ بعبدہٖ

راتوں رات سیر کرائی...... رات کے وقت سیر کرائی...... یہ ختم ہو گئی بات لیکن آگے پھر...... لیل کہا...... لیل رات کو کہتے ہیں...... یعنی دو مرتبہ رات کا ذکر کیا...... مطلب یہ ہے کہ جب کسی بات کو پکا کرنا ہوتا ہے...... اس کو دو مرتبہ ذکر کرنا اللہ کی سنت ہے...... حالانکہ اسریٰ کے اندر رات کا معنی موجود ہے...... پھر لیل کیوں لائے......؟ کسی بات کو پکا کرنے کے لئے اسے دو مرتبہ ذکر کیا جاتا ہے...... یہ اللہ کی سنت ہے......

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً......

پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گئی...... کہاں لے گئی......؟

من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ......

مسجد حرام سے یعنی خانہ کعبہ سے لے گئی...... مسجد اقصیٰ تک...... اور لے کون گئی ذات......؟

حاضر و ناظر صرف اللہ ہے

اگر میں یہ مانوں کہ حضورؐ ہر جگہ ہیں...... تو لے کیسے گئی......؟ جو لوگ غلط فہمی کی بنیاد پر یہ کہہ دیتے ہیں نا کہ حضورؐ ہر جگہ موجود ہیں...... اس کو سوچنا چاہئے...... اس عقیدے کو درست کرو، کبھی ہم نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کراچی سے پشاور چلا گیا...... کیونکہ اللہ تعالیٰ کراچی بھی ہے، پشاور بھی ہے...... جو ہر جگہ ہو اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا

Concept کنسپٹ (خیال) نہیں ہو سکتا اور لے جایا ہی اسی کو جاتا ہے...... جو ہر جگہ نہ ہو، یہ کہنا کہ......

من المسجد الحرام ......

مسجد حرام سے......اقصیٰ تک لے گئے......

یہ کہنے کا مقصد ہے کہ جب مسجد حرام میں حضورؐ تھے خانہ کعبہ میں......تو مسجد اقصیٰ میں نہیں تھے، تو جب مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو یہاں (مسجد حرام میں) نہیں تھے...... واقعہ معراج کا بتاتا ہے کہ ہر جگہ اللہ کے سواء کوئی نہیں......عقیدے کو درست کرو، کسی کی مخالفت مقصد نہیں......قرآن کو سمجھو کیا ہے......اور کسی کو ہم برا نہیں کہنا چاہتے......قرآن سمجھو قرآن کیا کہتا ہے......؟

ہجرت کا مطلب

ہجرت کا کنسپٹ یہ ہے...... کہ ہر جگہ موجود نہ ہو، ہجرت تو ہوتی تب ہے، ہجرت کا معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا......

حضورؐ نے ہجرت نہیں کی مکے سے مدینے......؟

اچھا قرآن پاک میں سورتیں دو قسم پر نہیں ہیں......؟ مکی اور مدنی......!!

اگر حضورؐ ہر جگہ ہیں تو سورتیں دو قسم پر کیوں ہیں......؟

مکی سورۃ...... کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ مکے میں تھے تو قرآن اترا اور مدینے میں نہیں تھے......؟

اور مدنی سورۃ کا مطلب ہے کہ اب حضورؐ مدینہ میں ہیں، مکے میں نہیں ہیں......

اور اگر حضور ہر جگہ موجود ہوں تو مکی مدنی سورۃ کا تصور ہی نہیں ہو سکتا...... کہ حضورؐ اگر ہر جگہ ہیں......تو پھر سورۃ کا کسی جگہ قرآن میں اترنے کے مقام کا ذکر ہو کر ہی نہیں ہو سکتا......اس عقیدے کو درست کرو، کیوں شرک میں مبتلا ہوتے ہو......؟ کیوں من گھڑت باتیں اپناتے ہو......؟ قرآن سمجھو، قرآن پڑھو......!!

تمام انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار میں

من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ......

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک......

حضور کو لے گئے......اور وہاں کیا ہوا......؟ وہاں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء موجود تھے۔ان کا وجود مثالی موجود تھا اور پیغمبرؑ بعد میں پہنچے......اور جرائیل نے پیغمبرؑ کے بازو پکڑ کر صفیں چیر کر حضور کو لے جا کر مصلے پر کھڑا کر دیا......اور جب حضورؑ مصلے پر آئے تو نبیؑ کے سر پر امامتِ انبیاء کا تاج رکھ دیا گیا......آج کے بعد نبیؑ امام الانبیاء ہو گئے۔اور معراج کی رات......اچھا اب بتاؤ! ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء موجود ہیں......کوئی اور نبی......حالانکہ وہ قطاروں میں تھے......جرأت نہیں وہ مصلے پر آئے......معلوم ہوا جس جگہ محمد مصطفیؐ موجود ہوں کسی اور نبی کو بھی جرأت نہیں کہ وہ مصلے پر آئے......

اور آج پاکستان کا مولوی کہتا ہے حضورؑ یہاں موجود ہیں اور خود مصلے پر کھڑا ہو جاتا ہے......

وہاں تو نبی بھی کھڑے نہیں ہو سکے..............!!

میرے مسلمان بھائیو! عقیدے کو درست کرو، کسی پر تنقید کرنا مقصد نہیں......میں آپ کو قرآن سمجھا رہا ہوں، عقیدہ سمجھا رہا ہوں، میں اپنے بریلوی بھائیوں سے بھی کہوں گا کہ اپنے آپ کو اہل سنت کے صحیح عقائد پر لاؤ......اور قرآن سمجھو، تم بھی ہمارے بھائی ہو، سنی ہو، لیکن غلط فہمی کی بنیاد پر اگر کوئی بات ذہن میں آ گئی ہے تو قرآن سن کر اسے تبدیل کرو، قرآن جو کہتا ہے، اس پر عمل کرو......یہی انسان کا اصل معیار ہوتا ہے......کہ جب قرآن سمجھ میں آ جاتا ہے......صحیح مسلمان وہ ہے کہ وہ ساری باتیں چھوڑ کر کہتا ہے کہ اب قرآن ہمیں سمجھ میں آ گیا......

قرآن کیا کہتا ہے......

من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ......

اگر حضور ﷺ کو ہر جگہ کہیں تو جنگ بدر کیسے ثابت ہوگی...... اُحد، خندق، خیبر...... حضور ﷺ نہیں گئے، لشکر لے کر...... لے کر کون جاتا ہے لشکر......؟ وہی جاتا ہے جو ہر جگہ نہ ہو اور ہر جگہ ہو تو بدر میں کیسے گئے......؟ بدر میں تو پہلے ہوں گے...... مدینہ میں پہلے ہوں گے...... کے میں پہلے ہوں گے...... ستائیس جنگیں پیغمبرؐ نے لڑیں...... معراج پیغمبرؐ نے کیا...... ہر جگہ رسول اللہ تشریف لے گئے...... کے سے مدینہ چلے گئے...... ہجرت کر کے گئے...... ہجرت کا واقعہ موجود ہے۔ صدیق اکبرؓ ساتھ ہے...... سواری پر سوار ہو کر گئے...... تو جاتا کون ہے......؟ کبھی اللہ تعالیٰ بھی گیا ہے......؟

کبھی اللہ کے بارے میں بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں جنگ میں چلا گیا......؟

فلاں بازار میں چلا گیا......؟

فلاں غزوے میں چلا گیا......؟

اللہ تعالیٰ کراچی سے پشاور چلے گئے...... یا کہ ہندوستان سے پاکستان آگئے، کبھی سنا ہے......؟

کیوں غلط عقیدہ رکھتے ہو......؟

وہ بات رکھو جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

میرے بھائیو! جب وہاں رسول اللہ پہنچے تو پیغمبر ﷺ کو جبرائیل نے مصلے پر کھڑا کیا...... اور نبیؑ نے نماز پڑھائی...... یہ وجود مثالی تھا...... حضور ﷺ آسمان پر پہنچے...... انبیاء سے ملاقاتیں ہوئیں۔

اور جبرائیل...... ساتھ چھوڑ گئے......!

جب پیغمبر آسمانوں پر پہنچے...... تو جبرائیل نے ساتھ چھوڑ دیا...... جبرائیل نے کیا کہا......؟ اس نے کہا

اگر موئے یکسر برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

حضورؐ نے فرمایا......

چو　در　دوستی　مخلصم　یافتی
انانم　ز　صحبت　چرا　تافتی

تو تو میرا دوست ہے...... میرے ساتھ چلا تھا، لیکن جرائیل نے کہا...... اگر ایک پر بھی اوپر اڑتا ہوں...... تو اللہ تعالیٰ کی تجلی میرے پروں کو جلا دیتی ہے۔

تو پیغمبرؐ اوپر چلے گئے...... جبرئیل نیچے رہ گئے......

گویا نوریوں کا سردار نیچے رہ گیا...... اور انسانوں کا سردار اوپر چلا گیا......

جرائیل سے بڑا نوری تو کوئی نہیں، وہ تو نیچے ہے...... اور بشر کا سردار اوپر چلا گیا، سید البشر اوپر چلا گیا، خیر البشر اوپر چلا گیا...... اور جبرئیل نیچے دیکھتا رہا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر پہنچ گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشی کی شان

اور جب وہاں پہنچے تو جنت کی سیر کی اور جنت میں حضورؐ نے پاؤں کا کھٹکا سنا، حضورؐ نے پوچھا یہ کس کا کھٹکا ہے......؟ اللہ نے بتایا یہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ جنت میں ٹہل رہے ہیں، تم رسول اللہ کی بات کرتے ہو...... میں کہتا ہوں کہ جرائیل نیچے رہ گیا...... اور بلال محمدؐ کا غلام عرش کے اوپر پہنچ گیا...... اور اسی لئے علامہ اقبال شاعر مشرق نے کہا......

فرشتوں　سے　بہتر　ہے　انسان　بننا
مگر　اس　میں　لگتی　ہے　محنت　زیادہ

بھائی! بلالؓ بھی جرائیل سے اوپر چلا گیا......

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اہم سفر...... پیغمبر کی زندگی میں دو سفر بڑے عجیب آئے...... ایک معراج کا سفر ہے...... اور ایک ہجرت کا سفر ہے...... معراج کا سفر جبرئیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کا ساتھی تھا۔ ہجرت کے سفر میں صدیق اکبرؓ نبیؐ کا ساتھی تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے تھے کہ معراج کی رات اگر صدیقؓ نبیؐ کے ساتھ ہوتا، اس کے پر نہیں جسم بھی جل جاتا لیکن کبھی نبیؐ کا ساتھ نہ چھوڑتا......

اور اب آپ دیکھو لو معراج کیوں ہوا......؟ تا کہ لوگ اس سفر کے ساتھی کو بھی دیکھیں......اور پھر اس سفر کے ساتھی کو بھی دیکھیں......اس کی رفاقت کو بھی دیکھیں......اس کی رفاقت کو بھی دیکھیں......اور یہ بھی دیکھیں......کہ یاری دو قسم پر ہے......

ایک یاری موڑ تک ہے......ایک یاری توڑ تک ہے......

موڑ تک کون جاتا ہے......؟ توڑ تک کون جاتا ہے......؟ جرائیل نے موڑ پر نبی کا ساتھ چھوڑ دیا......صدیقؓ توڑ تک نبیؐ کے ساتھ ہے......

صدیق رضی اللہ عنہ اور جرائیل علیہ السلام میں فرق

جو مرتبہ صدیقؓ کو ملا وہ جبرئیل کو نہیں ملا، اسی واقعہ سے سنو کہ......

معراج کی رات پیغمبرؐ کے ساتھ جس نے جانا تھا......اس کو بھی دیکھو،

ہجرت کی رات جس نے جانا تھا......اس کو بھی دیکھو

معراج کی رات جب نبیؐ نے جانا تھا......تو جرائیل نبی کو جگانے آیا

اور جس نے ہجرت کی رات جانا تھا......اس کو نبیؐ خود جگانے آیا،

اور معراج کی رات جب نبیؐ کو سواری کی ضرورت پڑی......تو جرائیل براق لینے چلا گیا......اور ہجرت کی رات جب سواری کی ضرورت پڑی تو ابوبکرؓ نے کہا...... یہ لذت براق کیا اٹھائے......خود سواری بن گیا......

اور جس پہ نبیؐ سوار ہوا......وہ سواری کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہی...... نبیؐ بچپن میں حلیمہ کی سواری پر سوار ہوا تو وہ سواری کئی سواریوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے چلی گئی......

اور ہجرت کی رات نبیؐ صدیقؓ پر سوار ہوا......تو صدیقؓ ساری کائنات کو پیچھے چھوڑ کر آگے چلا گیا......

اور پیغمبرؐ جب آسمانوں پر پہنچے اللہ کے سامنے......تو کیا ہوا......؟ قرآن نے تفصیل نہیں بتائی، بلکہ صرف یہ کہا......

فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ......

اللہ نے جو کچھ دیا اپنے بندے کو دیا......

تمہیں لڑنے جھگڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نبیؐ میرا تھا، میں اس کا خدا تھا......

جو میں نے چاہا دیا، اس نے جو چاہا لے لیا...... بات ختم ہوگئی......!!

خدا اور رسولؐ کے درمیان تحائف کا تبادلہ

تحفہ کیا دیا......؟ توجہ کریں! تحفہ دیا حضورؐ نے اللہ کی بارگاہ میں تین تحفے پیش کیے:

پہلا تحفہ......التحیات للہ......

التحیات...... جو کلام ہے...... یہ پیغمبرؐ کا کلام ہے، جو عرش پر نبیؐ نے پیش کیا تھا۔

جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں، التحیات......اس کا معنی کہ تمام دنیا کے تحفے، پوری دنیا میں جتنے تحفے ہیں......لِلّٰہ......! اے اللہ تیرے لئے ہیں۔

التحیات للہ والصلوٰۃ......

اور ساری دنیا کی رحمتیں بھی تیرے لئے ہیں......اور

والطیبات...... دنیا میں جتنی پاکیاں ہیں وہ بھی تیرے لئے ہیں۔

جب یہ تین تحفے اللہ کے سامنے پیغمبرؐ نے پیش کیے تو اللہ نے جواب میں فرمایا......

السلام علیک ایھا النبی...... اے نبی تجھ پر سلام ہو......

رحمۃ اللہ ...... اور تجھ پر رحمت ہو

وبرکاتہ......اور تجھ پر برکت ہو......

تو جواب میں اللہ نے کتنے تحفے دیے......؟ (تین)

تو جب......تین تحفے دے کر تین تحفے پیغمبرؐ نے لئے تو اللہ کے رسول کو خیال آیا کہ میں تو تحفے لے رہا ہوں، میں نیچے جاؤں گا تو حبشے کا بلالؓ کیا کہے گا......صحابہؓ کیا کہیں گے کہ ہمارے لئے کیا لائے ہو......تو پیغمبرؐ نے فرمایا......

السلام علینا......

صرف مجھ پر سلام نہ ہو، بلکہ میری ساری امت کو سلام ہو......

السلام علینا و علیٰ عباد الله الصالحین......

پوری دنیا میں جتنے نیک بندے ہیں......اے اللہ! ان تمام پر سلام بھیج......!

اور اللہ نے پھر سلام بھیجا......یہ تحفے ہوئے......

الوداعی تحفہ

اور چلتے وقت ایک بڑا تحفہ دے دیا......اور وہ تھا نماز......نماز تحفے میں دی رب نے، کتنی نمازیں......؟ پچاس......!! اور باقی کتنی رہ گئیں......پانچ............!!

مجھے بتاؤ ایک بات......جس رب نے پچاس دیں اس کو پتہ تھا یا نہیں......کہ بعد میں پانچ باقی رہ جائیں گی......؟ پتہ تھا......!!

پھر کس لئے پچاس دیں......؟ اس کی کیا ضرورت تھی......؟ ایک آدمی کہنے لگا کہ ثواب پچاس کا دینا تھا......اس وجہ سے رب نے یہ کیا......میں نے کہا کہ اگر ثواب پچاس کا ہی دینا تھا......تو پھر پانچ ہی دے کر پچاس کا ثواب دے سکتا تھا......اب ایسے کیوں نہیں کیا......کبھی اس پر غور کیا......اللہ تعالیٰ پانچ ہی دے دیتا......تو ایک دفعہ پیغمبرؐ پانچ نمازیں لے کر نیچے آجاتے......لیکن اللہ نے پچاس دیں......اللہ کو پتہ تھا کہ بعد میں پانچ رہ جائیں گی......نیچے گئے......موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا......میری امت نے تو تین نہیں پڑھیں تم پچاس لے آئے ہو......موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر پیغمبرؐ آسمان پر گئے......پانچ نمازیں معاف ہوگئیں......پیغمبرؐ پھر گئے، پھر پانچ نمازیں معاف ہوگئیں، پیغمبرؐ کے بار بار جانے کی وجہ سے باقی پانچ نمازیں رہ گئیں......یہ جو بار بار چکر پیغمبرؐ کے لگائے گئے......عرش سے نیچے تک......کیوں لگائے گئے......؟

چکر وہ لگاتا ہے جس نے معائنہ کرنا ہوتا ہے اور پیغمبرؐ اللہ کی الوہیت کے عینی گواہ تھے۔اور گواہ کو بار بار عرش پر لایا گیا......تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ جس عرش پر کوئی نہیں آسکا اس عرش پر میرا محبوب کبھی آتا ہے......کبھی جاتا ہے......کبھی آتا ہے......کبھی جاتا ہے......اور اسے روکنے والا کوئی نہیں......!!

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

معجزاتِ پیغمبر ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثُ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ.

وقال في موضع اٰخر: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ. (پ ۱، البقرہ:۱۳)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ

وَنَبِيُّكُمْ وَاحِدٌ وَكِتَابُكُمْ وَاحِدٌ.

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ. (رواہ رزین مشکوٰۃ ج ۲، ص ۵۵۴)

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کیلئے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمہ داؤد میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریہ یعقوب میں جن کا فسانہ تھا
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادی بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کے لئے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرش اعظم پہ اجالا تھا تمہید

میرے واجب الاحترام قابل صد احترام جامع مسجد مدینہ سٹرلنگ اسکاٹ لینڈ کے غیور مسلمانو! اور ساتھیو! مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ میں جب گزشتہ سال یہاں حاضر ہوا تھا تو یہ ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ لیکن اب آپ یہاں ایک بڑا مرکز میں روڈ پر حاصل کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مرکز کو دیار فرنگ میں اپنے دین اسلام کا مرکز بنائے۔ (آمین) میں اس مسجد کی تعمیر وترقی کے لئے چوہدری غلام رسول صاحب جو یہاں کے صدر ہیں اور ان کے سارے اراکین اور نمازیوں کا مشکور ہوں اور اس مرکز کی تعمیر پر ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ بڑی محنت سے اللہ کا گھر بن رہا ہے اور میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے ایک بات اس مسجد اور مرکز کے بارہ میں عرض کردوں۔ ایک حدیث میں نے پڑھی ہے۔

مساجد کے متعلق سوال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن ان مسجدوں کی جگہ کون سی ہوگی، جو یہاں مسجدیں ہیں، اللہ کا گھر بنا ہوا ہے، قیامت کے دن یہ کہاں ہوں گے، مسلمان تو جنت میں جائیں گے، یہ مسجدوں کی جگہ کہاں ہوگی۔ ان مسجدوں کی جگہ پر قیامت والے دن کون ہوگا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین کی جتنی مساجد ہیں، ان کی جگہوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ اٹھا کر جنت کا حصہ بنا دے گا، اور ان جگہوں سے کہا جائے گا کہ تمہارے اوپر میری عبادت ہوئی تھی اور تم میرے گھر کی طرح ہو، میرے گھر ہو اور تمہیں جنت کا حصہ بنانے کا میں نے اعلان کیا ہے۔

تو حدیث میں یہ بھی آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ تمام مساجد کی جگہیں جنہیں جنت کا حصہ بنانے کا اعلان قیامت کے دن ہوگا۔ وہ جگہیں اللہ کے دربار میں کہیں گی کہ اے اللہ! ہمیں تو جنت کا حصہ بناتا ہے، جو پیشانیاں ہماری جگہوں پر تیرے دروازے پر سجدہ ریز ہوئی ہیں، ان کے بغیر ہم جنت میں نہیں جائیں گے۔ اس لئے یہ بہت اعزاز ہے۔ مسجدیں کہیں گی کہ اے اللہ! جن لوگوں نے سجدہ ہمارے اوپر کیا اور لاکھوں، کروڑوں روپیہ خرچ کر کے جنہوں نے ان گھروں کو آباد کیا، ہم ان کے بغیر کیسے جنت کا حصہ بن جائیں۔ جنہوں نے اتنا مال اس گھر کی جگہوں پہ قربان کر دیا، وہ یہاں رہ جائیں باہر رہ جائیں اور ہم جنت کا حصہ بنیں۔ اے اللہ! ہماری درخواست پر انہیں جنت میں بھیج دے تو جس نے ایک اینٹ بھی مسجد پر لگائی ہوگی وہ بھی مسجد کی سفارش پر جنت میں جائے گا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان آپ کو سنا رہا ہوں، تاکہ آپ کا ایمان تازہ ہو۔ میرے ذمے معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عنوان لگایا گیا ہے۔

معجزاتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد

میرے بھائیو! معراج النبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے۔ میں آپ کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سے زیادہ معجزات بتانا چاہتا ہوں اور ان میں معراج بھی ایک معجزہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں معجزات ہیں، بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے معجزات ایک سوننانوے شمار کیے ہیں۔ بعض نے نوسوننانوے شمار کیے ہیں، بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات علیحدہ علیحدہ ہیں......

ہاتھوں کے علیحدہ معجزات ہیں......

پاؤں کے علیحدہ معجزات ہیں......

آپ کی آنکھوں کے علیحدہ معجزات ہیں......

آپ کی پیشانی کے علیحدہ معجزات ہیں......

آپ کے کپڑوں کے علیحدہ معجزات ہیں......

آپ کے جسم کے علیحدہ معجزات ہیں......

آپ کی زلفوں کے علیحدہ معجزات ہیں......

آپ کی زبان نبوت کے علیحدہ معجزات ہیں......

آپ کی گفتگو کے علیحدہ معجزات ہیں......

آپ کے چلنے کے علیحدہ معجزات ہیں......

جس جگہ پر آپ نے قدم رکھا اس جگہ کے علیحدہ معجزات ہیں......

جن جنگوں میں آپ شریک ہوئے ان جنگوں کے علیحدہ معجزات ہیں......

جس سواری پر آپ سوار ہوئے اس کے علیحدہ معجزات ہیں......

مکے کی تیرہ سالہ زندگی کے علیحدہ معجزات ہیں......

مدینہ کی دس سالہ زندگی کے علیحدہ معجزات ہیں......

نبوت سے پہلے کے علیحدہ معجزات ہیں......

نبوت کے بعد کے علیحدہ معجزات ہیں......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو علیحدہ معجزات ہیں......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے پیالے میں ہاتھ ڈالا اور انگلیوں سے چشمہ ابل پڑا کے علیحدہ معجزات ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم معجزات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا کوئی ٹھکانہ نہیں...... کوئی تعداد نہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے بھی معجزات ہیں ان میں چار معجزات سب سے بڑے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ اللہ کا قرآن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا معجزہ ختم نبوت ہے، تیسرا معجزہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور چوتھا معجزہ وجود صحابہ کرامؓ ہے۔ تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے معجزات آپ کے سامنے پیش کررہا ہوں؟ (چار) اور ان چاروں میں ان شاء اللہ ساری باتیں آجائیں گی۔ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر معجزہ ایک دوسرے سے بڑا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں معجزہ چھوٹا ہے، بلکہ بڑا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز بڑی ہے۔

مقام نبوت

علماء نے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ معراج کا معنی ''چڑھنا'' یعنی مرتبے میں بلند ہونا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرتبے میں بلند ہوئے، تو اس کا مطلب ہے کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کم تھا۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ اونچا ملا۔ یہ ایک نکتہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج یعنی مرتبہ پہلے سے عطاء کر رکھا ہے، یہ جو عروج ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا یہ میرے اور تیرے دیکھنے کے لئے ہے کہ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر جارہے ہیں، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ اعزاز جو معراج پر جانے کے وقت ملا، اس کی عظمت ورفعت آپ کی جھولی میں پہلے سے آئی تھی اور آپ کے دنیا میں آنے سے پہلے کے مقدر میں سارے کمالات آچکے تھے۔ بلکہ اس وقت کی بات نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے تو اس وقت بھی آپ کے مقدر میں وہ چیزیں آچکی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی آپ کے کمالات کا اعلان کیا جا چکا تھا۔ جس کی میں مثال ایک حدیث کی کتاب سے آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ شمائل رسول ایک کتاب چھپی ہے بیروت سے...... عربی میں کتاب ہے۔ اس کو لکھا ہے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کی یہ روایت حدیث کی ایک بڑی کتاب سے نقل کی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام، حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا، تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام سے کہا کہ بیٹا میں دنیا سے جارہا ہوں...... میرے جانے کے بعد اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت پڑے تو خدا سے مانگنا اور اگر تیری دعا قبول نہ ہو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ لینا۔

یہ بات کہی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے شیث علیہ السلام سے تو حضرت شیث علیہ السلام نے فرمایا کہ ابا جان! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آج سنا ہے...... حضرت آدم علیہ السلام نے آگے سے فرمایا بیٹا! تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آج سنا ہے، میں جنت سے ہو کے آیا ہوں، میں نے جنت کا کوئی درخت ایسا نہیں دیکھا...... جس کے پتے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لکھا ہو۔

تو اب آپ دیکھیں کہ معراج تو بعد میں ہوا اور معراج سے پہلے ہزاروں نہیں، لاکھوں سال پہلے محمد مصطفیٰ ﷺ کو وہ اعزاز مل چکا تھا، جو کائنات میں کسی کو نہیں ملا۔

میرے بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر کہاں سے آدمی کلام کرے، کہاں سے بات شروع کی جائے، جب آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بات کرتا ہے تو آدمی سوچ میں پڑ جاتا ہے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے طالب علم ہوں اور میں نے بہت ساری کتابیں اس عنوان پر، اس کوچے میں پڑھی بھی ہیں، بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بارہ سال پہلے ایک کتاب لکھی تھی "رہبر و رہنما" الحمد للہ اب تک وہ دو

مرتبہ چھپ چکی ہے۔ پوری دنیا میں وہ عام ہو چکی ہے تو میں نے جب وہ کتاب لکھی، تو منظر ہی عجیب تھا ڈیڑھ سو کتابوں کا مطالعہ کر کے نبی علیہ السلام پر ایک کتاب لکھی، تو اس وقت ایک عجیب وغریب بات میرے سامنے آئی کہ چھ سات سو سال پہلے بغداد کے ایک عالم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کتاب لکھی اور وہ ساری کتاب اشعار میں تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی کو منظوم کیا تھا عربی میں ...... تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چالیس ہزار اشعار لکھے اور آخری شعر جو اس کا لکھا، اس کا میں ترجمہ بیان کر کے آپ کا ایمان تازہ کرتا ہوں، تاکہ ہم اپنا موضوع شروع کر سکیں اور آپ کو پتہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا احاطہ کرنا کتنا مشکل ہے اور کہاں سے بات شروع ہوتی ہے اور کہاں جا کر ختم ہوتی ہے، تو اس نے جو آخری شعر عربی میں لکھا، اس کا ترجمہ بھی شعر میں ہے، وہ بھی کسی اردو کے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے کہ اس نے آخری شعر لکھا چالیس ہزار اشعار کے بعد، اور کیا لکھا کہ

تھکی ہے فکر رسا مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
اور تمام عمر لکھا مدح باقی ہے

اب آپ دیکھیں ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چالیس ہزار شعر لکھتا ہے اور آخر میں یہ لکھتا ہے کہ میرے پاس تو وہ الفاظ ہی نہیں، میں کن الفاظ سے اپنے حبیب کی شان بیان کروں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور کہاں سے بات شروع ہو...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے پہلے بات شروع کروں، مکہ میں آنے سے پہلے بات شروع کروں...... ولادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بات شروع کروں...... آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کائنات میں پھیلے ان سے بات شروع کروں۔ فرشتوں کی محفل میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تھا۔ وہاں سے بات شروع کروں۔ اور سمندروں کے فرش میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تھا وہاں سے بات شروع کروں...... یا کائنات کی اٹھارہ ہزار مخلوقات میں...... ہر مخلوق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تھا، تو وہاں سے بات شروع کروں...... جنت کے مکینوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تھا وہاں سے بات شروع کروں...... یا میں دنیا کے اندر کافر جو لوگ تھے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا کہا وہاں سے بات شروع کروں...... سب کی بات چھوڑتا ہوں...... میں کی بات کرتا ہوں کہ قرآن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کہا......؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اماں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کریں، تو اماں نے بڑی خوبصورت بات کہی۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ اس لفظ میں سارا سمندر ایک کوزے میں بند کر دیا گیا...... اماں نے اس کو جواب میں فرمایا قرآن نہیں پڑھتے؟ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن ...... انہوں نے کہا جی پڑھتے ہیں تو اماں نے کیا فرمایا......؟ سارا قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۱، صفحہ ۳۷۳)

تو معجزات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کتنے ہیں بڑے؟ (چار) ان چار معجزات میں پہلا معجزہ قرآن ہے۔ ہم بات قرآن سے شروع کرتے ہیں، کیونکہ قرآن...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔

قرآن بڑا معجزہ ہے۔ ختم نبوت بڑا معجزہ ہے، معراج بڑا معجزہ ہے...... اور ان تینوں کا نچوڑ صحابہ کرامؓ...... وہ بڑا معجزہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن میں بتایا...... وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شکل میں آیا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اعلان ختم نبوت کیا...... وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شکل میں آیا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معراج پہ جا کر کہا...... وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شکل میں آیا
سارے قرآن کا نچوڑ............ صحابہ رضی اللہ عنہم
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا نچوڑ...... صحابہ رضی اللہ عنہم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کا نچوڑ...... صحابہ رضی اللہ عنہم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کا نچوڑ...... صحابہ رضی اللہ عنہم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کا نچوڑ...... صحابہ رضی اللہ عنہم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا نچوڑ...... صحابہ رضی اللہ عنہم

اگر صحابہ رضی اللہ عنہم مٹ گئے تو؟

کون...... کیسے صحابہ؟...... یہ بھی ایک بات ہے۔ تمہیدی بات ہے...... آپ غور کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں تشریف لے گئے، تو جنگ بدر ابھی شروع نہیں ہوئی دشمنوں نے ابھی آنا تھا...... ایک ہزار دشمن تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی تعداد تھی تین سو تیرہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جا کر کچھ میدان پہ قبضہ کر لیا جس میدان میں جنگ ہونی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پانی کے چشموں پر قبضہ کر لیا اور وہاں ایک ٹیلہ تھا آپ نے وہاں اپنا پڑاؤ ڈالا، اور سعد بن ابی وقاصؓ سے فرمایا کہ سعد! یہاں میرا خیمہ لگاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں خیمہ لگایا گیا، خیمہ چھت والا تھا، یعنی اس کے ارد گرد لکڑی کی تختیاں لگا دی جاتی تھیں۔ درختوں کی ٹہنیاں لگا دی جاتی تھیں، اسے عربی زبان میں عریش کہتے ہیں۔ عریش خیمے کا نام ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عریش بنایا گیا ایک ٹیلے پر...... آپ ٹیلے پر اس عریش میں داخل ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد! تم اس دروازے پہ بیٹھے رہنا۔ میرے دروازے کے اندر کوئی آدمی بغیر اجازت کے نہیں آسکتا۔ سوائے ایک آدمی کے!

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون آدمی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ااارضی اللہ عنہ ہے جو بغیر اجازت کے اندر آسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف کے بیان کے مطابق نماز عشاء کے بعد پھر سجدہ کیا، نماز پڑھی، سجدہ کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سجدے میں ہیں۔ چاند کی چاندنی تھی حیران ہو گئے کہ اتنی دیر ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہیں تو جب انہوں نے غور سے دیکھا، معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پگڑی مبارک اتر کر زمین پر گری ہوئی ہے۔ آپ کی زلفیں بکھری ہوئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں سجدے میں ہاتھ اللہ کے دروازے پر اٹھا رکھے ہیں اور رو رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے آنسوؤں سے پتھر بھی تر ہو چکے تھے اور روتے ہوئے آپ ایک لفظ فرما رہے ہیں، اس لفظ پہ غور کریں...... وہ لفظ اس عنوان کی ایک بہت بڑی تمہید ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے میں ہاتھ اٹھا کر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِکْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ.

اے اللہ! یہ تین سو تیرہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ میری کمائی ہیں، یہ جھوٹی بات نہیں ہے، ایک آدمی چالیس سال کے بعد اس کی ساری دولت بنک میں ہے اور بنک کنگال ہو جائے تو وہ روئے گا کہ یہ میری چالیس سالہ کمائی، وہ چیخے گا، وہ چلائے گا، ساری دنیا کا سردار اللہ کے دروازے پہ پتھر پر سر رکھ کر کہتا ہے۔

اے اللہ! دشمن کی تعداد ہزار تک ہے اور میں اپنی کمائی اور اپنی پونجی لے کر تیرے دروازے پر آ گیا ہوں......

یہ بلال رضی اللہ عنہ میری کمائی ہے...... یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میری کمائی ہے...... یہ عمر رضی اللہ عنہ میری کمائی ہے......

میں نے سجدہ کیا، انہوں نے میرے اس سجدے کی لاج رکھی، میں نے کہا اللہ کا نام بلند کرو، انہوں نے نیزے پہ تیرا نام بلند کیا، تپتے ہوئے صحرا میں میں نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو تپتی ریت پہ لٹایا گیا، لیکن تیرا نام نہیں چھوڑا۔ ان کو اذیتیں دی گئیں انہوں نے تیرا نام نہیں چھوڑا۔ ان کی چمڑی ادھیڑ دی گئی، تیرا نام نہیں چھوڑا، ان کی آنکھیں نکال دی گئیں، تیرا نام نہیں چھوڑا۔ میں آج ان کو کیسے چھوڑوں کہ تین سو تیرہ، یہ میری کمائی ہے، میرے لئے ٹکڑے ہونے والے، بچے یتیم کرانے والے، بیویوں کو بیوہ کرانے

والے۔ آج میں سب کو جمع کر کے تیرے دروازے پہ لایا ہوں...... ان تهلک...... اگر تو نے آج ان کو ہلاک کر ڈالا...... لا تعبد فی الارض...... قیامت کی صبح تک تیری عبادت نہیں ہوگی، تیرا نام نہیں ہوگا۔

یہ چھوٹی سی بات نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر تو نے مجھے ہلاک کر ڈالا، تیرا نام نہیں ہوگا۔ فرمایا نہیں......

بلال رضی اللہ عنہ نہیں ہوگا تیرا نام نہیں ہوگا...... عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہوگا تو تیرا نام نہیں ہوگا......

عثمان رضی اللہ عنہ نہیں ہوگا تو تیرا نام نہیں ہوگا...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں ہوگا تو تیرا نام نہیں ہوگا

معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بقا میں شریعت کی بقا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی بقا میں توحید کی بقاء ہے۔ اسلام کی بقا ہے، ان گواہوں کو نکال دیں، اسلام ہم تک پہنچ نہیں سکتا۔ قرآن، اللہ کا کلام، صحابہ رضی اللہ عنہم اگر سنتے، آگے نہ پہنچاتے، نیزے کی انیوں پر نہ چڑھتے، دہکتے ہوئے انگاروں پر نہ لیٹتے، یہ قرآن ہم تک کون پہنچاتا؟؟

(زرقانی جلد ا، صفحہ ۴۱۹۔ فتح الباری جلد ۷، صفحہ ۲۱۵)

دس لاکھ حدیثیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں تو نے نہیں سنیں، میں نے نہیں سنیں، سنیں تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے سنیں، ان کو کوئی برا کہے، قرآن ہم تک نہیں پہنچتا، حدیث ہم تک نہیں پہنچتی۔ تو گویا کہ......

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کا معجزہ...... نچوڑ صحابہ رضی اللہ عنہم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا معجزہ...... نچوڑ صحابہ رضی اللہ عنہم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا معجزہ...... نچوڑ صحابہ رضی اللہ عنہم

تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا...... قرآن بھی اعلیٰ...... معراج بھی اعلیٰ...... ختم نبوت بھی اعلیٰ......

صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اعلیٰ!

میرے بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے، بڑے معجزات کتنے ہیں؟...... چار! ان معجزات کی تفصیل تو اس وقت میں ایک کی بھی نہیں ہو

سکتی، لیکن میں ایک واقعہ چاروں کا عرض کر کے بات ختم کروں گا، تا کہ سیر ہو جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی!!

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بزبان کتب سماویہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ کون سا ہے؟ (قرآن شریف)

قرآن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے۔ ایک بات کرتا ہوں، یہ بھی دانشور اور پڑھے لکھے لوگوں کی عقل میں بڑی جلدی آجاتی ہے۔ میں نے ایک لیسن دیا تھا، اسلام آباد کے ایک بڑے سیمینار میں وہاں بڑے بڑے سکالرز تھے یونیورسٹیوں کے۔ جب میں نے یہ بات کی تو وہ ورطۂ حیرت میں ڈوبے، انہوں نے کہا کہ ہم نے اس موضوع پر کبھی غور نہیں کیا۔

میں نے کہا قرآن جو ہے اس میں سات سو آیات صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں ہیں اور تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری...... اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کے لئے چار آیتیں ہیں...... اور حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے نو آیتیں۔

انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری، تو انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کے لئے ہیں پانچ آیتیں...... اور حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے ہیں بارہ آیتیں۔

اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اتری، زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کے صحابہ کیلئے چھ آیتیں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے پندرہ آیتیں۔

کتابیں پہلے زمانے کی ہیں اور ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔ یہ کیسے ہے؟ قرآن نے فرمایا......

ذالک مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل ......

صحابہؓ وہ جماعت ہے...... جس کا ذکر تورات و انجیل میں ہو چکا ہے۔

بھئی نبیوں کا ذکر تو کتابوں میں ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیوں ہوا؟ آج بڑی آسانی سے لوگ کہہ دیتے ہیں...... چھوڑو جی! اللہ، رسول کی باتیں کرو، صحابہ رضی اللہ عنہم تو تیسرے نمبر پر ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں، قرآن تو سارا بھرا ہوا ہے، صحابہ رضی اللہ

عنہم کے لئے ساڑھے سات سو قرآن کی آیتیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے ہیں، کیوں ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی اللہ کو؟

اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا......اور اسلام کی بقا اسی جماعت سے وابستہ ہوگی......اس لئے جتنا اس کا تقدس مانا جائے گا......اتنا اسلام میں پختگی اور بقا پیدا ہوگی۔

حدیث کی تشریح

میرے بھائیو! اس نکتے پر غور کریں......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے آپ نے فرمایا...... خیر القرون قرنی ......دنیا میں جو سب سے بہتر زمانہ ہے وہ میرا زمانہ ہے......قرن عربی کا لفظ ہے اس کے کئی معنی ہیں۔

قرن کا معنی مشرق......قرن کا معنی مغرب......قرن کا معنی شمال......قرن کا معنی جنوب......قرن کا معنی زمانہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... خیر القرون قرنی......میرا زمانہ سب سے بہترین زمانہ ہے......اس "قرن" کے مشابہ لفظ "قرآن" ہے۔ قرن کا ایک حرف "ق" تو صدیق رضی اللہ عنہ کی آخری حرف بھی "ق" ہے۔ دوسرا حرف ہے "ر" عمر رضی اللہ عنہ کا آخری حرف بھی ہے "ر" عثمان رضی اللہ عنہ کے آگے "ن" ہے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو خلفاء ثلاثہ کا پہلا دور ہے...... یہ قرآن کی اشاعت کا سب سے بڑا دور ہے......اس لئے یہ نکتہ اس میں بھی موجود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا......خیر القرون قرنی ...... کہ میرا زمانہ بہتر ہے! میرا زمانہ قرنی......تو اس میں چار حروف ہیں۔ قاف ہے......را ہے......نون ہے......ی ہے......اب دیکھو صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ق" ہے......عمر رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ر" ہے......عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ن" ہے......اور علی رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ی" ہے تو فرمایا "میرا زمانہ" یعنی جو لفظ میرے زمانے کا ہے وہ زمانہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکن مراد

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لئے کہ چاروں کے الفاظ ابن "قرنی" میں موجود ہیں۔

میں عرض کرر ہا تھا......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے معجزے ہیں چار...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے خلفاء بھی چار...... آسمانوں کے بڑے فرشتے بھی چار...... کعبہ کی دیواریں بھی چار...... اللہ کی سب سے بڑی کتابیں بھی چار..... تو یہ ایک تناسب ہے......

اسی طرح آپ دیکھیں، ایک ہوتا ہے نبی اور ایک ہوتا ہے "رسول" اس میں بھی فرق ہے...... نبی اس کو کہتے ہیں جو پچھلے نبی کی شریعت پر عمل کرے...... اور رسول اس کو کہتے ہیں...... جس پر نئی شریعت آئے، یعنی نیا حکم اللہ کی طرف سے آئے اور یہ فرق ہے نبی اور رسول میں۔ (المسامرہ صفحہ ۷۳، ۸۶)

رسولوں کی تعداد کتنی ہے؟ رسول کی تعداد ہے ایک سو چودہ

رسول جو ہوتا ہے اس کو نبی بھی کہا جاتا ہے اور جو نبی ہوتا ہے، اس کو رسول نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ نبی جو ہوتا ہے وہ تو پچھلے نبی کی شریعت کو آگے پھیلاتا ہے اور رسول وہ ہوتا ہے نئی شریعت والا۔ تو نئی شریعت والے رسول کتنے ہیں؟ (ایک سو چودہ)

طبقاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اب آپ دیکھیں کہ قرآن پاک میں اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو جماعت ہے صحابہ کرام...... اس میں سے چار گروہ بیان کئے ہیں کہ

پہلا گروہ مہاجرین کا...... دوسرا گروہ انصار کا...... تیسرا گروہ فتح مکہ سے پہلے لوگوں کا...... اور آخری فتح مکہ کے بعد جو مسلمان ہوئے...... تو گروہ کتنے ہو گئے......؟ چار!

اب ان چار میں جو پہلا گروہ ہے، مہاجرین کا ان کی تعداد تھی، ایک سو چودہ اور نئی شریعت والے انبیاء کی تعداد بھی ایک سو چودہ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے ہجرت کر کے مدینے تک جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے...... ان کی تعداد ایک سو چودہ تھی۔

قرآن مجید عظیم کتاب

اچھا! یہ قرآن پاک کی آپ گتھیوں کو کھولیں تو اس میں اور بہت ساری باتیں نکل آئیں گی، لیکن اب میں یہیں سے اپنے موضوع کا آغاز کرتا ہوں کہ قرآن پاک جو ہے...... یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور قرآن وہ کتاب ہے ...... دنیا میں کتابیں اور بھی بڑی ہیں لیکن ایسی کتاب کوئی نہیں کہ جس کتاب کا آغاز اس بات سے ہو۔ الحمد کے بعد...... الم ذالک الکتاب ...... کہ یہ کتاب جو تمہارے ہاتھوں میں ہے...... لاریب فیہ ...... اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ دنیا میں کتنی کتابیں آپ پڑھتے ہو...... کوئی کتاب یہاں سے شروع نہیں ہوتی۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ شروع کرنے سے پہلے یہ اقرار لیا جائے کہ کہو "اس کتاب میں شک نہیں"

لیکن اللہ کا کلام شروع کرتے ہوئے کھولتے ہی تم سے کہتا ہے کہ پہلے کہو کہ "شک نہیں" پھر پڑھو۔ ایسا نہ ہو کہ پوری کتاب کو پڑھ لو اور بعد میں کہو کہ یہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بدل دیا تھا۔ یہ تو کافروں نے بدل دیا تھا۔ اس کے تو بکری دس سپارے کھا گئی تھی۔ یہ تو فلاں ہو گیا تھا، اس لئے شروع کرنے سے پہلے کیا پڑھو......؟ ذالک الکتاب...... یہ کتاب جو میرے ہاتھ میں ہے...... لاریب فیہ...... اس میں شک نہیں! پہلے اس کا اعلان کر! پھر قرآن کا آغاز کر۔ ایسی کتاب دنیا میں کوئی نہیں جو کہے...... ذالک الکتاب لاریب فیہ...... اس میں کوئی شک نہیں

حروف مقطعات سے مراد

اچھا پھر شروع کہاں سے ہو رہا ہے؟ ...... "الم" سے...... الف، لام، میم...... یہ تین حروف ہیں، یہ حروف مقطعات ہیں...... علماء کہتے ہیں ان کا معنی کسی کو پتہ نہیں۔ قرآن میں بھی ہے کہ اصلی اس کا جو مفہوم ہے، وہ اللہ کو پتہ ہے، لیکن علماء نے ان الفاظ سے معنی نکالے ہیں کہ الف، لام، میم...... تین حروف ہیں...... الف پڑھو گے تو دس نیکیاں، ل پڑھو

گے تو دس نیکیاں، میم پڑھو گے تو دس نیکیاں۔ (رواہ ترمذی)

یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے، دس درجے بلند ہو گئے، دس گناہ معاف ہو گئے...... یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے، لیکن "الف" سے مراد کیا ہے؟ "ل" سے مراد کیا ہے؟ "میم" سے مراد کیا ہے؟

علماء نے لکھا ہے کہ الف سے مراد ہے "اللہ"، "لام" سے مراد ہے "جبرائیل" اور میم" سے مراد ہے "محمد" یعنی الم جب تم پڑھو گے تو کیا ہو گا کہ اللہ بھیجنے والا ہے...... جبرائیل لانے والا ہے اور محمد پر اترنے والا ہے اور اس کے بعد کیا...... ذالک الکتاب لاریب فیہ...... یعنی یہ کتاب ہے...... اس میں کوئی شک نہیں۔ کیوں......؟

اللہ تعالیٰ بھیجنے والا ہے، جبرائیل علیہ السلام لانے والا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والا ہے...... تو اگر اس میں شک کرو گے تو اللہ تعالیٰ پہ شک ہو گا...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ شک ہو گا...... جبرائیل علیہ السلام پہ شک ہو گا۔

جب ان میں شک نہیں...... تو اس میں شک نہیں

اس میں شک نہیں...... تو ان میں شک نہیں

وہ لاریب ہیں...... یہ بھی لاریب ہے

اب جس آدمی کا قرآن پر ایمان نہ ہو...... حقیقت میں اس کا خدا پر ایمان نہیں...... حقیقت میں اس کا جبرائیل علیہ السلام پر ایمان نہیں...... حقیقت میں اس کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں۔

قرآنی علوم کی تعداد

پھر دیکھیں قرآن کے اترنے میں...... اور باقی کتابوں کے اترنے میں بڑا فرق ہے کہ قرآن کیسے اترا؟...... اور باقی کتابیں کیسے اتریں۔

میرے بھائیو! یہ ایک فلسفہ ہے قرآن کا، جو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اس کے لئے وقت بھی نہیں۔ ورنہ صرف قرآن کے بارے میں آپ کو معلومات دیتا کہ قرآن کتنے علوم کا مجموعہ ہے۔ قرآن میں سائنس کے بارے میں کونسی آیات ہیں۔ قرآن میں علم ریاضی

پر کون سی آیات ہیں، علم الجبراء کے بارے میں کون سی آیات ہیں۔قرآن پاک میں علم فلکیات کے بارے میں کون سی آیات ہیں۔......اگر میرے پاس صرف قرآن کا موضوع ہو،تو میں آپ کو یہ بتاؤں کہ قرآن اٹھارہ ہزار علوم کا مجموعہ ہے۔

جس طرح اٹھارہ ہزار مخلوقات اللہ نے پیدا کیں اس طرح قرآن بھی اٹھارہ ہزار علوم پر مشتمل ہے۔

اس میں یہ دنیا کا جتنا نظام ہے......اس سب نظام کا ذکر قرآن میں ہے۔آج جتنی مشینری، جتنی سائنس، جتنی ٹیکنالوجی......جتنی ترقیاتی چیزیں، مثلاً ٹیلی ویژن ہے، یہ آپ کی جگہ پر لہریں ہیں ٹیلی فون کی، یہ وائرلیس ہے، ایک ایک چیز قرآن سے ثابت ہوئی ہے اور قرآن میں وہ آیتیں آج بھی موجود ہیں جس سے سائنسدانوں نے مطلب نکالے ہیں، اور نکال کر سائنس کو ترقی دی ہے اور قرآن ساری کائنات کے علوم کا مجموعہ ہے۔

ساری کائنات ایک طرف......اللہ کا قرآن ایک طرف!

قرآن اور سابقہ آسمانی کتب میں فرق

قرآن منبع ہدایت ہے۔قرآن مرکز ہدایت ہے۔قرآن سرچشمہ ہدایت ہے۔ قرآن مرکز علم وفن ہے، لیکن یہاں میں ایک بات پھر کرتا ہوں کہ باقی کتابیں بھی اتریں، قرآن بھی اترا، باقی کتابیں تورات، انجیل، زبور وہ کیسے اتریں۔قرآن کیسے اترا؟ صرف میں کیفیت کا ذکر کرتا ہوں۔اور اسی سے آپ کو قرآن اور صاحب قرآن کے اعجاز کا پتہ چلے گا کہ قرآن سب سے اعلیٰ ہے۔کیوں اعلیٰ؟ اس لئے کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ......تو یہ تناسب ہے دونوں کا، قرآن اور صاحب قرآن! اس موضوع پر میری علیحدہ ایک کیسٹ ہے جو پاکستان میں ملتی ہے۔قرآن اور سائنس، قرآن اور جدید علوم، قرآن اور معرفت الٰہی، یہ علیحدہ علیحدہ عنوانات ہیں۔

میں عرض کر رہا ہوں کہ قرآن کے اترنے میں اور باقی کتابوں کے اترنے میں فرق ہے۔مثلاً تورات آسمانوں سے اتری، تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ طور پہاڑ پہ

جاؤ، چالیس دن کا چلہ کرو، میں وہاں کتاب دوں گا، موسیٰ علیہ السلام وہاں گئے، چالیس دن کا چلہ کیا، پھر ان کو تورات ملی۔

اس طرح انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اترنے لگی، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے عبادت خانے میں بیٹھ جاؤ، جب تک انجیل نہ اترے بیٹھے رہو، وہ بیٹھے رہے۔

زبور اترنے کا وقت آیا تو حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے معبد میں بٹھا دیا، جوان کا بہت بڑا معبد تھا، عبادت خانہ تھا۔ ان کو وہاں بٹھا دیا اور وہ عرصہ دراز تک بیٹھے رہے، پھر جا کر زبور ملی۔

یہ تینوں کتابوں کے اترنے کا انداز تھا، لیکن قرآن کیسے اترا؟ قرآن کے لئے ایک مرتبہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ تم فلاں جگہ جاؤ، پھر کتاب ملے گی، نہیں! بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے میں آئے تو قرآن کو مکے میں بھیج دیا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پہنچے قرآن کو مدینہ بھیج دیا۔

حتیٰ کہ......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں، قرآن مکے میں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں، قرآن مدینے میں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں، قرآن بدر میں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُحد میں، قرآن بھی احد میں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں، قرآن بھی خیبر میں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں، قرآن بھی تبوک میں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم گلیوں میں، قرآن بھی گلیوں میں...... حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر پر قرآن بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر پر!

یہ قرآن کے اترنے کا اور باقی کتابوں کے اترنے کا فرق دیکھو تو قرآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور......

قرآن لازوال ہے...... قرآن بے مثال ہے...... قرآن لاریب ہے...... قرآن

معرفت کا چشمہ ہے...... قرآن ہدایت کا منبع ہے...... قرآن اسلام کا مرکز ہے......

قرآن اسلام کا متن ہے...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی تشریح ہے۔

قرآن علم ہے...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمل ہے

قرآن اللہ کا کلام ہے...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلتا پھرتا اللہ کا کلام ہے۔

قرآن بے مثال ہے...... صاحب قرآن بھی بے مثال ہے

قرآن ذریعہ نجات

ایک دوسری بات قرآن کے بارے میں کہتا ہوں کہ دنیا میں جتنی بھی کتابیں آئیں...... کسی کتاب کو پڑھ کر آپ وہ کیفیت نہیں پائیں گے۔ جو قرآن کی ہے مثلاً آپ نے آج جنگ اخبار پڑھا ہے۔ کل کو آج کا اخبار نہیں پڑھتے۔ آپ صرف نیا اخبار پڑھتے ہیں۔ دو دن کے بعد آپ کہیں گے چھوڑو یار! یہ تو پرانی اخبار ہے۔ اچھا! ایک کتاب آپ کے پاس چھپی ہے تو کہیں گے یار پچھلے سال یہ کتاب میں نے پڑھی ہے۔ نصاب کی کتابیں ہیں۔ یونیورسٹی کی، کالجوں کی کتابیں بچے پڑھتے ہیں۔ اگلے سال وہ کوئی بھی نہیں پڑھتا۔ وہ ردی بن جاتی ہے کاغذوں کی۔ ایک مرتبہ کتاب پڑھ لی دوبارہ نہیں...... ایک دفعہ اخبار پڑھ لی، دوبارہ نہیں پڑھتے۔ لیکن کبھی آج تک کسی نے کہا کہ چودہ صدیاں بیت گئیں کہ بھئی یہ تراویح کا جو مہینہ رمضان کا ہے، ہم اس میں قرآن نہیں سنیں گے کہ پچھلے سال سن لیا تھا؟ یا اس سے پچھلے سال سن لیا تھا یہ کوئی نہیں کہے گا۔ بلکہ آپ کہیں گے یار قرآن بڑا اچھا پڑھا، حافظ جی پچھلے سال بڑا اچھا پڑھا، اس سال اس سے بھی زیادہ اچھا پڑھو، یعنی قرآن کے سننے میں...... قرآن کے اترنے میں مزہ ہی بے مثال ہے...... یہ قرآن کا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ جتنا بھی پڑھو گے مزہ علیحدہ۔ میں کہتا ہوں قرآن جو بچہ پڑھ رہا ہے اس بچے سے محبت کرو گے علیحدہ ثواب ہے، اور جو بچہ قرآن پڑھ رہا ہے اس کے لئے لکڑی کی تپائی خرید کر دو۔ اس کا بھی ثواب اور غلاف کا کپڑا دے دو اس کا بھی ثواب ہے اور جو بچہ قرآن پڑھ رہا ہے۔ اس بچے سے پیار کرو، محبت کرو، اس کی خدمت کرو، اس کا علیحدہ ثواب ہے تو یہ

قرآن کا اعزاز ہے۔

مخالفین کیلئے قرآن کے چیلنج

جتنی بھی دوسری کتابیں ہیں۔ کسی کتاب کے لئے ایسا نہیں ہوا کہ کسی کتاب کے لئے اللہ نے چیلنج دیئے ہوں، قرآن واحد کتاب ہے جس کے لئے قرآن نے خود تین چیلنج دیئے۔ پوری کائنات کو تین چیلنج دیئے، عیسائیوں کو...... یہودیوں کو، صابئیوں کو اپنے دور کے بادشاہوں ہو، قیصر و کسریٰ کو، اللہ نے تین چیلنج دیئے اور وہ چیلنج آج بھی برقرار ہیں۔ آپ کہیں گے جی قرآن نے کس طرح چیلنج کیا؟ لوگ کہتے ہیں نا کہ جی فلاں نے چیلنج کیا فلاں نے چیلنج کیا...... او بھائی چیلنج کا اعلان تو سب سے پہلے قرآن نے کیا قرآن کھولو تو سہی۔ قرآن کا کیا چیلنج ہے؟ قرآن پاک چیلنج کو دیکھو۔ قرآن ن ے پہلا چیلنج کیا......

قل لئن اجتمعت الانس والجن......

- اے پیغمبر! پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جا اور پورے عرب میں اعلان کر......

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ۔

اے جنو! انسانو آؤ! اس قرآن جیسا کوئی قرآن لاؤ......

عرب کے لوگ کہتے تھے:

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ......

یہ تو پرانے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ یہ تو لوگوں کا بنا ہوا کلام ہے۔

منکرین قرآن کی اقسام

قرآن کے منکر دو قسم کے ہیں۔ ایک منکر ایسا ہے جو کہتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہی نہیں۔ دوسرا کہتا ہے یہ کلام تو ہے اس کو صحابہؓ نے بدل دیا۔ تو قرآن نے دونوں کی تردید کی...... یہ جو لفظ ہے "ذالک الکتاب لاریب فیہ" یہ دوسرے منکر کی تردید ہے کہ جو

کہتا ہے کہ یہ قرآن بدل گیا۔ اللہ کہتا ہے نہیں! شروع کرتے ہوئے پہلے اقرار کر کہ...... لا ریب فیہ ...... اس میں تو شک نہیں ...... اور جنہوں نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہی نہیں ...... ان کو تین چیلنج ہیں۔ پہلا چیلنج ...... وہ کہتے تھے کہ یہ اللہ کا کلام نہیں۔ اللہ نے فرمایا اچھا! نہیں میرا کلام؟ بندوں کا کلام ہے؟ ...... تو پھر تمہیں چیلنج ہے کہ......

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن

اس قرآن جیسا کوئی قرآن تم بنا کر لے آؤ! اگر یہ بندوں کا کلام ہے۔ تم عرب کے فصحاء بلغاء ہو۔ تم ادیب اور فصیح و بلیغ ہو...... امراء القیس جیسے بڑے بڑے ادیب تم میں موجود ہیں۔ اگر یہ بندوں کا کلام ہے، تو اس قرآن جیسا کوئی قرآن بنا کر لاؤ۔ ایک سال تک یہ چیلنج پوری دنیا میں گونجتا رہا، جب کوئی جواب نہ مل سکا...... تو خدا نے دوسرا چیلنج کیا۔ دوسرا چیلنج کیا تھا؟

فاتوا بعشر سور مثلہ

اگر تم قرآن نہیں پورا بنا سکتے تو کم از کم اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ...... اور جب پھر قرآن کا چیلنج نہ قبول کر سکے تھے تو پھر اللہ نے تیسرا چیلنج دیا کہ

فاتو بسورۃ من مثلہ

ایک ''اِنّا اعطیناک الکوثر'' جیسی سورۃ بنا کر دکھاؤ...... تو قرآن نے کتنے چیلنج دیئے؟ (تین چیلنج) آج بھی یہ تین چیلنج پوری دنیا میں گونج رہے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ ترقی کی عیسائیت نے ...... عیسائیت کہاں پہنچ گئی؟ یہودیت کہاں پہنچ گئی؟ ٹھیک ہے ...... مشینری ہے ...... دھواں نکل رہا ہے اور وائرلیس سیٹ بن رہے ہیں، مشینریاں اور آلات جدید بن گئے ہیں۔ پوری کائنات حرکت میں آگئی۔ سب ٹھیک ہے۔ لیکن پوری دنیا میں ایک انجیل کا حافظ لاؤ، اگر کہیں ہے تو رات کا حافظ لاؤ لیکن! آؤ میرے پاس...... قرآن کا حافظ ہر مسجد میں موجود ہے۔ ہر علاقے میں موجود ہے، یہ علیحدہ عنوان ہے۔

میرے بھائیو! قرآن ایک ایسا جامع دنیا کا ذخیرہ ہے کہ جس کی جامعیت کا انکار

دنیا میں کوئی کر نہیں سکا۔ قرآن کے چیلنجوں کا اعلان یہ قرآن کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معجزات ہیں۔ ان میں پہلا معجزہ قرآن ہے اور آپ کا دوسرا معجزہ ختم نبوت ہے۔ ''ختم نبوت'' کا کیا معنی؟ نبوت ختم ہو گئی۔ ختم نبوت کے منکروں، قادیانیوں نے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے انہیں علماء سے متنفر کیا اور کہا کہ مولویوں کے قریب نہ جانا اور اس وقت قادیانیوں کا حربہ یہ ہے۔ آپ گھانا اور امریکہ کے ملکوں میں جا کر دیکھیں کہ قادیانیت پھیلی ہی وہاں ہے جہاں علماء نہیں پہنچے۔ دین کے عالم اور وارث نہیں پہنچے دین کا جو فروغ ہے وہ علماء سے وابستہ ہے۔ میں مانتا ہوں علماء میں، مولویوں میں کمزوریاں بھی ہیں۔ کوئی معصوم تو نہیں ہیں ہم...... معصوم تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ لیکن کمزوریوں کے باوجود اسلام کی بقاء علماء کی وجہ سے ہے۔ دیکھیں! اگر علماء نہ ہوتے تو پاکستان میں قادیانیت اپنا پورا پنجہ پھیلا لیتی علماء نے مقابلہ کیا۔ عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگوں نے ناطقہ بند نہیں کیا؟ تو آج پوری دنیا کو پتہ چل گیا کہ مرزا قادیانی کافر تھا...... اسی طرح شیعیت کا فتنہ اٹھا...... تو کیا مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ عالم دین نہیں تھے؟ اپنی جان دے کر بھی اللہ کے فضل سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشن کو زندہ کر گئے۔

قادیانیوں کا تعاقب ضروری ہے

مولویوں نے کام خراب کر دیا...... مولویوں نے بیڑا غرق کر دیا...... مولوی آپس میں لڑاتے ہیں...... مولویوں نے لوگوں کو تباہ کر دیا...... مولوی کی تقریر سننے نہ جانا یہ آپس میں لڑاتے ہیں۔ تم نہیں لڑاتے ہو آپس میں؟ تم نہیں کچھ کرتے ہو؟ اگر مولوی لوگوں کو آپس میں اختلاف ہو بھی گیا تو تم کیا کرتے ہو، تم اکٹھے ہو سارے......؟ ایک مجلس میں اکٹھے نہیں رہتے ہو...... ایک سوسائٹی میں اکٹھے نہیں رہتے ہو...... ایک کمرے میں تم اکٹھے نہیں رہتے

ہو......ایک مل میں تم اکٹھے نہیں رہتے ہو......اگر مولوی کا اختلاف ہو گیا تو بہت پریشان ہو گئے ہو......؟ اگر مولوی اکٹھے ہوتے...... پاکستان کے اندر انقلاب آجاتا۔ او اللہ کے بندو! مولوی اکٹھے نہیں؟ نماز میں اکٹھے نہیں ہیں؟ جن باتوں میں مولوی اکٹھے ہیں وہ کر لی ہیں ہم نے؟......مولوی اکٹھے نہیں ہیں جی! مولوی اکٹھے ہوتے تو انقلاب آجاتا۔

یہ ساری قادیانیوں کی سازش ہے، جب بھی کسی بچے سے بات کرے گا...... بڑے سے بات کرے گا، تو کہے گا جی مولویوں نے بیڑا غرق کر دیا۔ اس کا کیا نتیجہ ہوگا......؟ جب دین کے وارثوں کے پاس آدمی جائے گا ہی نہیں ......تو دین کا پتہ کیسے چلے گا؟ علماء کے پاس آپ جائیں گے ہی نہیں تو مسئلے کا کیسے پتہ چلے گا......یہ ہے پہلا حربہ!!

دوسرا حربہ کیا ہے؟ دوسرا حربہ ہے کہ قرآن پاک میں لفظ ''خاتم النبیین'' کا لفظ ہے تو لغت کھولو جی! الغت میں لکھا ہے، خاتم کا معنی مہر! خاتم کا معنی ہے ''مہر'' تو کہتے ہیں جی ہم مانتے ہیں......کیا؟ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہر لگانے والے ہیں کہ جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں مہر لگا دیتے ہیں۔

مہر تو لگ گئی......دروازہ بند ہو گیا تو کھولے گا تیرا باپ!! وہ تو کب کی بات ختم ہو گئی......اس طرح لوگوں کو پاگل بنا دیا۔ کہتے ہیں جی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کے بارے میں چاہیں مہر لگا دیں۔ بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سو سے زائد حدیثیں ہیں کہ ''میرے بعد کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں'' ''میرے بعد کوئی نبی نہیں'' قرآن کی آیت کی جو پیغمبر نے احادیث میں تشریح کی ہے وہ نہیں مانتے۔ کہتا ہے خاتم کا معنی مہر! لہٰذا مہر لگائے جا رہے ہیں، وہ بھی آیا مہر لگا دی اس کانے دجال کو؟......کوئی دو آنکھوں والا تو ہوتا؟

نبی تو خوبصورت ہوتا ہے۔ پیغمبر تو حسن و جمال میں یکتا ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ! پیغمبروں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ نبی کے جسم پر کوئی عیب ہو۔ چہرے میں کوئی نقص ہو!! نبی عیب سے پاک ہوتا ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ''نبی بنانے کے لئے رب کو یہ کانا ہی ملا

تھا؟ رب نے نبی بنانا ہی تھا تو کسی آنکھ والے کو بنالیتا۔ کہتے ہیں یہ بھی نبی بن گیا حد ہوگئی! تو لوگوں کو ایک دھوکہ دیتے ہیں کہ علماء کے قریب نہ جائیں دوسرا دھوکہ کہ خاتم کا معنی مہر ہے۔ حالانکہ یہ خاتم کا معنی مہر بھی ہے۔

ختم اللّٰہ علی قلوبھم

مہر لگ گئی دلوں پر۔ اچھا! یہ ٹھیک ہے، لیکن ہر جگہ خاتم کا معنی مہر نہیں ہوتا۔ خاتم کا معنی ختم کرنے والا بھی ہے۔ خاتم کا معنی مہر لگانے والا ہے۔ معنی بھی غلط کرتے ہیں تو جب مہر لگ گئی...... تو بات ہی ختم ہوگئی۔ یعنی لفافے پر آپ مہر لگاتے ہیں، کھول سکتا ہے کوئی......؟ نہیں! تو پھر جب ایک مرتبہ مہر لگ گئی تو ہر کوئی مہر لگائے گا؟ وہ تو ایک ہی لفافے پر مہر لگی ہے، جو بند کرتا ہے؟ یہ معنی ہی غلط ہے...... اچھا تیسرا حربہ کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ لوگ کہیں گے اچھا! وہ فوت ہوگئے تو پھر کہیں گے قرآن میں آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے دوبارہ۔ لہٰذا مرزا قادیانی آچکا ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام ہے جو پہلے عیسیٰ علیہ السلام تھے، وہ فوت ہوگئے!! اور قرآن کی یہ آیت پڑھیں گے کہ

واذقال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک

کہ دیکھو قرآن کہہ رہا ہے اِنِّــی مُتَــوَفِّیکَ کہ اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دینے والا ہوں، تو گویا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وفات دے دی۔ بات ختم ہوگئی، حالانکہ اس آیت سے ہی مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں لیکن معنی غلط کرتے ہیں، کیسے زندہ؟ اس لئے کہ قرآن کہتا ہے:

واذقال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک

اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دینے والا ہوں! یہ آیت کب اتری؟...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری نا! حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تو نہیں اتری...... تو جب آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر تھے تو اللہ نے پوری امت

کے اندر...... ساری کائنات کے لوگوں کو وفات دینی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی دی اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء...... تمام کو وفات دے دی تھی، لیکن کسی نبی کی وفات کا ذکر نہیں کیا۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر کیا۔ اس لئے کہ ان کی وفات کی خبر قرآن میں کیوں ہے۔

یعنی جو فطرت کا عام طریق ہے...... اس کی طرح وفات نہیں، بلکہ مخصوص طریقے سے وفات ہے۔ اس لئے اس کا ذکر بھی مخصوص ہے۔ تو مخصوص طریقہ کیا ہے؟ اتنا عرصہ میں تجھے آسمانوں پر زندہ رکھ کر پھر وفات دوں گا...... تو یہ تخصیص کرنا، خاص کر دینا کسی کی وفات کا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی وفات عام لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ ان کو وفات ہوگی، لیکن خاص طریقے سے کہ جب قیامت کے قریب اتریں گے پھر ان کی وفات ہوگی۔ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کے قریب جہاں چوتھی قبر کی جگہ ہے۔ وہاں ان کی قبر بنے گی۔ تو یہ حدیث ہے اس آیت کا مفہوم ہی بدل دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ بڑے خطیب اور ولی اللہ تھے ان سے ایک قادیانی ملتان میں بحث کرنے لگا...... کہتا ہے جی! عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے انہوں نے کہا پھر! کہتا ہے جی مرزا قادیانی نبی ہے۔ تو اس پر مولانا نے کہا میں بھی نبی ہوں۔ اس نے کہا تم کیوں؟ تو مولانا نے کہا وہ کیوں؟ اس پر بات ختم ہوگئی۔ جب دلیل ہی کسی بات کی نہیں ہے تو پھر ایسے ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

تو یہ قادیانیوں کے تین چکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں چکروں سے امت کو محفوظ رکھے! قادیانی کل بھی کافر تھے، قادیانی آج بھی کافر ہیں۔ اور قادیانیت کے کفر کا جب علماء نے اعلان کیا...... تو اس وقت ہمارے گریجوایٹ بھائی، کیونکہ انہیں دین کا علم کم ہوتا ہے۔ تو انہوں نے کہا یار مولویوں کا کام تو کافر بنانا رہ گیا۔ دیکھو یار! وہ اچھے بھلے کلمہ پڑھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں بھی کافر کہا تو جب علماء نے نوے سال جدو جہد کی، عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قربانیاں دیں ہندوستان میں...... تو اس کے بعد پھر ایسا وقت آیا کہ قومی اسمبلی

میں مولانا مفتی محمودؒ نے قادیانیوں کا کفر پیش کیا۔اس میں شاہ احمد نورانی بھی تھے اور بھی مولوی تھے......سب علماء تھے تو انہوں نے متفقہ طور پر یہ کفر پیش کیا۔تو وہ لوگ......ولی خان جیسے لادین آدمی...... وہ بھی جو ساری زندگی اسلام سے بے بہرہ ہے۔انہوں نے بھی قادیانیوں کے کفر کو تسلیم کیا۔یہ بھٹو کا تعلق اس سے کیا تھا! لیکن اس نے بھی کہا قادیانی کافر ہیں۔تو اس نے پہلے کیا کہا......؟ مولویوں کا کام کافر بنانا رہ گیا......؟ جب بات سمجھ میں آ گئی۔جب علماء کے قریب آئے......بات سمجھ آ گئی اور جب نہیں بات سمجھ میں آئی......علماء کو طعنے دیتے رہے۔داخلہ بند ہو گیا۔فلاں کا جی! قادیانیوں کو خواہ مخواہ کافر کہہ رہے ہیں۔اب قادیانیوں نے پوری دنیا میں شور برپا کیا ہوا ہے کہ جی بس! مولوی نے بیڑہ غرق کر دیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ گئے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے دمشق کی جامع مسجد میں۔دمشق میں آنا ہے،تو یہ کہاں آ گیا؟ (قادیان میں) کہتے ہیں جی! وہ دمشق اور قادیان میں کوئی اتنا فرق نہیں!!!

یعنی آپ اندازہ لگائیں،حدیث کے اندر 80 نشانیاں موجود ہیں۔میں نے اپنی کتاب ''ختم نبوت'' جو چھاپی ہے یہاں کے دوستوں کے تعاون سے دو کتابیں چھپی ہیں۔''قادیانی غیر مسلم کیوں'' اور ''ختم نبوت'' ان میں یہ ساری باتیں میں نے تفصیل سے لکھی ہیں۔اور اس میں میں نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نشانیاں بتائیں۔اِس اُلّو میں ایک نشانی بھی موجود نہیں ہے۔ہر بات کی تاویل کر رہا ہوں۔ہر بات کی!!

پہلی یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دمشق کی جامع مسجد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔تو دمشق سے مراد کیا ہے۔مشرق کا علاقہ! کیونکہ دمشق میں جو مینارہ ہے وہ مینارہ مشرق کی طرف ہے اور یہ قادیان بھی مشرق ملک کی طرف ہے......لہٰذا اس سے مراد یہ ہے،اچھا جی،تو پھر انہوں نے کہا جی مرزا صاحب دمشق کے منارے پر نہیں آئے۔آئے یہاں......مراد وہی ہے یعنی بالکل الٹ بات کہی ہے۔مولانا محمد علی جالندھریؒ فرمایا

کرتے تھے کہ یہ کہتا ہے کہ دمشق کے مینارے پر آنا میرا مطلب نہیں تھا۔ بلکہ میں نے دمشق میں جانا تھا اور میں وہ آیا ہوں یعنی آیا وہاں ہے، ہو کر وہاں سے آ گیا۔

مولانا جالندھریؒ کہتے ہیں کہ اس کی مثال ایک بھنگی کے لوٹے کی ہے ایک بھنگی ہوتا تھا اس کا لوٹا تھا جس کو سوراخ نیچے سے...... جب تک وہ پیشاب سے فارغ ہوتا...... لوٹا سارا بہہ جاتا...... ایک دن اس نے کہا کہ اب تم بہہ کر دکھاؤ...... اس نے استنجاء پہلے کر لیا پیشاب بعد میں کیا۔ بالکل اسی طرح ہی مرزا قادیانی کی مثال ہے۔

بس یہ سمجھ آنے کی بات ہے۔ ہمارے وہاں لوگوں کو دین کا اسلام کا پتہ کوئی نہیں۔ تو وہ ایسی ہی بات کرتے ہیں کہ نماز کی جماعت کھڑی ہوگئی تو مولوی صاحب نے کہا نماز پڑھو...... کوئی مسئلہ دین کا نہیں سیکھا...... نہ اسلام سیکھا...... نہ قرآن سیکھا۔

جلدی جلدی، بھاگے بھاگے مسجد میں چلے گئے، نماز کھڑی ہوگئی، اب تینوں چاروں آدمیوں کو مسئلے کا پتہ نہیں پیچھے کھڑے ہیں۔ تو ایک آدمی نماز کی نیت باندھ کر دوسرے سے پوچھتا ہے کتنی رکعتیں ہوئیں......؟ دوسرا بولا بھائی نماز میں بولنا ممنوع ہے۔ تیسرا کہنے لگا، شکر ہے میں تو نہیں بولا...... ان چاروں کی نماز ہوگئی؟ (نہیں)

یہ تو لاعلمی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کا علم نصیب کرے۔ آمین! اور ہمیں اس سے فائدہ حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

تو قادیانیت کا جو فتنہ ہے...... اس سے مسلمانوں کو خبردار رہنا ضروری ہے۔ دیکھیں نا! اب ہر جگہ علماء تو نہیں ہوتے۔ آپ تمام لوگ اسلام کے مبلغ ہیں۔ دین کے مبلغ ہیں۔ آپ کو دعوت دینی چاہئے۔ آپ کو ختم نبوت کا پیغام آگے پہنچانا چاہئے۔ جہاں کوئی قادیانی تبلیغ کر رہا ہو...... آپ کا شرعی اور اسلامی فرض ہے کہ آپ اس تبلیغ کے مقابلے میں خود جا کر تقریر کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا پیغام پہنچائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ہر شخص اسلام کا مبلغ اور داعی ہے۔ از روئے شریعت آپ کی ذمہ داری ہے۔

میں گذشتہ سال آسٹریلیا گیا اور وہاں فجی آئی لینڈ میں پتہ چلا کہ ایک قادیانی آیا ہوا ہے اور چیلنج کر رہا ہے اور مسجد میں کمیٹی والے کہتے ہیں اگر ہم نے مداخلت کی تو گورنمنٹ ہمیں یہ کر دے گی!! میں نے کہا مجھے بڑا افسوس ہے، قیامت کے دن تمہارا گریبان ہوگا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہوگا!!

تم اپنے پیسے اور دولت کے لئے کہتے ہو کہ قادیانی تبلیغ کر رہا ہے، ہم اس لئے روکتے نہیں کہ حکومت کچھ کہے گی؟ میں نے کہا کہ میں ایسے نہیں چل سکتا۔ میری تقریر سے پہلے انہوں نے کہا اگر آپ نے قادیانیوں کے خلاف تقریر کی تو ہمیں نوٹس آجائے گا اور نقصان ہوگا۔ میں نے کہا کہ نوٹس کو میں نہیں جانتا ہوں...... مجھے تم نے اجازت دی ہے۔ میں قادیانیوں کے خلاف تقریر کروں گا۔ اس نے کہا جی پھر ہم تبلیغ نہیں کرنے دیں گے۔ میں نے کہا، تمہارا باپ بھی نہیں روک سکتا۔ میں یہاں آگیا ہوں اب نہیں رکوں گا۔ میں نے کوئی چندہ تم سے نہیں مانگا۔ اسلام کی بات ہے۔ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ یہاں قادیانی تبلیغ کر رہا ہے...... تو قادیانی کے خلاف تقریر کرنا میں اپنا ایمان سمجھتا ہوں تاکہ میں امت کے ایمان کو بچاؤں، میں اسلام کی اس امانت کو آپ کے سپرد کر دوں۔

چنانچہ پھر ہم وہاں چلے گئے مسجد میں پہنچے اور میں نے وہاں تقریر کی۔ لوگ ڈرتے تھے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تھے کہ یار یہاں کوئی نہ بول اٹھے!! کہتے تھے یار قادیانی تو یہاں بھی نماز پڑھنے آتے ہیں، تو میں نے کہا تم سب لوگ جتنے بھی یہاں موجود ہو...... چاہے تمہاری داڑھی ہے یا نہیں...... ہر شخص سن لے، میں تبلیغ کر رہا ہوں...... اللہ کا فریضہ تم تک پہنچانا چاہتا ہوں...... میں نے کہا یہ مسجد!...... اس میں مولانا لعل حسین اخترؒ آئے تھے اور انہوں نے آکر قادیانیوں سے مسجد چھینی تھی۔ اب اسی مسجد میں دوبارہ قادیانی آئے ہیں؟ تمہاری غیرت سوگئی ہے؟ ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں نے کہا اگر تم نے قادیانیت کے خلاف کام نہ کیا تو آج میں اعلان کرتا ہوں تمہاری کوئی نماز نہیں ف کوئی روزہ نہیں...... کوئی حج نہیں...... کوئی زکوٰۃ نہیں۔ جس کا ایمان کمزور ہے...... جس کا ایمان نہیں...... جس کا

عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں...... جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر کٹ مرنا نہیں جانتا...... اس کی کوئی عبادت نہیں...... تم جھوٹ بولتے ہو...... تمہارا فراڈ ہے یہ سارا...... کوئی نماز بھی تمہاری میں نہیں مانتا۔

اب جو میں نے تقریر کی...... وہ سارے میرے خلاف ہو گئے، کہنے لگے یار یہ اچھا مولوی ہے۔ یہاں تو کئی اور بھی آتے ہیں تو ہم جس طرح کہتے ہیں، اسی طرح کرتے ہیں۔ میں نے کہا ایسے نہیں ہوگا...... آپ ہمیں نہیں جانتے...... ہم نے آپ سے کوئی فائدہ نہیں لینا۔ جو دین کی بات ہے، اس بات کو میں بانگ دہل کروں گا چاہے اٹھا کر مجھے سمندر میں پھینک دو لیکن میں قادیانی کے خلاف بات کروں گا۔ یہ فرض ہے، آپ کا بھی فرض ہے اور قادیانیت یہاں بھی اجتماع کرتے ہیں۔ قادیان میں اور افریقہ کے وہ ممالک ...... جہاں علماء بھی نہیں پہنچے، دیندار نہیں پہنچے، وہاں تبلیغ کرتے ہیں، لیکن اللہ کے فضل ہے کہ اہاں اگر کوئی مولوی نہیں پہنچا...... تو تبلیغی جماعت ضرور پہنچ گئی ہے۔ ماشاء اللہ! اور ان لوگوں نے تبلیغی جماعت کے ساتھیوں نے ختم نبوت کا پرچم بلند کیا ہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ ایک آدمی کا نہیں۔ سب لوگ مبلغ ہیں، سب لوگوں پر فرض ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا معجزہ قرآن ہے۔ دوسرا معجزہ ختم نبوت ہے اور آپ کا تیسرا معجزہ معراج ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو معراج ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نشان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں

اب آپ دیکھیں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... انا ارسلنک اھداً ...... اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے گواہ بنایا ہے۔ یہ گواہ کا کیا مطلب ہے...... انا ارسلنک شاھداً ...... اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو گواہ ہے، آگے کوئی بات نہیں کہی تو اس گواہ سے مراد علماء نے کہا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا ذکر ہے...... انا

ارسلنک شاهداً......عربی میں "شاهداً" گواہ کو کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ قرار دیا اور پورے قرآن پاک میں اللہ نے انبیاء کو گواہ فرمایا۔

گواہ کی قسمیں

لیکن گواہ دو قسم پر ہوتا ہے۔ایک گواہ موقع کا عینی گواہ ہوتا ہے،اور ایک نشانیوں کا گواہ ہوتا ہے مثلاً کسی جگہ لڑائی ہو جائے تو گواہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک عینی گواہ ہوگا ایک نشانیوں کا،مثلاً......

ڈاکٹر بھی گواہ ہے

تھانیدار بھی گواہ ہے

کیوں، تھانیدار نے قتل ہوتے ہوئے تو نہیں دیکھا،لیکن وہ نشانی دیکھ کر گواہی دیتا ہے تو ایک گواہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھ کر گواہی دیتا ہے اور ایک اللہ کو دیکھ کر گواہی دیتا ہے تو اس میں فرق ہے؟

اب آپ دیکھیں میں اور آپ نماز پڑھتے ہیں،تو نماز میں کیا کہتے ہیں؟......

اشهد ان محمدا عبدهٗ ورسولهٗ......

یہ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں تو گواہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ چیز دیکھے اور ہم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا،ہم نے تو اللہ کو بھی نہیں دیکھا،پھر بھی ہم گواہی دیتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ ہم نشانیاں دیکھ کر گواہی دیتے ہیں۔ایک موقع کا گواہ ہوتا ہے اور ایک نشانیوں کا گواہ ہوتا ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موقع کے گواہ ہیں۔باقی نبی نشانیوں کے گواہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی جب بات آئے گی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع کے گواہ ہیں اور ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیوں کے گواہ ہیں۔

اس کے لئے قرآن نے کہا......

انا ارسلنک شاھداً......اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو گواہ ہے!

یعنی خالق میں ہوں......گواہ تو ہے

مالک میں ہوں......گواہ تو ہے۔

بگڑی میں بناتا ہوں......گواہ تو ہے

علام الغیوب میں ہوں......گواہ تو ہے

ہر جگہ موجود میں ہوں......گواہ تو ہے

قادر مطلق میں ہوں......گواہ تو ہے

ذرے ذرے کا علم میرے پاس ہے......گواہ تو ہے

اور باقی انبیاء بھی گواہ ہیں۔لیکن ان گواہوں میں فرق ہے۔انہوں نے نشانیاں دیکھیں میری گواہی دی، مثلاً

آدم علیہ السلام نے جنت سے نکل کر میری گواہی دی۔

نوح علیہ السلام نے طوفان کی موجوں میں گواہی دی۔

عیسیٰ علیہ السلام نے جیل میں آکر میری گواہی دی۔

زکریا علیہ السلام نے آرے کے نیچے گواہی دی۔

ابراہیم علیہ السلام نے آتش نمرود میں آکر گواہی دی۔

اسماعیل علیہ السلام نے چھری کے نیچے گواہی دی۔

یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں گواہی دی۔

ایوب علیہ السلام نے آزمائش میں گواہی دی۔

یوسف علیہ السلام نے کنویں میں گواہی دی

یعقوب علیہ السلام نے چالیس سال رو کر گواہی دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نشانیوں کے گواہ ہیں

لیکن اے محمد مصطفیٰ! (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نے عرش پر آ کر گواہی دی اور نبی کا عرش پر آنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن جو کہتا ہے..... انا ارسلناک شاھداً ...... اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو میرا گواہ ہے۔ حضور علیہ السلام عرش پر پہنچے اور اللہ کو گواہی دی۔ اللہ تعالیٰ کو آسمانوں پر دیکھا اور اس کا ذکر قرآن میں ہے......

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا ......

پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو کہاں سے...... من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ...... مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی...... لنریۂ من ایاتنا ...... تاکہ آسمانوں پر لے جا کر پروردگار عالم تجھے اپنی نشانیاں دکھائے اور ان نشانیوں کو دکھا کر اللہ نے ایک انعام بخشا وہ انعام پچاس نمازوں کا تھا۔

پہلے اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں دیں، بعد میں پانچ رہ گئیں۔ خدا کو پتہ تھا کہ بعد میں پانچ رہ جائیں گی، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے پچاس دے دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم باری باری نیچے آئے پھر اوپر گئے کیوں بار باری گئے، تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ میں تو پروردگار کا گواہ ہوں اور گواہ جو ہوتا ہے وہ جس کی گواہی دیتا ہے وہ کبھی آتا ہے وہ کبھی جاتا ہے اسے روکنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے کہ جو کائنات میں کسی اور کو نہیں ملی۔ اسی کو قرآن نے کہا...... انا ارسلنک شاھداً ......اے پیغمبر تو گواہ ہے ...... میری الوہیت کا مقدمہ ہو...... گواہ تو ہے...... تیری رسالت کا مقدمہ ہو...... گواہ تیرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی ہوا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی ہوا۔ یہ بھی عقیدہ بنالیا کہ قادیانی اور

عیسائی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی نہیں ہوا۔ روحانی ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر آسمان پر گئے، جسم کے ساتھ نہیں گئے، یہ کفریہ عقیدہ ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا معراج جسم کے ساتھ ہوا ہے۔ ورنہ اگر روحانی طور پر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ...... **الصلوٰۃ معراج المومنین** ...... (مکتوب شریف مجدی دفتر اول مکتوب ۲۶۱) نماز مومنوں کی معراج ہے تو پھر آپ لوگ بھی معراج پر گئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو بھی معراج ہوا۔

تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ روحانی طور پر مومنور کو بھی معراج ہوتا ہے۔ لیکن جسمانی طور پر معراج صرف دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اللہ نے اس آیت میں بھی بیان کی ہے...... **انا ارسلنک شاهداً** ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا، آپ کے چہرے کا، آپ کے کردار کا، اللہ نے بار بار ذکر کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف بزبان قرآن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف اللہ نے قرآن میں اس انداز میں کرایا:

توجہ کر...... پیغمبر کی زلفوں کا ذکر آیا...... قرآن نے **والیل** کیا......

نبی کے چہرے کا ذکر آیا...... قرآن نے **والضحی** کہا......

نبی کے سینے کا ذکر آیا...... قرآن نے **الم نشرح لک صدرک** کہا......

پیغمبر کی چادر کا ذکر آیا...... قرآن نے **یا ایها المزمل** کہا......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمبل کا ذکر آیا...... قرآن نے **یا ایها المدثر** کہا

نبی کے شہر کا ذکر آیا...... قرآن نے **لا اقسم بهذا البلد** کہا......

نبی کے زمانے کا ذکر آیا...... قرآن نے **والعصر** کہا......

پیغمبر کے کردار کا ذکر آیا...... قرآن نے **لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة** کہا

پیغمبر کے اخلاق کا ذکر آیا...... قرآن نے انک لعلیٰ خلق عظیم کہا......
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتوں کا ذکر آیا...... قرآن نے انا ارسلنک شاھدا کہا......
مبشراً کہا...... نذیرا کہا...... داعیاً الی اللہ کہا...... باذنہ وسراجاً منیرا کہا......

شان رسالت بزبان شعراء

یہ کچھ نبی کی شان ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے تو دنیا کی حالت بڑی عجیب تھی، ایک ہندو شاعر جگن ناتھ آزاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیان کرتا ہے اور حضور ﷺ کے آنے سے پہلے کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہتا ہے:

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا
وہی روئے زمیں پر آج تھا تخریب کی دنیا
یہ تحقیق و تجسس کا جہاں تھا آج ویرانہ
فلاطون کی خرد، سقراط کی دانش تھی افسانہ
غرض دنیا میں ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشانِ نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے اُفق پر دفعتاً سیلابِ نور آیا
جہانِ کفر و باطل میں صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا
اور مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلین آیا
سحابِ رحم بن کر رحمۃ للعالمینؐ آیا

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے اور مولانا ظفر علی خانؒ نے اسی فلسفے کو بیان کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں جا کر کہا!

دیار یثرب میں گھومتا ہوں نبیؐ کی دہلیز چومتا ہوں
شرابِ عشق پی کر میں جھومتا ہوں، رہے سلامت پلانے والا

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پر گئے، وہاں سے انگریز حکومت نے گرفتار کیا مالٹا کی جیل میں بھیجنے کے لئے۔ تو گنبد خضریٰ کو خطاب کر کے کہا!

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر
سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوقِ ابوذرؓ
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبہ بلالیؓ

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی۔ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار تھا۔

ایمان کامل کے لئے شرط

میرے بھائیو! کوئی دنیا میں ایسا نہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے خالی ہو، کوئی مسلمان بھی، اس کا ایمان مکمل ہی نہیں ہوسکتا۔ جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق نہ ہو۔

اب جب تک پوری کائنات کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت زیادہ نہ ہو انسان مسلمان ہو نہیں سکتا۔

ماں باپ سے زیادہ...... اولاد سے زیادہ...... بیوی بچوں سے زیادہ...... ساری کائنات سے زیادہ......

سب سے زیادہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی تو تب ایمان مکمل ہوگا۔

آپ کا بھی یہی ایمان ہے؟ (جی) آپ بھی اسی عقیدے پر کاربند ہیں؟ (جی)

میرے بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار آنا، بار بار جانا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محبت ہے، مقام پیار ہے، حبیب کا جو کمال ہوتا ہے، مقام محبوبیت ہے، جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا وجود معجزہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معجزات ہیں۔ان میں ایک معجزہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا وجود ہے۔آپ اسی سے اندازہ لگائیں کہ جبرائیل امین علیہ السلام معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں اور وہاں آسمانوں پر جا کر جبرائیل امیں علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیا،لیکن یہاں دیکھیں،ہجرت کی رات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ان کی رفاقت کو دیکھیں اور اس کی رفاقت کو دیکھیں۔

معراج کا واقعہ پہلے پیش آیا۔ہجرت کا واقعہ بعد میں پیش آیا۔معراج کے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں پر گئے اور ہجرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف گئے۔مدینہ کا سفر اور آسمانوں کا سفر،ان سفروں میں دو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے ایک فرشتوں کا سردار تھا یعنی جبرائیل علیہ السلام اور ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسانوں کا سردار یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ساتھی تھا۔ان دونوں کی رفاقت میں فرق دیکھیں۔

معراج پہلے کیوں ہوا؟ ہجرت بعد میں کیوں ہوئی؟ تاکہ دنیا اس ساتھ کو بھی دیکھ لے بعد میں اس ساتھی کو بھی دیکھے۔اس کی رفاقت کو بھی دیکھ لے۔پھر اس کی رفاقت کو بھی دیکھ لے۔اس کی دوستی کو بھی دیکھے اس کی دوستی کو بھی دیکھے،یاری دو قسم پر ہوتی ہے۔
ایک موڑ تک ہوتی ہے......ایک توڑ تک ہوتی ہے

موڑ تک یاری جبرائیل علیہ السلام نے نبھائی اور توڑ تک یاری صدیق رضی اللہ عنہ نے نبھائی اور دیکھ لیں جبرائیل علیہ السلام نے موڑ پر جا کر کہا......

اگر موئے یکسر برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

ایک قدم بھی اوپر ہوتا ہے تو خدا کی تجلی میرے پروں کو جلا دیتی ہے۔لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے۔ ان کے پر نہیں ان کا سارا جسم بھی جل جاتا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ کبھی نہ چھوڑتے اور آپ دیکھ لیں آج تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا کہ جبرائیل علیہ السلام نے آسمانوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑا، لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھو۔

مکے کی گلیوں میں...... صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے

مدینہ کی بستی میں...... صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے

پہاڑوں میں...... صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے

رشتہ دینے میں...... صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے

اُم معبد کے خیمے میں...... صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے

بدر میں ساتھ ہے............ احد میں ساتھ ہے...... خیبر میں ساتھ ہے...... صبح کو ساتھ ہے...... رات کو ساتھ ہے...... رونے میں ساتھ ہے...... دکھوں میں ساتھ ہے...... خوشی میں ساتھ...... مسکراہٹ میں ساتھ ہے......

اور چودہ سو سال ہو گئے صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

اس لئے تو خواجہ دل محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا!

صحابِ پاک مصطفیٰؐ کو حق نے کیا جگر دیا\
بہر قوم بے دھڑک سبھی نے مال و زر دیا\
کسی نے ثلث لا دیا کسی نے نصف گھر دیا\
مگر عائشہؓ کے باپ نے دیا تو اس قدر دیا\
خدا کے نام کے سوا جو کچھ تھا لا کے دھر دیا

...... یہ صدیق رضی اللہ عنہ کا عشق ہے......

میرے بھائیو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کا عشق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بغیر اسلام کی تصویر مکمل نہیں ہوتی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عشقِ رسالت اور عقیدۂ حیات النبی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ ط اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ط وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ۔

وقال فی موضعٍ اخر: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ.

وقال فی موضعٍ اخر: اِنَّکَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ.

وقال فی موضعٍ اخر: اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی.

وقال فی موضعٍ اخر: وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ.

وقال فی موضعٍ اخر: صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ.

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِيَآءُ اَحْيَآءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حضورؐ آئے تو سر آفرینش پا گئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا
بجھے چہروں کا رنگ اترا سے چہروں پہ نور آیا
حضورؐ آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا
یتیموں اور ضعیفوں کو پناہیں مل گئیں آخر
حضورؐ آئے تو ذرّوں کو نگاہیں مل گئیں آخر
خرد کی شمع افروزی جنوں کی چارہ فرمائی
زمانے کو اسی امّیؐ کے صدقے میں سمجھ آئی
ضمیرؔ اس در سے گر نسبت نہ رکھے لوحِ پیشانی
تو کشکول گدائی ہے چہ درویشی چہ سلطانی

میرے واجب الاحترام...... بزرگو اور دوستو...... آج پہلی مرتبہ آپ حضرات

کے سامنے تقریر کی غرض سے حاضری کا اتفاق ہوا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے...... کہ یہاں ایک ایسی جماعت بھی موجود ہے جو رسول اللہ ﷺ کی حیات کی قائل نہیں...... ویسے تو اس جماعت کے افراد پورے ملک کے اندر مختلف مقامات پہ موجود ہیں......اوران کے ساتھ ہماری خوامخواہ کی لڑائی بھی کوئی نہیں ہے......نظریات اپنے اپنے ......لیکن کوئی ایسی جگہیں ہوتی ہیں۔ جہاں خوامخواہ مسئلے کو چھیڑ کر عام لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے......اسی وجہ سے میں آج آپ کے سامنے پیغمبر علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے موضوع پر کچھ باتیں عرض کروں گا۔

میرے دوستو! چند باتیں مسئلے کو سمجھنے سے پہلے یاد رکھو...... یہ بھی اللہ میاں کی کرم نوازی ہے کہ جو نبی ﷺ کی حیات کے قائل ہیں ان کو حیاتی کہا جاتا ہے......(پیغمبر کی حیات کے قائل مر کے بھی حیاتی کہلواتے ہیں) اور جو مماتی موت کے قائل ہیں وہ دنیا میں بھی اپنے آپ کو مماتی کہلواتے ہیں......

ایک ہے کہ زندہ نہ ہو......لیکن یہاں زندہ کو مماتی کہا جاتا ہے......مماتی کا معنی مردے...... بھائی نبی کے مردے ہونے کی بات بعد میں ہے......تم تو زندہ ہی مردے کہلواتے ہو......

اور یہ بھی پیغمبر کا معجزہ ہے...... کہ جو نبی کی حیات کے قائل ہوں ......اگر وہ مر جائیں تو پھر بھی وہ حیاتی کہلواتے ہیں ......آپ سے کوئی آدمی پوچھے کہ سید نورالحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حیاتی تھے یا مماتی......آپ کہیں گے کہ حیاتی حالانکہ وہ فوت ہوگئے ...... یعنی جو آدمی نبی کی حیات کا قائل ہے...... وہ فوت ہو کے بھی حیاتی کہلواتا ہے......اور جو حیات کے قائل نہیں وہ زندہ رہ کر بھی مماتی کہلواتے ہیں ...... یہ بھی پیغمبر کا معجزہ ہے...... سب سے بڑی بات یادرکھئے۔

قائلینِ حیات پر شرک کا جھوٹا الزام

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل ہیں۔ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ شرک کرتے ہیں، یہ شرک میں مبتلا ہیں یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ جس کی کوئی

انتہاء نہیں ہے...... پاکستان کے اندر سب سے بڑی توحید پہ کتاب اور شرک کے رد میں ایک بندے نے لکھی ہے اس کا نام ہے سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری...... اور نبی کی حیات پہ بھی انہوں نے کتاب لکھی ہے...... ان لوگوں کو تو اتنا ہی توفیق نہیں ہوئی کہ ایک مستند کتاب ہی شرک کے رد میں اور توحید کے اثبات میں لکھیں...... شرک کا معنی تو سمجھو...... شرک اس کو کہتے ہیں؟ کہ کوئی آدمی کہے...... کہ نبی قبر میں حیات ہیں کیا اس کا معنی مشرک ہو گیا؟

ہم نے کب کہا...... کہ نبی سے مدد مانگو......

ہم نے کب کہا...... کہ نبی ہر جگہ موجود ہیں......

ہم نے کب کہا کہ...... نبیؑ عالم الغیب ہیں......

ہم نے کب کہا کہ...... نبیؑ ہر آدمی کی بگڑی بناتے ہیں......

ہم نے کب کہا...... کہ نبی حاجتوں کو پورا کرتے ہیں......

مشکل کشا فقط اللہ کی ذات ہے

ہمارا تو یہ عقیدہ ہے...... مشکل کشا نہ علی ہے نہ نبی ہے......

حاجت روا نہ علی ہے نہ نبی ہے......

داتا...... نہ علی ہے نہ نبی ہے......

ہر جگہ موجود...... نہ علی ہے نہ نبی ہے......

بگڑی بنانے والا...... نہ علی ہے نہ نبی ہے۔

ہر وقت ہر جگہ موجود، بگڑی بنانے والا۔ علم الغیب کا عالم...... اور ہر چیز کو سننے والا...... ہر چیز کو دیکھنے والا۔ ہر دکھ کو دور کرنے والا کشتیاں تارنے والا، بیڑے تارنے والا۔ بچہ بچی دینے والا، دکھ دور کرنے والا۔ اور ہر دکھ کو دور کر کے نجات عطا کرنے والا...... اگر دنیا میں کوئی ہے تو صرف رب ہے رب کے علاوہ یہ کام نہ کوئی نبی کر سکتا ہے نہ کوئی ولی کر سکتا ہے...... بات ٹھیک ہے یا نہیں (ٹھیک ہے)

ہم نماز میں نہیں کہتے؟ کہ ایاک نعبد وایاک نستعین...... کیا مطلب

ہے اس کا؟...... کہ مدد تجھ سے مانگتے ہیں...... عبادت تیری ہی کرتے ہیں...... جب ہم ہر وقت نماز میں یہ کہتے ہیں کہ مدد ہم تجھ سے ہی مانگتے ہیں، وعدہ کرتے ہیں رب کے ساتھ کہ عبادت تیری ہی کرتے ہیں...... تو پھر ہمارا عقیدہ ہوسکتا ہے کہ ہم کہیں کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی مدد کرسکتا ہے؟

شرک کا معنیٰ سمجھو...... شرک کی تردید...... شرک کی رد...... اور شرک کی جڑیں تو جتنی علمائے اہل سنت علمائے دیوبند نے کاٹی ہیں کائنات میں اس دور میں اتنی اور کسی نے نہیں کاٹیں......

”رب“ اور ”اب“ دونوں ہستیاں ناقابلِ اشتراک

ہمارا عقیدہ ہے...... کہ نہ رب میں اشتراک ہے نہ اَب میں اشتراک ہے......

”اب کہتے ہیں باپ کو...... اور ”رب“ کہتے ہیں خدا کو...... کوئی آدمی تجھ سے پوچھے کہ تیرے بھائی کتنے ہیں......؟ آپ کہیں کہ پانچ...... یہ خوشی کی بات ہے...... کوئی پوچھے کہ تیرے ماموں کتنے ہیں......؟ آپ کہیں سات...... یہ خوشی کی بات ہے کوئی پوچھے تیرے چچے کتنے ہیں؟ آپ کہیں چھ یہ خوشی کی بات ہے۔ اور لیکن کوئی آدمی پوچھے...... کہ تیرے باپ کتنے ہیں......؟ باپ کا ایک ہونا...... یہ خوشی کی بات ہے......

اور جب تم سے کوئی آدمی پوچھے کہ تیرے نبیؑ کتنے ہیں...... آپ کہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار......

تم سے پوچھے کہ صحابی کتنے ہیں؟ تو آپ کہیں کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار......

تم سے پوچھیں کہ محدث کتنے ہیں......؟ آپ کہیں کہ ڈیڑھ لاکھ......

تم سے پوچھیں کہ مفسر کتنے ہیں...... آپ کہیں کہ ستر ہزار......

اور لیکن کوئی آدمی پوچھے کہ تیرے رب کتنے ہیں......؟ تو رب ایک ہے......

رب ایک ہے اور ”اَب“ بھی ایک ہے......

عقد اور عقیدہ

ایک عارضی بات پر غور کریں......تاکہ میں اپنی بات کو شروع کروں......ایک آدمی کا نکاح ہو جائے کسی لڑکی کے ساتھ......عربی زبان کے اندر نکاح کو کہتے ہیں عقد...... عقد کا معنی کیا ہے......؟ سہرا باندھنا......گرہ باندھنا......عقد کا معنی کیا ہے گرہ باندھنا......ہم کہتے ہیں کہ فتح محمد کی گرہ فلاں لڑکی کے ساتھ باندھی گئی ہے......کیا مطلب؟ کہ فلاں لڑکے کا عقد ہو گیا فلاں لڑکی کے ساتھ......یعنی گرہ باندھی گئی......اب اگر وہ فتح محمد جس کے ساتھ اس لڑکی کی گرہ باندھی ہے...... پندرہ دن ہو گئے شادی کو......وہ اندر اپنی بیٹھک میں دیکھے اپنی بیوی کو جس کے ساتھ اس لڑکے کا عقد ہوا ہے......وہ روشن دان سے کسی لڑکے کی طرف دیکھ رہی ہے......وہ اپنی بیوی کو قتل کرے گا یا نہیں......(کرے گا) اگر اس کے پاس غیرت موجود ہے تو وہ قتل کرے گا یا طلاق دے گا......یا پنچائیت اکٹھی کرے گا...... یا اپنی بیوی کو واپس سسرال بھیج دے گا......اس کے اندر ایسی غیرت ہے......کہ جس لڑکی کا عقد ہوا ہے اس کے ساتھ......اس کی غیرت چاہتی ہے کہ کسی کی طرف دیکھے بھی نہ...... حالانکہ وہ اس کے ساتھ نہیں گئی......اس کے بستر پر جا کر غیر کے اکٹھے سوئی نہیں......صرف اس (خاوند) نے دیکھا ہے......اور سمجھا کہ چونکہ اس کی گرہ میرے ساتھ باندھی گئی ہے تو میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے ساتھ گرہ کے بعد یہ کسی کی طرف دیکھے......اور اسی عقد سے عقیدہ......عقد کا معنی گرہ باندھنا اور عقیدے کا معنی بھی گرہ باندھنا ہے...... جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ توحید ہے......کلمہ پڑھتے ہیں......اور ادھر ہماری گرہ رب کے ساتھ باندھی گئی ہے......تو جب تیری گرہ اس لڑکی کے ساتھ باندھ دی جائے تو تیرا نظریہ ہے کہ یہ لڑکی کسی اور کی طرف دیکھے بھی نہ......یہ اتنی تیری غیرت ہے......لیکن جب تیری گرہ رب کے ساتھ باندھ دی جائے تو تُو رب کو اپنے جیسا بھی غیرت مند نہیں سمجھتا؟...... تو کہتا ہے کہ جس کی گرہ میرے ساتھ ہو گئی وہ کسی کی طرف دیکھے بھی نہ......اور جب تیری گرہ رب کے ساتھ ہو جائے اور تو در در پہ پھرے......

تو قبر والوں کو کہے مشکل کشا......

تو علی ہجویری کو کہے داتا......تو پیر جیلانی کو کہے کشتی تار......

تو پیروں کو کہے مدد دیں...... تیری عورت غیر مرد کی طرف دیکھے تو تیری غیرت کے خلاف ہے......اور تو رب کو اتنا غیرت مند بھی نہیں سمجھتا......کہ گرہ اپنی رب کے ساتھ باندھ کے......سجدہ قبر کو کرے......طواف قبروں کا کرے......مدد غیروں سے مانگے...... قبروں سے حاجتیں مانگے......غیر کو مدد کے لئے پکارتا پھرے......تو بتا رب کی غیرت کہاں جائے گی......یہی غیرت کا تقاضا ہے؟......

شرک اتنا بڑا گناہ ہے

شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ رب نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ

......

میں شرابیوں کو معاف کر دوں گا......میں گناہ گاروں کو معاف کر دوں گا......لیکن جو شرک کرے گا اس کو معاف نہیں کروں گا......حتیٰ کہ اگر خدانخواستہ میرا نبی بھی اگر شرک میں مبتلا ہو گیا......اس کی نبوت چھین لوں گا......رسالت چھین لوں گا...... لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ......اس کے عمل ضائع کر دوں گا......یعنی غیر کی طرف دیکھنا اللہ کو اتنا ناپسند ہے......کہ نبیوں کی نبوت ختم......رسالت ختم......

تو غیر کی طرف دیکھ کر نمازیں کیسے بچائے گا......؟ روزے کیسے بچائے گا...... عقیدے کا پتہ چلا ہے......؟ یہ ہے عقیدہ......اس کو کہتے ہیں عقیدۂ توحید......سمجھ آ گئی بات؟ (جی ہاں)

اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا...... نبی بھی نہیں کر سکتا......ولی بھی نہیں کر سکتا...... اللہ کے حکم کے بغیر......یہ قرآن کہتا ہے میں نہیں کہتا سمجھ آ گئی ہے بات؟ (جی ہاں)

شرک کے موضوع پہ ہمارا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کسی نے یہ عقیدہ

الاٹ نہیں کرایا...... کہ کوئی کہ میری الاٹ منٹ ہے اور تم اس عقیدے کے خلاف ہو...... ہم نے کسی سے ٹکٹ نہیں لینا...... نہ ہم نے سرٹیفکیٹ لینا ہے...... میری بات سمجھ آ گئی؟......

مماتی طبقے کا قیام وسربراہ

اوراب اگلی بات یہ سمجھو...... کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر قبر میں زندہ نہیں ہیں ان کے ساتھ ہمارا اصل اختلاف کیا ہے......؟ نبی قبر میں زندہ نہیں؟......

وہ کیا کہتے ہیں...... پہلی بات یہ ذہن میں رکھئے کہ حضرت مولانا سید عنایت اللہ بخاری...... یہ اس طبقے کے سربراہ ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی قبر میں زندہ نہیں ہیں...... سید عنایت اللہ شاہ بخاری بزرگ نہیں...... عمر رسیدہ نہیں...... ان سے پہلے تیرہ سو سال کی اسلام کی تاریخ میں کسی انسان کا یہ عقیدہ نہیں کہ نبی قبر میں زندہ نہیں ہیں...... پیغمبر کا قبر میں مردہ ہونے کا عقیدہ تیرہ ساڑھے تیرہ سو سال میں کسی انسان کا...... کسی عالم کا...... کسی مفسر کا کسی خطیب کا...... کسی امام کا...... کسی مجتہد کا یہ عقیدہ نہیں...... حیات کے بارے میں...... وفات میں کچھ اختلاف ہے...... روایات مختلف ہیں...... سید عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے یہ دنیا میں کسی کا عقیدہ نہیں تھا...... اس موضوع پر بات کرنا بھی فضول سمجھا جاتا تھا......

یہ ایک مسلم چیز ہے کہ نبی قبر میں حیات ہیں...... اور سورج جو چڑھا ہوا ہو...... تو ہم یہ ثابت کر دیں کہ سورج چڑھتا ہے...... یہ دیکھو بھائی یہ سورج ہے...... لوگ کہیں گے یار یہ عجیب بات ہے کہ سورج تو نظر آ رہا ہے...... اس طرح چودہ سو سال تک سورج چڑھا ہوا نظر آتا رہا...... لیکن جب کسی نے کہا یہ سورج ہی نہیں...... تو پھر آدمیوں کو بھی چاہئے کہ سورج کا ذکر ہی نہ کریں...... کیوں؟ کہ اسکے بارے میں اختلاف کھڑا ہو گیا......

چودہ سو سال سے اسلام کی تاریخ میں یہ اختلاف کسی نے نہیں کیا کہ پیغمبر قبر میں زندہ نہیں ہیں...... یہ میری بات یاد رکھئے......

مماتیت، بریلویت کا ردّ عمل ہے

میرا یہ دعویٰ ہے میرا چیلنج ہے...... اگر مجمع میں سے کوئی آدمی کہے کہ حضور علیہ السلام کی حیات کا انکار سید عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے کسی نے کیا ہے...... اس پورے مجمع میں...... اگر کسی کے پاس...... کسی عالم کا کوئی قول اور کوئی اثر موجود ہو...... تو وہ کاغذ پر لکھ کر میری طرف بھیجے...... حیات کی بات کرتا ہوں...... وہ کیا کہتے ہیں کہ پیغمبرؑ جب فوت ہوئے ہیں اٹھا کر قبر میں رکھ دیا گیا ہے...... اور پیغمبر کی روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں...... نبی کا وجود نعوذ باللہ بغیر روح اور بے جان آج تک قبر میں پڑا ہے...... یہ ان کا عقیدہ ہے...... یہ عقیدہ کیوں پیدا ہوا......؟ تم یہ سمجھو گے کہ ساڑھے تیرہ یا چودہ سو سال تک یہ عقیدہ نہیں پیدا ہوا آج یہ عقیدہ کیوں پیدا ہوا ہے......

یہ عقیدہ اصل میں پیدا ہوا ہے ہمارے بریلوی حضرات کے تشدد کی وجہ سے...... یہ عقیدہ کسی علم اور عقل کی دلیل سے ثابت نہیں...... بریلویوں نے کہا کہ نبی کو موت ہی نہیں آئی...... وہ کہتے ہیں کہ موت آئی نہیں...... اور انہوں نے کہا کہ نہیں موت آئی ہے اور آج تک مردے پڑے ہیں...... اگر موت نہیں آئی تو پھر زندہ لوگوں کو قبروں میں رکھ دیا ہے۔ یہ بات کر کے نا...... اس عمل کا ردّ عمل ہے کہ بریلوی نے کہا کہ نبی کو موت ہی نہیں آئی...... اور انہوں (مماتی ٹولہ) نے کہا کہ آئی ہے...... اور آج تک آئی ہوئی ہے...... یہ عقیدہ نہ کسی قرآن کی دلیل سے ثابت ہے...... نہ حدیث سے ثابت ہے...... نہ کسی صحابہؓ کی جماعت سے ثابت ہے...... یہ بریلوی حضرات کی ضد کا نتیجہ ہے...... بات سمجھ میں آرہی ہے؟......

اب میں تمہیں بتاتا ہوں...... کہ جب انہوں نے بریلوی حضرات کی ضد میں یہ عقیدہ بنالیا...... اب اس کے بعد اس پر دلیلیں قائم کرنے کے لئے قرآن کی آیتوں کا ترجمہ غلط کرنا شروع کر دیا ہے...... اور وہ آیتیں میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔ اب میں اس کا ترجمہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں جونسی آیتیں وہ پیش کرتے ہیں...... میں چاہتا ہوں کہ وہ میں پیش کر کے ان ہی آیتوں میں سے نبیؐ کی حیات ثابت کروں...... اگر میں انہی آیتوں

میں سے نبی کی حیات ثابت کردوں...... تو پھر تجھے مان لینی چاہئے...... کہ ہمارا اوران کا یہ فرق ہے۔

مماتی ٹولے کی پہلی دلیل

سب سے پہلی دلیل ان لوگوں کی...... جو پیغمبر کی حیات کے قائل نہیں ہیں...... جن کو ہمارے عام لوگ مماتی ٹولہ کہتا ہے...... اوران کے پاس جب کوئی عام آدمی نیا نیا جاتا ہے ناتو اس کو قرآن کی یہ آیت سناتے ہیں کہ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ...... اے پیغمبر تو مردہ ہے اور سارے نبی مردے ہیں......

یہ کہتے ہیں کہ قرآن تو آپ کو مردہ کہہ رہا ہے اور جب قرآن مردہ کہہ رہا ہے تو پھر کون سی بات ہے...... تو ہمارا عام آدمی پریشان ہو جاتا ہے کہ دیکھو انک میت میت کا لفظ بھی موجود ہے...... تو میت تو مردے کو کہتے ہیں......

پہلی دلیل کا رد

اگر اسی لفظ پر نبی کی حیات ثابت ہو جائے تو پھر آپ کو بات مانی چاہئے نا...... مجھے ایک بات کا کوئی جواب دے پورے مجمع میں سے...... کہ یہ آیت پیغمبر پہ نبی کی وفات سے پہلے اتری یا بعد میں اتری؟ (پہلے اتری)

تو جس وقت نبی زندہ تھے تو اسی وقت ہی یہ آیت اتری تو اس وقت یہ آیت کب صحیح ہو سکتی ہے...... آیت کا معنی ہے پیغمبر تو مردہ ہے حالانکہ نبی تو اس وقت زندہ تھے۔ سمجھ معنی کو...... قرآن کہتا ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ اے پیغمبر تو مردہ ہے۔

وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ...... اور سارے نبی مردہ ہیں......

یہ آیت کب اتری؟ نبی کی زندگی میں......

اگر نبی کی زندگی میں اتری ہے...... تو پھر اس آیت کا مفہوم معنی صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی زندہ تھے اور قرآن کہہ رہا تھا کہ تو مردہ ہے...... اور اگر نبی کی وفات کے بعد اتری

ہے......تو پھر یہ قرآن نہیں......کیونکہ قرآن ختم ہو گیا......اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ......اللہ فرماتے ہیں......کہ نبی آج دین میں نے تیرے اوپر مکمل کر دیا ہے......دین کے مکمل ہونے کے بعد جو آیت اترے وہ قرآن نہیں ہے......اگر زندگی میں اتری ہے تو پھر معنی صحیح نہیں ہے......اس بات کو ختم کر دے سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

انک میت اے پیغمبر تو مردہ ہے۔......وانھم میتون اور یہ ساری دنیا مردہ ہے......سارے لوگوں کی طرف اشارہ ہے......بعض نے نبی مراد لئے ہیں......لیکن عام طور پر مفسرین نے کہا ہے......کہ یہ جتنا بھی دنیا اور جتنا بھی صحابہ ہیں یہ بھی سارے مردہ ہیں......قرآن کہہ رہا ہے......اے پیغمبر تو بھی مردہ ہے اور سارے لوگ مردہ ہیں......اور آیت اتری اس وقت جب کہ نبی زندہ تھے......

تو اس آیت کا معنی تو مجھے سمجھا دے......کہ نبی کی زندگی میں نبی کو قرآن کہہ تو مردہ ہے اور پیغمبر تو ہوں زندہ......پھر اس کا معنی کیا ہے؟ اگر اس کا معنی سمجھ آ گیا تو نبی کی حیات کا مسئلہ اس سے ہی نکل جائے گا......

قرآن کی یہ آیت ہے انک میت اے پیغمبر تو مردہ ہے۔......یہ آیت کا معنی ہے......وانھم میتون......اور جتنا لوگ تیرے ارد گرد ہیں یہ بھی مردہ ہیں......اس سے معلوم ہوا......کہ نبی کی موت اور ہے اور لوگوں کی موت اور ہے......کیوں؟ اگر نبی کی موت اور لوگوں کی موت ایک ہوتی تو قرآن کہتا انکم میتون......قرآن نے کہا "انک میت" اے پیغمبر تو مردہ ہے......وانھم میتون اور سارے لوگ مردہ ہیں......

قرآن نے نبی کی موت کو علیحدہ کر دیا ہے......اور لوگوں کی موت کو علیحدہ کر دیا ہے......تو معلوم ہوا......کہ جو موت لوگوں کی ہے وہ موت نبی کی نہیں ہے......اگر کسی جگہ پر قرآن کہتا انکم میتون ......یہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ جس میں لفظ زائد کوئی نہیں......پیغمبر کو قرآن کہتا انک میت......کہ اے پیغمبر تو مردہ ہے وانھم میتون ......اور ساری دنیا مردہ ہے ایک یہ ہے کہ ہم بھی اس کا معنی کر دیتے ہیں......اور ایک یہ ہے کہ چودہ سو

سال کے مفسرین سے اس کا معنی پوچھیں......ابوبکرؓ سے پوچھئے۔عمر سے پوچھئے،عثمان سے پوچھیۓ،علی المرتضٰی سے پوچھئے کہ اس کا معنی کیا ہے......ٹھیک ہے نا بھائی اپنی عقل والا معنی تو نہ کیجئے......ان لوگوں نے معنی کیا اپنی عقل والا......اور لوگوں کو دیا دھوکہ......تو اب معنی پوچھئے چودہ سو سال کے مفسرین سے......کیونکہ اس آیت کا معنی اگر ہم کریں......تو بات سمجھ میں نہیں آتی......معنی آیت کا انک میت......اے پیغمبر تو مردہ ہے وانھم میتون اور ساری دنیا مردہ ہے۔

اور اس وقت نبی زندہ تھے......تو نبی جس وقت زندہ تھے تو قرآن کہہ رہا ہے......تو مردہ ہے......تو قرآن کا معنی سمجھ میں نہیں آتا......قرآن کی غرض صحیح سمجھ میں نہیں آئی نعوذ باللہ۔کہ پیغمبر تو زندہ ہیں اور قرآن کہتا ہے کہ تو مردہ ہے......

"میت" کی عربی تحقیق

اس کا معنی کیا ہوگا......؟ توجہ کر...... یہ میت مصدر ہے......کبھی کبھی معنی کو سمجھنے کے لئے......جب معنی سمجھ میں نہ آسکے...... جب معنی بظاہر حقائق کے خلاف نظر آتا ہو......تو اس وقت مصدر کا معنی فعل،فاعل کا ہوتا ہے کیا مطلب کہ ان میت میت مصدر ہے......اور یہ معنی سمجھ میں نہیں آسکتا کہ انک میت......کہ تو مردہ ہے......اسی وجہ سے اس معنی مصدر کو فعل اور فاعل کے معنی میں لیں گے......اور اب اس کی عبارت بنے گی...... انک تموت کیا مطلب کہ اے پیغمبر تجھے موت آئے گی......اور نبی کی موت آنے کا کوئی منکر نہیں......

اور ایک باریک معنی باریک مطلب تمہیں سمجھاؤں......اگر وہ باریک مطلب سمجھ میں آگیا تو سارا مسئلہ حل ہو جائے گا......آخر اس کی کیا رب کو ضرورت پڑی۔کہ رب لے آئے "میت" اور معنی لے تموت کا......تو رب پہلے کہہ دیتا کہ انک تموت......کہ پہلے میت لے آ کر پھر معنی تموت کا رب کیوں لے آتا ہے......بات

سمجھ آ رہی ہے؟

مصدر میں دوام اور استمرار کا معنی

میت مصدر ہے اور مصدر میں دوام اور استمرار کا معنی پایا جاتا ہے...... دوام کس کو کہتے ہیں؟ ہیشگی کو...... مثلاً ایک لفظ ہے سمیع صفت مشبہ...... سمیع کا معنی سننے والا...... ایک لفظ ہے سامع کا...... اور سامع کا معنی بھی سننے والا...... ایک ہے اسم فاعل اور ایک ہے صفت مشبہ...... اسم فاعل کے اندر معنی حدوث کا ہوتا ہے۔ حدوث کا کیا معنی کہ سننے پر ہیشگی نہیں...... میں کہتا ہوں کہ فلاں آدمی سن رہا ہے یہ سامع قرآن تم تراویح میں پڑھتے ہو اور کہتے ہیں کہ فلاں سامع ہے...... لیکن اس کے سامع بننے کے پندرہ بیس دن بعد وہ سامع ختم ہو جاتا ہے۔ قرآن ختم ہو گیا سامع بھی ختم ہو گیا...... اور معنی تو سامع کا بھی سننے والا ہے...... اس سامع کو ہم سمیع نہیں کہہ سکتے...... کیونکہ سمیع کا معنی ہر وقت سننے والا...... کبھی بھی سننے والی صفت اس سے دور نہ ہوئی ہو......

سامع کا معنی سننے والا کب، جب کوئی سنائے، اس وقت وہ سننے والا...... سمیع کا معنی کہ ہر وقت سننے والا...... کوئی سنائے تب بھی سننے والا...... کوئی نہ سنائے تب بھی سننے کی صفت اس میں موجود ہو...... یہی ہے معنی استمرار کا ...... ہیشگی کا...... یہ صفت سمیع کی رب میں پائی جاتی ہے...... کہ کوئی سنائے تب بھی سنے...... کوئی نہ سنائے تب بھی سنے...... ہر وقت ساعت رب کے ساتھ خاص ہے...... لیکن میں یہاں موجود ہوں...... تو میرے ساتھ کوئی بات کرے...... میں وقتی طور پر سن رہا ہوں...... لیکن جب تو نے بات سنانی بند کر دی ...... تو میرے اندر سننے والی صفت ختم ہو گئی...... کیونکہ تو نے سنانی بات ختم کر دی صفت ختم ہو گئی...... اس فعل میں میں...... سامع ضرور ہوں سمیع نہیں ہوں...... یہی فرق ہے تموت اور میت کے اندر...... انک میت اے پیغمبرؐ تو مردہ ہے...... اگر اس کا معنی بھی ہوتا...... کہ تو مردہ ہے میت کے اندر معنی استمرار کا...... ہیشگی کا پایا جاتا ہے...... انک میت تو مردہ ہے...... تو پیغمبرؐ ہمیشہ مردہ ہی رہتا...... لیکن اس کا معنی تموت کر دیا...... کہ اے پیغمبرؐ تجھے

موت آئے گی......

یعنی جو تجھے موت آئے گی وہ ہمیشہ نہیں ہوگی وہ عارضی ہوگی اس وجہ سے کہ موت کا پردہ آئے گا......اور پردہ آنے کے بعد جب تمہیں حیات ملے گی......تو اس حیات کے بعد تمہیں موت نہیں آئے گی...... تموت کے اندر عارضی موت کا ذکر ہے......اور میت کے اندر مستقل موت کا ذکر ہے......

اسی وجہ سے میت کا معنی نہیں کیا جا سکتا......اس وجہ سے کہ محمد کو مستقل موت نہیں آئی......انک میت......کہ تجھے موت آئے گی......قرآن اللہ کے نبی کو فرما رہا ہے......کہ تجھے موت آئے گی...... معلوم ہوا......کہ نبی کی موت اور عام لوگوں کی موت میں فرق ہے...... جب یہ پتہ چل گیا......کہ نبی کی موت کو قرآن نے ذکر علیحدہ کیا......اور عام لوگوں کی موت کا ذکر علیحدہ کیا......اب تو ذرا کیفیت دیکھ لے...... جب پیغمبر کی موت اور عام لوگوں کی موت میں فرق ہے......

پیغمبرؑ اور عام لوگوں کے کفن میں فرق

تو ادھر پیغمبر کے کفن میں اور عام لوگوں کے کفن میں بھی فرق ہے......وہ کس طرح فرق ہے؟ توجہ کر......تو مر جاتا ہے......تو تیرے کپڑے اتارے جاتے ہیں......لیکن جب نبی کی وفات ہوتی ہے تو نبی کے کپڑے نہیں اتارے جاتے......

تیری موت اور نبی کی موت میں فرق ہے......

تیرے کفن اور نبی کے کفن میں فرق ہے......

تو مر جائے تو تیرا جنازہ اٹھا کر قبرستان میں لوگ لے جاتے ہیں۔ لیکن نبی کی تدفین وہاں ہوتی ہے جہاں نبی کی وفات ہوئی......

نبی کی وفات عائشہؓ کے حجرے میں ہوئی ہے......اور اسے اٹھا کر ایک قدم باہر لے جانے کی اجازت نہیں ہے......کیوں؟ کہ نبی کو اللہ وہاں موت دیتا ہے کہ جہاں اس کی قبر بنی ہوتی ہے......اسی وجہ سے تیری موت میں بھی فرق ہے۔ تیری موت اور نبی کی موت

اور ہے...... تیرا کفن اور نبی کا کفن اور ہے۔

تیرا دفن اور نبی کا دفن اور ہے......

نبی کی موت کو قرآن نے علیحدہ ذکر کیا ہے...... اگر ایک ہی ہوتی تو قرآن کہتا انکم میتون ...... تم سب کو موت آئے گی...... نبی کی موت کو قرآن نے ذکر علیحدہ کیا انک میت اے پیغمبر تجھے موت آئے گی...... وانھم میتون ...... لوگوں کو موت آئے گی...... نبی کی موت آنے کا کوئی منکر نہیں...... نبی کی موت آئی...... لیکن یہ بات مسلمان کے لئے ہے...... کہ موت کے بعد قبر میں جب بندے جاتے ہیں...... ان کو حیات ملتی ہے...... سوال وجواب کے لئے حیات ملتی ہے...... ان سوال وجواب کے لئے جب نبی کو حیات ملی ہے...... تو اس حیات کے بعد نبی کو موت آئی ہو...... اس پر ایک روایت ضعیف کوئی ثابت کرے...... قرآن کی کوئی آیت ثابت کر...... انبیاء کی چالیس لاکھ احادیث میں سے کوئی ایک حدیث ثابت کرے۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ میں سے کوئی روایت ثابت کرے...... کہ نبی کو قبر میں حیات ملی ہے اور اس کے بعد موت آئے گی۔

ہاں میں تجھے پیغمبر کا فرمان ہمیشہ کی حیات کے لئے سناتا ہوں ...... اگر اس فرمان کو تو ضعیف کہے تو چلو تو اپنے دعوے پر کوئی دلیل پیش کر۔

پیغمبر کی موت اور عام لوگوں کی موت میں فرق

کیوں......؟ اس وجہ سے کہ نبی کے کفن اور عام لوگوں کے کفن میں بھی فرق ہے ...... اور نبی کے غسل میں اور عام لوگوں کے غسل میں بھی فرق ہے...... کیونکہ تجھے جب غسل دیا جاتا ہے تو کپڑے اتارے جاتے ہیں...... لیکن محمد کو غسل تختہ پر دیا گیا۔ لیکن نبی کے کپڑے نہیں اتارے......

جس پیغمبر کے کفن اور تیرے کفن میں فرق ہے...... جس پیغمبر کے دفن اور تیرے دفن میں فرق ہے...... جس پیغمبر کے غسل اور تیرے غسل میں فرق ہے...... جس پیغمبر کی موت اور تیری موت میں فرق ہے...... تو اس پیغمبر کی حیات اور تیری حیات میں بھی فرق ہے۔

حیات النبیؐ پر پہلی دلیل

ایک بات یاد رکھئے، حضور علیہ السلام کی ایک حدیث ہے اور یہ حدیث مسلم شریف میں ہے، مسلم شریف، بخاری شریف کے بعد دوسری کتاب ہے۔ حدیث کیا ہے:

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ.

تمام نبی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں......

یہ نبی کی حدیث ہے لفظ بڑے تھوڑے ہیں لیکن بڑا جامع ہے **الانبیاء احیاء** نبی سارے قبروں میں زندہ ہیں...... **فی قبورھم** قبروں میں نبی زندہ ہیں......

کس نے فرمایا؟ نبی علیہ السلام نے......

حضورؐ نے فرمایا کہ تمام انبیاء قبروں میں زندہ ہیں...... یا تو اس حدیث کو کوئی ضعیف ثابت کرے اگر کوئی شخص ضعیف ثابت کر سکتا ہے...... نہیں تو پھر اس پر ایمان لے آنا اس طرح فرض ہے، جس طرح قرآن پہ ایمان لے آنا فرض ہے......

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون فی روایۃ یحجون ......

پوری روایت ہے...... کہ پیغمبر سارے قبروں میں زندہ ہیں...... یہ نبی کا فرمان ہے...... اور ایک بات یاد رکھیں...... کہ کوئی آدمی کہے میں تو اس بات کو مانتا بھی نہیں...... تو یہ منکر حدیث ہو گیا نا...... قرآن کی نص قطعی سے پیغمبر قبر میں زندہ ہیں...... میں قرآن کی نص قطعی سے ثابت کرتا ہوں...... کہ پیغمبر قبر میں زندہ ہیں......

حیات النبیؐ پر دوسری دلیل

بخاری شریف کی روایت ہے...... حضور فرماتے ہیں وفات کے وقت کہ عائشہ خیبر کے اندر جو مجھے زہر دیا گیا تھا...... اس زہر کی وجہ سے آج شاہ رگ کٹ رہی ہے...... اور میری موت اس شاہ رگ کے ساتھ واقع ہو رہی ہے۔ پیغمبر ﷺ کو جو زہر یہودیوں نے خیبر میں دیا ہے...... نبی فرماتے ہیں کہ اس زہر کا اثر آج میں محسوس کر رہا ہوں...... اور اس

زہر کے ساتھ میری موت واقع ہو رہی ہے۔

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔...... اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے...... اس روایت میں کوئی شک تو نہیں؟...... (نہیں)

جب یہ روایت صحیح ہے...... اس کا مطلب ہے کہ پیغمبر کی وفات زہر کے ساتھ ہوئی...... اور زہر کے ساتھ جو موت آئے وہ موت ہوتی ہے شہادت کی...... اور شہید کو قرآن نے فرمایا ہے...... کہ یہ زندہ ہے...... شہید کو قرآن نے کہا ہے

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات ......

اللہ کے راستے میں جو مر جائے اسے مردہ نہ کہو...... اس کو تو ہم مردہ نہیں کہتے...... لیکن جو کہتے ہیں وہ خود ہی مماتی بن جاتے ہیں کہ پیغمبر کی وفات زہر کے ساتھ ہوئی...... اور جو آدمی زہر کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جائے وہ شہید ہوتا ہے...... یہ قرآن کی آیت ہے...... دوسری نبی کی حدیث آپ کو سنائی ہے......

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ......

تمام نبی قبروں میں زندہ ہیں۔

حیات النبیؐ پر تیسری دلیل

من صل علی عند قبری ...... جو آدمی میری قبر پہ کھڑا ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے...... **فسمعته** ...... میں اس درود کو سنتا ہوں اپنے کانوں کے ساتھ...... یہ فرمان کالی کملی والے کا ہے...... **ومن صل علی نائیا** ...... جو دور سے سلام پڑھا جاتا ہے چونکہ میں ہر جگہ موجود نہیں...... اس وجہ سے وہ دور والا سلام فرشتے میرے پاس لے کر آتے ہیں کہ فلاں امتی نے آپ پر سلام بھیجا ہے...... وہ سلام بھی مجھ تک پہنچ جاتا ہے...... اب اس روایت پہ بعض آدمی اعتراض کرتے ہیں ...... کہ یہ روایت ضعیف ہے...... ہم ایک منٹ کے لئے تسلیم کرتے ہیں...... کہ یہ روایت ضعیف ہے...... کہ جس روایت میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں درود خود سنتا ہوں......

ان دوستوں کو میں درخواست کرتا ہوں...... کہ جو روایت میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں درود خود سنتا ہوں...... اگر یہ ضعیف ہے...... تو پھر اسی طرح کی کوئی ضعیف روایت پیش کرو...... کہ جس میں نبی علیہ السلام یہ فرمائیں کہ میں نہیں سنتا...... نبی نے اتنی بات فرمائی ہو کہ میں نہیں سنتا......

اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں

ایک آدمی کہنے لگا...... کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ایک آدمی مر گیا...... دریا میں بہہ گیا ٹکڑے ٹکڑے اس کے ہو گئے...... بتاؤ وہ آدمی سنتا ہے...... اس کو عذاب کہاں ہوتا ہے...... یہ وہ آدمی ہے جس کو قبر میں عذاب ہی نہیں ہوتا...... کیونکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ نہیں ہوتا...... اس وجہ سے قبر میں عذاب بھی نہیں ہوتا...... میں نے کہا کہ عذاب ہوتا ہے...... اس نے کہا بتاؤ کہ آدمی آگ میں جل گیا...... جلنے کے بعد اس کا جسم ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اڑ گیا...... اس کو عذاب کہاں ہوتا ہے...... اس کے ٹکڑے ٹکڑے دریا میں بہہ گئے۔ اس کو عذاب کہاں ہوتا ہے...... میں نے کہا کہ اگر اس کو عذاب میں نے دینا ہوتا تو مشکل ہوتا...... اس کے ٹکڑے ٹکڑے ایک جگہ پہ جمع کرنا میرے لئے مشکل ہے...... اس کے ریزے ریزے میرے لئے جمع کرنا مشکل ہے...... اگر عذاب اُس نے دینا ہو کہ جس نے قطرے سے بندہ بنایا ہے۔ اگر عذاب اس نے دینا ہو کہ جس نے مٹی سے بندہ بنایا ہے...... اس سے ذرے اکٹھے کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔

حضرت نانوتویؒ کا تفرد

میرے دوستو! ...... ایک بات مولانا قاسم نانوتوی نے بڑی عجیب کہی ہے...... اس میں حضرت نانوتوی کا بعض لوگوں نے کہا کہ تفرد ہے...... کہ یہ ان کے اکیلے کی بات ہے اور کسی کی نہیں...... آب حیات حضرت نانوتوی کی کتاب ہے...... اس میں انہوں نے لکھا ہے...... کہ اللہ نے پیغمبر کی روح جب جسم سے قبض کی...... تو کہاں رکھی...... یہ بات

بڑی عجیب ہے...... رب نے اپنے نبی کی روح جب قبض کی ہے تو کہاں رکھی ہے...... چاہیے تو یہ تھا...... کہ جب نبی کے جسم سے روح نکالی جائے...... تو اس روح کو اس جسم کے ساتھ اچھی جگہ پہ رکھی جائے کیونکہ اعلیٰ علیین کا معنی اعلیٰ مقام ہے...... میرے جسم سے روح نکلے تو اعلیٰ علیین مجھ سے بھی اعلیٰ ہے...... اس وجہ سے میری روح وہاں چلی جائے...... تمہاری روح وہاں چلی جائے...... لیکن جب نبی کے جسم سے روح کو قبض کیا گیا...... تو نبی کے جسم سے اعلیٰ تو کائنات میں کوئی چیز ہے ہی نہیں...... نہ عرش ہے نہ فرش ہے...... اس وجہ سے حضرت نانوتوی فرماتے ہیں...... کہ حضور کی روح کو جب قبض کیا گیا تو رب نے اس روح کو پوری کائنات میں دیکھا کہ میں کہاں رکھوں جب کوئی جگہ نہ ملی...... تو اس روح کو نبی کے جسم میں ہی رکھ دیا...... کیوں......؟ کہ نبی کے جسم سے بہتر کوئی جگہ نہیں...... روح تو اس جگہ سے اعلیٰ جگہ پر ہونی چاہیے...... اور اعلیٰ جگہ نبی کے جسم کے علاوہ ہے کوئی نہیں...... تو اسی وجہ سے رب نے اس روح کو دوبارہ محمدؐ کے جسم میں لٹا دیا...... تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ اس جسم سے بہتر کائنات میں کوئی چیز نہیں...... یہ جسم ہی اس لائق ہے کہ اس جسم میں نبی کی روح رہ جائے......

پیغمبر کے جسم والی مٹی کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے

ایک بات یاد رکھو...... توجہ کرو...... حضورؐ کے روضہ اقدس کے بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے...... کہ حضورؐ کے روضہ کے اندر جو مٹی موجود ہے...... جس مٹی کو نبی کا جسم لگا ہے...... اس مٹی کا درجہ عرش اور فرش سے بھی زیادہ ہے...... یہ قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے...... میں نے بڑا غور کیا ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے...... کہ رب کے عرش سے بھی اعلیٰ ہے...... انہوں نے فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ سے بھی اعلیٰ...... اس مٹی کا درجہ جو محمدؐ کے جسم سے لگ گئی ہے...... اس پر بڑی غور کی ہے کہ یہ کیا بات فرمائی ہے...... لیکن جب حضرت نانوتویؒ کی تصنیفات پڑھی ہیں...... ہائے پاؤں سے زمین نکل گئی ہے کہ نانوتوی تیری گہرائی جہاں پہنچی ہے وہاں کائنات نہیں پہنچی......

حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں...... کہ خانہ کعبہ کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ خانہ کعبہ کے اوپر اللہ کی تجلی ہے...... اس وجہ سے خانہ کعبہ کا مقام ساری کائنات کی مسجدوں سے زیادہ ہے...... اور مسجدوں پر اللہ کی تھوڑی تجلی ہے...... اس وجہ سے ان کا مقام کم ہے...... اور کعبہ کے اوپر زیادہ تجلی ہے۔ کیونکہ کعبۃ اللہ کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا گھر ہے...... قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ کعبہ کی عظمت اس وجہ سے بلند ہے کہ اس کے اوپر اللہ کی سب سے زیادہ تجلی ہے...... اور اللہ کی تجلی کعبہ سے بھی زیادہ اس جگہ پر ہے جہاں اللہ کا مقام ہے...... اور جہاں نبی کا وجود ہے وہاں اللہ کی تجلی کعبہ سے بھی زیادہ ہے...... اور جہاں رب کی تجلی زیادہ ہو تو وہاں اس مٹی کا درجہ بھی زیادہ...... جب کعبہ کے پتھروں پہ تجلی پڑ جائے تو وہ سب سے اونچا مرتبہ بن گیا۔ اور جب اس مٹی پر پڑ جائے جس مٹی کے اندر تاجدار رسالت موجود ہیں...... اس مٹی کا درجہ عرش اور کعبہ سے اونچا ہوا یا نہیں ہوا......؟ (ہوا) یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے...... یہ بات یاد رکھو......

سماعِ موتیٰ کے بارے میں عقیدہ

ایک آدمی کہنے لگا کہ کیا قرآن میں یہ نہیں آیا...... کہ انک لاتسمع الموتی ''اے پیغمبر تو مردوں کو نہیں سنا سکتا''...... آپ کہتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں...... قرآن نبی کو کہتا ہے کہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا ......

میں پوچھتا ہوں ...... ایک بات کا تو مجھے جواب دے قرآن ابوجہل کو کیا کہتا ہے؟...... عتبہ اور شیبہ کو کیا کہتا ہے......؟ قرآن کہتا ہے صم بکم عمی ...... گونگے تھے، اندھے تھے، بہرے تھے، تو بتا وہ بہرے تھے......؟ ان کی آنکھیں نہیں تھیں......؟ ان کے کان نہیں تھے......؟ وہ گونگے تھے بولتے نہیں تھے...... بولتے تھے نا...... (جی) اور قرآن نے کہا کہ تم گونگے ہو...... قرآن نے کہا کہ تم اندھے ہو...... قرآن نے کہا کہ تم بہرے ہو ...... بتا قرآن کہ یہ بات صحیح ہوئی یا نہیں ہوئی۔ (نہیں ہوئی) ھتھیجی والو ذرا توجہ کرو ...... قرآن کہتا ہے صم بکم ...... گونگے ہو...... اونا بینے ہو...... اور بہرے ہو...... ان کو

قرآن کہتا ہے جو بولتے بھی تھے...... جو دیکھتے بھی تھے۔ جو سنتے بھی تھے۔ لیکن قرآن ان کو کہتا ہے...... کہ یہ نہیں سنتے تھے ...... قرآن ان کو کہتا ہے کہ یہ نہیں دیکھتے...... قرآن ان کو کہتا ہے کہ یہ نہیں بولتے...... حالانکہ قرآن ان کو کہتا ہے کہ یہ نہیں بولتے ...... مجھے اس کا مطلب تو بتا دے؟ اور پھر انک لا تسمع الموتیٰ کا مطلب میں بتا دیتا ہوں...... صم بکم عمی فھم لا یرجعون ...... قرآن کہتا ہے مشرکوں کو کہ اندھے تھے...... بہرے تھے ...... گونگے تھے...... حالانکہ وہ اندھے نہ تھے وہ بہرے تھے...... ان کی آنکھیں بھی تھیں ان کی زبانیں بھی تھیں...... ان کے کان بھی تھے۔

کفار کو صم بکم عمی کہنے کا مطلب

وہ گونگے تھے کا مطلب یہ ہے کہ...... وہ حق کی بات نہیں کرتے تھے۔ اس وجہ سے قرآن نے کہا یہ گونگے تھے...... حالانکہ اور باتیں تو وہ کرتے تھے...... لیکن حق کی بات نہیں کرتے تھے...... اس وجہ سے قرآن نے کہا وہ گونگے تھے۔ وہ عام باتیں سنتے تھے۔ لیکن قرآن کی باتیں نہیں سنتے تھے۔ عمل نہیں کرتے تھے...... اس وجہ سے قرآن نے کہا یہ سنتے بھی نہیں...... وہ نبی کو ایمان کے ساتھ نہیں دیکھتے تھے اس وجہ سے قرآن نے کہا یہ اندھے تھے...... حالانکہ وہ اندھے نہیں تھے۔

انک لا تسمع الموتیٰ کی تشریح

یہی مطلب ہے انک لا تسمع الموتیٰ کا...... اے پیغمبر تو مردوں کو نہیں سنا سکتا...... یعنی تو مردوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا...... مطلب یہ ہے کہ تو وہ سماع نہیں کر سکتا جس سماع کے ساتھ ان مردوں کو فائدہ پہنچ سکے...... وما انت بمسمع من فی القبور تو نہیں اپنی مرضی کے ساتھ سنا سکتا قبر والوں کو......

سماع موتیٰ کے متعلق بخاری کی روایت

اور جب بخاری شریف کی میں وہ روایت دیکھتا ہوں...... کہ قلیب بدر کے اندر

جنگ بدر ختم ہوگئی......اور پیغمبر نے فرمایا......ان ستر مشرکین مکہ کے سرداروں کو اس گندے کنویں میں ڈال دو......اور سب کی نعشوں کو گندے کنویں میں ڈال کر پیغمبر ان مردوں کو خطاب کر کے کہنے لگے......

او ابو جہل! بتا میں سچا ہوں یا تیرا دین سچا......

عتبہ بتا میں سچا ہوں یا تیرا دین سچا......

او شیبہ بتا میں سچا ہوں یا تیرا دین سچا......

فاروق اعظم ﷺ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ...... یہ مردے ہیں، یہ کیا سن رہے ہوں گے......کیونکہ بظاہر نظر آتا ہے...... بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو مر گئے ہیں...... پیغمبر نے فرمایا عمر! اس وقت یہ بات تجھ سے بھی زیادہ سن رہے ہیں...... یہ بخاری شریف میں ہے......تو بتا ان کو پیغمبر نے بات سنائی یا نہیں۔ (سنائی) انک لاتسمع الموتی، کا معنی سماع نافع کی نفی ہے......اور یہ معنی کہ اے پیغمبر تو اپنی مرضی کے ساتھ نہیں سنا سکتا ......ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ جب تک رب نہ چاہے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا......

رب چاہے تو آسمانوں پہ چاند کے دو ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔

رب نہ چاہے تو سترہ دن وحی نہیں آسکتی......

رب چاہے تو ان مردوں کو نبی کی بات سنا سکتا ہے......

رب نہ چاہے تو کوئی نہیں سنا سکتا......

یہ تو رب کے اختیار میں ہے......

یہ معنی تو نے کہاں سے لے لیا...... کہ وہ سنتا ہی نہیں ہے......اور رب چاہے تو مردے سنتے ہیں......اور رب نہ چاہے تو مردے نہیں سنتے۔

حضرت سیدہ عائشہؓ اور سماع موتی

تو مجھے بتا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس مستری کو کیوں روک دیا......؟ کہ پیغمبر کے روضہ اقدس والی دیوار پر کیل نہ لگا......پیغمبر کے روضہ کے قریب کپڑے لٹکانے کے

لئے ایک کھونٹی لٹکائی جانے لگی ...... اور آ کر مستری نے کیل لگانا شروع کیا ...... تو اماں نے فرمایا مستری یہاں کیل نہ لگائیں تا کہ میرے نبی کو تکلیف نہ ہو جائے ...... تو کہتا ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہی کوئی نہیں ...... تو تکلیف کہاں ہوئی تھی ......

پیغمبر اپنے روضہ میں صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں

چودہ سو سال ہو گئے ہیں ...... ساری دنیا وہاں جا کر سلام پڑھتی ہے ...... اور تیرا کتابچہ جو چھپا ہے ''دینِ حق'' کے نام پر ...... اس میں بھی لکھا ہوا ہے ...... کہ اگر آدمی وہاں آنے لگے یا جانے لگے سلام پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے ...... اگر روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہیں ہے تو مجھے یہ بتا کہ وہاں سے آنے والے کا سلام سن لیتے ہیں تو وہاں رہنے والے کا نہیں سنتے ؟ ...... اور کہتے ہیں کہ نبی اور غیر نبی کی موت میں فرق نہیں ہے ...... تو موت کی بات کرتا ہے ...... ہائے میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ ان ذروں میں بھی فرق ہے ......

مکہ شہر کی قسم کیوں کھائی!

جو ذرے نبی کے قدموں کے نیچے آئے ...... تو فرق کی بات کرتا ہے۔ مجھے یہ تو بتا کہ مکہ کے پتھروں پر ...... مکہ کے پہاڑوں پر ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سے نبی بھی آئے ...... لیکن کسی نبی کے لئے اللہ نے ان گلیوں کی قسم نہیں کھائی ...... لیکن جب میرے نبی کے نبوت والے نورانی قدم لگے تو ......

اللہ نے فرمایا کملی والے آ ...... مجھے ان پتھروں کی قسم ......
مجھے اس شہر کی قسم ہے ...... مجھے ان گلیوں کی قسم ہے ......

ربا! تو قسمیں کیوں کھاتا ہے ...... اس وجہ سے کہ یہاں عرفات کا میدان ہے۔

اس وجہ سے کہ مزدلفہ ہے اس وجہ سے کہ خانہ کعبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کعبہ پہلے بھی تھا ...... عرفات پہلے بھی تھا ...... مزدلفہ پہلے بھی تھا ...... منیٰ پہلے بھی تھا ...... مقام خیف پہلے بھی تھا ...... آج میں قسم اس وجہ سے ان گلیوں کی

کھاتا ہوں......وانت حل بھذا البلد کہ تیرے نبوت والے نورانی قدم ان گلیوں کے اندر لگ چکے ہیں......

تو کہتا ہے کہ موت میں فرق نہیں ہے میں کہتا ہوں ذروں میں بھی فرق ہے......

تو کہتا ہے کہ موت میں فرق نہیں ہے......میں کہتا ہوں کہ ان گلیوں میں بھی فرق ہے......

ان پتھروں میں فرق ہے......ان بازاروں میں فرق ہے......

ان ہواؤں میں فرق ہے......ان چادروں میں فرق ہے......

اگر فرق نبی اور میری موت میں نہیں ہے......تو تیری چادر کا ذکر تو قرآن میں کہیں نہیں آیا......محمد نے چادر لی تو قرآن بولا......محمد نے کپڑا لیا تو قرآن بولا......نبی چلا تو قرآن بولا......نبی اٹھا تو قرآن بولا......پیغمبر پہاڑ پر چڑھا تو قرآن بولا......پیغمبرؐ غارِ حراء میں اترا تو قرآن بولا......نبی بازاروں میں گیا تو قرآن بولا......نبی پتھر پر چڑھا تو قرآن بولا......نبی بدر میں آیا تو قرآن بولا......نبی حنین میں جائے تو قرآن بولے......نبی گلیوں میں آئے......تو قرآن بولے......نبی روئے تو قرآن بولے......نبی چلے تو قرآن بولے......نبی اٹھے تو قرآن بولے......نبی کے چہرے کی بات آئے تو قرآن والضحیٰ کہے......

نبی کی زلفوں کی بات آئے تو قرآن واللیل کہے......

نبی کے سینے کا ذکر آئے تو قرآن الم نشرح لک صدرک کہے......

نبی کی آنکھوں کی بات آئے تو قرآن مازاغ البصر وما طغیٰ کہے......

نبی کے اخلاق کا ذکر آئے تو قرآن انک لعلی خلق عظیم کہے......

نبی کے دانتوں کا ذکر آئے تو قرآن یٰس کہے......

نبی کے شہر کا ذکر آئے تو قرآن لا اقسم بھذا البلد کہے......

نبی کے زمانے کا ذکر آئے تو قرآن والعصر کہے......

نبی کی زبان کا ذکر آئے تو قرآن لا تحرک به لسانک لتعجل به کہے

نبی کے کردار کا ذکر آئے تو قرآن لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه کہے

نبی کی رحمت کا ذکر آئے...... قرآن وما ارسلنک الا رحمة للعالمین کہے......

نبی کی صفتوں کا ذکر آئے...... قرآن انا ارسلنک شاهدا کہے......

مبشراً کہے نذیراً کہے داعیاً الی الله کہے اور سراجاً منیراً کہے......

نانوتوی اور عشق رسول مقبول

ہائے میں اس قاسم نانوتوی کی عظمت کو سلام کرتا ہوں...... جو نبی کے روضہ پر گیا اور نبی کے روضے کو خطاب کر کے کہنے لگا......

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا
جو بس چلتا تو مر کر بھی نہ تجھ سے میں جدا ہوتا

یہ نبی کا عشق ہے...... کہو یہ نبی کا (عشق ہے)

قاسم نانوتوی نبی کے روضہ کے باہر کھڑا ہو گیا...... کسی نے پوچھا کہ اندر نہیں گئے...... فرمایا آج اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ جب نانوتوی اندر گیا تو تین دن کے بعد نانوتوی مسکراتا ہوا باہر آ گیا...... کسی نے پوچھا کہ نانوتوی کیا بنی...... فرمایا

میرے آقا کا مجھ پر اتنا کرم تھا
بھر دیا دامن پھیلانے سے پہلے
یہ اتنا کرم کیوں یہ کیا سلسلہ ہے
نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے

یہ عشق ہے...... تو نبی کی موت اور لوگوں کی موت میں فرق ذکر نہیں کرتا......

میں تو ذروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا......

میں تو خاک شفا کا مقابلہ نہیں کر سکتا......

میں تو ہوا کا مقابلہ نہیں کر سکتا......

میں تو گلیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا...... میں تو پتھروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

مجھے ایک بات تو بتا...... تو کہتا ہے کہ نبی کی موت اور لوگوں کی موت برابر ہے، ایک کھجور مدینہ سے آتی ہے...... تو کہتا ہے کہ یہ مدینہ کی کھجور ہے چوم کر اس کو کھاتا ہے...... کیوں؟ کہ مدینہ کی کھجور میں نبی کی برکت آگئی ہے...... نبی کی برکت کھجوروں میں آئے...... نبی کی برکت مٹی میں آئے...... نبی کی برکت پانی میں آئے...... اور محمد کی برکت اپنے آپ میں رہ بھی نا......؟

ظفر علی خاں کا حضور ﷺ کو خراج تحسین

تو کسی مولوی کو نہیں مانتا...... تو ظفر علی خان کی مان لے...... ہائے ظفر علی خان نے نبی کے روضے پر جا کر کہا...... کہ

دیارِ یثرب میں گھومتا ہوں
نبی کی دہلیز چومتا ہوں
شرابِ عشق پی کر میں جھومتا ہوں
رہے سلامت پلانے والا

اگر روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہیں ہے موت میں فرق نہیں ہے تو دہلیز کیوں چومتا ہے۔ بتا تو سہی!

مولانا حسین احمد مدنی کے حضور ﷺ کی خدمت میں گلہائے عقیدت

مولانا حسین احمد مدنی سے پوچھ...... انگریز نے گرفتار کیا 1914ء میں مالٹا کی جیل کے لئے تو جب حسین احمد مدنی نبی کے روضے سے جدا ہوا...... آنکھوں سے آنسو جاری ہیں...... نبی کے روضے کو خطاب کر کے کہا......

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر

سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوقِ ابوذرؓ
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبۂ بلالیؓ

اور حسین احمد مدنی چودہ سال نبی کے روضہ پر حدیث پڑھاتا رہا۔ اور چودہ سالوں میں ایسے دن بھی آئے کہ حسین احمد مدنی نے اپنی داڑھی کے بالوں سے روضے کی صفائی کی...... چودہ سالوں میں ایسے دن بھی آئے...... کہ مدینہ کی گلیوں میں پڑے ہوئے تربوز کے چھلکے اٹھا کر ان کو پانی میں بھگو کر پانی پکا کر پی لیتے......اور کہتے کہ یہ میرے مدینے کے چھلکے ہیں......

مدینہ کے دہی پر طنز کرنے والے کا انجام

ایک بندہ مدینہ میں گیا دہی مدینہ کی گلیوں سے لے آیا......اور کہنے لگا کہ مدینہ کا دہی کھٹا ہے......رات کو خواب میں نبی نے فرمایا کہ نکل جا مدینہ سے۔ تجھے دہی کھٹا لگا ہے...... بتا ایسے ایسے واقعات......!

میں نے تجھے پیغمبر کی ایک حدیث ایسی سنائی ہے......جس کا کوئی راوی ضعیف نہیں ہے۔ ایک اس حدیث کا جواب دے......یا کوئی اپنی تو ضعیف روایت پیش کر کہ نبی قبر میں زندہ نہیں......میرا یہ چیلنج موجود ہے کہ نہیں (موجود ہے)

انک لا تسمع الموتی......
وما انت بمسمع من فی القبور......
انک میت ......

یہ آیتیں پڑھ کر لوگوں کو غلط ترجمہ سنانا......نبی کی موت کا کون منکر ہے؟

نانوتویؒ بحیثیت مداح رسول

میرے دوستو! مولانا قاسم نانوتویؒ نے نبی کے عشق میں بات بڑی عجیب کہی

ہے......اور ایسا کلام کہا ہے کہ شاید آپ نے دنیا میں سنا بھی نہ ہو......حضرت نانوتوی کا غیر مطبوعہ کلام ہے۔ حضرت نانوتوی نے نبی کے عشق میں ایک ایسی بات کہی ہے......کہ ساری دنیا کے دیوان ایک طرف رکھ دو اور نانوتوی کی کلام ایک طرف رکھ دو......حضرت قاسم نانوتوی نے نبی کی ولادت کا اور نبی کی اہلیت کا نقشہ کھینچا ہے......کہ

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے
نقشِ روئے محمدؐ بنایا گیا

مشیت کہا ہے الوہیت نہیں کہا......

پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی
بزمِ کون ومکان کو سجایا گیا

اور حضور کی شفاعت کا ذکر کرتے ہیں کہ......

حشر کا غم مجھے کس لئے ہو اے قاسم
میرا آقا ہے وہ میرا مولا ہے وہ
جس کے دامن میں جنت بسائی گئی
جس کے ہاتھوں سے کوثر لٹایا گیا

شیخ الہندؒ کا جنت کو خطاب

شیخ الہند محمود الحسن نے نبی کے عشق میں دو شعر کہے ہیں۔ ساری دنیا ایک طرف حضرت نانوتوی کے ان شعروں سے بھی اونچے شعر......شیخ الہند نے جنت کو خطاب کیا ہے۔ جنت کو مخاطب کر کے شیخ الہند نے کہا ہے کہ

تجھ میں حور وقصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت
میرے دل میں حضورؐ رہتے ہیں

کون سی جنت...... کون سا عرش...... کون سا فرش...... ہائے کون سی جنت کی دیواریں...... میں محمدؐ کے روضے کی مٹی پہ قربان جاؤں......

سماعِ موتیٰ کے منکر کو نصیحت

اور تو کہتا ہے کہ روضے کی بات ہی کوئی نہیں...... تو اپنے دل کی Polish (پالش) کر...... تو دل کے شرک کو نکال...... تو معتزلہ فرقے کے جراثیم کو اتار...... پھر آ کر بات کر...... کہتے ہیں کہ نبی کی موت اور ہماری موت میں فرق ہی کوئی نہیں...... تیرے جیسا تو مشرک اور بے ایمان دنیا میں کوئی نہیں......

ہائے...... یہ بات تو مکے کے مشرکوں نے کبھی نہیں کی...... مشرک بھی کہتے تھے کہ یہ محمد امین ہے ہمارے اندر اور اس محمد کے اندر بڑا فرق ہے...... مکہ کے مشرک کیا کہتے تھے...... کہ یہ امین ہے۔ ہم سے اعلیٰ ہے۔

ابوطالب کا پیغمبر ﷺ کو خراجِ عقیدت

ہائے ابوطالب جس نے کلمہ محمد کا نہیں پڑھا...... پتہ ہے اس نے آخری شعر کیا کہا تھا...... اس نے کہا:

ان دین محمد خیر ادیان بریا

"بھتیجے مجھے پتہ ہے کہ تیرا دین سارے دینوں کا سردار ہے"...... اور ابوطالب نے کہا کہ

وابیض یستقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامی عصمة للارامل

بھتیجے تیرا چہرہ ایسا حسین ہے کہ اس چہرے کو دیکھ کر آسمان برستا ہے......

یہ ابوطالب نے کہا تھا کہ جس نے کلمہ نہیں پڑھا...... تیرے کلمہ کا کیا اعتبار ہے...... تو نام محمد کا لے...... اور تو کہے کہ نبی کی اور ہماری موت میں کوئی فرق نہیں...... ابوطالب

کہے، کافر کہے...... وابیض یستسقی الغمام بوجهه ''تیرا چہرہ ایسا ہے کہ اس چہرے کی برکت سے آسمانوں سے بارش آتی ہے'' اور آگے اس نے کہا

ثمال الیتامی عصمة للارامل

یہ محمد کا چہرہ یتیموں کا آسرا ہے...... بیوہ کے لئے سہارا ہے...... اور اس محمد نے آ کر نہیں کہا کہ ایک بیوہ کے لئے تو کوشش کرے گا جنت کے رب دروازے کھول دے گا...... ہائے جب بیوہ عورتوں کو دھکے دے کر باہر نکالا جاتا تھا...... محمد آ کر بیوہ عورتوں کے لئے سہارا بن گیا......

اہم سوال

انک میت اگر اس کا معنی انک تموت لیں تو پھر آگے انهم میّتون کا معنی ہوسکتا ہے انهم تموتون......

مماتی طبقے کا ردسوال

یہ لفظ بھی غلط لکھا ہے...... حالانکہ آگے ہونا چاہئے انهم تموتون ...... سوال لکھنے والے کو بھی پتہ نہیں...... بات کرتے ہیں پہلے سوال تو صحیح لکھو......

سوال نمبر۲

کہتے ہیں کہ آپ نے جو حدیث پڑھی ہے کہتے ہیں کہ ان کے راوی جو ہیں وہ ضعیف ہیں۔

جواب:۔

تیرے باپ نے ضعیف بنائے ہیں...... چلو یہ ضعیف ہیں تو پھر تو کوئی ضعیف ہی پیش کر...... میں نے تو ضعیف پیش کی ہے مثال کے طور پر...... تو کوئی ایک ضعیف ہی سنا دے کہ نبی قبر میں زندہ کوئی نہیں۔ ایک ہی پیش کر دے کہ نبی نے فرمایا کہ میں قبر میں نہیں

سنتا...... میں نے تجھے سنادی ہے ایک روایت......

حدیث کی اقسام

ایک اور بات یاد رکھیں...... کہ ضعیف حدیث بھی نبی کی حدیث ہوتی ہے...... یہ بات یاد رکھیں جو حدیث موضوع ہو...... موضوع عربی میں کہتے ہیں اس حدیث کو جو من گھڑت ہو...... موضوع حدیث جعلی ہوتی ہے...... بنائی ہوئی...... اس کو کہتے ہیں موضوع حدیث گھڑی ہوئی اور ضعیف حدیث کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ نبی کی حدیث نہیں ہے۔ ضعیف ہوتی نبی کی حدیث ہے۔ لیکن اس میں ایک یا دو راویوں کا پتہ نہیں چلتا...... یہ راویوں میں ضعیف ہوتا ہے...... نبی کی حدیث کے الفاظ میں ضعف نہیں ہوتا...... یعنی ضعیف روایت یہ اسماء الرجال کی وجہ سے ہوتی ہے...... اس میں نبی کے کلام ہونے میں کوئی شک نہیں...... کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ عام لوگوں کو یہ پتہ بھی نہیں ہوتا وہ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں ضعیف حدیث ہی نہیں ہوتی۔ چل تو ایسی ہی حدیث پیش کر...... جس میں دو راوی نہیں بلکہ دس راوی ضعیف ہوں۔ تو ایسا کوئی نبی کا قول پیش کردے۔ یا ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ میں سے کسی ایک صحابی کا قول پیش کردے کہ نبی قبر میں زندہ نہیں۔ کسی (صحابی) کا پیش کردے کہ نبی قبر میں نہیں سنتے۔ عبداللہ ابن عمر سلام پڑھتے تھے اور نبی نہیں سنتے تھے......؟ تو اپنی کتاب دینِ حق میں لکھے کہ عبداللہ ابن عمر سلام پڑھتے تھے...... تیری کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ سنتے ہیں اور ہم کہیں تو پھر نہیں سنتے...... یہ تیرے باپ کا مذہب ہے!!

اہم سوال

پیغمبر کی قبر میں دنیاوی زندگی ہے یا برزخی زندگی؟ فرق بیان کریں۔

دلیل

یاد رکھیں برزخ تو ہر آدمی کو حاصل ہے۔ برزخ تو میری اور تیری زندگی ہے۔ محمدؐ

کی زندگی دنیا کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے...... یہ کہتے ہیں نا...... کہ بندہ انتقال کر گیا ہے...... انتقال کا کیا معنی ہے کہ منتقل ہونا...... اگر محمد دنیا سے قبر میں منتقل ہو کر اچھی جگہ میں نہ جائے تو پھر نبی کا کمال کیا ہے......؟ نہیں سمجھے میری بات...... دنیا میں پیغمبر موجود تھے...... تو دنیا سے نبی آخرت میں تشریف لے گئے...... دنیا سے نبی کنارہ کر گئے...... دنیا سے پردہ فرما گئے۔ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پیغمبر پہ موت طاری ہوئی۔ ٹھیک ہے اور پیغمبر کی قبر میں زندگی دنیا کی زندگی سے بھی بہتر ہے۔ میری کوئی باتیں سمجھ میں آئیں...... (جی ہاں)

ان باتوں کو مضبوطی سے پکڑو گے۔ (جی)

سماعِ موتیٰ کے منکر کا اہل سنت والجماعت سے کوئی تعلق نہیں

پکے ہو جاؤ، یاد رکھو...... جو کہے کہ نبی کی قبر میں حیات نہیں...... وہ گمراہ ہے...... وہ پیغمبر کی حدیثوں کے قائل نہیں...... اس کا اہل سنت کے مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں...... وہ اپنا علیحدہ مذہب بنائے...... اپنی علیحدہ بات کرے...... میرے دوستو! تمہیں فرق کا پتہ چلا ہے...... جو بندہ میری ان حدیثوں کے سننے کے بعد اس بات پہ پکا نہیں رہے گا...... میں نے تو اپنا فرض پورا کر دیا، نبی کا پیغام تیرے پاس پہنچا دیا۔ اب اگر تو نہ مانے گا تو وبال تجھ پر ہو گا مجھ پر نہیں ہو گا۔

آخری درخواست

اور جو بھائی ہمارے منہ موڑے ہوئے ہیں...... اگر وہ مان لیں تو ان کو منالو...... ضد نہ کرو...... میں اپنے بھائیوں کو کہتا ہوں...... کہ ضد نہ کر...... دیوبندیوں کو مشرک کہنے والے آ ضد نہ کر...... اگر تو غیر مقلدیت کے دروازے پر جاتا ہے یا ان کی وکالت کرتا ہے...... تو کھل کے کر...... دیوبندی کا نام لے کر کیوں (وکالت) کرتا ہے...... تو کہہ میں غیر مقلد ہوں...... ٹھیک ہے...... تو یہ کیوں کہتا ہے کہ میں دیوبندی ہوں...... تیرا دیوبندی کے ساتھ کیا تعلق ہے......

دیوبندی کون ہوتا ہے

دیوبندی تو سنی ہوتا ہے۔ دیوبندی تو اہل سنت والجماعت کو کہتے ہیں...... دیوبندی تو شاہ ولی اللہ کو ماننے والے کو کہتے ہیں...... دیوبندی تو کملی والے کے غلام کو کہتے ہیں...... دیوبندی تو صحابہ کے طریقے پہ چلنے والے کو کہتے ہیں...... دیوبندی تو اہل سنت والجماعت کو کہتے ہیں......اور تیرے اس عقیدے کا اہل سنت کے ساتھ کیا تعلق ہے......؟ باتیں اور بھی میں کر سکتا تھا...... لیکن چونکہ وقت بڑا مختصر ہے اور میں نے لمبا سفر کرنا ہے...... اس وجہ سے ان باتوں پہ ختم کرتا ہوں......

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

عشقِ رسول ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبِعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ.

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِأَةِ شَهِيْد.

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلۂ رسمِ سیاست کا فسوں
اِک فقط نام محمد سے محبت کی ہے
حقیقت کروں گا بیاں دوستو!
چاہے کٹ جائے میری زباں دوستو!
جس زمیں پر نبوت کی توہین ہو!
گر پڑے نہ کہیں آسمان دوستو!
اپنی منزل کی دھن میں رہے گا رواں!
بخاری کا یہ کارواں دوستو!

عشقِ رسول ﷺ کا معنی اور مفہوم

میرے واجب الاحترام بزرگو اور دوستو! جو موضوع آج مجھے دیا گیا ہے، وہ ہے عشقِ رسول، اس سلسلے میں اگر آپ میری گفتگو پر غور کریں گے تو بہت ساری نئی چیزیں انشاء اللہ آپ کے سامنے آئیں گی۔

نبیؐ کے ساتھ عشق کرنا اور محبت کرنا یہ پہلے معنی سمجھ لیں...... بعد میں آپ کو پتہ چلے گا کہ دیو بند کے علماء نے رسول اللہؐ کے ساتھ عشق کیسے کیا اور کس طرح کیا...... اس موضوع کو سمجھنے کے لئے پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ عشق ہم لوگوں کو زیادہ ہے یا صحابہ کو زیادہ تھا۔

۱۲ ربیع الاوّل کو حضور ﷺ کی وفات پر اتفاق ہے!

یہ بات تو پکی ہوگئی کہ حضورؐ کے ساتھ عشق صحابہ کو زیادہ تھا، اب صحابہ کو نبی کے ساتھ جس طرح عشق تھا...... اسی طرح نبی کے ساتھ عشق کرنا عشق ہے؟ یا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ اختیار کرنا نبی کے ساتھ عشق ہے؟ جس طرح صحابہ نے کیا وہی طریقہ اختیار کرنا عشق ہے یا نہیں؟ (بے شک) صحابہ کرامؓ نے حضورؐ کے ساتھ عشق کس طرح کیا...... کیا بارہ ربیع الاول کی تاریخ کو صحابہ کرامؓ نے لمعانوں کی بتیاں جلا کر ف اور قمقمے جلا کر...... اور جھنڈیاں لگا کر...... ہاہا کار کر کے اور جلوس نکال کر...... اور قمقمے جلا جلا کر...... اور پورے ملک کو سر پہ اٹھا کر شور مچا کر کیا اسی طرح صحابہ نے نبی کے ساتھ عشق کیا ہے؟ یا صحابہؓ نے پیغمبرؐ کے نقشِ قدم پر اپنے خون کا آخری قطرہ بہا کر عشق کیا ہے...... کیا ہے کہ نہیں کیا......؟ (کیا)

اور ایک تو یہ بھی ستم ظریفی ہے اس ملک کی کہ حضورؐ کی ولادت ۹ ربیع الاول کو ہوئی...... یہ بات سمجھو ذرا، ولادت ۹ ربیع الاول کو ہوئی، علی اختلاف الروایہ نو ربیع الاول کو ولادت ہوئی اور بالاتفاق آپ کی وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی...... اس میں اتفاق ہے کہ وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی...... بارہ ربیع الاول کو جس دن حضورؐ کی وفات پر اتفاق ہے جب بارہ ربیع الاول چودہ سو سال پہلے مدینہ منورہ میں آیا تھا تو صحابہ کرامؓ کی کیا حالت تھی۔

اور جب وہی بارہ ربیع الاول یہاں پاکستان میں آتا ہے تو ہماری کیا حالت ہوتی ہے...... میرے دوستو! اگر عشق ان کو زیادہ تھا تو ان والے بارہ ربیع الاول کے مطابق ہمیں بارہ ربیع الاول کو کرنا چاہئے اور اگر عشق ہم کو زیادہ ہے تو بات ہی ساری ختم ہوگئی کہ صحابہ کرامؓ تو پھر معیارِ حق میں نہ ہوئے......

بارہ ربیع الاول وہاں بھی آیا ہم ذرا سارے کے سارے جو اس وقت یہاں موجود ہیں مدینہ جاتے ہیں۔ چودہ سو سال پہلے ذرا اپنے تصور کو مدینے لے جاتے ہیں اور لے جا کر، ہم مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول کو لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کو دیکھتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول جو چودہ سو سال پہلے مدینہ میں آیا تھا تو صحابہ کرام نے بارہ ربیع الاول کو

کیا کیا تھا......

رسول ﷺ کی وفات کی خبر سے صحابہ کرامؓ پر کیا بیتی!

میرے دوستو! بارہ ربیع الاول جب مدینہ میں آیا...... ابوالکلام آزاد کہتے ہیں...... حضورؐ کی وفات کی خبر جب نشر ہوئی...... حضورؐ کی وفات کا اعلان جب ہوا تو جو آدمی کھڑا تھا کھڑا رہ گیا اور جو بیٹھا تھا وہ بیٹھا رہ گیا...... صحابہ روتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل گئے صحابہ نے کہا کہ اگر حضورؐ دنیا میں نہیں رہے تو ہمیں دنیا میں زندہ رہنے کا حق نہیں...... صحابہ روتے رہے...... صحابہ پریشان رہے...... اور حتیٰ کہ...... میرے دوستو! حضورؐ کی وفات کی بات جب آئی تو فاروق اعظمؓ اتنے جوش میں آگئے کہنے لگے کہ کوئی آدمی یہ نہ کہے کہ حضورؐ فوت ہو گئے ہیں اتنے میں ابوبکر صدیقؓ آئے...... آ کر کہنے لگے اے عمر تجھے کیا ہو گیا...... وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ...... فاروق اعظمؓ کہتے ہیں کہ جب ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی تو ایسے معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی آسمان سے نازل ہوئی ہے اس آیت کا یہ مطلب تھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی پہلے بھی آئے وہ بھی چلے گئے...... حضورؐ نے بھی جانا تھا آپ بھی چلے گئے......

اور اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ......

جو اللہ کو پوجا کرتا تھا وہ سمجھ لے کہ اس کا خدا معبود ابھی بھی زندہ ہے جو محمدؐ کی پوجا کرتا تھا وہ سمجھ لے کہ حضورؐ فوت ہو چکے ہیں

میرے دوستو! یہ بات ابوبکر صدیقؓ نے اعلان میں بیان فرمائی یعنی بارہ ربیع الاول جب مدینہ میں آیا تو صحابہ رو رہے ہیں اور جب بارہ ربیع الاول پاکستان میں آیا تو ہم ناچ رہے ہیں خوشیاں منا رہے ہیں...... کتنا فرق ہے؟ یہ تو بارہ ربیع الاول کی بات تھی۔

رسولؐ کے حکم پر صحابہ کرامؓ کا عمل

اب ہم ذرا آگے چل کر قرآن سے یہ پوچھتے ہیں کہ عشق کسے کہتے ہیں؟ قرآن کہتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ ......

اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو۔ اللہ سے پیار کرنا چاہتے ہو اللہ سے تعلق رکھنا چاہتے ہو۔ اے پیغمبر لوگوں کو کہہ دو کہ فاتبعونی ......لوگ میرے نقش قدم پر چلیں میرے طریقے پر چلیں......

میرے اسوۂ حسنہ پر چلیں میرے کردار پر چلیں ......جس طرح میں نے خوشی منائی اس طرح خوشی منائیں......جس طرح میں نے غمی کی اس طرح غمی کریں......جس طرح میں چلتا تھا اسی طرح چلیں......میں نے گالیاں سن کر دعائیں دیں تم دعائیں دو...... میں نے اپنی بیٹی کی جس طرح شادی کی اس طرح تم شادیاں کرو......جو کچھ جس طرح میں نے کیا اسی طرح کرو......یہی اللہ سے محبت ہے یہی پیغمبرؐ سے محبت ہے......

یہ عشق ہے...... ہم صحابہ کرامؓ کو دیکھتے ہیں۔ حضورؐ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں......آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ......سارے صحابہ بیٹھ گئے۔ حضورؐ اٹھ کر ایک کام کی غرض سے باہر جانے لگے۔ تو آپؐ نے ایک صحابی کو دیکھا کہ اس کا ایک قدم دہلیز کے اوپر ہے اور ایک نیچے ہے...... وہ وہیں بیٹھا ہوا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تو سیدھا ہو کر کیوں نہیں بیٹھا......؟ اس نے جواب دیا کہ اے کملی والے جب آپ کی آواز میرے کانوں میں پڑ گئی تو میں نے کہا کہ اب اگر سیدھا ہوتا ہوں تو فرمان کی بجا آوری میں دیر ہو جاتی ہے......

حضورؐ آگے گئے سامنے بکریوں کا ایک باڑہ ہے......اس باڑے میں آپؐ نے دیکھا کہ ایک صحابی اس باڑے میں بیٹھے ہو۔ ئے ہیں......اس صحابی کا نام ابوالدرداء ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضورؐ نے فرمایا کہ اے ابوالدرداءؓ تو یہاں بیٹھ گیا ہے میں نے تو مسجد والوں سے کہا تھا بیٹھ جاؤ......تو یہاں کیوں بیٹھ گیا؟ اس نے بڑی عجیب بات کہی زبان حال سے

جو کچھ اس نے کہا اس کا ترجمہ کسی نے کیا کہ ابوالدرداؓ نے کہا

درد مندوں سے نہ پوچھ کہاں بیٹھ گئے
تیری محفل میں غنیمت ہے جہاں بیٹھ گئے

جب تیرا حکم آ گیا۔ جب تیری بات آ گئی جب تیرا کہنا آ گیا۔ ہمیں سر تسلیم خم کرنا پڑا تو میرے دوستو! عشق رسول جو ہے یہ عشق رسول اللہ کے کہنا ماننے کا نام ہے۔

آپ حیران ہو جائیں گے کہ یار عجیب بات ہے کہ عشق رسول رسول اللہ کے کہنا ماننے کا نام ہے۔ ہاں میرا دعویٰ ہے اور اس دعویٰ پر دلائل بھی آپ سن سکتے ہیں...... کہ عشق رسول حضورؐ کا کہنا ماننے کا نام کس طرح ہے......؟

عشق رسول حضورؐ کی تعریف کرنے کا نام نہیں ہے...... عشق رسول حضورؐ کی شان میں قصیدے پڑھنے کا نام نہیں ہے...... عشق رسول حضورؐ کا نام سن کر جھومنے کا نام نہیں ہے...... عشق رسول اگر حضورؐ کی تعریف کرنے کا نام ہوتا تو ابوطالب کبھی کافر ہو کر نہ مرتا...... وہ بھی اپنے بھتیجے کی تعریف کرتا تھا...... عشق رسول اگر حضورؐ کی تعریف کرنے کا نام ہے...... تو میرے دوستو! دنیا کے بڑے بڑے کافر وہ سارے عاشق رسول ہو جائیں گے اس لئے کہ کوئی کافر ایسا نہیں کہ جس نے حضورؐ کی تعریف نہ کی ہو۔ عشق رسول حضورؐ کی صرف تعریف کا نام نہیں...... حضورؐ کی شان میں نعتیں کہنے کا نام نہیں بھی عشق رسول نہیں ہے......

ابوطالب کے انتقال کا وقت جب آیا تو حضورؐ سرہانے کھڑے ہیں...... حضورؐ نے فرمایا کہ چچا میرا کلمہ پڑھو چچا نے کیا کہا؟ کہ "ان دین محمد خیر الدیان بریا" کہ اے بھتیجے مجھے پتہ ہے کہ تیرا دین ساری دنیا کے دینوں کا سردار ہے...... اور ابوطالب نے یہ کہا وابیض یستسقی الغمام بوجھه کہ اے پیغمبر تیرا چہرہ ایسا ہے کہ جس چہرے کی برکت سے آسمانوں سے بارش آتی ہے...... تو حضورؐ کی شان میں ابوطالب نے کتنا اچھا قصیدہ کہا لیکن وفات سے قبل حضورؐ نے فرمایا کہ چچا میرا کہنا مان لو...... چچا نے کہا نہ تیرا کہنا مانوں گا نہ تیرا کلمہ پڑھوں گا، صرف تیری تعریف کروں گا۔ تیری شان بیان کروں گا۔

تیری عظمت بیان کروں گا۔ یہ بھی کہوں گا کہ تیرے چہرے کی وجہ سے بارش آتی ہے لیکن میں تیرا کہنا نہیں مان سکتا......

میرے دوستو! ایک سگا چچا ہے۔ پیغمبر کے گھر میں رہنے والا ہے پیغمبر کا رشتہ دار ہے...... پیغمبر کی تربیت کرنے والا ہے۔ اس نے کہنا نہیں مانا۔ وہ دوزخ میں چلا گیا۔ ایک اور آدمی ہے اس کا رنگ کالا ہے۔

وہ حبشہ سے چل کر آیا ہے۔ وہ پیغمبر کی برادری میں سے نہیں ہے۔ وہ پیغمبر کا رشتہ دار نہیں۔ عربی نسل نہیں وہ حضورؐ کا کہنا مانتا ہے......

سگا چچا کہنا نہ مان کر دوزخ میں چلا گیا اور کالے رنگ والا بلال کہنا مان کر یہ مرتبہ پاتا ہے کہ ٹہلتا مکہ کی گلیوں میں ہے اور اس کا کھٹکا جنت میں ہو رہا ہے......

عشقِ رسولؐ اتباعِ رسولؐ کا نام ہے!

معلوم ہوا کہ عشق رسول حضورؐ کا کہنا ماننے کا نام ہے۔ عشق رسول تعریف کرنے کا نام نہیں۔ تعریف تو بڑے بڑے لوگوں نے کی ہے کافروں نے کی ہے۔ کس نے حضورؐ کی تعریف نہیں کی؟ ایک ہندو شاعر جگن ناتھ آزاد۔ وہ حضورؐ کی تعریف کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ حضورؐ جب دنیا میں نہیں آئے تھے تو دنیا کی حالت یہ تھی کہ......

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا
وہی روئے زمین پر آج تھا تخریب کی دنیا
یہ تحقیق و تجسس کا جہاں تھا آج ویرانہ
فلاطوں کی خرد، سقراط کی دانش تھی افسانہ
غرض دنیا میں ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشان نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے اُفق پر دفعتاً سیلاب نور آیا

جہانِ کفر وباطل میں صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا
مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلین آیا
سحابِ رحم بن کر رحمۃ للعالمین آیا

میرے دوستو! حضورؐ کی تعریف میں بڑے بڑے کافروں نے کیا کچھ کہا ہے۔

حضورؐ کی تعریف میں شاعر مشرق کہتا ہے کہ

یہ پھول نہ ہوتا تو کلیوں کا تبسم بھی نہ ہوتا
یہ گل نہ ہوتے بلبل کا ترنم بھی نہ ہوتا
نبضِ ہستی میں یہ غنچے بھی پریشاں ہوتے
رخت بردوش میں سب دست وگریباں ہوتے
خیمۂ افلاک میں پھر سے تشتت ہوتا
بزمِ توحید کے نعروں میں تردّد ہوتا
نہ دست وجبل توحید کے حدی خواں ہوتے
نہ مزین تیرے ذکر سے بیاباں ہوتے
حصول وحی میں موسیٰ طور پہ پہنچے
پر کیا عجب جو وحی تیرے حضور پہ پہنچے

صحابہ کرام کا عشقِ رسولؐ

میرے دوستو! حضورؐ کی تعریف میں بڑے لوگوں نے کلام کیا ہے لیکن کیا صرف تعریف کرنے سے وہ لوگ جنت کے وارث بن گئے ہیں؟ (نہیں) اگر صرف تعریف کرنے سے اگر پیغمبر کی شان میں قصیدے پڑھنے سے صرف اسی بات سے جنت کی وراثت

ملتی تو......

بدر کے میدان میں چودہ صحابہ کی لاشیں نہ تڑپتیں......

اُحد کے میدان میں 70 صحابہ کی لاشیں نہ تڑپتیں۔ حضرت حمزہؓ کی لاش کے بارہ ٹکڑے نہ کئے جاتے......

سمیہ کے ٹکڑے نہ کئے جاتے......

زنیرہؓ کی چمڑی نہ ادھیڑی جاتی......

میدان خیبر میں ۱۷ اصحابہ شہید نہ ہوتے......

اگر میرے دوستو! تعریف کرنے سے بات بنتی......تو حضورؐ کے دور میں ۲۵۶ صحابہ شہید نہ ہوتے......اگر صرف تعریف کرنے سے بات بنتی۔ تو خلافت راشدہ کے ۵۰ سالہ دور خلافت میں ۲۷ ہزار صحابہ کبھی شہید نہ ہوتے۔ معلوم ہوا کہ صرف تعریف سے بات نہیں بنتی۔ یہ بات ذہن میں آئی کہ نہیں آئی......؟ کہ عشق رسول تعریف کا نام نہیں ہے بلکہ عشق رسول اللہ کا کہنا ماننے کا نام ہے یہ تو عام لوگوں کی بات ہے......

عبداللہ بن ابی عتیک کا عشقِ رسول

مدینہ منورہ میں حضورؐ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں آپؐ نے فرمایا......اولوگو! تمہیں کیا ہو گیا۔ فلاں آدمی جس کا نام کعب ابن اشرف ہے یہودیوں کا سردار ہے وہ مجھے گالیاں دیتا پھر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو وہ مجھے گالیاں دیتا ہے۔ وہ میرا دشمن ہے تم خاموش بیٹھے ہو۔

یہاں عشق کا پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ کو کوئی گالی دے اور آدمی خاموش ہو جائے......

یہاں پاکستان میں تو عجیب رواج ہے ادھر کہتے ہیں کہ دیوبندی حضورؐ کے گستاخ ہیں حضورؐ کی گستاخی کرتے ہیں ادھر یہ ہمیں قتل ہی نہیں کرتے، بات ذرا سمجھیں ادھر کہتے ہیں کہ دیوبندی حضورؐ کے گستاخ ہیں...... ہائے...... ہائے......ادھر ہمیں کچھ بھی نہیں کہتے...... کہتے ہیں کہ یہ حضورؐ کے گستاخ ہیں......ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ گستاخ رسول

وہابی نہیں ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہے، گستاخ رسول مرتد ہوتا ہے گستاخ رسول زندیق ہوتا ہے۔ گستاخ رسول وہابی نہیں ہوتا وہاب تو اللہ کا نام ہے لاہوری لاہور والا بہاولپوری بہاولپور والا اور وہابی وہاب والا بات تو یہ سمجھنے کی ہے کہ یہ کون سمجھے؟ اور کون سمجھائے۔ کہتے ہیں کہ یہ نبی کے گستاخ ہیں اور پھر ہمیں کچھ نہیں کہتے...... اور پھر ہم سے ووٹ بھی مانگتے ہیں۔

ہائے میرے سامنے کوئی حضورؐ کی گستاخی کرے خدا کی قسم یا خود نہیں رہوں گا یا اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ میرے دل میں اتنی محبت ہے...... میرے سامنے کوئی پیغمبر کی شان میں گستاخی کرے کوئی گالی دے میرے اندر الحمد للہ اتنا جذبہ موجود ہے کہ میں اس کو ٹھکانے لگائے بغیر چین نہیں لوں گا۔ اس لئے کہ میرے بزرگوں نے مجھے اس طرح سکھایا ہے...... حضورؐ فرماتے ہیں کہ فلاں آدمی مجھے گالی دیتا ہے اور تم چپ کر کے بیٹھے ہو...... جو آدمی اس آدمی (کعب ابن اشرف) کو ٹھکانے لگائے گا۔ میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا...... بڑے لوگوں نے یہ بات سنی ہر صحابی کی خواہش تھی کہ میں اس کو قتل کروں لیکن ایک صحابی کی دعا عرش چیرتی ہوئی چلی گئی۔ وہ کون صحابی ہے؟ آپ حیران ہو جائیں گے......

دوستو! وہ صحابی ہے اس کا نام ہے عبداللہ ابن ابی عتیک ہے...... اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات مسجد نبوی میں سنی وہ باہر صحن سے اٹھ کر اندر آ گیا...... اندر آ کر سجدے میں گر کر رونے لگا۔

اے اللہ میں میدان بدر میں نہیں جاسکا...... احد میں نہیں جاسکا...... میں تیرے نبی کے ساتھ نہیں جاسکا، آج میرے ہاتھ سے اس دشمن کو قتل کرا کے میرے عشق رسول کا فیصلہ فرمادے دنیا کو پتہ چل جائے کہ میرا عشق کیسا ہے......

کعب ابن اشرف یہودی کا قتل

میرے دوستو! اس صحابی کی دعا قبول ہوگئی اس کا نام عبداللہ ابن ابی عتیق ہے...... دعا کر کے باہر نکلا صبح کا وقت ہے گھر گیا ایک خنجر کہیں سے تلاش کیا...... خنجر لے کر

کپڑے میں چھپا کر کعب بن اشرف کا مکان تلاش کرتا کرتا اس کا محل تلاش کرتا کرتا مدینہ منورہ سے باہر نکلا...... کسی نے بتایا کہ دو میل کے فاصلے پر اس کا محل ہے وہ محل میں پہنچا...... شام کا وقت ہو گیا اندر گھس گیا محل کا گیٹ کھلا ہے اندر داخل ہو گیا...... محل کے دربان نے سوچا کہ یہ آدمی تو کوئی معزز سائل ہے یہ تو کوئی مسافر ہے اس کو کچھ نہ کہا۔ اس لئے کہ اس کی دعا عرش پہ جا چکی تھی...... ایک طرف بیٹھ کر چھپ گیا...... عشاء کی نماز کا وقت آیا کعب ابن اشرف کے بارے میں پوچھنے لگا کہ یہودیوں کا سردار کہاں ہے کسی نے کہا کہ تو نے یہودیوں کے سردار سے ملنا ہے کیا تو اس سے ملے گا؟ تو وہ خاموش ہو گئے...... اس نے کہا سردار ہمارا رات کو نہیں ملا کرتا...... اس نے کہا بتاؤ تو سہی سردار ہے کہاں؟...... تو بتایا گیا کہ وہ سردار اپنے بڑے بالا خانے میں جوا کھیل رہا ہے اور رات جب آدھی ہو جائے گی تو وہ سو جائے گا صبح کو مل لینا...... صحابی عشق کے دریا میں موجزن تھا عشق کے ولولے میں موجزن تھا پیغمبر کی محبت اس کے جان و جگر میں سرایت کر چکی تھی۔ اس نے یہ بات سن کر اس آدمی کو دوسری طرف متوجہ کر لیا اور خود وہ سیڑھیوں کو تلاش کر کے...... رات کے وقت خود مکان کے اوپر چڑھ گیا اس بالا خانے میں پہنچ گیا۔ جہاں کعب بن اشرف سو چکا تھا۔ اس کے کمرے میں داخل ہو گیا اور اس کے کمرہ میں جب داخل ہوا تو اس کے خراٹوں کی آواز اپنے کانوں سے سنی جہاں سے خراٹوں کی آواز آتی تھی وہیں اس نے خنجر کو نکال کر نشانہ بنا کر اسی جگہ خنجر مار دیا جہاں سے خراٹوں کی آواز آتی تھی...... اس کی ایک چیخ نکلی۔ جب چیخ نکلی پھر دوسرا خنجر مارا جب دوسرا خنجر مارا تو چیخ بند ہو گئی۔ یہ صحابی آہستہ آہستہ باہر نکلتے ہیں سیڑھیوں سے گذر کر محل کی فصیل میں یعنی محل کی بڑی دیوار کے اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ کہیں دشمن رسول زندہ نہ ہو...... اس فصیل کے اوپر بیٹھ گئے اور دل میں ارادہ کیا کہ جب تک اس کے قتل کی خبر اپنے کانوں سے نہ سن لوں گا اس وقت تک زمین پہ نہیں اتروں گا اس فصیل کے اوپر عاشق رسول بیٹھا ہے......

میرے دوستو! تہجد صبح کا وقت ہوا عربی زبان میں جو آدمی موت کی خبر نشر کرتا

ہے......اسے نائی کہتے ہیں ایک نائی اٹھا......اور اس نے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر کہا:

او یہودیو! ان سیدنا کعب ابن اشرف قد قتل

ہمارا سردار کعب بن اشرف قتل ہو چکا ہے......

یہ خبر اس صحابی نے اپنے کانوں سے سنی اس نے دل ہی دل میں کہہ دیا فـــزت بـرب الـكعبه کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا......یہ کہہ کر اس نے اس فصیل کے اوپر سے چھلانگ لگائی چھلانگ جب لگائی تو پاؤں پر ورم آ گیا، ضرب آ گئی۔ آنکھوں سے معذور تو پہلے ہی تھے۔ جب چھلانگ لگائی تو ٹانگ پر ورم آ گیا چلا نہیں جاتا تھا......ضرب لگ گئی محسوس ہوا کہ جیسے ایڑی نکل چکی ہے گھسیٹتے گھسیٹتے مدینہ منورہ میں پہنچے مسجد نبوی میں آئے ......آ کر اعلان نہیں کیا شیخی نہیں بگھاری، شور نہیں مچایا، مسجد نبوی میں آ کر اسی کونے میں بیٹھ گئے جہاں کل صبح اسی وقت رو کر خدا سے دعا مانگی تھی......اسی کونے میں بیٹھ گئے۔ اور اس کونے میں نماز پڑھی......نماز پڑھنے کے بعد تاجدار مدینہ مصلے پر تشریف فرما ہیں اور ابھی آپ نماز سے فارغ ہوئے ہیں آپ کو پھر بھی نہیں بتایا کہ قتل میں کر کے آیا ہوں......

حدیث میں ہے کہ حضورؐ مصلے پر تشریف فرما تھے اتنے میں صحابہ کرام کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضورؐ کے چہرے پر پسینہ دیکھا۔ کسی نے کہا، لوگو! حضور پر وحی اتر رہی ہے حضور کے قریب آدمی آئے......وحی ختم ہو گئی......حضورؐ نے فرمایا کہ عبداللہ ابن ابی عتیق کہاں ہے؟ ......عبداللہ ابن ابی عتیق کو بلایا گیا۔ فرمایا! عبداللہ تجھے مبارک ہو اللہ کی طرف سے تجھے عرش سے سلام آیا ہے......کعب ابن اشرف کو قتل تو نے کیا ہے اور جبرئیل نے آ کر بتایا کہ اے اللہ کے نبی تیرے دشمن کو تیرے ایک عاشق نے جہنم رسید کر دیا ہے۔ تجھے مبارک ہو......

تو میرے دوستو! عرش سے سلام کس کو آیا؟ جو عاشق رسول تھا اور اس کے بعد عبداللہ کہتے ہیں میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے حضور نے فرمایا کیا ہوا؟ میں نے کہا قبولیت کی دعا کرو! اور اس کے بعد میرے پاؤں پر ورم آ گیا......حضورؐ نے اپنا نبوت والا

لعاب میرے پاؤں پر لگایا......وہ کہتے ہیں کہ ایسا ہوا کہ جیسے آج تک کبھی چوٹ لگی ہی نہیں۔

غازی علم الدین شہیدؒ کا عشقِ رسولؐ

میرے دوستو! یہ عشق رسول ہے۔ اسی کو عشق رسول کہتے ہیں...... کہ حضورؐ کے ساتھ عشق عبداللہ بن ابی عتیق نے کیسے کیا کہ پیغمبر کے دشمن کی دشمنی آپ سے برداشت نہ ہو سکی یعنی اب دو چیزیں ہوگئیں (۱) حضورؐ کا کہنا ماننا نبی کا عشق ہے (۲) پیغمبر کی عزت پر پہرہ دینا نبی سے عشق ہے...... پیغمبر کی ناموس پر پہرہ دینا پیغمبر کی عزت پر پہرہ دینا ہے۔

میں مدینہ منورہ میں سے آپ کے تصورات کو لاہور کے موچی دروازے پر لاتا ہوں...... موچی دروازہ ۱۹۲۶ء ہے اور اس موچی دروازہ میں کئی لاکھ انسانوں کا اجتماع ہے اس جلسہ کی صدارت سید انور شاہ کشمیریؒ فرما رہے ہیں اور اس جلسہ میں خطیب عطاء اللہ شاہ بخاری ہیں بس بات ذرا سمجھیں میں عشق رسول بتانا چاہتا ہوں...... عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جلسہ رکھا ہے، کیوں رکھا؟ کہ لاہور میں ایک آدمی تھا "مہاشہ راجپال" اس راجپال نے حضورؐ کے خلاف ایک کتاب لکھی "رنگیلا رسول" نعوذ باللہ......اور اس کے خلاف مقدمہ ہو گیا تھا...... یہ جلسہ اس لئے منعقد کیا گیا تھا کہ انگریز کی عدالت نے اس راجپال کو اس جرم سے بری کر دیا تھا۔ جب بری ہو گیا، تیسرے دن عطاء اللہ شاہ بخاریؒ لاہور آئے انہوں نے جلسہ کا اعلان کیا...... جلسہ شروع ہو گیا...... شیخ احسان الدین قرارداد لے کر کھڑے ہوئے کہ اس کتاب کو ضبط کیا جائے......اور اس کی برأت کو ختم کیا جائے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس کی قرارداد پکڑ لی اور پھاڑ دی......اور فرمایا کہ شیخ صاحب قراردادوں کا وقت اب گذر چکا ہے عطاء اللہ شاہ بخاری سٹیج پر آئے اور کہا......

اولاہوریو! تمہاری غیرت کہاں چلی گئی ہے تمہیں کیا ہو گیا تمہارے دروازے پر عائشہ صدیقہؓ اور حفصہؓ ہیں وہ دیکھو تمہارے دروازے پر کھڑی ہیں اور ان کے سروں سے دوپٹے اتر چکے ہیں...... وہ رو رہی ہیں...... وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ روضہ اطہر میں تڑپ رہے ہیں اور لاہور میں ایک آدمی نے پیغمبر کی عزت کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے...... یا

وہ قلم نہ رہے یا وہ زبان نہ رہے...... یا وہ کتابیں دیکھنے اور پڑھنے والے اور سننے والے ہمارے جیسے آدمی نہ رہیں۔

میرے دوستو! شاہ جی نے یہ بات کہی...... شاہ جی کی بات سن کر مجمع دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ اور اپنے اپنے بچے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پہ پھینک دیئے۔

میرے دوستو! اس مجمع میں سے ایک نوجوان اٹھا وہ لوہار تھا...... اس نوجوان نے گھر سے جا کر خنجر لیا اور رات ہی رات میں اس راجپال کو قتل کر کے عطاء اللہ شاہ کے حلقہ میں آ گیا...... اس نوجوان کا نام تھا؟ اس نوجوان کا نام غازی علم دین تھا...... اس نوجوان کا نام کیا تھا؟ (غازی علم دین) اور غازی علم دین نے کون سا کردار عطا ادا کیا؟ عبداللہ ابن ابی عتیق والا...... عبداللہ ابن ابی عتیق نے عشق رسول کا سبق دیا اور عطاء اللہ شاہ نے اس سبق کو پڑھا اور پڑھ کر اپنے لوگوں کو بتایا...... تو اس کے رضا کاروں نے وہی سبق لے لیا...... معلوم ہوا کہ عشق رسول وہی ہے کہ جس کا مظاہرہ عبداللہ ابن ابی عتیق نے کیا جس کا مظاہرہ عطاء اللہ شاہ بخاری نے کیا۔ عشق رسول یہ ہے اور آپؐ کے افعال کو سینے سے لگانا بھی عشق رسول ہے یہ دونوں باتیں آ گئیں......

اور تیسرے نمبر پر سنت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) سنت قولی! یعنی آپؐ نے قول کیا ہو آپؐ نے حکم دیا ہو۔ اس کو جو مانے وہ بھی عشق رسول ہے۔

(۲) سنت فعلی: آپؐ کے طریقہ پر عمل کرنا جو آپ کے طریقہ پر عمل کرے وہ بھی عاشق رسول ہے۔

(۳) سنت تقریری: یعنی آپؐ کے قول و فعل سے تو کوئی بات ثابت نہ ہو لیکن آپ کے صحابہ نے کوئی کام کیا ہو اور آپؐ نے اس کام کے کرنے سے منع نہ کیا ہو وہ بھی پیغمبرؐ کی سنت ہے...... اس لئے کہ آپ کا منع نہ کرنے سے حضورؐ کی رضا شامل ہو گئی ہے اس لئے اس سنت کو سنت تقریری کہا جاتا ہے۔

میرے دوستو! جو آدمی ان تینوں سنتوں پر چلے گا وہی عاشق ہوگا اور جو آدمی ان تینوں سنتوں سے باہر ہو خدا کی قسم کروڑ مرتبہ وہ آدمی اپنے آپ کو عاشق رسول کہے کروڑ مرتبہ نعرہ لگائے کروڑ مرتبہ بتیاں جلائے کروڑ مرتبہ جھنڈیاں لگائے وہ عاشق رسول نہیں ہو سکتا نہیں ہوسکتا، نہیں ہوسکتا...... عاشق رسول وہی ہے جو ان تین چیزوں پر عمل کرے......

اب ہم ان تینوں چیزوں پر اپنے اکابر کو پرکھتے ہیں یہ تین چیزیں ہیں صحابہ کرامؓ بھی انہی چیزوں پر پرکھے گئے۔

(۱) نبی کے عشق پر (۲) نبی کی عزت پر (۳) نبی کی ناموس پر صحابہ کرام نے جانیں دیں......کوئی آدمی بتا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عشق رسول میں کوئی کوتاہی کی ہو۔

صدیق اکبرؓ کا عشق رسولؐ

میرے دوستو! حضورؐ فرمائیں کہ چندہ لاؤ......

......ایک عورت اپنا تین ماہ کا بچہ لے کر آجائے......

حضور ﷺ فرمائیں چندہ لاؤ ...... عثمان غنیؓ ۹۰۰ اونٹ لے آئیں ...... حضورؐ فرمائیں چندہ لاؤ......ابوبکر صدیق گھر کے کپڑے اتار کر ٹاٹ کا لباس پہن کر آجائیں اور کپڑوں کے پیسے پیغمبر کے قدموں پر ڈال دے۔

حضور ﷺ فرمائیں کہ چندہ لاؤ......ابوبکر صدیق گھر کی سوئی اٹھا کر لے آئیں عشق رسول! اسے کہتے ہیں۔

تفسیر عزیزی میں بڑی عجیب بات لکھی ہے...... کہ جس وقت غزوہ تبوک میں حضورؐ نے چندہ کی اپیل کی مدینہ میں فرمایا کہ......

اولوگو! مجھے چندہ کی ضرورت ہے ایک آدمی گلی سے گزر رہا تھا...... یہ بات اس کے کانوں نے سنی اور رونے لگا...... کسی نے کہا تو روتا کیوں ہے؟ کہنے لگا کہ میرے پاس تو اس تہبند کے سوا کوئی چیز نہیں ہے میں کیا دوں گا...... یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا......اور دوسرے محلہ میں جا کر رات کے وقت لوگوں سے یہ اعلان کرتا ہے کہ کسی نے مزدوری کرانی

ہو تو مجھ سے کرالو...... ہائے ہائے دوسرے محلہ میں اعلان کرتا ہے میں آپ کو عشق بتا رہا ہوں...... ہم نے عشق کا معنی ہی نہیں سمجھا...... اعلان کیا ایک یہودی نے کہا کہ میری دیوار گر پڑی ہے...... ساری رات دیوار بناتا ہے...... اور صبح کو اس دیوار کے بنانے کے بدلے میں اسے دو سیر چھوہارے ملتے ہیں...... وہ دو سیر چھوہارے لے کر رسول اللہ کے قدموں میں آ کر ڈال دیتا ہے...... حضورؐ نے فرمایا کہ جتنا سامان ہے اس سارے سامان کے اوپر ان چھواروں کو ڈال دو...... ان چھواروں میں بڑی برکت ہے...... یہ عشق تھا...... صدیق اکبرؓ نے جب بات سنی......

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے باپ صدیق اکبرؓ گھر کی دیواروں کے ساتھ ساتھ ہاتھ پھیر رہے تھے میں نے پوچھا ابا جان کیا کرتے ہو تو ابا جان نے جواب دیا بیٹی تجھے پتہ نہیں گھر کا سارا سامان تو میں نے دے دیا ایک سوئی رہ گئی تھی وہ میں نے یہاں لٹکائی تھی میں سوچتا ہوں کہ وہ سوئی بھی ابوبکرؓ کے گھر میں نہ رہ جائے وہ سوئی یہاں سے ملے گی تو وہ سوئی بھی پیغمبر کے قدموں میں لے جاؤں گا کسی مجاہد کے کپڑے سینے کے کام آجائے گی۔

میرے دوستو! عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ وہ سوئی بھی میرے باپ لے گئے اور جب حضورؐ نے آخری مرتبہ چندہ کا اعلان کیا تو ابوبکر صدیق نے اپنے کپڑوں کو دیکھا اور خود کو خطاب کیا کہ ابوبکرؓ تیرے کپڑے بڑے اچھے ہیں...... اور تیرے پیغمبر کو تکلیف ہے...... بازار گئے ۳۲ درہم کا گز کا وہ کپڑا بہت مہنگا تھا اس وقت کا وہ کپڑا مدینہ کی منڈی میں بیچ دیا ...... کپڑے بیچ کر ٹاٹ کا لباس پہن لیا...... اور جب ٹاٹ کا لباس صدیق اکبرؓ نے پہن لیا تو جو بقایا پیسے بچ گئے یعنی کپڑے بیچ کر اور ٹاٹ کا لباس لے کر جو بقایا پیسے بچ گئے وہ پیسے بھی صدیق اکبرؓ نے حضورؐ کے قدموں میں ڈال دیئے......

اور میرے دوستو! حضورؐ نے ابوبکر صدیقؓ کو دیکھا کہ ابوبکر ٹاٹ کا لباس پہنے کھڑے ہیں...... حضورؐ نے پوچھا کہ ابوبکر کیا ہوا...... تو ابوبکر خاموش ہو گئے تو اتنے میں

آسمانوں سے جبرئیل آئے تفسیر عزیزی میں یہ سارا واقعہ موجود ہے جبرئیل آسمانوں سے آئے اور آکر کہا کہ اے کملی والے تجھے مبارک ہو...... حضورؐ نے جبرئیل کو غور سے دیکھا کہ مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے جبرئیل کھڑا ہے...... اور اس کے ساتھ اور بھی ملائکہ کھڑے ہیں تو حضورؐ نے غور کیا...... کہ جبرئیل بھی ٹاٹ کا لباس پہن کر کھڑا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا جبرئیل کیسے کھڑا ہے تو جبرئیل نے جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی تجھے پتہ نہیں جب ابوبکر صدیقؓ نے تیرے عشق میں تیری محبت میں مدینہ کے بازار میں اپنے کپڑوں کو اتارا تیری محبت میں تو خدا کی رحمت جوش میں آئی اور کہا جبرئیل جاؤ ستر ہزار فرشتوں کو ٹاٹ کا لباس پہنا کر مدینے کی گلیوں میں لے جاؤ اور ابوبکرؓ کی سنت پر عمل کرو اور میرے نبی کو مبارک دو کہ جب تک تیری امت میں ابوبکرؓ جیسا عاشق موجود ہے دنیا کی کوئی طاقت تجھے شکست نہیں دے سکتی............ یہ عشق رسول ہے............

آج رافضی کا بچہ پیدا ہوتا ہے...... تو اس کو بارہ اماموں کے نام یاد ہو جاتے ہیں لیکن ہم سنی ہیں، ہمیں چار یاروں کے ناموں کا پتہ نہیں ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

نسبتِ رسول ﷺ کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ اَلْمَبْعُوْثِ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا.

وقال فی موضعٍ اٰخر: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ.

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ.

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کیلئے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمہ داؤد میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریہ یعقوب میں جن کا فسانہ تھا
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادی بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کے لئے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرش اعظم پہ اجالا تھا تمہید

میرے واجب الاحترام! قابل صد احترام علمائے کرام! میں غالباً اس قصبہ میں پہلی مرتبہ آپ سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں اور میرا جی چاہتا ہے کہ میں آج آپ کے سامنے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

حضورؐ سے نسبت کا فیض

میرے بھائیو! میرا عقیدہ اور دعویٰ ہے کہ حضور علیہ السلام کی طرف جس چیز کی نسبت ہوگئی اس کا تذکرہ کرنا بھی حضور علیہ السلام کی سیرت ہے۔

......حضور علیہ السلام کی طرف مدینہ کی نسبت ہوگئی، میں مدینہ کی فضیلت اگر بیان کروں تو یہ بھی حضور علیہ السلام کی سیرت ہے۔

......حضور علیہ السلام کی طرف مکہ نسبت ہوگئی میں مکہ کا ذکر اگر کروں تو یہ بھی حضور علیہ السلام کی سیرت ہے۔

......حضور علیہ السلام کی طرف جس پہاڑ کی نسبت ہوگئی، اگر میں اس پہاڑ کا ذکر کروں تو یہ بھی حضور علیہ السلام کی سیرت ہے۔

......حضور علیہ السلام کی طرف صحابہ کرامؓ کی نسبت ہوگئی اگر میں صحابہ کرامؓ کی تعریف کروں تو یہ بھی حضور علیہ السلام کی سیرت ہے۔

میرے بھائیو! سیرت کے کئی باب ہیں...... سیرت کا صرف ایک باب نہیں ہے، حضور علیہ السلام کی سیرت کے کئی موضوع ہیں۔ سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں موضوع ہیں لیکن پھر بھی حضور علیہ السلام کی شان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

ایک عرب شاعر کا حضور ﷺ کی خدمت میں نذرانہ عقیدت

ایک عربی کا شاعر گزرا ہے اس نے حضور علیہ السلام کی شان میں چالیس ہزار اشعار عربی میں لکھے اور اس نے جو عربی میں آخری شعر لکھا میں اس کا ترجمہ آپ کو سناتا ہوں۔ اس نے چالیس ہزار اشعار عربی میں لکھ کر آخر میں جو شعر لکھا اس کا ترجمہ اردو کے ایک شاعر نے یوں کہا ہے۔

تھکی ہے فکرِ رسا مدح باقی ہے
قلب ہے آبلہ پا مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا مدح باقی ہے

چالیس ہزار اشعار لکھنے کے بعد وہ کہتا ہے کہ جو میری چالیس سال کی فکر ہے یہ نچوڑ دی گئی ہے اور مدحِ رسول ﷺ ابھی باقی ہے۔ یہ نبی علیہ السلام کی شان ہے۔

ہم نبی ﷺ کے غلاموں کے غلام

میرے بھائیو! یہ کہنا کہ سپاہ صحابہ تو صحابہؓ کی سپاہی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ صحابہؓ کے سپاہی ہیں اور ہم نبی کے سپاہی ہیں...... میری بات یاد رکھو جو صحابہؓ کا سپاہی ہے وہ

اصل میں نبی کا غلام اور سپاہی ہے۔ میرے بھائیو! ایک پیر صاحب سے کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں تیرا غلام ہوں لیکن ایک دوسرا شخص اس کے پاس بیٹھا ہے وہ کہتا ہے کہ پیر جی میں تو تیرے غلاموں کا بھی غلام ہوں...... تو اس شخص کے اندر پہلے شخص سے زیادہ عشق ہے۔ ایک نے کہا کہ پیر جی میں تیرا نوکر ہوں، دوسرا کہتا ہے کہ پیر جی میں تو تیرے نوکروں کا نوکر ہوں...... ایک شخص کہتا ہے کہ میں نبی کا سپاہی ہوں میں کہتا ہوں کہ میں نبی کے سپاہیوں کا سپاہی ہوں تو سپاہ صحابہؓ کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہیوں کے سپاہی...... ہم ابوبکرؓ کے سپاہی کیوں ہیں......؟ اس لئے کہ ابوبکرؓ نبی کا سپاہی ہے۔ ابوبکرؓ اگر نبی کا سپاہی نہ ہوتا تو ہم کیوں اس کے سپاہی ہوتے......؟

میرے بھائیو! ہم ابوجہل کے سپاہی کیوں نہ بنے......؟ ہم عتبہ اور شیبہ کے سپاہی کیوں نہ بنے......؟ ہم اخنس بن شریک کے سپاہی کیوں نہ بنے......؟ اس لئے کہ وہ نبیؐ کے سپاہی نہیں تھے۔

نبی کا سپاہی ابوبکرؓ ہو...... ہم اس کے بھی سپاہی......

نبی کا سپاہی حبشے کا کالے رنگ کا بلالؓ ہو...... ہم اس کے بھی سپاہی......

ہم نبیؐ کے سپاہی ہیں...... نہیں بلکہ نبیؐ کے سپاہیوں کے بھی سپاہی ہیں۔

حضرت سفینہ ﷜ کا حیرت انگیز واقعہ

آج میں وہی لفظ کہتا ہوں جو حضرت سفینہؓ نے ایک جنگل کے شیر سے کہا تھا......

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت سفینہؓ سفر کر رہے تھے...... جنگل میں ایک شیر حملہ آور ہوا تو حضرت سفینہؓ نے اسے صرف یہ کہا کہ اے شیر! میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ شیر نے فوراً اپنا سر نیچے کر دیا اور دم ہلانے لگا۔ حضرت سفینہؓ اس کی پشت پر بیٹھ گئے اور وہ شیر مدینہ منورہ تک حضرت سفینہؓ کو چھوڑنے آیا۔ حضرت سفینہؓ نے یہ سارا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شیر نے مجھ پر ایسے حملہ کیا اور میں نے آگے سے یہ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں، لیکن مجھے یہ پتہ نہیں کہ

جب میں نے اس کو کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں تو آگے سے شیر سر جھکا کر کچھ کہتا تھا...... لیکن پتہ نہیں کہ وہ کیا کہتا تھا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سفینہؓ تیرے یہاں پہنچے سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے بتادیا کہ جب وہ سر جھکا کر کچھ کہتا تھا تو وہ کہتا یہ تھا کہ اے سفینہؓ اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا بھی غلام ہوں۔

میرے بھائیو! اپنے آپ کو پیغمبر کا سپاہی کہنا یہ اپنی جگہ عظمت ہے...... لیکن نبی کے سپاہیوں کا سپاہی ہونا یہ اس سے بھی بڑی عظمت کی بات ہے۔

ہم صحابہ کرامؓ کے سپاہی کیوں ہیں......؟

سپاہ صحابہ کی مخالفت کرنے والو! صحابہؓ سے ہماری رشتہ داری نہیں ہے۔ ہم صحابہؓ کے سپاہی کیوں ہیں......؟ اس لئے کہ ان لوگوں نے میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ پر پہرہ دیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیاں

وہ لوگ میرے پیغمبر کی چوکھٹ کے پہرہ دار ہیں......

جان دے کر بھی وہ پہرہ دار ہیں......

مال لگا کر بھی وہ پہرہ دار ہیں......

بچے یتیم کرا کر بھی وہ پہرے دار ہیں......

اور نیزے کی انیوں پر سر چڑھا کر بھی وہ پہرے دار ہیں......

ہم ان کے غلام کیوں ہیں؟ ہم صحابہؓ کے غلام کیوں ہیں؟ اس لئے کہ...... بدر کے میدان میں چودہ صحابہؓ کی نعشیں تڑپتی رہیں، نبی کا پہرہ نہ چھوڑا...... احد کے پہاڑوں میں ستر صحابہؓ ذبح ہوتے رہے...... نبی کا پہرہ نہیں چھوڑا...... حنین کی جنگ میں انیس صحابیؓ شہید ہو گئے...... لیکن نبی کا پہرہ نہیں چھوڑا...... تبوک کے معرکے میں چھ صحابی شہید ہو گئے...... نبی کا پہرہ نہیں چھوڑا...... نبی کا دفاع نہیں چھوڑا......

آؤ میں آپ کو بتاتا ہوں......

حضرت حمزہؓ کی نعش کے بارہ ٹکڑے ہو گئے...... پیغمبرؐ کا دفاع نہیں چھوڑا...... سمیہؓ کے ٹکڑے ہو گئے...... نبیؐ کا دین نہیں چھوڑا...... لبینہؓ کی چمڑی ادھیڑ دی گئی...... نبیؐ کا دفاع نہیں چھوڑا...... زنیرہؓ کی آنکھیں نکال دی گئیں...... میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ کو نہیں چھوڑا...... اور نیزے کی انیوں پر سر لٹکا دیے گئے...... میرے پیغمبرؐ کو نہیں چھوڑا...... ابلتی ہوئی دیگوں میں ان کے جسموں کو پکا دیا گیا میرے نبیؐ کو نہیں چھوڑا...... افریقہ کے جزیروں میں پہنچ کر اور قسطنطنیہ کے دروازے پر پہنچ کر اور چین کے صحراء پر پہنچ کر بچے یتیم کرا کے، بیویوں کو بیوہ کرا کے پیغمبر کی عظمت کو بلند کیا۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ کو نہیں چھوڑا...... ہم صحابہؓ کے سپاہی کبھی نہ ہوتے اگر صحابہ کرامؓ نبیؐ کے سپاہی نہ ہوتے...... ان کی عظمت تو نبیؐ کی وجہ سے ہے۔

سیرتِ پیغمبر ﷺ کا ایک انوکھا پہلو

میرے بھائیو! اس پیغمبر کو دیکھو...... جس پیغمبر کی عظمت کا ٹھکانہ کوئی نہیں۔ مثال کوئی نہیں۔ توجہ کریں! میں آپ کو سیرت پیغمبرؐ کا ایک پہلو بتانا چاہتا ہوں اور ایک نیا عنوان آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں...... مسلمانوں کا ایمان ہے کہ نبیؐ کا عشق سے بہتر کسی کا عشق نہیں۔ اہل سنت کا ایمان ہے سپاہ صحابہؓ کا ایمان ہے کہ پیغمبرؐ کا عشق بنیاد ہے...... یہ بات میں نہیں کہتا بلکہ قرآن پاک کہتا ہے......

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ......

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے پانا چاہتے ہو تو میرے نبیؐ کو پاؤ، میرے نبیؐ کے پاس آؤ...... یہ ہمارا ایمان ہے۔

میرے بھائیو! ایک ایسا وقت بھی چشم فلک نے دیکھا کہ میرے نبیؐ کو خدا نے کتنی عظمت دی کہ ابو جہل مٹھی میں کوئی چیز لے کر کہتا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے...... یہ وقت حضور علیہ السلام کے معجزات کو دیکھو، میں اس پیغمبر کی عظمت کو سلام

پیش کرتا ہوں، میں اس پیغمبر کی پاؤں کی خاک کو آنکھوں میں لگانا عظمت سمجھتا ہوں......
علامہ شبلیؒ نے امام غزالیؒ نے اور بڑے بڑے سیرت نگارلوگوں نے اپنی کتابوں میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے حضور علیہ السلام کے سامنے آکر اس طرح مٹھی کو بند کیا اور مٹھی کو بند کر کے کہتا ہے...... کہ اے محمد! بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے...... تو حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ میں بتاؤں تیری مٹھی میں کیا ہے یا تیری مٹھی والی چیز بتائے کہ میں کون ہوں؟...... اس نے کہا کہ چلو یہ مٹھی والی چیز بتائے۔ بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ اس مٹھی میں کنکریاں تھیں ان کنکریوں سے آواز آئی......

اشهد ان لا الٰه الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله......

یہ میرے نبیؐ کی شان ہے۔

پیغمبر اسلام کے اخلاقِ حسنہ

میرے بھائیو! سارا قرآن میرے پیغمبر کی شان سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن پاک کی ہر آیت میں میرے نبیؐ کی شان ہے۔ بلکہ قرآن پاک کے ہر لفظ میں میرے نبیؐ کی شان ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور علیہ السلام کا خلق بیان کیجئے...... تو اماں نے جواب میں فرمایا کہ کیا قرآن نہیں پڑھتے...... لوگوں نے کہا کہ قرآن تو پڑھتے ہیں...... فرمایا کہ قرآن کو کھولو، قرآن کے ہر صفحے پر میرے نبیؐ کا حسن بکھرا پڑا ہے۔ یہ میرے نبیؐ کی شان ہے......

لقد من اللہ علی المومنین کی تفسیر

میرے واجب الاحترام دوستو! جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس پر غور کریں کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ ویسے تو سینکڑوں آیتیں ہیں ہر آیت پر علیحدہ بات ہو سکتی ہے...... لیکن یہ آیت بڑی عجیب وغریب ہے...... قرآن کہتا ہے......

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ......

اس میں کوئی شک نہیں......اس میں کوئی شبہ نہیں......اس میں کوئی ریب نہیں کس میں......؟ جو آگے آ رہی ہے۔

لقد من اللہ ......

اللہ نے احسان جتلاتا......اللہ بھی احسان جتلا رہے ہیں۔ میں حیران ہوا کہ اللہ پاک تو بہت وسیع ہیں وہ احسان کیسے جتلاتے ہیں۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ اللہ احسان جتلا رہے ہیں۔ میں نے پہلی کتابوں کو دیکھا...... میں نے توریت کو دیکھا...... میں نے انجیل کو دیکھا......میں زبور کو دیکھا......اللہ نے کہیں بھی احسان نہیں جتلایا...... بلکہ میں نے شمس و قمر کی پیدائش کو دیکھا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا......شجر و حجر کو دیکھا احسان نہیں جتلایا......

سمندروں کو اللہ نے پیدا کیا اللہ نے احسان نہیں جتلایا......

آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو پیدا کیا اللہ نے احسان نہیں جتلایا......

لیکن وہ کونسی بات ہے کہ جس پر ساری دنیا کا خدا احسان جتلاتا ہے......وہ چیز بھی نرالی ہوگی، وہ بات بھی نرالی ہوگی......وہ تحفہ بھی نرالا ہوگا......کہ اتنا بڑا خدا......کائنات ساری بناتا ہے، لیکن احسان نہیں جتلایا...... انسان بناتا ہے...... احسان نہیں جتلاتا......

اٹھارہ ہزار مخلوقات کو اللہ پیدا کرتا ہے......اللہ احسان نہیں جتلاتا

سمندر کا خروش پیدا کرتا ہے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

پہاڑوں کو وسعت کو پیدا کیا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

آسمانوں کے ستارے پیدا کیے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

اللہ نے شمس و قمر پیدا کیے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

شجر و حجر پیدا کیے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

شمال و جنوب پیدا کیے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

مشرق و مغرب پیدا کیے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

آدمؑ کو عظمت دی......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

نوحؑ کو طوفان سے بچایا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

ابراہیمؑ کو آگ سے بچایا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

اسماعیلؑ کو چھری سے بچایا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

موسیٰؑ کو دریا سے بچایا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

عیسیٰؑ کو جیل سے نکالا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

یوسفؑ کو کنویں سے نکالا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

یعقوبؑ کو چالیس سال رلا کر بیٹا دیا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

انبیاء کو عظمتیں بخشیں......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

بنی اسرائیل کے انبیاء کو حکومت بخشی......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

داؤد علیہ السلام کو زبور دی......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

دانیال پیغمبر آئے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

بنی اسرائیل کے پیغمبر آئے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

امام آئے، پیشوا آئے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

صحیفے آئے، ولی آئے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

قطب آئے، ابدال آئے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

دنیا میں ذرات پیدا کیے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

انسان بنایا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

تیری آنکھوں کو بنایا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

تجھے کپڑے دیے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

تیرے لئے پانی بنایا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

تیرے لئے زمین بنائی......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

تیرے لئے کشتیاں بنائیں......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

تجھے مکان دیئے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

دریا بنائے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

درخت بنائے......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

انگوریاں بنائیں......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

کائنات کا ذرہ ذرہ تیرے قدموں میں رکھ دیا......اللہ نے احسان نہیں جتلایا

......لیکن جب میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کی باری آئی تو قرآن نے کہا

لقد من الله على المومنين اذبعث فيهم رسولا

کہ آج میں پوری انسانیت پہ احسان کر رہا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری جھولی میں دے رہا ہوں......اللہ نے فرمایا کہ جو چیز میرے خزانے میں بھی ایک تھی وہ میں نے تمہیں دے دی......تو پھر احسان جتلانا چاہیے تھا یا نہیں چاہئے تھا؟ (جتلانا چاہئے تھا)

لقد من الله على المومنين اذبعث فيهم رسولا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ سے نبوت لے لے......محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنادے موسیٰ علیہ السلام نے کہا، زکریا علیہ السلام نے کہا، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہمیں بنادے......لیکن مسلمانو! بغیر تمہاری دعا کے......محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اندر بھیج دیا۔ یہ اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے۔

تحویلِ قبلہ

میرے بھائیو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہشات اتنی پوری ہوئیں کہ پیغمبر نماز میں کھڑے ہیں اور نماز میں کھڑے ہونے سے پہلے آپ کو خیال آیا کہ خانہ کعبہ جو مکے میں

ہے وہ قبلہ تبدیل ہو چکا تھا۔اس وقت قبلہ بیت المقدس بن گیا تھا۔بہر حال آپ کو صرف یہ خیال آیا کہ کاش قبلہ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ ہی ہوتا......نماز سے پہلے یہ خیال آیا......پیغمبر علیہ السلام نے نماز کی نیت باندھی......اللہ کو اپنے پیغمبر علیہ السلام کی خواہش عرش پر پہنچ گئی اور پسند آگئی کہ نبیؐ کے دل میں خیال آیا ہے کہ قبلہ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ ہوتا......تو نماز کی حالت میں قرآن پاک کی یہ آیت اتری......

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا......

اے پیغمبرؐ!اس وقت نماز میں اپنا منہ پھیر کر خانہ کعبہ کی طرف کرلو......تو نبی کی خواہش پہ قبلہ بدلا یا نہیں......؟(بدلا)اور تمہیں پتہ ہے کہ نبی کیوں کہ بہت بلند ہے۔جو اس نبیؐ کے صحابیؓ ہیں وہ بھی بہت بلند ہیں۔نبی کی خواہش پہ قبلہ بدلا......اور صحابہؓ کے طریقے پر شریعت بدل گئی۔

صحابیؓ کی وجہ سے شریعت کے حکم کی تبدیلی۔

میرے بھائیو!تم روزہ رکھتے ہونا......؟ کتنے بجے روزہ رکھتے ہو......؟سحری کے وقت اور افطاری مغرب کے وقت کرتے ہو......لیکن آپ حیران ہوں گے کہ جب روزہ فرض ہوا تھا تو روزے کی سحری کا یہ وقت نہیں تھا......حکم یہ تھا کہ مغرب کے وقت افطاری کرو......تراویح کے بعد،سونے سے پہلی سحری کھاؤ اور اگلے دن شام کو پھر روزہ افطار کرو۔تو روزہ کتنا لمبا تھا......؟بائیس گھنٹے کا روزہ تھا یا نہیں تھا(تھا)حضرت بشری بن اوفاط ایک صحابی رسول تھے۔وہ ایک دن نماز عشاء کے فوراً بعد کھانا کھانے سے پہلے سو گئے اور ان کو نیند آگئی......وہ صحابیؓ لوہے کا کام کرتے تھے،لوہا کوٹتے تھے۔یہ لوہاروں والا کام......سارا سارا دن وہ محنت کرتے،مزدوری کرتے،تھکے ہوئے تھے اس دن وہ روٹی نہ کھا سکے اور جب آنکھ کھلی تو تہجد کا وقت تھا......انہوں نے کہا کہ سحری کا وقت تو گزر گیا ہے۔نہار منہ روزہ رکھ لیا......اگلے دن عصر کی نماز کے وقت بھوک اور تھکاوٹ کی وجہ سے بے

ہوش ہو گئے۔ بہر حال مغرب کے وقت صرف افطاری کی...... آج بھی عشاء کے بعد سحری کھانے سے پہلے تھکاوٹ کی وجہ سے نیند آ گئی۔ تو اب جب آنکھ کھلی تو تقریباً سوا تین بجے کا وقت ہوگا۔ صحابی نے اسی وقت اٹھ کر سوچا کہ اگر اب بھی کچھ نہ کھایا تو پھر دو پہر کو بے ہوش ہو جاؤں گا۔ تو فوراً اٹھے اور جلدی جلدی سے کھانا کھا لیا...... اب چاہئے تو یہ تھا کہ بغیر وقت کے کھانا کھانے پر آسمانوں سے کوئی عتاب اترتا...... کوئی ناراضگی اُترتی اور اللہ پاک یہ فرماتے کہ اس صحابیؓ نے میرے حکم کے بغیر یہ آج سحری کھائی ہے اچھا نہیں کیا...... لیکن آپ حیران ہوں گے سحری کے وقت صحابیؓ نے سحری کھائی تو اسی وقت قرآن اترا کہ اے پیغمبر! جس وقت اس نے سحری کھائی ہے...... آج کے بعد سے قیامت تک سحری کا بھی وقت ہوگا۔ ہائے! صحابہ کرامؓ سے خدا کو کتنا پیار تھا...... پیار تھا یا نہیں تھا......؟ کوئی شبہ ہے پیار میں......؟ (نہیں) اللہ نے صحابیؓ سے محبت کی انتہاء کر دی......

جیسے میرے پیغمبر کی شان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا......

اسی طرح میرے پیغمبرؐ کے صحابہؓ کا مقابلہ بھی کوئی نہیں کر سکتا۔

جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک مصطفٰے کی مصطفائی ہے

میرے بھائیو! اللہ نے رسول کو بھیجنا تھا...... احسان کا اعلان کر دیا کہ میں نے تم پر احسان کیا ہے اب تم بتاؤ کہ احسان کیا ہے اللہ نے نبی بھیج کر یا نہیں کیا......؟ (کیا) اور باقی نبیؑ علاقوں کے لئے میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے...... باقی نبی بستیوں کے لئے میرا رسول پوری کائنات کے لئے...... میرے دوستو! تم غور کرو آسمانوں سے کتابیں کتنی اتری ہیں......؟ (چار) میں یہاں سے پیغمبروں کی عظمتوں کو نمبر وار شروع کرتا ہوں...... توجہ فرمائیں! دو چار باتیں بڑی اہم ہیں...... پیغمبر کی شان پر غور کریں۔ قرآن آسمان سے اترا...... کتابیں آسمانوں سے کتنی اتریں......؟ (چار) ان کتابوں کے اترنے میں بھی فرق ہے۔ حضور علیہ السلام پر جو کتاب اتری وہ حضور علیہ السلام کی حیثیت کے

مطابق اتری......اور باقی نبیوں پر کتابیں باقی نبیوں کی حیثیت کے مطابق اتریں۔ دیکھیں حضور علیہ السلام جہانوں کے لئے نبی ہیں اور خدا بھی جہانوں کے لئے ہے۔ اور حضور کی کتاب یعنی قرآن بھی جہانوں کے لئے......

اور خدا نے اپنے آپ کو کہا رب العالمین......

اور اپنے نبی کو کہا رحمۃ اللعالمین......

اور قرآن کو کہا ھدی للعالمین......

ہر ایک کے لئے عالمین کہا بستی نہیں کہا، شہر نہیں کہا، خدا نے کہا میں رب العالمین ہوں اے نبیؐ تو رحمۃ للعالمین ہے اور جو کتاب تجھ پر اتری ہے وہ کتاب ھدی للعالمین ہے۔ اور پھر اس فرق کو بھی دیکھو......تورات انجیل، زبور بھی آسمانوں سے اتریں، ان کے اترنے میں بھی فرق ہے۔

.... جب تورات اتری تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ تم طور پر جاؤ، چالیس دن کا چلہ کرو، پھر میں کتاب دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر سے چلے......کتاب لینے کے لئے طور پہاڑ پر بیٹھے، چلہ کیا ۴۰ دن عبادت کرتے رہے، پھر تورات ملی۔

......اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی، کہا اپنے عبادت خانہ سے باہر نہیں جانا، میں تمہیں یہاں کتاب دوں گا۔

اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اتری، تو فرمایا کہ داؤد اپنے معبد خانہ میں بیٹھ جاؤ، اپنے گھر میں بیٹھ جاؤ، چار دیواری میں بند ہو جاؤ، پھر کتاب دوں گا۔

......لیکن جب پیغمبرؐ پر قرآن اترنے کا وقت آیا......تو میرے پیغمبر کو خدا نے پابند نہیں کیا۔

میرا نبی مکہ میں تھا......تو قرآن کو مکہ میں بھیج دیا

میرا نبیؐ مدینہ میں تھا......تو قرآن کو مدینہ میں بھیج دیا

میرا نبیؐ بازار میں تھا......تو قرآن کو بھی بازار میں بھیج دیا

میرا نبیؐ پہاڑ پہ......قرآن بھی پہاڑ پہ

میرا نبیؐ گلیوں میں......قرآن بھی گلیوں میں

میرا نبیؐ بدر میں......قرآن بھی بدر میں

میرا نبیؐ احد میں......قرآن بھی احد میں

میرا نبیؐ خندق میں......قرآن بھی خندق میں

میرا نبیؐ تبوک میں......قرآن بھی تبوک میں

حتیٰ کہ میرا نبیؐ عائشہؓ کے بستر پر......قرآن بھی عائشہؓ کے بستر پر......!!

میرے پیغمبر ﷺ کو بھیج کر اللہ نے ساری کائنات پر احسان کیا اور میرے نبیؐ کے آنے سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی......توجہ فرمائیں! فانی بدایوانی کہتا ہے......کہ

بدلا ہوا تھا رنگ گلوں کا ترے بغیر
اِک خاک سی اُڑی ہوئی سارے چمن میں تھی

اور جگن ناتھ آزاد ایک ہندو شاعر ہے......وہ حضور علیہ السلام کے آنے سے پہلے کا نقشہ کھینچتا ہے۔وہ کہتا ہے......

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا
وہی روئے زمین پر آج تھا تخریب کی دنیا
یہ تحقیق و تجسس کا جہاں تھا آج ویرانہ
فلاطوں کی خرد، سقراط کی دانش تھی افسانہ
غرض دنیا میں ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشانِ نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے اُفق پر دفعتاً سیلابِ نور آیا
جہانِ کفر و باطل میں صداقت کا ظہور آیا

حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا
اور مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلین آیا
سحاب رحم بن کر رحمۃ للعالمین آیا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے ایک عیسائی کے دو سوال

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے پاس ایک شخص آیا اور آکر کہنے لگا کہ تمہارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ہیں اور ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوپر ہیں۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ موتی ہمیشہ نیچے ہوتا ہے اور جھاگ اوپر ہوتی ہے۔ موتی ہمیشہ سمندر کی تہہ میں ہوتا ہے۔ اس نے پھر ایک بڑی عجیب بات کہی اور شاہ صاحب بھی بڑے زیرک اور دانا آدمی تھے۔ اس عیسائی نے کہا کہ شاہ صاحب تمہارا مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر ہیں اور جاگ رہے ہیں، عیسائی نے کہا کہ دیکھو ایک آدمی جا رہا ہے جنگل میں اور جنگل میں جب وہ آگے پہنچتا ہے تو راستہ بھول جاتا ہے اور راستہ بھولتے ہوئے اس نے دیکھا کہ اسی جنگل میں ایک درخت کے نیچے دو آدمی ہیں ایک سویا ہوا ہے اور دوسرا جاگ رہا ہے..... اب یہ شخص جو راستہ بھول گیا ہے سوئے ہوئے سے راستہ پوچھے گا یا جاگنے والے سے راستہ پوچھے گا.....؟ یہ اس عیسائی نے سوال کیا..... اب اگر شاہ صاحب کہتے ہیں کہ وہ راستہ جاگنے والے سے پوچھے..... تو وہ کہتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر جاگ رہے ہیں اور انسانیت ساری راستہ بھٹک گئی ہے۔ حضورؐ تو سو گئے ہیں اور جاگ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام رہے ہیں..... تو پھر انسانوں کو چاہیے کہ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہدایت کا راستہ مانگیں۔ کیونکہ حضورؐ تو سوئے ہوئے ہیں اور انسان راستہ بھٹک گئے ہیں......

تو شاہ صاحب نے جواب میں بڑی عجیب بات کہی، کہ جو یہ آدمی جاگ رہا ہے راستے کا اس کو بھی پتہ نہیں ہے اب جو راستہ بھول گیا ہے اس کو چاہئے کہ یہ بھی جاگنے والے

کے ساتھ اسکے پاس بیٹھ جائے، کیونکہ راستہ کا اس کو بھی پتہ نہیں ہے اور وہ اس انتظار میں ہے کہ سویا اٹھے گا...... مجھے بھی راستہ بتائے گا اور تجھے بھی راستہ بتائے گا۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے ایک عیسائی کے دو سوال

مولانا قاسم نانوتویؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور وہ عیسائی تھا اس نے بڑی عجیب بات کہی۔ کہنے لگا کہ مولانا ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو مردوں کو زندہ کر دیتے تھے...... تمہارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی کسی مردے کو زندہ نہیں کیا۔ تو مولانا قاسم نانوتویؒ نے جواب دیا کہ دیکھو جناب ایک آدمی مر جاتا ہے...... اس سے صرف روح نکل جاتی ہے...... اب اس کو زندہ کرنا اتنا بڑا کمال نہیں ہے۔ تمہارے پیغمبرؑ نے تو انسانوں کے جسم سے روح نکل جانے کے بعد ان کو زندہ کیا۔ اس میں کیا کمال ہے۔ کیونکہ اس میں تو صرف عارضی روح نکل گیا تھا...... کمال تو یہ ہے کہ جس شے کے اندر روح کبھی پایا بھی نہ گیا ہو...... اس کے اندر روح ڈال کر اس کو زندہ کرتے۔ تب کمال ہوتا...... یہ کون سا کمال ہے۔ ہمارے پیغمبرؐ نے تو پتھروں کو کلمہ پڑھائے، جس کے اندر کبھی روح پایا ہی نہیں گیا...... کمال تو یہ ہے، تمہارے پیغمبرؑ کا کیا کمال ہے، اب وہی عیسائی لاجواب ہو گیا، اب اس نے دوسرا سوال کیا، کہنے لگا کہ مولانا صاحب! ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے......

امه صدیقه......

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم پاک دامن تھیں۔

اور تمہارے پیغمبر حضور علیہ السلام کی والدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو قرآن نے کچھ نہیں کہا۔ تو مولانا قاسم نانوتویؒ دارالعلوم دیوبند کے بانی تھے، انہوں نے فرمایا کہ تمہارے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر لوگوں کو شک پڑ گیا تھا...... اور اس شک کو ہمارے پیغمبرؐ کے قرآن نے دور کیا اور ہمارے پیغمبرؐ کی ماں پر کسی کو شک ہی نہیں پڑا...... تو قرآن صفائی کس بات کی دیتا۔

مولانا قاسم نانوتویؒ اور عشق رسولؐ

میرے بھائیو! مولانا قاسم نانوتویؒ کے عشق ومحبت کی بڑی عجیب داستانیں ہیں...... مدینہ سے سات میل پہلے جوتا اُتار لیا کسی نے کہا کہ یہاں پتھر اور سنگریزے ہیں، فرمایا بات پتھروں کی نہیں ہے اس دھرتی پر جوتا پہن کر نہیں جا سکتا...... جہاں چودہ صدیاں پہلے رسولؐ کے نبوت والے قدم آئے تھے، میرے بھائیو! عشق ومحبت کی انتہاء ہے...... مولانا قاسم نانوتویؒ نے حضور علیہ السلام کی شان میں ایک شعر کیا ایک قصیدہ ہے، کوئی قصیدہ قصائد قاسمی میں ہیں، یہ غیر مطبوعہ کلام ہے...... اس پر غور کریں...... مولانا قاسم نانوتویؒ نے اللہ کی مشیت کو خطاب کیا تو کیا فرمایا کہ......

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے
نقشِ روئے محمدؐ بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی
بزمِ کون و مکاں کو سجایا گیا
وہ محمدؐ بھی احمدؐ بھی محمودؐ بھی
حسنِ مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی
ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا
اس کی شفقت ہے بے حد و بے انتہا
اس کی رحمت تخیل سے بھی ماوراء
جو بھی عالم جہاں میں بنایا گیا
اس کی رحمت سے اس کو بسایا گیا
حشر کا غم مجھے کس لئے ہو اے قاسم!
میرا آقا ہے وہ میرا مولاً ہے وہ

جس کے دامن میں جنت بسائی گئی
جس کے ہاتھوں میں کوثر لٹایا گیا

میرے بھائیو! مولانا حسین احمد مدنیؒ کو جب مالٹا میں گرفتار کر کے بھیجا جانے لگا تو مدینہ سے ان کی گرفتاری ہوئی...... تو انہوں نے حضورؐ کے روضے سے جدا ہوتے ہوئے ایک شعر پڑھا۔ چودہ سال پیغمبرؐ کے روضے پر بیٹھ کر حدیث نبویؐ پڑھائی تھی۔ ساری زندگی مدینہ میں جوتا نہیں پہنا...... مدینہ منورہ میں تربوز کے چھلکے اٹھا کر مدینہ کی گلیوں سے...... ان کو بھگو کر پی لیتے تھے اور فرماتے کہ اس میں میری نجات ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے، یہ نبی کا مدینہ ہے، وہ حسین احمد مدنیؒ پیغمبرؐ کے روضے کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر
سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوقِ ابوذرؓ
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبۂ بلالیؓ

دنیا میں عاشق اور بھی بڑے آئے ہیں...... لیکن جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان علماء کے دامن میں ہم نے دیکھا میرے بھائیو! اس کی مثال نہیں ملتی...... باتیں کرنا آسان ہے، مولانا ظفر علی خاں جب مدینہ منورہ پہنچے تو حضور علیہ السلام کے شہر میں ظفر علی خان نے کہا تھا۔

دیارِ یثرب میں گھومتا ہوں
نبیؐ کی دہلیز چومتا ہوں
شرابِ عشق پی کر میں جھومتا ہوں
رہے سلامت پلانے والا

یہ نبی کی شان ہے۔ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے بھائیو! عشق پیغمبرؐ کی انتہاء کر دی ہے علمائے دیوبند نے، مولانا محمود حسن دیوبند کا ایک پسندیدہ شعر نبیؐ کی شان

میں مولانا اخلاق حسین دہلوی نے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا...... حضرت شیخ الہند کا یہ بڑا پسندیدہ شعر تھا۔ اور اس شعر میں جنت کو خطاب کیا گیا ہے، جنت کو مخاطب کر کے ایک ایسی بات کہی ہے کہ دنیائے علم میں اور دنیائے شعر میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مولانا اخلاق حسین دہلوی کہتے ہیں کہ وہ شعر یہ تھا، جس میں جنت خطاب کیا حضرت شیخ الہند روزانہ اس شعر کو پڑھا کرتے تھے اور اس شعر کو پڑھ کر روتے تھے، جنت کو خطاب کر کے وہ کہتے تھے کہ......

تجھ میں حور وقصور رہتے ہیں

جنت کو خطاب کیا حور تو آپ جانتے ہیں، قصور قصر کی جمع ہے اس کی معانی ہیں محلات، جنت کو خطاب کیا کہ......

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت
میرے دل میں حضورؐ رہتے ہیں

کوئی اس کی مثال تو پیش کرے، عشق ومحبت سے یہی مراد ہے جس راز کو لے کر سپاہ صحابہ چلی ہے، اس عشق کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا، مجھے آج آپ بتائیں کہ سپاہ صحابہ کے سو نوجوان شہید ہو چکے ہیں...... مولانا حق نواز شہیدؒ قبر میں اتر گئے، چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو گئے، بیوی بیوہ ہو گئی، مختار احمد سیال کی بچیاں یتیم ہو گئیں، عبد الصمد آزاد کے بچے یتیم ہو گئے، اور ایک لڑکا آفتاب...... سات بہنوں کا ایک بھائی، سولہ سال کی عمر میں جھنگ کی گلیوں میں ذبح کر دیا گیا، جب میں اس کے گھر گیا...... اس کی بوڑھی ماں زمین پر لیٹی ہوئی تھی، اور رو رہی تھی، بوڑھا باپ دماغی توازن کھو بیٹھا تھا، چھوٹی چھوٹی بہنیں بیٹھی ہوئی تھیں، اس کی ایک بہن نے مجھے کہا...... میرا بھائی چلا گیا، میرا سہارا اجڑ گیا، ہماری دنیا اندھیری ہو گئی، لیکن خوشی اس بات کی ہے کہ میرا بھائی صحابہ کرام کی چوکھٹ پر مرا ہے۔

میرے بھائیو! مجھے بتاؤ عشق کے بغیر، محبت کے بغیر، پیار کے بغیر کون جان دیتا

ہے، سو آدمی جان دے چکے ہیں، اور پاکستان نہیں...... پوری دنیا میں بیس لاکھ افراد سپاہ صحابہ کا فارم پر کر چکے ہیں، اور ہر شخص ہتھیلی پہ جان لے کر کہتا ہے......اگر میری جان عائشہ صدیقہؓ کے دوپٹے کے کھاتے میں آجائے، تو اس سے بڑی سعادت کوئی نہیں۔

تذکرہ ایک شہیدؒ کا

ہم نعرے لگاتے ہیں، ہم ذکر کرتے ہیں، ہم نماز پڑھتے ہیں، سب باتیں ٹھیک ہیں، لیکن مجھے بتاؤ! کہ لیہ کے سنگریز سناٹوں میں، لیہ کے صحراء میں چوبارہ کے پاس سڑک کے اوپر ایک لڑکا ضیاء الرحمٰن ساجد تھا...... جس کو پنجتن شاہ شیعہ تھانیدار گولی مارتا تھا، اس نے ایک گولی اس کے پاؤں پہ ماری اس نے کہا اب بھی ابو بکرؓ کا نام لے گا، اس لڑکے نے کہا کہ ابو بکرؓ میری جان ہے، اس تھانیدار نے دوسری گولی ماری اور کہا کہ اب بھی فاروقؓ کا نام لے گا، اس لڑکے نے کہا کہ فاروق میرے باپ سے بھی زیادہ عزت والا ہے، اس نے تیسری گولی ماری، وہ گولیاں مارتا رہا، ضیاء الرحمٰن ساجد گولیاں سہتا رہا...... بالآخر وہ نڈھال ہو کر جب گرا تو یہ کہتا تھا...... اے اللہ تیرے نبیؐ کے صحابہؓ کی چوکھٹ پر مر رہا ہوں تو گواہ رہنا، کلمہ شہادت پڑھا اور شہید ہو گیا۔ میرے بھائیو! اتنے لوگ شہید کیوں ہوئے، اس لئے کہ جن صحابہ کی یہ جماعت چوکیدار ہے، وہ صحابہؓ بھی رسول اللہؐ کے لئے اسی طرح شہید ہوئے اب یہ جماعت سپاہ صحابہؓ ان صحابہ کے لئے مرنا ایمان سمجھتی ہے۔

زیاد ابن سکن رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

میرے بھائیو! وہ منظر میں آنکھوں سے نہیں بھلا سکتا...... جو میں نے تاریخ کے اوراق میں پڑھا ہے، کہ صحابی کی نعش احد کے پہاڑ پر تڑپ رہی تھی، اس کا آخری وقت تھا، اس نے پانی کا مشکیزہ لے جانے والے کو اشارہ کیا، اس نے پانی کا مشکیزہ لے جا کر رکھا، صحابی سے کہا کہ تم زخمی ہو، میں تمہیں دودھ پلاؤں اس زخمی صحابی نے کہا کہ مجھے دودھ کی ضرورت نہیں...... اس نے کہا کہ میں پانی پلاؤں اس نے جواب دیا کہ پانی کی ضرورت

نہیں، اس نے کہا کہ میں مرہم پٹی کر دوں، اس نے جواب دیا کہ مرہم پٹی کی ضرورت نہیں، اس نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو، مجھے تم نے بلایا ہے، اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا آخری وقت ہے، میرے جسم سے لہو بہہ رہا ہے، میری خواہش یہ ہے کہ مرنے سے پہلے ایک مرتبہ کملی والے کا چہرہ دیکھ لوں اس صحابیؓ نے پانی کا مشکیزہ زمین پر رکھا اور اس صحابی کو کندھے پر اٹھالیا، اور رسول اللہؐ کی طرف لے چلا، جب دور سے اس نے رسول اللہ کا چہرہ دیکھا......تو وہ تڑپنے والا زخمی صحابی کہتا ہے کہ......

فزت ورب الكعبه

کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

اس نے کہا مجھے چھوڑ دے، اس نے چھوڑ دیا وہ زمین پر گھسٹتا ہوا، آہستہ آہستہ......حضور علیہ السلام کے قریب پہنچا، پیغمبرؐ کے قدم مبارک زمین کی طرف لٹک رہے تھے اور یہ گھسٹ کر پیغمبرؐ کے قریب گیا، اور اپنے رخساروں کو حضور علیہ السلام کے پاؤں کے تلووں پر لگا دیا، اور حضورؐ نے دیکھا اور دیکھ کر فرمایا کہ کون ہے...... بتایا گیا کہ یہ زیادؓ ابن سکن ہے، حضورؐ نے فرمایا، لوگو! یہ زیاد ابن سکن ہے اس کو دیکھو یہ سیدھا جنت میں جا رہا ہے، اس لئے کسی کہنے والے نے کہا کہ

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت، یہی آرزو ہے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

....

انا ارسلنک شاھداً

وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کیلئے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمہ داؤد میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریۂ یعقوب میں جن کا فسانہ تھا
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادی بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کیلئے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرش اعظم پر اجالا تھا
انا ارسلنک شاھداً و مبشراً و نذیرا

تمہید

واجب الاحترام بزرگو اور عزیز دوستو! سیرت طیبہ کے مقدس عنوان پر اہل سنت والجماعت کے زیر اہتمام ربیع الاول کے یہ جلسے حسب روایت منعقد ہو رہے ہیں اسی عنوان پر میں ان شاء اللہ اپنی معروضات پیش کروں گا اور ان شاء اللہ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

عنوان پر تفصیلی گفتگو ہوگی آج کی تقریب کا عنوان ہوگا سیرت مصطفی ﷺ توحید کی روشنی میں۔

میرے دوستو! حضور ﷺ کائنات میں سب سے برگزیدہ ہستی ہیں اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو آسمانوں پر بلایا اور آپ کو معراج کرایا آپ ﷺ کا مرتبہ اتنا اونچا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی معراج نہیں کرائی پہلے انبیاء کے معجزات ان کے ساتھ ہی ختم ہو گئے لیکن حضور ﷺ کا معجزہ قرآن آج تک باقی ہے۔ پہلے انبیاء پر کتابیں اتریں تو وہ انبیاء کتابیں لینے کے لئے اپنی اپنی مخصوص جگہوں پر گئے۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر گئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے معبد میں گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے عبادت خانے میں گئے۔

میرے بھائیو! لیکن جب حضور ﷺ پر قرآن اترنے کی باری آئی تو حضور ﷺ کو کہیں نہیں بھیجا گیا حضور ﷺ کو پابند نہیں کیا گیا بلکہ

حضور ﷺ اگر پہاڑ پر تھے تو قرآن کو پہاڑ پر بھیج دیا۔

حضور ﷺ اگر گلی میں تھے تو قرآن کو گلی میں بھیج دیا۔

حضور ﷺ اگر بدر میں تھے تو قرآن کو بدر میں بھیج دیا۔

حضور ﷺ اگر اُحد میں تھے تو قرآن کو اُحد میں بھیج دیا۔

حضور ﷺ اگر خیبر میں تھے تو قرآن کو خیبر میں بھیج دیا۔

حضور ﷺ اگر مکے میں تھے تو قرآن کو مکے میں بھیج دیا۔

حضور ﷺ اگر خندق میں تھے تو قرآن کو خندق میں بھیج دیا۔

حضور ﷺ اگر بازار میں تھے تو قرآن کو بازار میں بھیج دیا۔

حضور ﷺ اگر مدینے میں تھے تو قرآن کو مدینے میں بھیج دیا۔

حتیٰ کہ حضور ﷺ عائشہؓ کے بستر پر تو قرآن بھی عائشہؓ کے بستر پر۔

حضورﷺ کا مقام ساری کائنات سے بلند ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

امیر شریعتؒ نے سجدہ کیوں نہ کیا

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری فرمایا کرتے تھے میں جب حضورﷺ کو دیکھتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ حضورﷺ سارے نبیوں کے سردار ہیں۔

میں جب حضورﷺ کا حسن دیکھتا ہوں تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں محمدﷺ کو سجدہ کروں۔

جب میں نبیﷺ کی انگلی کو دیکھتا ہوں کہ اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تو میرا جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں۔

جب پہاڑ کی چوٹی پر حضورﷺ کو توحید بیان کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں۔

جب حضورﷺ مکے میں وقت گزارتے ہیں تو میرا جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں۔

جب حضورﷺ مدینے میں اعلان توحید کرتے ہیں تو میرا جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں۔

جب حضورﷺ کے چہرے انور کو دیکھتا ہوں تو میرا جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں۔

جب حضورﷺ کے معجزات کو دیکھتا ہوں تو میرا جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں۔

جب حضورﷺ کے کمالات کو دیکھتا ہوں تو میرا جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں۔

جب میں محمدﷺ کی ساری زندگی کو دیکھتا ہوں تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس کو سجدہ کروں۔

لیکن جب میں اسیﷺ محمد کو دیکھتا ہوں کہ وہ تو خود کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلا کر مانگ رہا ہے۔

وہ خود اپنا سر پتھر پر رکھ کر کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلا رہا ہے۔

اور جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ محمدﷺ فاران کی چوٹی پر کھڑا ہے اور وہ کسی اور سے مانگ رہا ہے۔

وہ بدر کے میدان میں اپنا سر مبارک پتھر پر رکھ کر کسی اور سے مانگ رہا ہے۔

وہ غلاف کعبہ کو پکڑ کر کسی اور سے مانگ رہا ہے

تو میں نے فیصلہ کیا کہ میں اس پیغمبر سے نہ مانگوں بلکہ میں بھی اسی سے مانگوں جس سے یہ پیغمبر مانگ رہا ہے یہ میرے نبی ﷺ کی شان ہے کہو یہ میرے نبی ﷺ کی شان ہے میرے نبی ﷺ کا مقام اعلیٰ ہے کہو میرے نبی ﷺ کا مقام اعلیٰ ہے۔

میرے بھائیو دیکھئے قرآن کہتا ہے انا ارسلنک شاھدا یہ قرآن کی آیت ہے میری تقریر کا عنوان بھی آیت ہے اے پیغمبر ﷺ تو گواہ ہے۔

مسئلہ حاضر و ناظر اور گواہی میں فرق

میرے بھائیو توجہ کیجئے کس قسم کا گواہ ہے؟

انا ارسلنک شاھدا

پاگل قسم کے لوگ جاہل قسم کے لوگ وہ کہتے ہیں کہ گواہ ہر جگہ حاضر ناظر ہوتا ہے گواہ کا ہر جگہ موجود ہونا ضروری ہوتا ہے ان کو کہو کہ اگر گواہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو تو پھر پاکستان کی عدالتوں کے سارے گواہ حاضر و ناظر ہو جائیں عدالتوں میں جو گواہ ہوتے ہیں وہ حاضر ناظر ہو جائیں تو اسکا مطلب یہ ہے

انا ارسلنک شاھدا

اے پیغمبر ﷺ تو گواہ ہے کس چیز کا گواہ ہے؟

گواہ دو قسم پر ہوتا ہے گواہ کی ایک قسم یہ ہے کہ ایک گواہ موقع پر موجود ہوتا ہے ایک گواہ نشانیوں کا ہوتا ہے ایک آدمی خدانخواستہ یہاں قتل ہو جائے تو اس کے دو قسم کے گواہ ہوں گے ایک آدمی گواہی دے گا عدالت میں کہ میں نے فلاں آدمی کو دیکھا میرے سامنے اس نے پستول کی گولی سے فلاں کو مارا میں نے مرتے بھی دیکھا مارتے بھی دیکھا ایک یہ گواہی ہے۔

دوسرا آدمی ایسا گواہ ہے وہ کہتا ہے میں نے گولی کو چلتے نہیں دیکھا نہ ہی اس کو مرتے دیکھا بلکہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں پستول ہے دوسروں کو دیکھا کر

ایک آدمی کی لاش کو اٹھا کر لوگ لے جا رہے ہیں تو گواہ دونوں ہیں ایک موقع کا گواہ ہے جس نے اس کو قتل ہوتے دیکھا دوسرے نے قتل کی نشانیوں کو دیکھا گواہ دونوں ہیں۔

اب دیکھئے ایک موقع کا گواہ ہے اور ایک نشانیوں کا گواہ ہے اسی طرح جس طرح ہم گواہی دیتے ہیں اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں حالانکہ میں نے محمد ﷺ کو نہیں دیکھا آپ میں سے کسی نے نہیں دیکھا آپ گواہی دے رہے ہیں کہ میں محمد ﷺ کی گواہی دیتا ہوں۔

اب دیکھئے میں نے تو اس محمد کریم ﷺ کو نہیں دیکھا لیکن میں گواہ ہوں آپ نے بھی نہیں دیکھا آپ بھی گواہ ہیں گواہی دے رہے ہیں لیکن صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کو آنکھوں سے دیکھا صحابہ کرام حضور ﷺ کے عینی گواہ ہیں اور ہم حضور ﷺ کی نشانیوں کے گواہ ہیں ایک نشانی کا گواہ ہے ایک موقع کا گواہ ہے صحابہؓ موقع کے بھی گواہ ہیں اور نشانیوں کے بھی گواہ ہیں، بالکل اسی طرح، اللہ مالک ہے گواہ سارے نبی ہیں، اللہ خالق ہے گواہ سارے نبی ہیں، اللہ مشکل کشاء ہے گواہ سارے نبی ہیں، اللہ ہی داتا ہے گواہ سارے نبی ہیں، اللہ ہی غوث ہے گواہ سارے نبی ہیں، اللہ ہر جگہ موجود ہے گواہ سارے نبی ہیں۔

لیکن سارے نبیوں نے خدا کی گواہی دی تھی خدا کی نشانیوں کو دیکھ کر جبکہ حضور ﷺ نے گواہی دی ہے خدا کو دیکھ کر۔

سابقہ انبیاء نے بھی گواہی دی

میرے بھائیو! ایک موقع کا گواہ ہوتا ہے ایک نشانیوں کا گواہ ہوتا ہے صحابہؓ موقع کے گواہ ہیں ہم نشانیوں کے گواہ ہیں باقی نبی نشانیوں کے گواہ ہیں حضور ﷺ موقع کے گواہ ہیں ہر ایک نبی نے خدا کی خدائی کی گواہی دی ہے۔

نوح نے گواہی دی طوفان کی موجوں میں اُتر کر۔

موسیٰ نے گواہی دی دریائے نیل کی موجوں میں آ کر۔

زکریاؑ نے گواہی دی آرے کے نیچے دولخت ہو کر۔

یونسؑ نے گواہی دی مچھلی کے پیٹ میں آ کر۔
ایوبؑ نے گواہی دی آزمائش میں آ کر۔
ابراہیمؑ نے گواہی دی آتش نمرود میں کود کر۔
اسماعیلؑ نے گواہی دی چھری کے نیچے آ کر۔
یوسفؑ نے گواہی دی چھری کے نیچے آ کر
یوسفؑ نے گواہی دی حسن کا جامہ پہن کر
یعقوبؑ نے گواہی دی چالیس سال رو کر
عیسیٰؑ نے گواہی دی جیل میں جا کر

اور محمد ﷺ نے گواہی دی عرش معلیٰ پر جا کر انا ارسلنک شاھدا اے پیغمبر ﷺ تو وہ گواہ ہے اور اس گواہ کی گواہی کو دیکھ کر خدا آسمانوں پر بلا رہا ہے جس وقت اس گواہ کو خدا بلا رہا ہے تو بلانے سے پہلے اس کی حیثیت متعین کر رہا ہے۔

اب توجہ کیجئے بڑی قابل غور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پیغمبر کو اس عظیم المرتبت گواہ کو آسمانوں پر تو بلا رہا ہے لیکن بلانے سے پہلے دنیا کو یہ بتا رہا ہے کہ گواہ کی حیثیت کیا ہے گواہ کی شخصیت کیا ہے اس گواہ کی جنس کیا ہے اس گواہی کی حقیقت کیا ہے یہ گواہ خود کیا ہے قرآن کہتا ہے:

سبحن الذی اسری بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من اٰیتنا انہ ھو السمیع البصیر.

(پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱)

پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بند کو یعنی پہلے وہاں نہیں تھا اب لے گئی ہے وہ پاک ذات اپنے بندے کو مسئلہ صاف کر دیا عقیدہ صاف کر دیا شرک پہ چھری چلا دی شرک کا خاتمہ کر دیا کہ لے جانے والا خدا ہے اور جانے والا خود محمد مصطفیٰ ﷺ ہے ہر جگہ حاضر و ناظر اگر محمد ﷺ ہوتا تو اس کو کوئی لے جا نہ سکتا تھا اس لئے کہ خدا ہر جگہ موجود ہوتا ہے

خدا کو بھی کوئی کہیں نہیں لے گیا محمد ﷺ اگر ہر جگہ ہوتا تو اس کو کوئی لے جانے والا نہ ہوتا کیا اب بھی مسئلہ حل ہوا ہے یا نہیں ہوا۔

بشریت اور نورانیت میں فرق

توجہ کیجئے اس گواہ کو خدا نے عرش پہ بلایا ہے اور عرش پہ بلانے سے پہلے خدا نے اس کی حیثیت کو اور اس کی شخصیت کو متعین کر دیا اور کیا کہا سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو لے جانے والا خدا ہے جانے والا مصطفیٰ ﷺ ہے اور وہ مصطفیٰ کون ہے؟ بعبدہ وہ عبد ہے وہ نور نہیں ہے وہ ذاتی طور پر نور نہیں ہے بلکہ بشر ہے اس کی جنس عبدیت والی ہے اس کی شخصیت عبدیت یعنی بشریت والی ہے وہ خود عبد یعنی بندہ ہے۔

اے اللہ تو بار بار اس کو عبد کیوں کہتا ہے اللہ نے فرمایا کہ میں اسے عبد اس لئے کہتا ہوں تا کہ میں دنیا کو بتاؤں کہ جب میں اس گواہ کو لے جا رہا تھا اس وقت یہ عبد تھا یعنی انسان تھا۔

اب دیکھئے اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ کچے عقیدے والے بندے دنیا میں آئیں گے اہل بدعت آئیں گے اہل شرک آئیں گے وہ پیغمبر ﷺ کی عبد والی حیثیت کو اور اس مقام و مرتبہ کو متعین کرنیوالے حقائق کو فراموش کر دیں گے۔

چنانچہ اللہ نے فرمایا دیکھو میں نے عیسیٰ کو عزت دی عیسائیوں نے کہا یہ اللہ کا بیٹا ہے، میں نے عزیز کو عزت دی یہودیوں نے کہا یہ اللہ کا بیٹا ہے میں نے فرشتوں کو عزت دی صابیوں نے کہا یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

اللہ فرماتے ہیں میں جس کو عزت دینا چاہتا ہوں اس کو جاہل عقیدے والے لوگ اپنی طرف سے غلط مطلب پہنا دیتے ہیں، اس کو میرا اجزو یعنی ٹکڑا بنا دیتے ہیں اس کی جنس ختم کر دیتے ہیں اس کی شخصیت کو مٹا دیتے ہیں اس لئے مجھے ہر ایک کی ذہنیت کا پتہ ہے، مجھے یہودیوں کا پتہ ہے، مجھے عیسائیوں کا پتہ ہے، مجھے صابیوں کا پتہ ہے، مجھے بدعتیوں کا پتہ

ہے، مجھے قبر پرستوں کا پتہ ہے، مجھے بت پرستوں کا پتہ ہے۔

اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ اُمت محمد یہ ﷺ کے کچے عقیدے والے لوگ مختلف قسم کے مسائل گھڑ لیں گے آج میں اپنے محمد ﷺ کو عزت دے رہا ہوں اگر اسے میں عرش پر بلاتا ہوں تو کچے عقیدے والا کہے گا نہیں اللہ اور محمد ایک تھا وہاں جا کر ایک ہو گیا اس لئے میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں اس کو لے جا رہا ہوں یہ اس وقت بھی عبد ہے اور جب معراج سے حضور ﷺ فارغ ہوئے تو رب نے فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی جب میں نے محمد ﷺ کو قرآن دیا تو اس وقت بھی وہ عبد تھا تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ یہ گواہ ایسا ہے کہ جب گیا تھا تو عبد تھا جب واپس آیا تو بھی عبد تھا نہ پہلے نور تھا نہ بعد میں نور تھا اس کی ہر ایک حرکت نورانیت سے بھری ہوئی ہے لیکن اس کی حیثیت یہ ہے کہ انسانوں کا یہ پہلے بھی سردار تھا اور انسانوں کا بعد میں بھی سردار ہے انا ارسلنک شاھدا میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں نبی ﷺ کی شان توحید کی روشنی میں یعنی سیرت النبی آئینہ توحید باری تعالیٰ میں یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ نہیں۔

پانچ کے بدلے پچاس کا ثواب

میرے بھائیو! اب توجہ کیجئے تو خالق ارض وسماء نے گواہ کو کہاں بلایا عرش پہ بلایا تو اللہ کا پیغمبر ﷺ عرش پر جاتا ہے عرش سے واپس آیا چھٹے آسمان پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا لائے ہو فرمایا پچاس نمازیں تحفے میں لایا ہوں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے کملی والے میری امت نے تو تین نہیں پڑھیں تم پچاس لے آئے ہو حضور واپس چلے گئے تو پینتالیس رہ گئیں آپ لوگوں نے پورا واقعہ سن رکھا ہے بالآخر آٹھ مرتبہ جا کر بقایا پانچ رہ گئیں۔

اب اللہ تعالیٰ کو تو پتہ تھا کہ پانچ رہ جائیں گی تو خدا نے پہلے پچاس کیوں دیں؟ اس لئے دیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت محمدی کو پانچ دے کر پچاس کا ثواب دینا چاہتا تھا اگر اللہ تعالیٰ دیتا بھی پانچ اور ثواب بھی پانچ کا دیتا تو اس کو کوئی پکڑنے والا تھا؟ ہرگز نہیں تھا تو اللہ نے پچاس کیوں دیں؟ اور بعد میں پانچ کیوں رکھیں؟ یہ اللہ کی حکمت ہے اور حکمت کیا ہے

کہ جس عرش پر آج تک کوئی نہیں جا سکا یہ میرا محمد ﷺ چونکہ میرا عینی گواہ ہے عینی گواہ کو اچھی طرح وہ چیز دیکھ لینی چاہئے اس لئے بار بار محمد ﷺ کو عرش پر چکر لگوائے ہیں کبھی محمد ﷺ آ رہا ہے کبھی محمد ﷺ جا رہا ہے تا کہ جس کی اس نے گواہی دینی ہے اس کو اچھی طرح سات آٹھ مرتبہ دیکھ لے تو دیکھ لیا یہ ہے انا ارسلنک شاھدا اے پیغمبر ﷺ تو گواہ ہے کس چیز کا گواہ کہ

ہر چیز کا دینے والا اللہ ہے گواہ محمد ﷺ ہیں
ہر ایک کو عزت دینے والا اللہ ہے گواہ محمد ﷺ ہیں

اب بتاؤ کیا حضور ﷺ نے گواہی دی ہے یا نہیں دی بالکل گواہی دی ہے حتیٰ کہ حضور ﷺ نے خدا کی گواہی دی۔

حضور ﷺ نے آدم علیہ السلام کی گواہی دی۔
حضور ﷺ نے عیسیٰ کی گواہی دی۔
حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کی گواہی دی۔
حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کے بھی گواہ ہیں۔
حضور ﷺ رب العلمین کی ربوبیت کے بھی گواہ ہیں۔
حضور ﷺ اس اکیلے الہ کی الوہیت کے بھی گواہ ہیں۔

اس گواہ سے بہتر دنیا میں کوئی اور گواہ نہیں ہو سکتا یہ میرے نبی کی سیرت ہے

خدا کی خدائی اور مصطفےٰ ﷺ کی گواہی

میرے بھائیو! خدا کی خدائی کو ماننا ہے تو محمد ﷺ کو ماننا پڑے گا کیونکہ حضور ﷺ گواہ ہیں حضور ﷺ نے ہمیں خدا کا رستہ دکھایا ہے حضور ﷺ نے عرش پر جا کر گواہی دی ہے حضور ﷺ نے آسمانوں پر جا کر گواہی دی ہے۔

اب دیکھو اللہ کو پہچاننا ہے تو اللہ کے سب سے بڑے گواہ کو مانو وہ جو سب سے بڑا گواہ ہے اس کی نبوت کے بھی تو کوئی گواہ ہیں اور وہ گواہ ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی اور صحابہؓ کی گواہی

اب دیکھئے خدا کے گواہ ہیں محمد ﷺ اور محمد ﷺ کے گواہ ہیں۔

صحابہؓ اگر تم محمد کو چھوڑ دو گے تو خدا نہیں بچے گا صحابہؓ کو چھوڑ دو گے تو مصطفیٰ نہیں بچے گا۔

خدا کو ماننا ہے تو محمد مصطفیٰ ﷺ کو مانو اور محمد رسول اللہ کو ماننا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مانو

اسلئے کہ ہمیں چار آسمانی کتابوں کا کس نے بتایا ہے؟ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ نے بتایا

حتیٰ کہ خالق ایک ہے یہ بھی مصطفیٰ ﷺ نے بتایا۔

مالک ایک ہے یہ بھی ﷺ مصطفیٰ نے بتایا۔

خدا ہی کا کلمہ حق ہے یہ بھی مصطفےٰ ﷺ نے بتایا۔

قرآن اللہ کا کلام ہے یہ بھی مصطفیٰ ﷺ نے بتایا۔

زبور اللہ کا کلام ہے یہ بھی مصطفیٰ ﷺ نے بتایا۔

انجیل اللہ کی کتاب ہے یہ بھی مصطفیٰ ﷺ نے بتایا۔

تورات اللہ کی کتاب ہے یہ بھی مصطفیٰ ﷺ نے بتایا۔

ایک سو ستائیس صحیفے آئے یہ بھی مصطفیٰ ﷺ نے بتایا

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے یہ بھی مصطفیٰ ﷺ نے بتایا۔

آدم سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک سب نبی برحق تھے یہ بھی مصطفیٰ ﷺ نے بتایا۔

خدا کی خدائی کے ایک ایک وصف کا گواہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے اس لئے خدا کو ماننا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کو ماننا پڑے گا۔

گواہانِ پیغمبر ﷺ کون؟

بالکل اسی طرح حضور ﷺ سب سے بڑے نبی ہیں ان کے گواہ صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم ہیں۔

حضور ﷺ مکے میں آئے تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ مدینے میں آئے، تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ بدر میں گئے تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ اُحد میں گئے تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ حنین میں گئے تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ تبوک میں گئے تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ تبوک میں گئے تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ عشیرہ میں گئے تو گواہ صحابہؓ ہیں

حضور ﷺ فاران کی چوٹی پر تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ کے چار بیٹے تھے تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ نے قرآن پڑھا تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ نے حج کیا تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ نے عمرہ کیا تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ نے پانچ نمازیں پڑھیں تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ نے تیس روزے رکھے تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ نے اڑھائی فیصد زکوۃ کا حکم دیا تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ کا چہرہ حسین وجمیل تھا تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ سب سے بڑے حسین تھے تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور ﷺ سب سے بڑے ذہین وفطین تھے تو گواہ صحابؓ ہیں۔

حضور ﷺ نے تیس سال نبوت کا اعلان کیا تو گواہ صحابہؓ ہیں۔

اگر تم نے خدا کو پانا ہے تو پہلے خدا کے محمد مصطفیٰ ﷺ کو پاؤ اگر محمد مصطفیٰ ﷺ کو پانا ہے تو پہلے محمد مصطفیٰ ﷺ کے گواہ صحابہؓ کو پاؤ لہٰذا نہ خدا کو چھوڑا جا سکتا ہے نہ ہی مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ ہی صحابہؓ کو چھوڑا جا سکتا ہے اس لئے کہ خدا کا گواہ مصطفیٰ ﷺ ہے مصطفیٰ ﷺ کے گواہ صحابہؓ ہیں یہ گواہ بھی لا جواب ہیں۔ وہ گواہ بھی لا جواب ہیں انا ارسلنک شاھدا اے پیغمبر ﷺ ہم نے تجھے گواہ بنایا، حضور ﷺ خالق ارض و سماء کی خالقیت کے گواہ ہیں۔

حضور ﷺ کی عظمت کو دیکھو، حضور ﷺ کے مرتبے کو دیکھو جب حضور ﷺ کی عظمت کی باری آئی حضور ﷺ کا مرتبہ کا آیا تو صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت نے حضور ﷺ کیلئے اپنا سب کچھ لٹا دیا۔

گستاخِ رسول کی سزا

میرے بھائیو! ایک دن حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہؓ ہے کوئی تم میں سے جو میرے دشمن کو قتل کر ڈالے دشمن کون ہے؟ دشمن کا نام ابورافع ہے ابورافع یہودیوں کا سردار ہے مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر اس کا بہت بڑا محل ہے اور ابورافع چوکوں، چوراہوں میں گلیوں اور کوچوں میں بلکہ جگہ جگہ حضور کو گالیاں دے رہا ہے حضور ﷺ کے خلاف اشعار پڑھ رہا ہے حضور ﷺ کو پتہ چلا تو حضور ﷺ نے فرمایا ہے کوئی تم میں سے جو ابورافع کو قتل کر کے جنت حاصل کرے سارے صحابہؓ موجود ہیں ہر صحابہ کی خواہش ہے کہ وہ اس کو قتل کر ڈالے ہر صحابی نے ارادہ کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کیلئے جان دینے کو تیار ہیں۔

میرے بھائیو! اس مسجد کے ایک کونے میں ایک صحابی بیٹھا ہوا ہے جس کا نام سیدنا عبداللہ ابن عتیق ہے جو آنکھوں سے نابینا ہے اللہ کے دروازے پر سجدے میں گر جاتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے یا اللہ میں جنگ بدر میں نہیں جا سکا میں اُحد کی لڑائی میں نہیں جا سکا

،خیبر اور حنین میں بھی نہیں جاسکا، لیکن دُعائیں مانگ رہا ہے کہ اے اللہ اس دشمن رسول اللہ کو میرے ہاتھوں قتل کرا کے مجھے جنت کا ٹکٹ عطا فرما دے۔

میرے بھائیو! اس مسجد کے ایک کونے میں ایک صحابی بیٹھا ہوا ہے جس کا نام سیدنا عبداللہ ابن عتیق ہے جو آنکھوں سے نابینا ہے اللہ کے دروازے پر سجدے میں گر جاتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے یا اللہ میں جنگ بدر میں نہیں جاسکا میں اُحد کی لڑائی میں نہیں جاسکا خیبر اور حنین میں بھی نہیں جاسکا لیکن دُعائیں مانگ رہا ہے کہ اے اللہ اس دشمن رسول اللہ کو میرے ہاتھوں قتل کرا کے مجھے جنت کا ٹکٹ عطا فرما دے۔

میرے بھائیو! یہ آنکھوں سے نابینا صحابی ہے آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا بوڑھا ہے کمزور ہے لاچار ہے غریب الدیار ہے اور اپاہج ہے لیکن کونے میں بیٹھ کر سجدہ ریز ہو چکا ہے کہ اے اللہ میرے محمد رسول اللہ کی عزت کا سوال ہے مجھے اس کے لئے قبول فرما لے اے اللہ میں تیرے در پر حاضر ہوں۔ میرے ہاتھوں سے اپنے نبی کے دشمن کو قتل کرا دے۔

وہ دُعا پیغمبر علیہ السلام کے صحابی کی ہے جو عرش کو چیرتی ہوئی خدا کے پاس پہنچی دُعا قبول ہوگئی۔

گستاخِ رسول ابورافع کا انجام

وہ نابینا صحابی مسجد سے باہر آیا، سیدھا اپنے گھر پہنچا ایک خنجر تیار کیا خنجر کو قمیض کے نیچے چھپا لیا اور ابورافع یہودی کا محل تلاش کرتا ہوا ایک میل باہر اس محل کے دروازے پر پہنچ گیا دربان کھڑا ہے دربان سے کہنے لگا اے دربان میں ابورافع سے ملنا چاہتا ہوں دربان نے دیکھا کہ یہ آنکھوں سے نابینا ہے بیچارہ کوئی سوالی ہوگا کوئی منگتا ہوگا سوال کرے گا اس نے دروازہ کھول دیا اندر ایک کونے میں صحابی بیٹھ گیا شام کا وقت ہو چکا ہے ابھی سردار نہیں آیا تو پوچھتا ہے سردار کب آئے گا پتہ چلا رات کو آئے گا عشاء کے وقت سردار آ گیا پوچھا سردار کیا کر رہا ہے پتہ چلا شطرنج کھیلنے میں مصروف ہے شطرنج کھیلنے کے بعد وہ یہودیوں کا سردار ابورافع فارغ ہو کر اپنے بالاخانے میں چلا گیا وہاں جا کر آرام کرنے لگا یہ صحابی

آنکھوں سے نابینا ہے یہ اس کے دروازے پر جا کر بیٹھ گیا کسی نے کہا شاید یہ سوال کرے گا شاید یہ مانگے گا آدھی رات ہو چکی ہے اندھیرا چھا چکا ہے لوگ سو چکے ہیں شطرنج کا کھیل ختم ہو چکا ہے۔

اس نے ایک کونے میں بیٹھ کر اندازہ لگایا کہ یہ سردار کہاں سویا ہو گا جس کمرے میں سردار ابو رافع سوتا تھا اس کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد جب خراٹوں کی آواز آئی اس نے خنجر قمیض کے نیچے سے نکالا جہاں سے خراٹوں کی آواز آرہی تھی آہستہ آہستہ وہاں تک پہنچ گیا بسم اللہ پڑھ کر خنجر اس کے سینے میں پیوست کر دیا اس کی ایک چیخ نکلی دوسرا خنجر مارا پھر تیسرا خنجر مارا خون بہتا ہوا اس کے کپڑوں کے قریب آیا تو اس نے سوچا کہ مر چکا ہے کیونکہ خون کافی بہہ چکا ہے پھر جلدی سے باہر نکل کر نیچے اُترا اور محل کی دیوار کے اوپر بیٹھ گیا۔

دل میں خیال آیا کہ کہیں نبی ﷺ کا دشمن زندہ نہ بچ گیا ہو اگر یہ زندہ بچ گیا تو مجھے جنت نہیں ملے گی مجھے پیغمبر ﷺ کی شفاعت نہیں ملے گی مجھے رسول اللہ کا مدعا اور خوشخبری نہیں ملے گی اس محل کی فصیل پر بیٹھ گیا اور اس نیت سے بیٹھا کہ جب تک محل سے یہ آواز نہ آئے کہ ابو رافع قتل ہو چکا ہے اس وقت تک نیچے چھلانگ نہیں لگاؤں گا آدھی رات کا وقت ہے۔

میرے دوستو عشق و محبت کی اخیر کو دیکھو عشق و محبت کے اس ولولے کو دیکھو پیار اور محبت کی اس وادی کو دیکھو اور پیغمبر علیہ السلام کے اس عاشق صادق کو دیکھو جس نے محمد ﷺ کی نبوت کا گواہ بننا تھا اس گواہ کو دیکھو اس کی گواہی کو دیکھو کہ محل کی فصیل پر بیٹھا ہے اور ایک آدمی نے تہجد کے وقت اعلان کیا ان سیدنا ابی رافع قد مات قد قتل او دنیا کے لوگو ہمارا سردار ابو رافع قتل ہو چکا ہے جب اس آدمی نے ابو رافع کی موت کی خبر دی تو اسی وقت دیوار کے اوپر سے اس صحابی نے نیچے چھلانگ لگا دی اور جب نیچے چھلانگ لگائی تو پاؤں پر زخم آیا اور ٹانگ ٹوٹ گئی لیکن ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ یہ گھسٹتا ہوا مدینہ کی طرف چل پڑا آہستہ آہستہ مدینہ کی طرف جا رہا ہے اور ادھر نماز فجر کی اذان ہو رہی ہے اذان کے قریب مسجد

نبوی میں پہنچ گیا مسجد نبوی میں داخل ہوا اور وضو کر کے اسی جگہ بیٹھ گیا جہاں کل اس نے اسی وقت رو کر خدا سے دُعا مانگی تھی اس کونے میں آ کر بیٹھ گیا اور اللہ کا شکر ادا کیا دو رکعت نماز نفل ادا کئے اے اللہ تو نے نبی ﷺ کے سب سے بڑے دشمن کو میرے ہاتھوں سے قتل کرا دیا ہے میں تیرا شکر گزار ہوں۔

عشاقِ رسول ﷺ کا انعام

یہ نابینا صحابی کونے میں بیٹھا ہے پیغمبر ﷺ کے سامنے آ کر دعوے نہیں کئے شیخی نہیں بگھاڑی ڈینگیں نہیں ماریں نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہے پیغمبر ﷺ نے جماعت کرائی ہے نماز کے بعد رسول اللہ مصلے پر بیٹھے ہیں پیغمبر کو کسی نے نہیں بتایا کہ ابو رافع قتل ہو چکا ہے تھوڑی دیر گزری تو آسمانوں سے جبرئیل امین پیغمبر ﷺ پر وحی لے کر آ گئے اور آ کر عرض کیا اے اللہ کے نبی آج رات آپ کا دشمن قتل کر دیا گیا حضور ﷺ نے پوچھا جبرائیل کس نے دشمن کو قتل کیا ہے بتایا گیا وہ کونے میں جو نابینا صحابی عبداللہ ابن عتیق بیٹھا ہے اس نے جنت حاصل کر لی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اور لو گو عبداللہ پر جنت واجب ہو چکی

لعاب مبارک کا اثر

میرے دوستو حضور ﷺ نے عبداللہ کو بلایا وہ گھسٹتا ہوا پیغمبر ﷺ کے پاس آیا اور حضور ﷺ نے پوچھا اے عبداللہ تو نے قتل کیا ہے عرض کیا اے اللہ کے نبی جس نے خدا سے دُعا کی تھی اس کی دُعا قبول ہو چکی ہے عرض کیا یا رسول اللہ میری ٹانگ ٹوٹ چکی ہے تو رسول اللہ نے اپنا لعاب مبارک اس کی ٹانگ پر لگا دیا عبداللہ بن ابی عتیک کہتے ہیں جب نبی ﷺ کا لعاب لگا تو ٹانگ ایسے ٹھیک ہو گئی کہ جیسے کبھی ٹوٹی ہی نہیں تھی انا ارسلنک شاھدا یہ بھی گواہ ہے کہو یہ بھی گواہ ہے۔

اب مجھے بتاؤ کہ یہ رسول اللہ کی نبوت کی گواہی دے یا نہ دے؟ یہ گواہ ہے کہ نہیں ہے اس نے رسول اللہ کی نبوت کی گواہی دی یا نہ دی ٹانگ تڑوا کر گواہی دی لیکن جب پیغمبر

علیہ السلام نے لعاب لگایا تو نبی ﷺ نے بھی لعاب لگا کر خدا کی خدائی کی گواہی دی یہ گواہ بھی عجیب ہے وہ گواہ بھی عجیب ہے یہ نبی کا عشق ہے دیکھئے یہاں پر رسول اللہ ﷺ کو کوئی آدمی گالی دیتا ہے پیغمبر ﷺ نے فرمایا جو اس کو قتل کر ڈالے میں محمد اس کا ضامن ہوں اس کی جنت کا ضامن ہوں یہ پیغمبر ﷺ نے اعلان فرما دیا تھا۔

وادی طائف میں زخمی رسول ﷺ

میرے بھائیو! اب ذرا دوسری طرف دیکھو حضور ﷺ طائف کی گلیوں میں کھڑے ہیں حضور ﷺ کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا جا رہا ہے ایک وہ منظر ہے کہ رسول اللہ طائف کے بازار سے گزر رہے ہیں طائف کے چھچھوروں نے پیغمبر ﷺ کے گلے میں پھندہ ڈالا اور پیغمبر کو گھسیٹنا شروع کر دیا پیغمبر ﷺ کو پتھر مارے آپ کا سارا چہرہ لہولہان ہو گیا پیغمبر ﷺ کے سارے کپڑے خون سے اٹ گئے حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جس وقت طائف کے باہر تالاب کے کنارے پہنچے تو میں رسول اللہ کا جوتا مبارک اتارتا ہوں لیکن جوتا نہیں اترتا ہے میں کپڑے اتارتا ہوں نبی ﷺ کے جسم سے کپڑے اترتا ہے میں کپڑے اتارتا ہوں نبی ﷺ کے جسم سے کپڑے اترتے نہیں سارا چہرہ خون آلود ہے سارے کپڑے خون آلود ہیں سارا جسم خون آلود ہے۔

میرے دوستو! تھوڑی دیر کے بعد پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور آ کر عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ ہمیں حکم کریں ہم ان دونوں پہاڑوں کو ملا دیں تا کہ ان طائف والوں کا قیمہ قیمہ ہو جائے حضور ﷺ نے نبوت والے ہاتھ اٹھائے اور اپنے اللہ سے عرض کیا **اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون** اے اللہ یہ محمد کا رتبہ پہچانتے نہیں ہیں ان کو ہدایت عطا فرما دے شاید ان کی نسلوں میں کوئی محمد ﷺ کا نام لیوا پیدا ہو جائے حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی تھی۔

تیری توحید پر سب کچھ برداشت ہے

میرے دوستو! یہ طائف کی گلیاں ہیں اب مدینے کی گلیاں دیکھو رسول اللہ گزر

رہے ہیں آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے پیغمبر ﷺ کے چہرہ اقدس پر غلاظت کے ڈھیر ڈالے گئے ہیں رسول اللہ کو گالیاں دی گئی ہیں نبی ﷺ پر مختلف قسم کے آوازے کسے گئے ہیں پیغمبر کے گلے میں رسیاں ڈال کر گھسیٹا گیا ہے۔

میرے دوستو! مجھے بتاؤ مدینہ منورہ میں ایک آدمی نبی کے خلاف شعر پڑھتا ہے پیغمبر ﷺ اس کے قتل کا حکم دے دیتے ہیں۔

بتاؤ یہاں پر رسول اللہ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے پیغمبر ﷺ نے ان کے قتل کا حکم کیوں نہیں دیا؟

رسول اللہ کے چہرے پر کوڑا کرکٹ ڈالا گیا پیغمبر ﷺ نے ان کے قتل کا حکم کیوں نہیں دیا؟

رسول اللہ کو گلے میں پھندہ ڈال کر گھسیٹا گیا پیغمبر ﷺ نے اس کے قتل کا حکم کیوں نہیں دیا؟ اس لئے نہیں دیا کہ یہاں مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی نبوت کا سوال تھا اور مکہ مکرمہ میں خدا کی الوہیت کا سوال تھا وہاں خدا کی وحدانیت کا سوال تھا وہاں توحید کا سوال تھا جب توحید کا سوال تھا تو پیغمبر ﷺ کی یہ خواہش تھی کہ مجھے گالیاں دی جائیں مجھے کوئی پرواہ نہیں میرے چہرے پر کوڑا کرکٹ ڈالا جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں، میرے راستے میں کانٹے بچھائے جائیں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

اس لئے کہ میں اپنے خدا کیلئے سب کچھ کر رہا ہوں عاشقوں کو گواہی دینے کیلئے سب کچھ لٹانا پڑتا ہے حضور ﷺ خدا کی خدائی کی گواہی دینا چاہتے تھے اس لئے پیغمبر نے سب کچھ برداشت کیا۔

میرے بھائیو! اور یہاں نبوت کی گواہی دینی تھی تو صحابہ کو حکم دیا اے میرے صحابو تم نے نبوت کی گواہی دینی ہے اللہ کے راستے میں میرے دشمن کو قتل کرو تا کہ میری گواہی پوری ہو جائے اور وہاں خدا کے نبی نے خود تکلیفیں اٹھا کر خدا کی خدائی کی گواہی دی یہ گواہی بھی بے مثال تھی وہ گواہی بھی بے مثال تھی یہ میرے نبی ﷺ کی شان ہے یہ بی بی

آمنہ کا لعل ہے۔

رُخِ قمر سے رُخِ پیغمبر ﷺ صاف ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خانہ کعبہ کی دیواروں کے نیچے حضور پاک ﷺ آرام فرمارہے تھے چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا کبھی میں چاند کے چہرے کو دیکھتا تھا کبھی میں رسول اللہ کے چہرے انور کو دیکھتا تھا جابر کہتے ہیں مجھے پیدا کرنے والے خدا کی قسم ہے کہ مجھے عرش کے چاند سے اپنے محمد کا چہرہ انور بہت زیادہ خوبصورت نظر آیا یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

لیکن اسی مبارک چہرے پر لوگوں نے پتھر مارے وہ چہرہ اتنا حسین وجمیل ہے کہ وہ چاند سے زیادہ خوبصورت ہے اس چہرے کو (نعوذ باللہ) لوگوں نے بے عزت کرنے کی کوشش کی اس چہرے پر غلاظت کے ڈھیر ڈالنے کی آخر کیا وجہ تھی یہ ساری دنیا کا سردار پیغمبر ﷺ ہے۔

میرا پیغمبر قرآن کے آئینہ میں

میرے بھائیو! میرا پیغمبر بے مثال ہے، میرا پیغمبر باکمال ہے آج میں نے عرض بھی یہی کرنا ہے کہ میرا نبی توحید کے آئینہ میں میرے نبی کا تعارف خود باری تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں کرایا ہے حتیٰ کہ

جو چلتا ہے تو قرآن بولتا ہے جو اٹھتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔
جو دُعا کرتا ہے تو قرآن بولتا ہے، جو رکوع کرتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔
جو سجدے کرتا ہے تو قرآن بولتا ہے، جو طواف کرتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔
جو نوافل پڑھتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔ جو تہجد پڑھتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔
جو ہجرت کرتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔ جو معراج پر جاتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔
جو غارِ ثور میں جاتا ہے تو قرآن بولتا ہے، جو طواف کرتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔

جو خواہش کا اظہار کرتا ہے تو قرآن بولتا ہے، جو میدان کارزار میں جاتا ہے۔ تو قرآن بولتا ہے۔

جو ہونٹوں کو حرکت دیتا ہے تو قرآن بولتا ہے جو انگلی سے اشارہ کرتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔

جو مکہ کی گلیوں میں چلتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔ جو اولاد کے حقوق بتلاتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔

جو مدینہ کی بستیوں میں جاتا ہے تو قرآن بولتا ہے، جو یتیموں پر دست شفقت رکھتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔

جو بیواؤں کے حقوق بتلاتا ہے تو قرآن بولتا ہے، جو پڑسیوں کے حقوق بتلاتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔

جو غریبوں کے حقوق بتلاتا ہے تو قرآن بولتا ہے جو ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے جاتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔

جو ابوبکر صدیقؓ سے رشتہ طلب کرتا ہے تو قرآن بولتا ہے، جو عمر فاروق سے رشتہ مانگتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔

آج مجھے بتا، جس کی خواہش پر قرآن بولے جس کے حسن پر قرآن بولے۔

جس کے چلنے پر قرآن بولے، جس کی مسکراہٹ پر قرآن بولے۔

جس کے کپڑوں پر قرآن بولے، جس کی آنکھوں پر قرآن بولے۔

جس کی شرافت پر قرآن بولے، جس کی دیانت پر قرآن بولے۔

جس کی نبوت پر قرآن بولے، جس کی ملت پر قرآن بولے۔

جس کی سنت پر قرآن بولے، جس کی شریعت پر قرآن بولے۔

جس کی محنت پر قرآن بولے، جس کی تعلیم پر قرآن بولے۔

جس کی عبادت پر قرآن بولے، جس کی زندگی پر قرآن بولے۔

جس کی عبادت پر قرآن بولے، جس کی وفات پر قرآن بولے۔
جس کی بلندی پر قرآن بولے، جس کے جمال پر قرآن بولے۔
جس کے کردار پر قرآن بولے، جس کے اوصاف پر، قرآن بولے، جس کے اخلاق پر قرآن بولے۔

آج بتا اس عظمت والے پیغمبر ﷺ کی کیا بات ہے جس کی عظمت و بزرگی کی گواہی قرآن کی ایک ایک آیت دیتی ہے آج اس نبوت کے چہرے پر لوگوں نے پتھر مارے لوگوں نے گالیاں دیں لیکن وہ پتھر سہہ رہا ہے کانٹوں سے نبی کا چہرہ زخمی ہوا حتیٰ کہ جس کیلئے پیغمبر ﷺ کو مارا گیا وہ خدا نہیں بولا، جس کیلئے پیغمبر کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے وہ خدا نہیں بولا وہ چیز کیا ہے وہ چیز ہے خدا کی گواہی۔

اہمیتِ مسئلہ توحید باری تعالیٰ

میرے بھائیو! دوسرے لفظوں میں وہ چیز ہے مسئلہ توحید توحید کیلئے پیغمبر ﷺ کے مقدس چہرے پر پتھر پڑے یا نہیں پڑے تو معلوم ہوا کہ جس کیلئے نبی کے چہرے پر پتھر پڑے وہ چیز نبی ﷺ سے بہتر ہے اور وہ چیز ہے مسئلہ توحید ہم نے جس کو بھلا دیا ہم نے جس کی بات کو ختم کر دیا پڑھا لا الہ الا اللہ جس کا معنی ہے اللہ کے سوا معبود کوئی نہیں لیکن پیران پیر سے کہا کہ کشتی تو بچا۔

پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لیکن سجدہ قبر پر کیا......
پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لیکن طواف قبر کا کیا......
پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لیکن مشکل کشا علی کو کہا......
پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لیکن داتا علی ہجویریؒ کو کہا......
پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لیکن بیٹا بیٹی پیر سے مانگا......
پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لیکن مشکل کشا پنجتن پاک کو کہا......
پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لیکن مشکل کشا بارہ اماموں کو کہا......

پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله لیکن مشکل کشا چودہ معصوموں کو کہا۔

ام المومنینؓ کی جھولی اولاد سے خالی

میرے بھائیو! اب ذرا مجھے بتاؤ اس سے بڑی گستاخی اس اللہ ذوالجلال کی اور کیا ہوسکتی ہے اور اس سے بڑا دین محمدی کا مذاق اس دھرتی پر اور کیا ہوسکتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ سے بہتر کوئی دنیا میں نہیں ہے حضور ﷺ کے خاندان سے بہتر کوئی دنیا میں نہیں ہے۔

کیا وہ واقعہ تمہیں یاد نہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ کی خدمت میں آئیں ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا عائشہ کیوں روتی ہو عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میں تمہاری کتنی پیاری رفیقہ حیات ہوں لیکن اے اللہ کے رسول آپ جو ساری کائنات کے سردار ہیں اور میں وہ عورت ہوں جو آپ کا لباس ہوں آپ کی عزت ہوں آپ کی آبرو ہوں میرے لئے کیا قرآن کی سترہ آیتیں نہیں اتریں میرے لئے خدا نے صفائی نہیں بھیجی۔

حضور ﷺ نے فرمایا صفائی بھیجی ہے لیکن اللہ کے نبی میرے دامن میں اولاد کوئی نہیں عائشہؓ کی گود اولاد سے خالی ہے اے اللہ کے نبی اگر مجھے لڑکا کوئی نہیں ملتا تو آپ دُعا کر دیں خدا لڑکی دے دے تو ساری دنیا کے سردار نے فرمایا عائشہ! اولاد کا خزانہ تیرے محمد ﷺ کے پاس بھی نہیں ہے۔

مجھے بتاؤ کہ وہ عائشہؓ جو صدیقؓ کی بیٹی ہے وہ عائشہؓ جو پیغمبر ﷺ کا لباس ہے، وہ عائشہؓ جو پیغمبر ﷺ کی عزت ہے، وہ عائشہؓ جو پیغمبر ﷺ کی طہارت ہے، وہ عائشہؓ جو پیغمبر ﷺ کی محبوب رفیقہ حیات ہے، وہ عائشہؓ جس کیلئے قرآن کی سترہ آیتیں اُتریں۔ وہ عائشہؓ جو اُنیس سال کی عمر میں پیغمبر ﷺ کے گھر میں آئی۔

وہ عائشہؓ اتنی برکتوں والی اتنی عظمتوں والی دس سال نبی ﷺ کے گھر میں رہتی ہے اور پیغمبر سے کہتی ہے اولاد کے لئے دُعا کرو حضور کہتے ہیں عائشہ یہ خزانہ محمد ﷺ کے پاس نہیں بلکہ یہ خزانہ تو میرے اللہ کے پاس ہے تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور خدا کی خدائی

کے گواہ ہیں اور اس گواہ کی عظمت کو دیکھو کہ وہ گواہ ایسا ہے جو آسمانوں کی طرف انگلی اٹھاتا ہے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

معجزات انبیاءؑ برحق ہیں

اور اس نبی ﷺ کو دیکھو وہ پیغمبر اتنا عظیم پیغمبر ہے یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک مارا پتھر پر تو پانی کے بارہ چشمے نکل آئے اور پتھر سے تو پانی نکلتا رہتا ہے پہاڑوں سے تو چشمے نکلتے رہتے ہیں یہ تو عقل میں بات آتی ہے۔

لیکن ذرا اس پیغمبر ﷺ کو دیکھو کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر تین سو چودہ صحابی رسول اللہ کے ساتھ ہیں بعض علماء نے لکھا ہے دوسری دفعہ جب حضور ﷺ بیعت رضوان کے موقع پر آئے تو ساڑھے چودہ سو صحابہ پیغمبر کے ساتھ ہیں اکثر صحابی پانی پی چکے تھے، تین چار سو صحابی باقی پیاسے رہ گئے تھے پانی ختم ہو گیا تھا حضور ﷺ نے فرمایا پانی کا کوئی پیالہ ہے تو مجھے لا کر دو تو صحابہؓ نے پانی کا ایک پیالہ پیش کیا پیغمبر ﷺ نے پانی کا پیالہ لے کر اس میں اپنی انگلی مبارک ڈالی اور نبی کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عصا مبارک مارا تھا تو پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا تھا لیکن یہ بھی ایسا گواہ ہے جس نے خدا کی گواہی دی ہے اس کی انگلیوں سے پانی کے چشمے نکل آئے انا ارسلنک شاھدا یہ میرے پیغمبر ﷺ کی شان ہے یہ میرے نبی کا اعزاز ہے اور منہ کے لعل سے بہتر کوئی خدا کی گواہی نہیں دے سکتا۔

جب نبی ﷺ اور صحابہ کو بھوک لگی

حضور ﷺ مدینہ میں موجود ہیں سیدنا ابو بکر صدیقؓ آئے اور آ کر عرض کیا یا رسول اللہ دو دنوں سے کھایا پیا کچھ نہیں سیدنا عمر فاروقؓ آئے اور آ کر عرض کیا دو دن سے کھایا پیا کچھ نہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا پیا، تمہارے نبی نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا پیا، اگر تمہارے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھا ہوا ہے تو تمہارے نبی کے

پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔

مقدادؓ کے گھر دو خسرؓ ایک داماد

حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر! ابھی اللہ تعالیٰ انتظام کرتا ہے تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ کو کسی نے آ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول مقدادؓ بن اسود کے گھر کے قریب سے میں گزر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ اس کے مکان کے صحن میں کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں چلو مقدادؓ کے گھر چلتے ہیں آدھی رات کا وقت ہے بے تکلفی ہے حضور ﷺ نے جا کر مقدادؓ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کی بیٹی سوئی ہوئی اٹھتی ہے اور اس نے سلاخوں کے اندر سے دیکھا کہ ساری دنیا کا سردار ہمارے دروازے پر کھڑا ہے اپنے والد کو جگایا اور کہا ابا جان اُٹھو ساری دنیا کی دولت دروازے پر آ چکی ہے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ اُٹھے اور دروازہ کھولا

فداک امی و ابی یا رسول اللہ......

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں یا رسول اللہ آپ اتنی دور سے چل کر آئے ہیں مجھے ہی حکم فرما دیتے تو میں آپ کے دروازے پر خود حاضر ہو جاتا حضور ﷺ نے فرمایا مقدادؓ آج بے تکلفی سے آئے ہیں اس لئے آئے ہیں کہ ابوبکرؓ نے کچھ نہیں کھایا عمرؓ نے بھی کچھ نہیں کھایا تیرے پیغمبر نے بھی کچھ نہیں کھایا پتہ چلا تیرے گھر میں کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے حضور ﷺ نے فرمایا ماداد اسی لئے تیرے گھر میں آئے ہیں یہ بات سننے کی دیر تھی کہ مقداد ابن اسود کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے حضور ﷺ نے فرمایا کیوں روتا ہے فرمایا۔

خبر ہے گرم ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

کھجوروں کا ڈھیر ضرور تھا لیکن شام سے پہلے ساری کھجوریں میں نے فقیروں میں بانٹ دی ہیں اس لئے روتا ہوں کہ دنیا کا سردار میرے گھر میں موجود ہو اور میرے گھر میں کھجوروں کا ڈھیر موجود نہ ہو سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ زار و قطار رو رہا ہے۔

خشک تنے کو پیغمبر ﷺ کا سلام اور معجزہ

جب مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو پیغمبر ﷺ نے روتے ہوئے دیکھا تو رحمت کا دریا جوش میں آیا حضور ﷺ نے فرمایا مقداد تیرے گھر کے قریب کوئی کھجور کا درخت ہے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا درخت تو کوئی نہیں ہے لیکن ایک کھجور کا خشک تنا میرے دروازے پر کھڑا ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ میری نبوت والی چادر لے جاؤ اور اسے اللہ کا نام لے کر خشک تنے کے نیچے بچھا دو اور میرا سلام کہو اور خشک تنے سے کہو کہ محمد تجھ سے کھجوریں مانگتا ہے۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ سے چادر لے کر خشک تنے کے پاس گیا میں نے اسے پیغمبر کا سلام پیش کیا میں نے جب اسے نبی علیہ السلام کا سلام پیش کیا تو خشک تنے میں بہار آگئی اور وہ خوشی سے جھومنے لگا اور اس کے بعد میں نے چادر نیچے بچھا کر کہا اے خشک تنے تجھ سے رسول اللہ کھجوریں مانگتے ہیں یہ کہنے کی دیر تھی کہ اس خشک تنے سے کھجوریں گرنے لگ گئیں کھجوریں چادر پر پڑیں اور ساری چادر کھجوروں سے بھر گئی میں چادر اٹھا کر گھر لے آیا حضور ﷺ نے فرمایا مقداد اگر تو چادر نہ اٹھاتا تو صبح تک کھجوریں برستی رہتیں۔

سیدنا سلمان فارسیؓ پر مصائب

میرے بھائیو! حضور ﷺ کی مجلس لگی ہوئی ہے، صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے ہیں ایک صحابی سیدنا سلمان فارسیؓ بھی رسول اللہ کی مجلس میں بیٹھے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا سلمان تم بڑے پریشان رہتے ہو کبھی کبھی آتے ہو بتاؤ سلمان تمہیں کوئی تکلیف ہے تو سیدنا سلمان فارسیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اور کوئی تکلیف نہیں ہے لیکن میرا مالک یہودی ہے مجھ سے بڑا کام لیتا ہے اور کہتا ہے اگر تو نے محمد کا کلمہ پڑھ لیا تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا یا رسول اللہ مجھ پر روزانہ زیادتی کرتا ہے کئی کئی دن گزر جاتے ہیں مجھے کھانے

کیلئے کچھ نہیں دیتا اللہ کے پیغمبر ﷺ نے جب سیدنا سلمانؓ فارسی کی باتیں سنیں تو نبی کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

سلمان فارسیؓ کی رہائی اور شرائط

سلمانؓ پھر کئی دنوں کے بعد آیا حضور نے فرمایا سلمانؓ بڑی دیر کے بعد آئے ہو عرض کیا یا رسول اللہ میرا یہودی مالک مجھے اجازت نہیں دیتا اگر میں کہیں جاؤں تو وہ مجھے مارتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا سلمانؓ جاؤ آج اپنے مالک سے پوچھ کر آؤ کہ کتنے پیسے لے کر تمہیں آزاد کردے گا سیدنا سلمان اپنے مالک سے پوچھتے ہیں تو وہ یہودی مالک کہتا ہے اے سلمان اگر تو آزاد ہونا چاہتا ہے تو ایک ہزار اشرفیاں دے دو تین سو کھجوروں کے درخت لگاؤ کھجوروں کے باغ لگاؤ جب وہ کھجوروں کے درخت بن جائیں گے باغ پر پھل لگ جائے گا کھجوریں اُترنے لگ جائیں گی اس کے بعد تمہیں آزادی مل جائے گی۔

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کئی دن تک رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر نہیں آئے تھے نبی ﷺ کے دربار میں نہیں آئے کئی دنوں کے بعد جب آئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے سلمان تو نے بتایا نہیں کہ تیرا مالک کیا کہتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مالک نے اتنی بڑی شرط لگا دی ہے اے کملی والے میں اس شرط کو پورا نہیں کرسکتا ایک ہزار اشرفیاں کون دے گا چلو ایک ہزار اشرفیاں صحابہ جمع کرلیں گے لیکن تین سو کھجوروں کا باغ کون لگائے گا اور پھر باغ لگ جائے درخت بڑے ہو جائیں اور وہ کھجوریں دینے لگ جائیں تو پھر کہیں جا کر اسکے بعد مجھے آزادی ملے گی۔

سلمان فارسیؓ کی رہائی اور معجزہ رسول ﷺ

حضور ﷺ نے فرمایا سلمانؓ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے یہ سودا بڑا سستا ہے یہ واقعہ صحیح بخاری شریف اور اسد الغابہ اور اسی طرح شمع رسالت کے تیس پروانے اور سیر الصحابہ میں موجود ہے حضور ﷺ نے فرمایا سلمان یہ سودا بڑا سستا ہے سلمان نے عرض کیا یا

رسول اللہ میرے لئے کیا حکم ہے حضور ﷺ نے سارے صحابہؓ کو حکم دیا کہ دُعا کرو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دُعا کی۔

حضور ﷺ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ جاؤ مدینہ سے باہر قبیلہ تشبیہ میں ایک یہودی رہتا ہے اس یہودی کو میرا پیغام دو اور اس سے کہو کہ محمد رسول اللہ ہمارے جو نبی ہیں وہ تجھ سے تین سو کھجوروں کی قلمیں مانگتے ہیں وہ صحابی تین سو کھجوروں کی قلمیں لینے چلے گئے قلمیں لے کر حضور کی خدمت میں آئے حضور ﷺ نے فرمایا عمر تم میرے ساتھ چلو سیدنا فاروق اعظم کو ساتھ لے لیا اور سیدنا سلمانؓ سے فرمایا کہا تم اپنے مالک سے پوچھ کر آؤ کہ کس جگہ یہ باغ لگانا ہے کس جگہ یہ درخت کھڑے کرنے ہیں۔

حضور ﷺ قلموں کو لے کر سیدنا عمرؓ فاروق کے ساتھ اس جگہ پر چلے گئے جہاں باغ لگانا تھا جن لوگوں نے حج کیا ہوا ہے انہیں پتہ ہے مدینہ سے مسجد قبا کی طرف جائیں تو راستے میں وہ جگہ آتی ہے جہاں سلمان فارسی کا باغ تھا وہ باغ رسول اللہ نے اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا پیغمبر ﷺ کے ہاتھ میں قلمیں ہیں، سیدنا عمرؓ فاروق کے ہاتھ میں پانی کا برتن ہے حضور ﷺ نبوت والے ہاتھوں سے قلمیں لگا رہے ہیں سیدنا عمرؓ پیچھے پیچھے پانی دیتے جا رہے ہیں بخاری شریف میں واقعہ موجود ہے کہ حضور ﷺ نے خود قلمیں لگائی ہیں حضرت عمرؓ پانی لگاتے جا رہے ہیں۔

جس وقت پیغمبر علیہ السلام قلموں سے فارغ ہو گئے ایک دن گزر گیا حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں دوسرا دن ہوا پیغمبر علیہ السلام پھر آئے اور وہاں دُعا مانگی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ پیچھے سے جو درخت کی قلمیں لگ چکی ہیں وہ درخت بن چکے ہیں کل پرسوں جو درخت کالی کملی والے نے لگائے تھے جو قلمیں لگائی تھیں ایک دن قلمیں لگتی ہیں دوسرے دن وہ درخت بن جاتے ہیں تیسرے دن ان کو کھجوروں کے خوشے لگ جاتے ہیں چوتھے دن حضور ﷺ نے فرمایا سلمان جاؤ اپنے یہودی مالک سے جا کر کہو یہ ایک ہزار اشرفیاں اور یہ باغ لے کر مجھے آزاد کر دے۔

ادھر حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دے دیا کہ چندہ جمع کرو سب صحابہؓ نے چندہ جمع کیا تو ایک ہزار اشرفیاں بھی جمع ہو گئیں اور فرمایا جاؤ اپنے مالک یہودی سے کہو ایک ہزار اشرفیاں بھی حاضر ہیں اور تین سو کھجوروں کا باغ بھی حاضر ہے۔

جس وقت سیدنا سلمان فارسیؓ نے اپنے مالک یہودی کو جا کر کہا کہ یہ ایک ہزار اشرفیاں ہیں اور وہ دیکھو تمہاری جگہ پر باغ لگ چکا ہے اس نے کہا تیرا دماغ ٹھیک ہے میں نے پرسوں تجھے کہا تھا ایک دن میں باغ کیسے لگ جائے گا سیدنا سلمانؓ نے فرمایا اے میرے مالک یہودی اگر یہ میرا کمال ہوتا تو کبھی پورا نہ ہو سکتا یہ کمال اس پیغمبر ﷺ کے رب کا ہے اور یہ اس کے پیغمبر آمنہؓ کے لعل کا معجزہ ہے جو اپنی انگلی آسمانوں کی طرف کرتا ہے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے اپنی انگلی مبارک پانی کے پیالے میں ڈالتا ہے تو پورا لشکر خوب سیر ہو کر پانی پیتا ہے جاؤ جا کر اپنا باغ دیکھو۔

جب معجزۂ رسول ﷺ دیکھا تو خود غلام ہو گیا

یہودی آیا اور اس نے دیکھا جو پرسوں جگہ صاف تھی آج وہ ساری کی ساری درختوں سے بھر چکی ہے تین سو کھجوروں کے درخت لگ چکے ہیں خشک تنوں پر بہار آ چکی ہے کھجوروں کے خوشے لگ چکے ہیں کھجوروں کے گچھے لگ چکے ہیں اس نے باغ کو دیکھا تو حیرت کی گہرائیوں میں گم ہو گیا زمین اسکے پاؤں کے نیچے سے نکل گئی کھڑا ہو کر کہتا ہے اے سلمانؓ جا تو بھی آزاد ہے اور یہ باغ بھی اسلام کیلئے وقف ہے مجھے محمد ﷺ کا کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دے یہ میرے نبی ﷺ کی شان ہے یہ میرے نبی کی گواہی ہے اس جیسی شان والا پیغمبر آج کائنات میں پیدا ہی نہیں ہوا جو اتنی بڑی شان والا ہو وہی خدا کا سب سے بڑا گواہ ہوا کرتا ہے۔

دیکھئے ایک دن آمنہؓ کا لعل کھجوریں لگاتا ہے اور دوسرے دن باغ بن جاتا ہے ایک طرف نبی کی یہ شان ہے

قادر اور مختار کل کون؟

میرے بھائیو! اور دوسری طرف دیکھو حقیقی صاحبزادہ ابراہیم رسول اللہ کے ہاتھوں میں ہے اور اس کی جان نکل رہی ہے حضور ﷺ نے فرمایا یا ابراھیم انا بفراقک لمحزونون اے میرے بیٹے ابراہیم ہم تیرے غم میں بڑے پریشان ہیں لیکن اس سے بیٹے کی جان نہیں بچتی اور تھوڑی دیر کے بعد بیٹا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے مجھے بتاؤ ایک طرف پیغمبر انگلی اٹھاتا ہے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے ایک دن کھجوروں کی قلمیں لگاتا ہے تو دوسرے دن باغ بن جاتا ہے ایک طرف اپنی انگلی پانی کے پیالے میں ڈالی ہے تو پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔

اگر وہی پیغمبر جابرؓ کی ہنڈیا میں اپنا لعاب ڈالتا ہے تو سینکڑوں آدمی پیٹ بھر کے کھانا کھاتے ہیں کڑوے کنویں میں اگر وہی پیغمبر اپنا لعاب مبارک ڈالتا ہے تو کنواں سارا میٹھا ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف وہی پیغمبر ﷺ اس کے ہاتھوں میں حقیقی بیٹا جان دے رہا ہے لیکن محمد اپنے بیٹے کو نہیں بچا سکا یہاں سے کیا معلوم ہوا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ﷺ کے معجزات میں بھی اللہ کا کمال ہے اللہ نے جب چاہا نبی کے ہاتھوں میں معجزہ دے دیا جب نہیں چاہا تو نہیں دیا تو معجزہ کا مطلب ہوتا ہے جو عقل کو عاجز کر دے انسان کو عاجز کر دے ان معجزات رسول ﷺ نے ساری انسانیت کو عاجز کر دیا۔

میرے دوستو! پیغمبر ﷺ کے ہاتھ سے جو معجزہ صادر ہوتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ نبی مختار کل ہو گیا نبی ہر چیز پر قادر ہو گیا اگر نبی ہر چیز پر قادر ہوتا تو پھر وہ اپنے بیٹے کی جان کیوں نہ بچا سکا طاہر طیب کی جان کیوں نہ بچا سکا اپنے بیٹے عبداللہ کی جان کیوں نہ بچا سکا اپنی بیٹیوں کی جان کیوں نہ بچا سکا۔

اگر پیغمبر علیہ السلام مختار کل ہوتے تو مجھے بتاؤ پیغمبر ﷺ کے دانت کیوں شہید ہوتے اُحد کے میدان میں کیوں فتح شکست میں بدل جاتی اگر پیغمبر ﷺ مشکل کشا اور

حاجت روا ہوتے تو نبی ﷺ پر تکلیفیں کیوں آتیں نبی ﷺ کو دکھ کیوں پہنچتے دکھ اس کو پہنچتے ہیں جو مشکل کشا نہ ہو اور جو مشکل کشا ہو اس پر کبھی تکلیف نہیں آتی۔

عالم الغیب کون؟

اور پھر قرآن حکیم کا پندرہواں پارہ کھولو یہودیوں کا ایک وفد پیغمبر ﷺ کے پاس آیا بڑے بڑے مشرکوں کو ساتھ لے کر آیا اور انہوں نے آکر پیغمبر ﷺ سے تین سوال کئے۔

پہلا سوال اگر سچے نبی ہو تو بتاؤ روح کسے کہتے ہیں؟

دوسرا سوال اگر سچے نبی ہو تو بتاؤ ذوالقرنین کون تھا؟

تیسرا سوال اگر سچے نبی ہو تو بتاؤ اصحاب کہف کون تھے؟

میرے بھائیو! ان تینوں سوالوں کا ذکر قرآن کے پندرہویں پارے میں موجود ہے رسول اللہ ﷺ سے جب یہ تینوں سوال کئے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا میں کل ان کا جواب دے دوں گا وہ یہودی کل کو بتاؤں گا یہودی پھر آ گئے پھر فرمایا کل بتاؤں گا یہودی پھر آگئے حضور ﷺ نے فرمایا کل کو بتاؤں گا صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اس طرح سولہ دن گزر گئے سولہ دنوں کے بعد پیغمبر ﷺ اتنے پریشان ہوئے کہ پہاڑ پر چڑھنے لگے اور ارادہ یہ کیا کہ میں اپنے آپ کو پہاڑ سے نیچے گرا لوں گا یا میں پہاڑ پر پوری زندگی گزار دوں گا میں نیچے کبھی نہیں آؤں گا کیونکہ مکہ کے یہودی مجھے نہیں چھوڑتے مجھ سے روزانہ سوال کرتے ہیں اور میں ان کا جواب کیسے دوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض نہ ہو گیا ہو جو وحی نہیں بھیجتا وحی آئے گی تو جواب دوں گا۔

جب پیغمبر ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ رہے تھے تو اس وقت قرآن کی یہ آیت اتری

ولا تقولن لشایٔ انی فاعل ذلک غدا، الا ان یشاء الله واذکر ربک اذا نسیت وقل عسی ان یهدین ربی لأقرب من هذا رشدا.

(پ۱۵ سورۃ الکہف آیت ۲۳ یا ۲۴)

اے کملی والے آپ نے ان سے کہا تھا کہ کل کو جواب دوں گا پھر کل آیا آپ نے کہا کل کو جواب دوں گا آپ نے اپنے کلام میں جب کل کہا تھا تو ان شاء اللہ کیوں نہیں کہا تھا؟ آپ نے کہا کل کو جواب دوں گا آپ کو کہنا چاہئے تھا اگر اللہ نے چاہا تو کل کو جواب دوں گا آپ نے ان شاء اللہ نہیں کہا اس لئے سولہ دن تک جبرائیل نہیں اترا سولہ دن تک جبرئیل کیوں نہیں اترا اس لئے کہ پیغمبر ﷺ نے ان شاء اللہ نہیں کہا تھا اور جب جبرائیلؑ اترے تو تینوں سوالوں کا جواب آیا کہ قل الروح من امر ربی کہہ دیجئے روح اللہ کا حکم ہے اور ذوالقرنین ایک بادشاہ کو کہتے ہیں مفصل حالات سورہ کہف میں موجود ہیں اور اصحاب کہف ایک غار میں رہنے والے کچھ لوگوں کو کہتے ہیں۔

میرے دوستو! تینوں سوالوں کا جواب پندرہویں پارے میں موجود ہے لیکن سولہ دن تک وحی کیوں نہیں آئی اس لئے نہیں آئی کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ان شاء اللہ نہیں کہا تھا معلوم ہوا کہ خدا نبی کو بتاتا ہے جو بتائی ہوئی بات کو آگے بتائے اس کو عالم الغیب نہیں کہتے

کیا یہ بھی علم غیب ہے؟

میرے بھائیو! آپ کہیں گے کہ مولانا صاحب کیا لاہور میں بارش ہو رہی ہے اگر میں ٹیلی فون کا رسیور اٹھاؤں لاہور کا نمبر ڈائل کروں اور وہاں پر کسی سے پوچھوں کہ لاہور میں بارش ہو رہی ہے، پتہ کرنے کے بعد پھر آپ کو بتاؤں کہ لاہور میں بارش ہو رہی ہے تو آپ مجھے عالم الغیب کہو گے؟ ہرگز نہیں کہو گے اور اگر آپ مجھے کہیں بارش ہو رہی ہے میں ویسے ہی کہوں بارش ہو رہی ہے آپ کہیں کہ یہ عالم الغیب ہے کہیں گے کہ نہیں کہیں گے؟

پیغمبر ﷺ سے پوچھا کہ تین سوالوں کا جواب بتاؤ تو نبی اگر خود ہی بتا دیتے تو نبی کو آپ عالم الغیب کہتے لیکن پیغمبر ﷺ نے خدا سے ہمکلام ہونا چاہا پیغمبر نے خدا کو ٹیلی فون کیا لیکن اس ٹیلی فون کا جواب نہ ملا کال کا جواب نہ ملا تو نہ بتایا جو کال کر کے آگے بات بتائے وہ عالم الغیب نہیں ہوتا مطلع علی الغیب ہوتا ہے۔

پہلے اپنا عقیدہ درست کرو

میرے بھائیو کلمہ نبی ﷺ کا پڑھتے ہو بات نبی ﷺ کی کرتے ہو قرآن نبی ﷺ کا پڑھتے ہو اور پھر شرک بھی کرتے ہو پھر یہ بھی کہتے ہو کہ اللہ کے علاوہ

نبی ﷺ بھی عالم الغیب ہیں، صحابہ کرام بھی عالم الغیب ہیں۔

غوث بھی عالم الغیب ہیں، پنجتن پاک بھی عالم الغیب ہیں۔

بہتر تن بھی عالم الغیب ہیں، چودہ معصوم بھی عالم الغیب ہیں۔

بارہ امام بھی عالم الغیب ہیں، قطب بھی عالم الغیب ہیں۔

اولیاء بھی عالم الغیب ہیں، پیر کا کتا بھی عالم الغیب ہیں۔

پیر کی بلی بھی عالم الغیب ہیں، قبر والے بھی عالم الغیب ہیں، مزار والے بھی عالم الغیب ہیں۔

دربار والے بھی عالم الغیب ہیں، گدی نشین بھی بھی عالم الغیب ہیں۔

کہتے ہیں جی یہ پہنچی ہوئی سرکار ہے، کپڑے اترے ہوئے ہیں ایک کچھا نیچے پہنا ہوا ہے کہتے ہیں یہ آدھا ولی ہے اگر پورے اتر گئے تو پورا ولی ہو گیا سچے ولیوں کے غلام بنو سچا ولی نبی ﷺ کی سنت کو کبھی نہیں چھوڑتا اور جھوٹا ولی سنت پر کبھی عمل نہیں کرتا آپ کبھی تجربہ کر کے دیکھ لیں پاکستان میں ایسے گھڑتو پیروں کی بہت کثرت ہے، جنہوں نے اس قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے آپ بازاروں میں جائیں تو جگہ جگہ وہ من گھڑت پیر بیٹھے ہوتے ہیں جو چاہو سو پوچھو لکھا ہوتا ہے۔

سیاسی پیروں کی زبوں حالی

ایک مولوی صاحب چلے گئے اس نے کہا جو چاہو سو پوچھو، انہوں نے اپنا ہاتھ دکھایا، پیر نے کہا جی آپ کا ہاتھ کہتا ہے کہ آپ کی شادی نہیں ہو گی جبکہ مولوی صاحب کی شادی ہو چکی تھی اور نرینہ اولاد بھی ہو گئی تھی تو مولوی صاحب اپنی طرف اشارہ کر کے کہنے

لگے اس تیرے باپ کی دو بیویاں ہیں اور چار بیٹے ہیں اب وہ جاہل پیر پریشان ہو گیا اور بورڈ لکھا ہوا ہے جو چاہو سو پوچھو۔

ایک الیکشن میں ایک صاحب نے کہا کہ مجھے خواب میں پیران پیر نے فرمایا ہے کہ تم الیکشن لڑو تم جیت جاؤ گے بلکہ آئندہ حکومت بھی تمہاری ہو گی لیکن ماشاء اللہ پانچ ہزار ووٹ ملے اور ایک صندوقچی سے گیارہ ووٹ نکلے تو کسی نے کہا سیٹ ملے نہ ملے بس جناب گیارہویں شریف تو ثابت ہو گئی نا۔

مجھے بتاؤ پیران پیر نے یہ فرمایا تو اس کے بعد کیا ہوا الیکشن کے بعد بغداد شریف چلے گئے کیا کہنے گئے تھے کہ تیرے نام پر چالیس سال قوم کو دھوکا دیا چالیس سال تیرے نام کی گیارہویاں کھائیں تیرا نام لے کر جھوٹ بولا اور اسلام کا مذاق اڑایا قرآن و حدیث کو چھوڑا اور من گھڑت مسئلے کئے جبکہ تو نے ہمیں سیٹوں سے ہرا دیا حتیٰ کہ ضمانت بھی ضبط ہو گئی بڑے بڑے کلبے اور جبے زمین پر گر پڑے۔

ایک اور سیاسی پیر ہے جن کے بارے میں اس کے مرید کہتے ہیں کہ وہ پہنچی ہوئی سرکار ہے حالت یہ ہے کہ اس کی چوری ہو گئی تو سارا سال کتوں کو اسلام آباد میں دوڑایا، تا کہ چوری کا مال برآمد ہو جائے جبکہ اسکے مرید کہتے ہیں جو چاہو سو پوچھو اور پیر خود اپنی چوری کتوں سے پوچھ رہا ہے قربان جایئے یہ اس قوم کا ولی اللہ ہے اللہ تعالیٰ اس قوم پر رحمت فرمائے اور حضور ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین!

میرے بھائیو! میں عرض کر رہا تھا کہ میرا پیغمبر گواہ بن کر آیا انا ارسلنک شاهدا یہ پیغمبر ﷺ کی اللہ کے حق میں گواہی ہے پیغمبر ﷺ اللہ کے گواہ ہیں اور جو پیغمبر اللہ کے گواہ ہیں ان کی گواہی سے بہتر گواہی کوئی نہیں ہو سکتی ہے۔

حضور ﷺ کے بارے میں ظہیر کہتا ہے

حضورؐ آئے تو سر آفرینش پا گئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آئی دنیا

بجھے چہروں کا رنگ اُترا ستے چہروں پہ نور آیا
حضور آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

عورت کی سربراہی اور ہماری تباہی

ہمارا حال بڑا عجیب ہے ہم نبی ﷺ کو مانتے ہیں ہم نبی ﷺ کے عاشق ہیں لیکن کوئی عشق والا کام نہیں کرتے ایک اخبار میں تھا کراچی میں پاکستان کی وزیراعظم تقریر کر رہی تھی اذان ہونے لگی تو تقریر بند کر دی ہم نے کہا شاید اسلام آ گیا ہم تو اتنی بات پر خوش ہو جاتے ہیں اذان ہوئی اور اس نے تقریر بند کر دی تو ہم خوش ہو گئے جبکہ اس سے کسی نے بھی نہیں پوچھا کہ وہ نبی ﷺ جس کی اذان آ رہی ہے وہ اذان سن کر تمام خاموش ہو گئی ہو کیا اس نبی نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ جس قوم کی سربراہ عورت ہو وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی یہ بھی تو اسی نبی کا حکم ہے اللہ اکبر۔

میرے بھائیو! مرد، مرد ہوتا ہے عورت، عورت ہوتی ہے، عورت کا کام یہ نہیں ہوتا جو ہمارے ہاں ہے بڑے بڑے چوہدری اور بڑے بڑے آفیسر سلیوٹ مار رہے ہیں ایک لڑکی کو سلیوٹ مار رہے ہیں قربان مس صاحب پرائم منسٹر صاحب سلیوٹ مار رہے ہیں۔

سیدہ فاطمہؓ اور اہمیت پردہ

بلکہ ہم اس عورت کو مانتے ہیں جس عورت کا نام سیدہ فاطمۃ الزہراؓ ہے جس نے وفات کے وقت فرمایا تھا علیؓ! میں مر جاؤں تو میرا جنازہ رات کو اٹھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا فاطمہ! تیرے جنازے میں محلے اور پڑوس کے لوگ شریک ہوں گے اگر جنازہ دن کو اٹھائیں گے تو ہر ایک آسانی سے شریک ہو جائے گا اور اگر رات کو جنازہ اٹھائیں گے تو وہ شریک نہ ہو سکیں گے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا علیؓ! تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن میں وہ فاطمہؓ بنت محمد ﷺ ہوں جس کے چہرے کو یا مصطفی ﷺ نے دیکھا ہے یا پھر مرتضیٰؓ نے دیکھا ہے

میں مرجاؤں تو میں چاہتی ہوں کہ میرے کفن پر بھی کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔

ترقی یافتہ انسان یا جانور؟

میرے بھائیو! یہ اسلام نہیں ہے ائیر پورٹ پر جاؤ لیڈی آگے جارہی ہے اور لیڈا صاحب پیچھے جارہا ہے کہتے ہیں مولانا! یہ تو ترقی ہے میں نے کہا یہ ترقی کہاں سے آئی ہے امریکہ سے آئی ہے، کھڑے ہو کر کھانا کھانا یہ نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے بیٹھ کر کھانا کھانا یہ سنت ہے اور اگر کوئی روکے تو کہتے ہیں کہ یہ دقیانوس ہے ہم تو ماڈرن لوگ ہیں ہم تو ترقی یافتہ ہو گئے ہیں۔

میں نے کہا اگر کھڑے ہو کر کھانا کھانا ترقی ہے تو پھر تم سے بڑا ترقی یافتہ تو گدھا ہے پھر جانور ترقی یافتہ ہو گئے جانور ماڈرن ہو گئے کیونکہ تمام جانور کھڑے ہو کر پیشاب کر رہے ہیں۔

میں نے کہا یار بیٹھ کر پیشاب کر لو، کہتے ہیں یہ ماڈرن طریقہ ہے میں نے کہا اگر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ماڈرن طریقہ ہے تو پھر جانور تم سے بھی زیادہ ماڈرن ہو گئے ہیں گدھا بھی کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا ہے تم سے زیادہ ترقی یافتہ ہو گیا تمہیں تو پتلون آگے پیچھے کرنی پڑتی ہے لیکن یہ بلا تکلف کھڑا ہے یہ کوئی ترقی ہے قوم کو پاگل بنا دیا قوم کو الو بنا دیا امریکہ اور یورپ کی تہذیب کو اپنا لیا آمنہؓ کے لعل کی سنت کو چھوڑ دیا۔

محبت رسول دعویٰ نہیں عمل سے اپناؤ

ربیع الاول کا مہینہ آیا گلیاں سجائیں بتیاں لگائیں جھنڈیاں لگائیں اور جناب والا خسروں کے جلوس نکالیں اور خوش ہو گئے کہ ہم نبی ﷺ کے امتی ہیں اس نبی کی بات نہیں مانی اور بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا تو ہم نبی ﷺ کی سنت کے مطابق عمل نہیں کرتے جھنڈیاں لگانے میں نبی کا عشق نظر آ گیا۔

جبکہ نبی ﷺ کی وفات کا دن بارہ ربیع الاول ہے نو ربیع الاول ولادت کا دن ہے

ولادت کے دن کچھ نہیں کرتے وفات کے دن خوشی کرتے ہو اگر تیری ماں مرجائے تو خوشی نہیں کرتا تیرا باپ مرجائے تو خوشی نہیں کرتا تیرا بھائی مرجائے تو خوشی نہیں کرتا نبی ﷺ کا جنازہ اٹھے نبی ﷺ کی وفات کا دن ہو تو تو خوشی کرتا ہے سوچ تو سہی کبھی غور بھی کیا ہے تو اپنا ایک کام بھی نبی کی سنت کے مطابق نہیں کرسکتا۔

اگر تیری شادی ہوتی ہے حضور ﷺ کی سنت ہے بیٹھ کر کھانا کھانا تو شادی کیلئے کھڑا کر کے کھانا کھلاتا ہے اتنی بھی نبی ﷺ کی بات نہیں مانتا اور ربیع الاول کی جھنڈیوں سے تجھے جنت مل جائے گی اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

....

اہلِ بیتِ رسول ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ۔

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ۔

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِیْحَانَایَ مِنَ الدُّنْیَا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ......

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ

سَبطٌ مِنَ الاَسبَاطِ......

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

تمہید

میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام علمائے کرام! انجمن سپاہ صحابہ اور انجمن تبلیغ قرآن وسنت کے غیور نوجوانو اور دوستو! مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج نو محرم الحرام کو نمک منڈی کی عظیم جامع مسجد میں پشاور شہر میں آپ بہت بڑی تعداد میں ہماری معروضات سننے کے لئے آپ تشریف لائے ہیں۔

میرے دوستو! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے آج اہل بیت کے موضوع پر اپنی معروضات پیش کروں اور آپ کو یہ بتایا جائے کہ اہل بیت کس کو کہتے ہیں، اہل بیت کون ہیں!

اہل بیت کن کو کہا جاتا ہے؟

میرے دوستو! آج اگر میں آپ سے سوال کروں...... کہ اسلام کی تاریخ میں شہید کتنے ہیں، تو آپ اس کا جواب نہیں دے سکتے......

آپ یہ سمجھیں گے کہ اسلام کی تاریخ میں صرف ایک شہید ہے، جن کی شہادت کا دن دس محرم ہے، اور کوئی شہید نہیں۔

اگر میں آپ سے یہ پوچھوں کہ حضور ﷺ کے اہل بیت کس کو کہتے ہیں، آپ اہل بیت کی صحیح تعریف نہیں سمجھ سکتے......

اگر میں آپ سے یہ پوچھوں کہ حضور علیہ السلام کے نواسے کتنے ہیں تو اتنے بڑے اجتماع میں نبی علیہ السلام کے نواسوں کی تعداد کوئی نہیں بتا سکتا۔

کتنے بڑے افسوس کی بات ہے، کہ آپ کا دشمن کتنا عیار ہے، آپ کا دشمن اتنا بدمعاش ہے، آپ کا دشمن اتنا چالاک ہے، کہ اس نے آپ کے ذہن میں یہ بات ڈال دی

ہے کہ اسلام کی تاریخ میں شہادت صرف دس محرم کو ہے اور کوئی شہادت نہیں، اگر اور کسی شہادت کو بھی آپ تسلیم کرتے ہیں اور کسی شہادت کی مظلومیت کی داستان بھی آپ کے سامنے بیان ہوتی...... اور کسی مظلومیت والے صحابی کا ذکر بھی آپ کرتے، تو یقیناً اٹھارہ ذوالحج کو مدینہ کے مظلوم عثمان غنیؓ کی شہادت کے دن بھی آپ اسی طرح جمع ہوتے...... حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت یکم محرم الحرام کو ہوئی، اس تاریخ کو بھی آپ اسی طرح جمع ہوتے...... حضرت حمزہؓ کی شہادت سترہ شوال کو ہوئی...... آپ اس تاریخ کو بھی اسی طرح جمع ہوتے، حضرت حمزہ تاریخ اسلام کا وہ شہید ہے، جس کو زبان نبوت سے سیدالشہداء کا لقب ملا۔ حضرت حمزہؓ کو رسول اللہ نے سیدالشہداء فرمایا۔ ان کی شہادت پر نہ سنی کو تکلیف ہو نہ ذاکر کو تکلیف ہو نہ مولوی کو تکلیف ہو نہ پیر کو تکلیف ہو نہ آپ کو تکلیف ہو جس نبیؐ کے چچا کی نعش کے بارہ ٹکڑے، احد کے پہاڑوں پر بکھیر دیے گئے...... اس حمزہؓ کی شہادت کا پتہ نہیں۔

اسلام کی تاریخ شہداء سے بھری پڑی ہے:

میرے دوستو! اسلام کی پوری تاریخ شہیدوں سے بھری پڑی ہے......

حضور علیہ السلام کے تیئیس سالہ دور نبوت میں...... ۲۵۶ صحابی شہید ہوئے۔

خلافت راشدہ کے پچاس سالہ دور میں ۲۷۰۰۰ صحابی شہید ہوئے۔

بدر کے میدان میں ۱۴ صحابی شہید ہوئے......

احد کے میدان میں ستر صحابی شہید ہوئے......

حنین کے معرکے میں تیرہ صحابی شہید ہوئے......

تبوک کے سفر میں بارہ صحابی شہید ہوئے......

خندق کی وادی میں انیس صحابی شہید ہوئے......

بیر معونہ پہ ستاسٹھ صحابی شہید ہوئے......

متفرق طور پر چھپن صحابی شہید ہوئے......

بنی لحیان کے قبیلے میں دس صحابی شہید ہوئے......

یہ شہید ہیں اسلام کی تاریخ میں اگر ان شہیدوں میں آپ ایک ایک شہید کی یاد میں جلسے کریں پورا سال انہی شہیدوں کو خراج تحسین پیش کرنے پہ گزر جائے گا۔

اہل بیت کی تحقیق

میرے بھائیو! یہ پہلا مسئلہ تھا...... کہ اسلام کی تاریخ میں شہید ایک ہے یا اور بھی......؟ دوسرا مسئلہ...... کہ حضور علیہ السلام کی اہل بیت کس کو کہا جاتا ہے......؟ اہل بیت عربی زبان کا لفظ ہے، عربی زبان میں اہل بیت کا معنی گھر والے......!! فارسی میں کہتے ہیں اہل خانہ......!! اردو میں کہا جاتا ہے گھر والے......!! میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ کے گھر والوں کا کیا حال ہے، تو اس سے مراد آپ کی بیوی ہوگی، آپ کے بچے ہوں گے۔ اس سے مراد کبھی نواسے نہیں ہوتے، میں آپ سے پنجابی میں پوچھوں...... او تہاڈے گھر والیاں دا کی حال اے...... میں اردو میں پوچھوں تیرے گھر والوں کا کیا حال ہے، تو آپ اس سے مراد اپنی بیوی لیں، اپنے بچے لیں، میں آپ سے فارسی میں پوچھوں کہ آپ کے اہل خانہ کا کیا حال ہے...... تو اس سے مراد آپ کی بیوی ہو، آپ کے بچے ہوں، لیکن یہی لفظ جب آپ عربی میں استعمال کریں...... اہل بیت کا لفظ بولیں...... تو اس سے مراد نبیؐ کی بیوی نہ ہو، بلکہ اس سے مراد نبیؐ کے نواسے ہوں، بیویاں بھول جائیں، نبیؐ کی بیٹیاں بھول جائیں، نبیؐ کے بیٹے بھول جائیں، یہ پروپیگنڈہ ہے، جو رافضیوں کی طرف سے آپ کے اوپر مسلط کیا گیا ہے...... کہ اہل بیت کا لفظ بولو نبیؐ کا نواسہ مراد لو، نہ اس میں کسی بیوی کا ذکر ہے، نہ پیغمبرؐ کی کسی بیٹی کا ذکر ہو، نہ نبی کے کسی بیٹے کا ذکر ہو......

اس سے بڑی ستم ظریفی اور اس سے بڑی جہالت کیا ہوگی......؟ کہ آج دنیا کا نوے کروڑ مسلمان ہے، اہل بیت کا لفظ بول کر......

عائشہؓ کو بھلادے...... خدیجہؓ کو بھلادے......

صفیہؓ کو بھلادے...... میمونہؓ کو بھلادے......

ام حبیبہؓ کو بھلا دے......ام سلمہؓ کو بھلا دے......

پیغمبرؐ کی بیویوں کو بھلا کر......تیسرے درجے پہ، نبیؐ کے نواسوں کا ذکر اہل بیت میں کرے، اور نبیؐ کی بیٹیوں کا اور پیغمبرؐ کی بیویوں کا ذکر نہ کرے، اس سے بڑی قرآن سے عدم واقفیت کیا ہو سکتی ہے......؟ کہ قرآن پاک میں تیرہ جگہ پر اہل بیت کا لفظ ہے، اور تیرہ جگہ پر ہی اہل بیت سے مراد پیغمبروں کی بیویاں ہیں۔ جب ہم اہل بیت کا لفظ بولیں گے......تو سب سے پہلے نبیؐ کی بیویاں مراد ہوں گی۔

ایک بات میں مسئلے کی آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں، آپ کو معلوم ہے...... میں ٹوٹکے بیان کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ نہ میں من گھڑت کہانیاں بیان کرتا ہوں۔ توجہ سے میری بات سمجھیں۔ حضرت خدیجہؓ پیغمبرؐ کی اہل بیت ہے۔ پیغمبرؐ کی گیارہ بیویاں نبیؐ کی اہل بیت ہیں، وہ گیارہ بیویاں کون سی ہیں......؟

ازواجِ مطہرات کے اسماء گرامی

خدیجۃ الکبریٰ نبی کی اہل بیت ہے۔

عائشہ صدیقہؓ نبی کی اہل بیت ہے۔

حفصہؓ بنت عمرؓ نبی کی اہل بیت ہے۔

صفیہؓ بنت حیی نبی کی اہل بیت ہے۔

زینب بنت جحشؓ نبی کی اہل بیت ہے۔

ام سلمہؓ نبی کی اہل بیت ہے......۔

میمونہ بنت حارثؓ نبی کی اہل بیت ہے۔

ام حبیبہؓ رملہ بنت ابی سفیانؓ نبی کی اہل بیت ہے۔

جویریہؓ پیغمبرؐ کی اہل بیت ہے۔

ریحانہؓ نبی کی اہل بیت ہے۔

ماریہ قبطیہؓ نبی کی اہل بیت ہے۔

یعنی پیغمبر کی بیوی پیغمبر کی اہل بیت ہے......! یعنی گھر والی ہے۔ تو جب اہل بیت کا لفظ بولیں گے...... تو سب سے پہلے بیوی مراد ہوگی، اور اس کے بعد پیغمبرؐ کے بیٹوں کا ذکر کریں گے۔ گھر والوں میں......

نبیؐ کا دوسرے نمبر پر بیٹا قاسمؓ آئے گا۔ جو پیغمبرؐ کا سب سے بڑا بیٹا ہے۔ وہ نبیؐ کا اہل بیت ہے۔

دوسرا بیٹا طیب طاہرؓ ہے وہ بھی نبیؐ کا اہل بیت ہے۔

تیسرا بیٹا ابراہیمؓ ہے وہ بھی نبیؐ کا اہل بیت ہے۔

تیسرے نمبر پر پیغمبر کی بیٹیاں...... نبیؐ کی اہل بیت ہیں۔

لیکن نبی کی بیٹیاں، نبی کی اہل بیت مجازی طور پر ہیں۔ حقیقی طور پر نہیں، اس لئے کہ ہر عورت اپنے خاوند کی اہل بیت ہوتی ہے۔ نبیؐ کی بیویاں نبیؐ کی اہل بیت ہیں۔ نبیؐ کی بیٹیاں اپنے خاوندوں کی اہل بیت ہیں۔ چنانچہ......

پیغمبرؐ کی بیٹی زینبؓ اپنے خاوند ابو العاص ابن ربیع امویؓ کی اہل بیت ہیں۔

پیغمبرؐ کی بیٹی رقیہؓ اپنے خاوند عثمان غنیؓ کی اہل بیت ہیں۔

نبیؐ کی بیٹی ام کلثومؓ اپنے خاوند عثمان غنیؓ کی اہل بیت ہیں۔

نبی کی بیٹی فاطمۃ الزہراءؓ اپنے خاوند حضرت علیؓ کی اہل بیت ہیں۔

حقیقی طور پر عورت اپنے خاوند کی اہل بیت ہوتی ہے۔ نبیؐ کی بیٹیاں مجازی طور پر نبیؐ کی اہل بیت ہیں۔ حقیقی طور پر اپنے اپنے خاوندوں کی اہل بیت ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب ہم اہل بیت کا لفظ بولیں گے تو حضور علیہ السلام کی بیویاں مراد ہوں گی۔

جن نبیؐ کی بیویوں کو...... شیعہ پیغمبرؐ کی دشمن کہتا ہے، جن پیغمبرؐ کی بیویوں کو آج آپ کا دشمن نبیؐ کی مخالف کہتا ہے، جس عائشہؓ کو آج آپ کا دشمن گالیاں دیتا ہے...... وہ عائشہؓ محمد ﷺ کی اہل بیت ہے۔

ایک ضروری وضاحت

میرے دوستو! میں آپ کو بات سمجھانا چاہتا ہوں، آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ اہل بیت کس کو کہتے ہیں۔ اب ایک بات یاد رکھیں، حضور علیہ السلام کے نواسے کتنے ہیں، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ نبیؐ کے نواسے کتنے ہیں......؟ (نہیں!) کیوں نہیں......؟ اس لئے سینکڑوں تقریریں آپ نے سنیں، علماء کے بیانات سنے، بڑے اچھے بیانات ہوتے ہیں، لیکن یہ بنیادی باتیں ہیں کہ آپ کو نبیؐ کے نواسوں کا بتایا نہیں گیا۔ بھائی! نبی کا نواسہ...... جن کی شہادت کا دن دس محرم ہے، حضرت حسینؓ......وہ تو نبیؐ کے نواسے ہیں، کیا اور بھی کوئی نبی کا نواسہ ہے......؟ آپ کو اور نواسہ جتلایا ہی نہیں گیا! اگر اور نواسے کا آپ کو پتہ چل جاتا......تو نبی کی اور بیٹی کا بھی پتہ چلتا، تو آپ کے دشمن نے تو نبی کی بیٹیاں بھلانی تھیں، تین نبیؐ کی بیٹیوں کو غیروں کی بیٹیاں قرار دینی تھیں اور ایک فاطمہؓ کو نبیؐ کی بیٹی قرار دینا تھا، آپ کی بیٹی تو آپ کی بیٹی کہلائے، میری بیٹی تو میری بیٹی کہلائے، لیکن نبیؐ کی بیٹیاں اتنی مظلوم ہیں کہ وہ بیٹیاں پیغمبرؐ کی ہوں اور کہلائے کسی اور کی بیٹیاں......؟ اور آپ کا دشمن صرف نبیؐ کی ایک بیٹی کا ذکر کرے، اسی ایک بیٹی کی اولاد کو نبیؐ کے نواسے کہے، اور کسی نواسے کا ذکر بھی نہ کرے......اس سے بڑے دکھ کی کیا بات ہے......؟ اس سے بڑی ستم ظریفی کی کیا بات ہے......؟ میں چاہتا ہوں کہ آج آپ کے سامنے پیغمبرؐ کے نواسوں کی تفصیل بیان کی جائے۔ تاکہ آج رات کی مناسبت کی وجہ سے آپ کو پیغمبرؐ کی چار بیٹیاں یاد ہو جائیں اور نبی کا سارا خاندان آپ کو زبانی حفظ ہو جائے۔

سیدہ زینبؓ اور ان کے خاوند کا تعارف

حضورؐ کی چار بیٹیاں ہیں، حضور کی سب سے بڑی بیٹی کا نام زینبؓ ہے۔ اس زینبؓ کا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی حقیقی بہن کے بیٹے ابوالعاص قاسم ابن ربیع امویؓ کے ساتھ ہوا، گویا کہ زینبؓ اپنے خالہ زاد سے بیاہی گئی۔ تو اب دیکھیے ......حضور علیہ السلام

کے سب سے پہلے اور سب سے بڑے داماد کا نام ابوالعاص قاسم ابن ربیع اموی ؓ ہے۔ یہ حضرت خدیجہ ؓ کے بھانجے ہیں۔

قاسم ابن ربیع اموی ؓ کی فضیلت

اور ان کی فضیلت کیا ہے......؟ توجہ فرمائیں! حضور علیہ السلام جب شعب ابی طالب میں نظر بند تھے، تین سال کے لئے...... تو یہ ابوالعاص قاسم ابن ربیع اموی ؓ تین سال تک حضور کو کھانا پہنچایا کرتے تھے اور حضور ؐ نے جیل سے رہائی کے بعد اس قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی ؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے اس کو شاباش دی تھی اور فرمایا تھا ابوالعاص! تو نے میری دامادی کا حق ادا کر دیا، لیکن آج...... جب فضیلت بیان ہوتی ہے نبی ؐ کے خاندان کی...... تو اس ابوالعاص کا کوئی ذکر نہیں کرتا، اس کی فضیلت کا کوئی ذکر نہیں کرتا، اس لئے کہ ہمارے دماغوں پر رافضیت کے پروپیگنڈے چڑھ گئے ہیں۔ ہمارے دماغوں پر رافضیت کی طنابیں چھا چکی ہیں۔ اور ہم اس حقیقت سے بے خبر ہیں، کہ خاندان نبوت کا ہمیں پورا تعارف نہیں ہوا۔

حضور ﷺ کی صاحبزادی زینب ؓ اور اس کی اولاد

میرے دوستو! یہ قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی ؓ حضور ؐ کے پہلے داماد تھے، اس قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی ؓ کے ساتھ جب حضرت زینب ؓ کا نکاح ہوا اور ان کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا، اس لڑکے کا نام انہوں نے علی ؓ رکھا، یہ جو زینب ؓ کا لڑکا علی ؓ تھا، وہ حضور کا نواسہ لگا۔ تو حضور ؐ کے جتنے نواسے ہیں، ان تمام نواسوں سے سب سے بڑا یہ نواسہ ہے، جس کا نام علی ابن ابوالعاص ہے۔ ایک اس کی اور بات یاد رکھیں...... کہ یہ علی ابن ابوالعاص حضور کی خدمت میں آتا...... حضور ؐ اس علی ؓ اپنے نواسے کو گود میں بٹھاتے، اس علی ؓ سے پیار کرتے، اس علی ؓ سے محبت کرتے، اس علی ؓ سے محبت کے جتنے واقعات ہیں، آپ کے دشمن نے وہ سارے واقعات علی ؓ کی محبت کے...... علی المرتضیٰ ؓ، شیر خدا پر فٹ کر دیے ہیں۔ اور اس

علیؓ نبیؐ کے نواسے کو بھلا دیا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام جب مکہ فتح کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے چلے...... حضورؐ کی سواری کے پیچھے ایک بچہ سوار ہے۔ بخاری شریف میں آتا ہے کہ وہ حضورؐ کی سواری کے پیچھے ایک ردیف تھا۔ ردیف عربی میں اس سوار کو کہتے ہیں جو کسی بڑی سواری کے پیچھے سوار ہو، یہ بچہ سوار تھا۔ اس سوار کا نام نہیں لکھا، امام بخاریؒ کے حوالے سے اس کا نام طبقات ابن سعد میں لکھا ہے، کہ وہ بچہ حضورؐ کی سواری کے پیچھے جو سوار تھا، وہ بچہ یہی زینبؓ کا لڑکا علیؓ تھا، یہ نبیؐ کا نواسہ تھا، اس کی سات سال کی عمر تھی، پیغمبر مدینہ سے مکہ فتح کرنے کے لئے گئے تھے، جب مکہ مکرمہ کو حضورؐ نے فتح کر لیا اور خانہ کعبہ میں حضورؐ داخل ہوئے اور تین سو ساٹھ بت گرانے کا وقت آیا تو حضورؐ نے اس اپنے نواسے علی ابن ابوالعاص سے کہا کہ میرے کندھے پر کھڑے ہو جاؤ، اس پیغمبر کے نواسے علی بن ابوالعاص نے حضورؐ کے کندھے پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کے تین سو ساٹھ بت گرائے، لیکن آپ کا دشمن اتنا چالاک تھا...... اس نے اس نواسے کو بھلانے کے لئے زینبؓ کو بھلانے کے لئے، اس نے کہہ دیا کہ وہ جس نے خانہ کعبہ کے بت گرائے وہ علی المرتضیٰ شیر خدا تھا۔ اب طبقات ابن سعد نے لکھا، رحماء بینھم میں...... مولانا نافع نے چالیس کتابوں کے حوالوں سے لکھا کہ خانہ کعبہ کے بت جس علیؓ نے گرائے تھے، وہ علیؓ پیغمبر کا نواسہ تھا، وہ زینبؓ کا بیٹا تھا، ابوالعاص کا لڑکا تھا، تاریخ کی اس سے بڑی غلطی کیا ہو سکتی ہے...... کہ نبی کی بیٹی بھلانے کے لئے نبیؐ کا نواسہ بھلا دیا گیا۔

میرے دوستو! حضور علیہ السلام کا یہ سب سے پہلا نواسہ ہے، علی بن ابوالعاصؓ جو خانہ کعبہ کے تین سو ساٹھ بت گراتا ہے، یہ نبیؐ کا پہلا نواسہ ہے۔

زینبؓ کے گھر میں ایک دوسرا بچہ پیدا ہوا، نام رکھنے سے پہلے وہ بچہ فوت ہو گیا، حضورؐ کے نواسے دو ہو گئے، ایک تیسری لڑکی پیدا ہوئی، اس لڑکی کا نام زینبؓ نے امامہ رکھا، یہ تیسری لڑکی حضورؐ کی نواسی ہو گئی، حضورؐ کی نواسی...... زینبؓ کو تو تم یاد رکھتے ہو...... جو فاطمۃ الزہراؓ کی لڑکی ہے، حضورؐ کی نواسی ام کلثوم کو تو تم یاد رکھتے ہو جس کا نکاح عمر فاروقؓ کے ساتھ

ہوا...... حضورؐ کی اس نواسی امامہ کو نہیں جانتے...... کہ امام بخاریؒ کہتا ہے...... کہ جس وقت جنگ بدر ہوئی، حضورؐ مال غنیمت تقسیم کرنے لگے...... حضورؐ کی گود میں آ کر ایک بچی بیٹھ گئی، پیغمبرؐ اس کے ماتھے کو چومتا ہے اور نبی نے اس کے گلے میں ایک ہار ڈال دیا اور نبیؐ نے فرمایا...... لوگو! یہ بچی مجھے بڑی پیاری ہے، میں بتاتا ہوں یہ بچی یہی امامہ تھی، تم حضرت فاطمہؓ کی محبت کا ذکر تو کرتے ہو لیکن اس امامہ نبیؐ کی نواسی کا یہ پیار نہیں جانتے کہ پیغمبر نے سینے کے ساتھ لگا کر اس امامہ سے پیار کیا تھا اور اس کے گلے میں نبوت نے ہار ڈالا تھا اور یہ بچی پیغمبر علیہ السلام کی سب سے بڑی نواسی ہے۔ جس طرح نبی کا سب سے بڑا نواسہ...... علی ابن ابوالعاصؓ ہے، اسی طرح پیغمبر کی سب سے بڑی نواسی امامہ بنت ابوالعاص ہے۔

حضرت علیؓ کی دوسری بیوی کون تھی......؟

اور آپ کو بتاؤں یہ امامہ کون سی لڑکی ہے......؟ ایک تعارف اس کا ایسا سنانا چاہتا ہوں کہ کبھی بھی امامہ آپ کو نہیں بھولے گی، حضرت فاطمہؓ کی وفات کا وقت آیا، تو حضرت فاطمہؓ کی وفات کے وقت حضرت علیؓ سرہانے بیٹھ کر رونے لگے...... حضرت فاطمہؓ نے پوچھا علیؓ! کیوں روتے ہو، فرمایا اس لئے کہ تیری وفات کے بعد تیرے جیسی خدمت والی عورت مجھے نہیں ملے گی، حضرت فاطمہؓ نے فرمایا علیؓ! اگر میری جیسی لڑکی چاہتا ہے...... تو میری وفات کے بعد میری بھانجی (زینب کی لڑکی) امامہؓ کے ساتھ نکاح کرنا...... وہ میری طرح تیری خدمت کرے گی، چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کی دوسری شادی...... اس امامہ بنت ابوالعاصؓ کے ساتھ ہوئی، جو نبی کی نواسی تھی، تو پیغمبر کی نواسی نبی کی اہل بیت تھی، گویا کہ علی المرتضیٰؓ کو یہ مرتبہ ملا کہ ایک پیغمبر کی بیٹی، علی المرتضیٰؓ کی بیوی بنی اور دوسری نبی کی بیٹی زینبؓ، علی المرتضیٰؓ کی ساس بنی۔ اس لئے کہ زینب کی بیٹی امامہ...... علیؓ کی بیوی بنی۔ تو اب دیکھئے...... بیٹیاں دو ہیں پیغمبر کی...... ایک زینبؓ سب سے بڑی بیٹی وہ علیؓ کی ساس بنتی ہے...... سب سے چھوٹی نبیؐ کی بیٹی فاطمہؓ علیؓ کی بیوی بنتی ہے۔

دیکھو! اب آپ کا دشمن کتنا چالاک ہے...... کہ اس نے علیؓ کی بیوی تو آپ کو یاد

دلائی...... کہ علی کی بیوی فاطمہ ہے، لیکن ساس ماں کے درجے پہ ہوتی ہے اور نبی کی ایک بیٹی جو علیؓ کی ماں بنتی ہے، ساس ہو کر...... اس ماں کو بھلا دیا...... بیوی کو یاد رکھا...... اتنی ستم ظریفی ہے کہ علیؓ کی ماں تو تم بھلا دیتے ہو اور علیؓ کی بیوی کو تم یاد رکھتے ہو۔

میرے دوستو! حضرت زینبؓ حضور علیہ السلام کی صاحبزادی اور علی المرتضیٰؓ کی ماں ہوئی، کیونکہ ساس جو ہوتی ہے وہ ماں کے درجے پہ ہوتی ہے، ایک اور بات یاد رکھیں کہ یہ امامہ جن کا نکاح حضرت علیؓ کے ساتھ ہوا...... تو ان کے گھر میں دو لڑکے حضرت علیؓ کے پیدا ہوئے...... ایک لڑکے کا نام زید ابن علیؓ اور دوسرے لڑکے کا نام یحییٰ ابن علیؓ رکھا گیا، حضرت علیؓ کے کل پندرہ لڑکے تھے اور سترہ لڑکیاں تھیں...... توجہ کریں۔

خلفائے راشدین کی ازواج واولاد کی تعداد

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی چار بیویاں، تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کی آٹھ بیویاں تھیں...... آٹھ بیویوں کے سات لڑکے، آٹھ لڑکیاں تھیں۔

حضرت عثمان غنیؓ کی چھ بیویاں...... چھ بیویوں کی سات لڑکیاں اور آٹھ لڑکے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کی نو بیویاں تھیں...... نو بیویوں کے پندرہ لڑکے، اٹھارہ لڑکیاں اور ایک روایت میں ہے کہ سترہ لڑکیاں تھیں۔ میری بات یاد رہے گی......؟ کہ حضرت علیؓ کے پندرہ لڑکے اور سترہ یا اٹھارہ لڑکیاں تھیں۔

سیدنا حیدر کرارؓ کے صاحبزادوں کے نام

علی المرتضیٰؓ کے پندرہ لڑکوں میں......

ایک لڑکے کا نام...... حسنؓ!

دوسرے لڑکے کا نام...... حسینؓ!

تیسرے لڑکے کا نام...... محسنؓ!

ایک کا نام زید......

ایک کا نام یحییٰ......

ایک کا نام ابوبکر......

ایک کا نام عمر......

ایک کا نام عثمان......

ایک کا نام طلحہ......

ایک کا نام زبیر......

ایک کا نام معاویہ......تھا۔

ایک ضروری وضاحت

دیکھئے! آج آپ کا دشمن کہتا ہے، آج رافضی کہتا ہے کہ علیؓ اور ابوبکرؓ کا اختلاف تھا، علیؓ اور ابوبکرؓ کی دشمنی تھی، میں کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ......اگر علیؓ کا اختلاف ہوتا......اور دشمنی اور عداوت تھی......تو......

علیؓ نے اپنے بچوں کا نام......ابوبکرؓ کے نام پر کیوں رکھا......؟

علیؓ نے بچوں کا نام......عمرؓ کے نام پر کیوں رکھا......؟

علیؓ نے اپنے بچوں کا نام......عثمانؓ کے نام پر کیوں رکھا......؟

جو میرا دشمن ہو، میں اس کے نام پر اپنے بچے کا نام نہیں رکھتا، علیؓ نے اپنے بچوں کا نام دشمنوں کے نام پہ کیسے رکھ لیا......؟ ایک رافضی مجھے کہنے لگا......اس لئے رکھا تا کہ دشمن ہر وقت سامنے رہے، میں نے کہا......پھر تم اس طرح کرو......اپنے کسی بیٹے کا نام شمر رکھو، کسی کا نام یزید رکھو، کسی کا نام ابن زیاد رکھو تا کہ تمہارے دشمن ہر وقت تمہارے سامنے رہیں اور صبح سے لے کر شام تک ان دشمنوں کی پٹائی بھی کرتے رہو۔ کتنے افسوس کی بات ہے، کتنا ظلم ہے، میرے دوستو! میں بات عرض کر رہا تھا کہ حضورؐ کی بڑی بیٹی زینبؓ کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہیں۔

حضور ﷺ کی صاحبزادی رقیہؓ اور اس کی اولاد

دوسرے نمبر پر حضور کی صاحبزادی کا نام رقیہ ہے۔ یہ رقیہ حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آئیں، ان کے گھر میں حضرت عثمان غنیؓ کا ایک لڑکا پیدا ہوا، عبداللہ ابن عثمانؓ...... یہ عبداللہ حضور کا نواسہ لگا، حضورؐ کے نواسے تین ہو گئے اور ایک نواسی ہو گئی، اس عبداللہ بن عثمان کے بعد حضرت رقیہؓ کی وفات ہو گئی۔

حضور ختم الرسلؐ کی تیسری صاحبزادی

رقیہؓ کی وفات کے بعد...... ام کلثومؓ حضور کی صاحبزادی کا نکاح عثمان غنی سے ہوا، جس کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو پوری دنیا میں یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ پیغمبرؐ کے دوہرے داماد بنے۔ ان کے گھر میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔

حضور ﷺ کی چوتھی صاحبزادی اور اس کی اولاد

حضرت فاطمہؓ کا نکاح علی المرتضیٰؓ سے ہوا، ان کے گھر میں سب سے پہلی بچی پیدا ہوئی، اس کا نام حضرت فاطمہ نے اپنی بڑی بہن زینبؓ کے نام پر زینب رکھا، دوسری بچی پیدا ہوئی، اس کا نام حضرت فاطمہ نے اپنی دوسری بہن حضرت رقیہؓ کے نام پر رقیہ رکھا، تیسری لڑکی پیدا ہوئی، تیسری لڑکی کا نام تیسری بہن ام کلثوم کے نام پر ام کلثوم رکھا۔

حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادوں کے سابقہ نام

اور چوتھا لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام حضرت علیؓ نے حرب رکھا، حضورؐ آئے تو پوچھا بیٹے کا نام کیا رکھا......؟ کہا حرب رکھا! حرب کہتے ہیں لڑائی کو...... حضرت علیؓ جنگجو تھے، کہا میں چونکہ ہر وقت دشمن سے لڑائی کرتا ہوں اس لئے بیٹے کا نام بھی میں نے حرب رکھ دیا۔ حضورؐ نے فرمایا میں محمد لڑائی والا نام نہیں رکھنا چاہتا، چنانچہ حضورؐ نے حرب کا نام تبدیل کر کے بیٹے کا نام حسنؓ رکھا۔ پھر دوسرا بیٹا پیدا ہوا، اس کا نام بھی حضرت علیؓ نے حرب رکھا، حضورؐ

نے آکر پھر حسین رکھ دیا، تیسرا بیٹا پیدا ہوا...... حضرت علیؓ نے پھر ان کا نام حرب رکھا، حضورؐ نے آکر پھر ان کا نام محسن رکھا۔ تو پیغمبر کے تین یہ نواسے، تین پہلے نواسے، چھ نواسے اور ایک نواسی امامہ، اور دوسری نواسی زینب...... تیسری رقیہ، چوتھی ام کلثوم، یہ چار نواسیاں اور چھ نبیؐ کے نواسے ہوئے۔

خاندان نبوت کا ابوبکرؓ سے گہرا رشتہ ہے:

میرے دوستو! ایک بات یاد رکھیں، میں دنیائے رفض کو چیلنج کرتا ہوں کہ ابوبکر صدیقؓ کو درمیان سے نکال کر رافضی اپنے بارہ امام ثابت نہیں کر سکتے، خاندان نبوت کا ابوبکر سے گہرا رشتہ ہے، عمرؓ سے گہرا رشتہ ہے، میں سوال کرتا ہوں...... کہ آج کا رافضی کہتا ہے کہ فاطمہؓ اور ابوبکرؓ کا اختلاف تھا، فاطمہؓ اور عمرؓ کا اختلاف تھا، میں پوچھتا ہوں حضرت فاطمہؓ جب بیمار ہوئیں، تیمارداری کرنے والا کون تھا، دوائی پہچانے والے کون تھے......؟ حضرت فاطمہؓ فوت ہوئیں تو تدفین کرنے والے کون تھے......؟ یہ غسل دینے والے کون تھے......؟ کفن پہنانے والے کون تھے......؟ جنازہ پڑھانے والے کون تھے......؟ آپ کو معلوم کرنا چاہیے، حضرت فاطمہ بیمار ہوئیں، حضرت علیؓ بھی موجود ہیں، سارے لوگ موجود ہیں لیکن فاطمۃ الزہراؓ کی تیمارداری کرنے دو عورتیں گئی ہیں۔

ایک لڑکی کا نام اسماء بنت عمیس ہے۔

دوسری عورت کا نام سلمہ بنت عمیس ہے۔

اسماء بنت عمیس ...... ابوبکر صدیقؓ کی بیوی ہے۔

سلمٰی بنت عمیس ...... حضرت حمزہؓ کی بیوی ہے۔

میرے دوستو! جب فاطمہ فوت ہوگئیں تو......

اسماء بنت عمیس نے فاطمہ کو غسل دیا......

اسماء بنت عمیس نے فاطمہؓ کا کفن تیار کیا......

اسماء بنت عمیس نے...... فاطمہ کا جنازہ تیار کیا......

جو جنازہ تیار کر کے...... یعنی صدیق اکبر کی بیوی...... فاطمہؓ کی تیمارداری کرتی ہے، صدیق اکبر کی بیوی...... فاطمہؓ کو کفن پہناتی ہے، صدیق اکبر کی بیوی فاطمہؓ کا جنازہ تیار کرتی ہے اور جب وہ جنازہ مسجد نبویؐ میں لا کر رکھا گیا...... علی بھی موجود ہیں، عمرؓ بھی موجود ہیں، صدیق اکبرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا...... حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا...... علیؓ! یہ بیٹی پیغمبر کی ہے، بیوی آپ کی ہے، جنازہ آپ پڑھائیں، حضرت علیؓ نے جو جواب دیا...... وہ جواب آج دنیائے رفض کو معلوم ہونا چاہیے...... وہ جواب رافضی کی کتاب میں بھی موجود ہے، وہ جواب اہل سنت کی کتاب ترمذی شریف میں بھی موجود ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا...... اے ابوبکر! فاطمہؓ کا جنازہ آپ پڑھائیں، اس لئے کہ میں نے حضورؐ سے سنا تھا، حضورؐ نے فرمایا......

لَا یَنۡبَغِیۡ لِقَوۡمٍ فِیۡھِمۡ اَبَابَکۡرٍ اَنۡ یَّؤُمَّھُمۡ غَیۡرُہٗ......

کہ جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں کسی اور کے لئے جائز نہیں کہ وہ مصلے پہ کھڑا ہو۔

میرے دوستو! حضرت علی فرمائیں...... کہ فاطمہؓ کا جنازہ صدیقؓ پڑھائیں، اختلاف کوئی رہ سکتا ہے......؟ کوئی لڑائی رہ سکتی ہے......؟

حضرت ابوبکرؓ کی بیویوں کے نام:

اور میرے دوستو! ایک بات یاد رکھیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو درمیان سے نکال دیا جائے، تو رافضی بارہ امام اپنے ثابت نہیں کر سکتے۔ توجہ سے میری بات سمجھیں، ابوبکر صدیق...... کی چار بیویاں تھیں۔

بڑی بیوی کا نام تھا قتیلہ بنت عبد العزیٰ......

دوسری بیوی کا نام تھا حبیبہ بنت خارجہ......

تیسری بیوی کا نام تھا زینب ام رومان......

چوتھی بیوی کا نام تھا اسماء بنت عمیس۔

ایک بات اور یاد رکھیں کہ حضرت حسین جب پیدا ہوئے......

حضرت حسینؓ کو دودھ کس عورت نے پلایا......؟

حضرت حسینؓ کو کھلایا کس عورت نے......؟

حضرت حسینؓ کے سر کے......پہلی دفعہ بال کس نے مونڈے......؟

حضرت حسینؓ کو سینے کے ساتھ سب سے پہلے کس نے لگایا......؟

پرورش پہلے کس نے کی......؟

دو عورتوں نے......ایک عورت کا نام ام الفضل ہے، یہ حضرت عباسؓ کی بیوی ہے......دوسری عورت کا نام اسماء بنت عمیس ہے، یہ صدیق اکبرؓ کی بیوی ہے۔اس وقت یہ حضرت جعفر طیار کے نکاح میں تھی، یعنی حضرت حسینؓ جس وقت پیدا ہوئے......تو حضرت حسینؓ کو پہلی مرتبہ دودھ پلانے والی اسماء بنت عمیس ہے۔ جو بعد میں صدیق اکبرؓ کی بیوی بنتی ہے اور ام الفضل ہے...... جو حضرت حسینؓ کو کھلاتی ہے، حضرت حسینؓ کے سر کے بال مونڈتی ہے اور تو ابوبکرؓ کو علیؓ کا دشمن کہتا ہے......اس سے بڑی تیری جہالت کیا ہوسکتی ہے؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد اور رشتہ داریاں

ابوبکر صدیقؓ کی چار بیویاں ہیں، چار بیویوں کے......تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، بڑے لڑکے کا نام عبدالرحمان تھا......

دوسرے لڑکے کا نام عبداللہ تھا......

تیسرے لڑکے کا نام محمد تھا......

بڑی لڑکی کا نام اسماءؓ......

دوسری لڑکی کا نام عائشہ صدیقہؓ......

تیسری لڑکی کا نام ام کلثومؓ......

اور صدیق اکبرؓ کے چھ بچے ہیں۔ ان میں جو سب سے بڑے لڑکے عبدالرحمان ہیں، انہوں نے ایک جگہ شادی کی، ان کے گھر میں ایک لڑکی پیدا ہوئی...... سب سے چھوٹے لڑکے محمد ہیں، انہوں نے ایک جگہ شادی کی...... ان کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام قاسم رکھا گیا...... عبدالرحمان کی لڑکی اسماء اور محمد کے لڑکے قاسم...... ان دونوں کا آپس میں نکاح ہوا، قاسم بھی صدیقؓ کا پوتا ہے، اسماء بھی صدیقؓ کی پوتی ہے، اس پوتی اور پوتے کے نکاح کے نتیجے میں ایک لڑکی پیدا ہوئی...... اس لڑکی کا نام ام فروہ رکھا گیا......۔

حضرت جعفر صادق کا صدیق اکبرؓ سے رشتہ

یہ ام فروہ...... ابوبکرؓ کی پڑپوتی ہے، ابوبکرؓ کی پردوہتی بھی ہے، اس کا نانا بھی صدیق اکبرؓ ہے، اس کا دادا بھی صدیق اکبرؓ ہے۔ اس ام فروہ کا نکاح...... کس کے ساتھ ہوا......؟

حضرت علیؓ کے لڑکے کا نام...... حضرت حسین ہے......

حضرت حسینؓ کے لڑکے کا نام زین العابدین ہے......

زین العابدین کے لڑکے کا نام...... امام باقر ہے۔

اس ام فروہ...... صدیقؓ کی پڑپوتی، صدیقؓ کی پردوہتی کا نکاح امام باقر کے ساتھ ہوا اور اس ام فروہ کے بطن سے امام جعفر صادق پیدا ہوئے، امام جعفر صادق جس عورت کے بطن سے پیدا ہوئے...... وہ صدیق اکبرؓ کی بیٹی ہے...... اسی لیے امام جعفر صادق فرماتے ہیں......

ولدی ابو بکر مرّتین......

ابوبکرؓ نے مجھے دو دفعہ جنا......

ابوبکر میرا ددھیال ہے...... ابوبکر میرا ننھیال ہے......

اور آج کے رافضی کو دیکھو...... کہ آج کا رافضی صدیق کو اپنا دشمن کہتا ہے، امام

جعفر کو اپنا امام کہتا ہے، امام جعفر تو......

صدیقؓ کو مقتداء کہے......

صدیقؓ کو پیشوا کہے......

صدیقؓ کو اپنا باپ کہے......

صدیقؓ کو اپنا محور کہے......

اور تو فقہ جعفری کے بانی امام جعفر صادق کا نام لے کر صدیق کو گالی دے......تو میں کہوں گا......

تو صدیقؓ کا دشمن بعد میں ہے......امام جعفر صادق کا دشمن پہلے ہے......!!

میرے دوستو! ایک بات یاد رکھیں، خاندان نبوت کے ساتھ...... خلفائے راشدین کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ جس تعلق کو دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی۔

میرے دوستو! آج حضرت حسینؓ کی شہادت کا دن ہے، صبح کو......آج وہ طبقہ رو رہا ہے، جو طبقہ خود حضرت حسین کی شہادت کا ذمہ دار ہے، ایک دو باتیں یاد رکھیں، اور یہ باتیں آگے بتائیں، ان سے پوچھیں، ان کا جواب...... کہ حضرت حسین شہید کہاں ہوئے......کربلا میں......ان کی شہادت کا پورا واقعہ تو بیان نہیں ہو سکتا......وقت مختصر ہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ حضرت حسینؓ کی شہادت...... ایسی شہادتوں کی ایک کڑی ہے......حضرت عمرؓ کو جن سازشوں نے شہید کیا......انہی سازشوں نے حضرت حسنؓ کو شہید کیا......پھر عثمان غنیؓ کو شہید کیا، پھر انہی سازشوں نے حضرت علیؓ سے مدینے کا مرکز چھڑایا اور مدینے کا مرکز چھڑا کر انہی سازشوں نے حضرت علیؓ کو کوفے پہنچایا اور جب حضرت علیؓ کوفے پہنچے......تو اسی کوفہ کی جامع مسجد میں علیؓ شہید ہوئے۔ پھر اسی کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت حسنؓ کے نیچے سے مصلیٰ کھینچا گیا......پھر اسی کوفہ کے شہر میں مسلم بن عقیل کو شہید کیا گیا...... پھر اسی کوفہ کے قریب کربلا کے میدان میں حضرت حسین کو شہید کر دیا گیا...... بارہ ہزار خطوط لکھنے والوں میں...... ایک آدمی بھی نبیؐ کے نواسے کے ساتھ شہید

نہیں ہوا، یہ لوگ خود شہید کرنے والے ہیں...... کربلا کے میدان میں نبی کا نواسہ شہید ہوا۔

حضرت حسینؓ کی شہادت کے ذمہ داروں کو سزا

حضرت زینبؓ نے رو کر کہا...... او کوفیو! تم سے بڑا غدا کوئی نہیں......!

حضرت زین العابدین نے کہا...... او کوفیو! تم سے بڑا بے ایمان کوئی نہیں......!

ام کلثوم نے کہا...... تم سے بڑا ذلیل اور رسوا کوئی نہیں......!

زخمی کہتے ہیں...... ہمارے قاتل کوفی ہیں......!

او تندرست کہتے ہیں ہمارے قاتل کوفی ہیں......!

کوفہ شیعوں کا مرکز تھا اور مدینہ سنیوں کا مرکز تھا، مکہ سنیوں کا مرکز تھا......

حسین مکے میں شہید ہوتا...... ذمہ دار سنی ہوتے......

حسین مدینے میں شہید ہوتا...... ذمہ دار سنی ہوتے......

حسین شہید کوفے میں ہوا...... جو شیعوں کا مرکز تھا، اس لیے جہاں حسین شہید ہوا ذمہ دار وہ ہیں، اس لئے آج تمہیں اس شہادت کی ذمہ داری کی بناء پر اللہ نے تمہیں سزا دی ہے کہ تم قیامت تک حسین کی شہادت کے جرم میں، اس کے وبال میں...... قیامت تک اپنے ہاتھوں سے سزا اپنے سینے پر مارتے رہو گے۔ خدا نے فرمایا...... کہ مجھے بھی خدا نہ کہنا...... کہ ہاتھ بھی ان کے ہوں گے، سینے بھی ان کے ہوں گے اور ماریں گے اپنے آپ کو، فوج کے پہرے میں ماریں گے، پولیس کے پہرے میں ماریں گے، لوگوں کو کہیں گے کہ کوئی نہ روکے...... او سپاہ صحابہ والو! تم بھی نہ روکنا......! تبلیغ والو، قرآن و سنت والو! تم بھی نہ روکنا، اس لیے کہ اللہ نے نظام ایسا کر دیا کہ......

جس سینے میں بغض صدیقؓ کا تھا......

جس سینے میں بغض عمر فاروقؓ کا تھا......

جس سینے میں بغض عثمان غنیؓ کا تھا......

جس سینے میں بغض حضرت امیر معاویہؓ کا تھا......

قیامت تک وہ سینہ......اپنے ہاتھوں سے پٹتا رہے گا۔

کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو آج شیعہ کی حمایت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں......کہتے ہیں......

شیعہ سنی بھائی بھائی......یہ تیسری قوم کہاں سے آئی......!

تیسری قوم تمہاری شامت کے لئے آئی!! تیسری قوم مدینہ سے آئی اور تمہاری شامت کے لئے آئی، میں نے کہا کہ علماء دیوبند اس جماعت کا نام ہے کہ جس نے انگریزوں کو لوہے کے چنے چبوا دیے، اس وقت مکے اور مدینے میں ان دونوں کا داخلہ بند ہے......ایک فریق ہے......وہ کہتا ہے اذان کے شروع میں اضافہ کرو......

دوسرا کہتا ہے کہ آخر میں اضافہ کرو......

ایک کہتا ہے کہ قبر کو سجدہ کرو......

دوسرا کہتا ہے کہ گھوڑے کو سجدہ کرو......

ایک کہتا ہے کہ حضورؐ کے روضہ انور میں جو دو سوئے ہوئے ہیں......وہ ٹھیک نہیں ہیں......دوسرا کہتا ہے جو مصلے پہ کھڑے ہیں......وہ ٹھیک نہیں!

فرق ان دونوں میں کوئی نہیں ہے، میں نے کہا دنیائے بدعت کے علمبردارو جاؤ! ایران کے خمینی کے پاس چلے جاؤ، تمہاری مرادیں وہاں جا کر پوری ہوں گی، کتنی بڑی زیادتی ہوئی کہ رفض کے پیچھے چل کر اہل بدعت نے جھنگ کے اندر علماء دیوبند کے خلاف غلیظ زبانیں استعمال کیں......تا کہ رافضی خوش ہو جائیں۔

علمائے دیوبند نے ہر محاذ پر کفر سے مقابلہ کیا

لیکن ایک بات یاد رکھیں......علمائے دیوبند نے ہر محاذ پر، ہر کفر کا مقابلہ کیا ہے، علمائے دیوبند نے ایک صد بیس سال کے عرصے میں انگریز کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکا،

قادیانیت کا جنازہ نکلا، رافضیت کا جنازہ نکلا...... اہل شرک وکفر کا جنازہ نکالا، آج ساری کفر کی طاقتیں جمع ہو جائیں...... قاسم نانوتویؒ کے فرزند ہر دشمن کے مقابلے کے لئے تیار ہیں۔اس لیے ریاست علی ظفر بجنوری نے کہا......

اس وادیٔ گل کا ہر ذرہ خورشیدِ جہاں کہلایا ہے
جو رند یہاں سے اٹھا ہے وہ پیر مغاں کہلایا ہے
اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوارِ چمن سے زنداں تک
سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

میرے دوستو! آپ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، آپ کی قوت کی بڑی ضرورت ہے، آپ کی تنظیم کی بڑی ضرورت ہے، وہ وقت آرہا ہے کہ جب آپ کو منظم ہو کر اسلام کے دشمنوں کے خلاف کام کرنا ہوگا۔

ہم سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے غلام ہیں:

ہم اس امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے غلام ہیں، وہ عطاء اللہ شاہ بخاری! جو ہر کفر کے خلاف، ہر ستم کے خلاف جیلوں کو آباد کرنے کے لئے میدان کارزار میں اترا، جس کو پانچ سال جیل کی سزا دی گئی، تو اس عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ضمانت کرانے کے لئے لوگ گئے، تو عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جیل کی سلاخوں سے کہا تھا......

یہ قفس بھی مجھ کو عزیز ہے کچھ جی تو لوں گا قرار سے
مجھے اب چمن میں نہ لے چلو میں ڈرا ہوا ہوں بہار سے
جب چمن سے گزرے تو اے صباء تو کہنا یہ بلبلِ زار سے
او خزاں کے دن بھی قریب ہیں نہ لگانا دل کو بہار سے

وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تین سال اٹک کی جیل میں رہتا ہے، تہجد کا وقت

ہے...... بے ساختہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زبان سے یہ شعر نکلا......

زندگی کی اداس راتوں میں اک دیا سا ٹمٹماتا ہے

اے ہوا اسے بھی گل کر دے ڈھل چکی رات اب کون آتا ہے

ہم اس شیخ الہند مولانا محمود حسن کو سلام کہتے ہیں...... کہ جس شیخ الہند نے انگریز کا مقابلہ کیا، انیس سال تک انگریز کے خلاف سر پر کفن باندھ کر مقابلہ کیا، آج دیوبند کا فرزند...... دیوبند کا نام لیواء، علمائے دیوبند کا جاں نثار...... آج بھی دنیا کے ہر کفر کے خلاف، ہر بدعت کے خلاف، ہر شرک کے خلاف، ہر الحاد کے خلاف، سر پر کفن باندھ کر...... میدان میں آنے کے لئے تیار ہے۔

حضرت حسینؓ کے نقش قدم پر چلیں

حسین رضی اللہ عنہ...... کسی ایک طبقے کے نہیں ہیں۔ حضرت حسینؓ نے جو کام کر کے دنیا کے سامنے پیش کیے...... وہ کام کر کے تو دکھاؤ، حسینؓ نے قبر پہ سجدہ نہیں کیا...... حسینؓ نے تابوت پہ سجدہ نہیں کیا...... حسینؓ نے گھوڑے کے سامنے سر نہیں جھکایا...... حسینؓ نے گردن کٹا کر دنیا کو بتا دیا کہ سر کٹ سکتا ہے، مگر غیر کے سامنے جھک نہیں سکتا۔

ہمارا مطالبہ

میرے دوستو! آج ہم یہ چاہتے ہیں...... کہ پاکستان میں، جہاں دوسرے فرقوں کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر آنے کا موقع دیا جاتا ہے، اسی جگہ پر......

صدیق اکبرؓ کے یوم وفات بائیس جمادی الثانی کو ٹی وی، ریڈیو پر خصوصی پروگرام نشر کرنے چاہئیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کے یوم شہادت پیر، یکم محرم الحرام کو ریڈیو اور ٹی وی پر خصوصی پروگرام نشر ہونے چاہئیں۔

اٹھارہ ذی الحجہ کو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے دن خصوصی پروگرام نشر

ہونے چاہئیں۔

اسی طرح حضرت علیؓ کے شہادت کے دن خصوصی پروگرام نشر ہونے چاہئیں۔

آج کتنا افسوس کی بات ہے...... کہ محرم کا مہینہ آتا ہے...... تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے سارا پاکستان رافضیوں کا ہے، یہ اہل سنت کا پاکستان نہیں، اگر حضرت حسینؓ کی شہادت پر نو اور دس محرم کو چھٹی ہو سکتی ہے...... تو...... یکم محرم الحرام کو...... حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت پر...... چھٹی کیوں نہیں ہو سکتی......؟ اٹھارہ ذی الحجہ کو...... حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت پر...... چھٹی کیوں نہیں ہو سکتی......؟ بائیس رجب المرجب کو...... امیر معاویہؓ کی وفات کے دن...... چھٹی کیوں نہیں ہو سکتی......؟ اگر فوج کے اندر بہادری کے موقع پر...... نشانات حیدریؓ مل سکتے ہیں...... تو بہادری کے موقع پر...... نشان خالدؓ کیوں نہیں مل سکتا......؟ بہادری کے موقع پر...... نشان صدیقؓ، نشان فاروقؓ، نشان عثمانؓ اور نشان امیر معاویہؓ...... کیوں نہیں مل سکتا......؟

اہل سنت کے ان مطالبات پر...... تمہیں عمل کرنا ہوگا......! اگر عمل نہیں کرو گے تو اہل سنت پھر تمہارے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں......!!۔

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

ورفعنا لک ذکرک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثُ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ.

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

میرے واجب الاحترام، اوکاڑہ کے غیور نوجوانو اور دوستو...... جامعہ قاسمیہ دیپال پور روڈ کا یہ تبلیغی جلسہ ہے...... جس کا عنوان سیرت مصطفیٰؐ ہے...... حضرت مولانا

عبدالقیوم صاحب نے جیسے فرمایا ہے...... میرا پروگرام آج رات اقبال نگر میاں چنوں کے قریب تھا۔ اتفاق سے وہ پروگرام منسوخ ہوا...... اور مولانا ایثار القاسمی صاحب کا تعاقب کامیاب ہوا اور انہوں نے ایسا تعاقب کیا کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں...... اللہ تعالیٰ کی عنایت اور قدرت ہے کہ صبح یا رات تک یہ پروگرام ذہن میں نہیں تھا۔ وہاں کئی لوگ آتے ہیں۔ دو دو دن کے بعد مایوسی سے جانا پڑتا ہے وقت نہیں ہوتا لیکن یہ پروگرام یہاں کے دوستوں کی دعا اور بہت زیادہ کھچاؤ یا تعاقب کا نتیجہ ہے۔

ہر موضوع کی علیحدہ اہمیت ہے

حضورؐ کی سیرت کا جہاں جلسہ ہوتا ہے وہاں بہت احتیاط سے اور بہت ہی زیادہ توجہ سے گفتگو کرنی پڑتی ہے......

حضورؐ کی آمد ایک علیحدہ موضوع ہے۔ آپ کی سیرت علیحدہ موضوع ہے...... آپ کا حسن علیحدہ موضوع ہے۔ آپ کا کردار علیحدہ موضوع ہے۔ آپ کا آنا علیحدہ موضوع ہے...... جانا علیحدہ موضوع ہے۔

مکہ کی چالیس سالہ (قبل از نبوت) زندگی علیحدہ موضوع ہے۔ بچپن علیحدہ موضوع ہے۔ لڑکپن علیحدہ موضوع ہے۔ جوانی علیحدہ موضوع ہے تیرا سال کی کی مکی زندگی علیحدہ موضوع ہے۔ دس سال کی مدنی زندگی علیحدہ موضوع ہے۔

حیرت انگیز نکات

اور ان موضوعات پر دنیا کے بڑے بڑے لوگوں نے قلم اٹھایا ہے اور حیرت انگیز نکات دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں...... مولانا مناظر احسن گیلانی نے النبی الخاتم کتاب لکھی...... اس کتاب میں ساڑھے چار سو عنوانات ہیں۔ کتاب کے صفحے ہیں ڈیڑھ سو لیکن عنوانات کتنے ہیں؟ ساڑھے چار سو۔ عطاء اللہ شاہ بخاری فرماتے تھے کہ ان ساڑھے چار سو عنوانات میں ہر عنوان پر میں چار گھنٹے تقریر کر سکتا ہوں...... جامعیت دیکھو اس کتاب کو

مولانا مناظر احسن گیلانی نے شروع ایسے کیا کہ میں حیران ہوا۔ میرے دوستوں کو معلوم ہے کہ میں نے سیرت النبیؐ پر ایک کتاب چار سو صفحے کی آج سے چھ سات سال پہلے لکھی تھی۔ اس لئے مجھے سیرت النبیؐ کی تقریباً اللہ کی توفیق سے اردو اور عربی کی تمام کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو میں نے جب اس کتاب کے ابتدائی صفحوں کو پڑھا تو میں حیرت میں گم ہو گیا۔ انہوں نے حضورؐ کی آمد کا نقشہ کھینچا ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ

''یوں آنے کو تو سب آئے......لیکن جو بھی آیا وہ جانے کے لئے آیا لیکن مکہ میں ایک ایسا آیا جو آنے کے لئے آیا......وہ آیا تو آتا چلا گیا......وہ بڑھا تو بڑھتا چلا گیا......وہ پھیلا تو پھیلتا چلا گیا......وہ اٹھا تو اٹھتا چلا گیا......وہ چڑھا تو چڑھتا چلا گیا......وہ گھوما تو گھومتا چلا گیا''......

حکیم الاسلام کی نکتہ آفرینی

حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی نے ''آفتاب نبوت'' کتاب لکھی ہے۔ بے مثال کتاب ہے۔ سراجاً منیراً کی تشریح پر کئی صفحات لکھ دیے ہیں انہوں نے لکھا حضورؐ کی ولادت دو مرتبہ ہوئی۔ میں بھی حیران ہوا آپ بھی حیران ہوں گے......ولادت تو ایک ہی مرتبہ ہوئی لیکن انہوں نے لکھا کہ حضورؐ کی ولادت دو مرتبہ ہوئی۔ ایک ولادت جسمانی۔ ایک ولادت روحانی ہوئی ولادت جسمانی اس وقت ہوئی جب آپ کا وجود دنیا میں آیا اور ولادت روحانی اس وقت ہوئی جب آپ کے سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا۔ یہ نبی کی آمد کا نقشہ ہے۔

لیکن جب میں فانی بدایونی سے پوچھتا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ حضورؐ کو خطاب کر کے کہ

بدلا ہوا تھا رنگ گلیوں کا تیرے بغیر
اک خاک سی اڑی ہوئی سارے چمن میں تھی

وہ نبیؐ کی آمد کا نقشہ ہے۔

لیکن میں جب مولانا ظفر علی خان کے دروازے پر جاتا ہوں تو ظفر خان کہتا ہے:

دیار یثرب میں گھومتا ہوں نبی کی دہلیز چومتا ہوں
شراب عشق پی کر میں جھومتا ہوں رہے سلامت پلانے والا

اور جب یہی بات میں مولانا حسین احمد مدنی سے پوچھتا ہوں تو مولانا حسین احمد مدنی جس انے اٹھارہ سال نبی کے روضے پر بیٹھ کر حدیث پڑھائی ہے۔اس کو انگریز کے حکم سے مدینہ منورہ سے جب گرفتار کیا گیا تو اس نے گنبد خضریٰ کو خطاب کر کے کہا تھا کہ

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر
سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابوذرؓ
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبہ بلالؓ

ماہر القادری سے میں نے پوچھا تو ماہر القادری نے کہا

وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کے لئے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمہ داؤدؑ میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریہ یعقوبؑ میں جن کا فسانہ تھا
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادی بطحیٰ
وہ آئے جن کے قدموں کے لئے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرش اعظم پر اجالا تھا

کلام اللہ کی حیرت انگیز جامعیت

لیکن جب میں نے چودہ سو سال کے شعراء کو دیکھا خطباء کو دیکھا......آئمہ کو دیکھا...... پیروں کو دیکھا...... اولیاء کو دیکھا...... اقطاب کو دیکھا......حتیٰ کہ ابو طالب کو

دیکھا...... حتیٰ کہ میں نے عتبہ عتیبہ کو دیکھا...... حتیٰ کہ میں نے نبی کے دشمنوں کو دیکھا...... پیغمبر کے ثناخوانوں کو دیکھا...... نبی کے مدح خوانوں کو دیکھا...... میں نے قصیدوں کو پڑھا...... میں نے شعراء کے کلام کو پڑھا...... میں نے ادیبوں کے جملوں کو پڑھا، میں نے ہر کتاب کو دیکھا...... تو جب ساری کتابوں کو میں دیکھ چکا تو اس ساری تاریخ کا...... سارے جملوں کا خلاصہ مجھے قرآن کے ایک لفظ میں نظر آیا...... **ورفعنا لک ذکرک**......

تو ساری کتابوں کا خلاصہ قرآن ...... اور قرآن نے پیغمبر کی ہر بات کا ذکر کیا ہے...... اور اعجاز جو رسول اللہ کا ہے وہ قرآن کے ہر جملے سے ظاہر ہے...... قرآن کی ہر بات سے نبی کا اعجاز ظاہر ہے...... نبی کا کمال ظاہر ہے...... اگر اس چیز پر گفتگو کی جائے...... تو بڑی گفتگو ہو سکتی ہے......

آدم کا کمال۔ کملی والے میں، نوح کا کمال کملی والے میں۔ زکریا کا کمال کملی والے میں...... اور عیسیٰ و موسیٰ کے کمالات کملی والے میں...... یہ علیحدہ داستان ہے...... یہ علیحدہ موضوع ہے...... یہ علیحدہ بات ہے...... لیکن آپ دیکھئے کہ قرآن نے لفظ کتنا جامع کہا کہ **ورفعنا لک ذکرک**

قرآن کی طرح اور کتب کیوں نہیں

اے پیغمبر ہم نے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا۔ تیرے نام کو اونچا کر دیا۔ تیری بات کو اونچا کر دیا...... ذکر اور نام...... اور بات اور پیغام اس وقت اونچی ہو گئی...... کہ جس وقت پیغمبر پر قرآن اترا...... قرآن کے اترنے کی شان اور ہے...... کہ تورات کے آنے کی شان اور ہے...... زبور کے آنے کی شان اور ہے...... انجیل کے آنے کی شان اور ہے۔ یہ نبی کی وجہ سے ہے...... کتابیں آسمانوں سے چار اتریں...... لیکن بتاؤ...... جس طرح قرآن اترا۔ اسی طرح باقی کتابیں کیوں نہیں اتریں......؟ جس طرح قرآن محفوظ ہوا اسی طرح باقی کتابیں محفوظ کیوں نہیں ہوئیں......؟ جس طرح قرآن جامع ہے اسی طرح باقی کتابیں جامع کیوں نہیں......؟

جس طرح قرآن کے ایک لفظ پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں...... دس گناہ معاف ہوتے ہیں...... دس درجے بلند ہوتے ہیں...... باقی کتابوں کو یہ اعجاز کیوں نہیں ملا؟ جس طرح قرآن معجزہ آج بھی زندہ ہے...... باقی معجزے آج تک کیوں زندہ نہیں ہیں......؟ میرے دوستو!...... موسیٰؑ کے معجزات آج موجود نہیں...... عیسیٰؑ کے معجزات آج موجود نہیں...... ابراہیمؑ کا آج معجزہ موجود نہیں...... اور حضرت داؤدؑ کا معجزہ آج موجود نہیں...... تمام انبیاء کے معجزے نبیوں کے ساتھ چلے گئے...... لیکن ایک کالی کملی والا ہے...... کہ جس کا معجزہ قرآن آج پوری کائنات میں چمک رہا ہے......

دیکھئے...... تورات کا اترنے کا وقت آیا...... تو اللہ نے موسیٰ سے فرمایا...... کہ اے موسیٰؑ...... تو طور پہاڑ پر جا۔ میں تجھے کتاب وہاں دوں گا...... اور زبور اترنے کا وقت آیا تو حضرت داؤدؑ سے کہا...... کہ اپنے عبادت خانہ میں رہو اور انجیل اترنے کا وقت آیا...... تو عیسیٰؑ سے کہا...... کہ اپنے عبادت خانہ میں رہو...... تو دیکھئے...... تین نبیوں کو پابند کر دیا گیا...... جگہ کے لئے...... جہاں کتاب اترنی ہے...... وہاں پابند کر دیا گیا......

لیکن ایک کالی کملی والا ہے...... کہ جس کو پابند نہیں کیا گیا...... بلکہ میرا نبی مکہ میں تھا...... تو قرآن پیچھے مکہ میں آگیا...... میرا نبی مدینہ میں تھا...... قرآن مدینے میں آگیا...... میرا نبی پہاڑ پہ...... قرآن پہاڑ پہ...... میرا نبی بازار میں...... قرآن بازار میں میرا گلی میں...... قرآن گلی میں...... میرا نبی بدر میں...... قرآن بدر میں...... نبی احد میں...... قرآن احد میں...... نبی خیبر میں قرآن خیبر میں۔ نبی خندق میں قرآن خندق میں...... نبی تبوک میں قرآن تبوک میں...... نبی عشیرہ میں قرآن عشیرہ میں...... نبی فتح مکہ میں قرآن فتح مکہ میں...... نبی صلح حدیبیہ میں قرآن صلح حدیبیہ میں...... اور میرا نبی عائشہؓ کے بستر پہ قرآن بھی عائشہؓ کے بستر پہ...... اور یہی سارا معنیٰ اس آیت میں بند ہے...... **ورفعنالک ذکرک**

نبی کا ذکر اونچا کرنے کا مطلب

اے نبی ہم نے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا...... نبی کا ذکر اونچا لاؤڈ سپیکر کے

ذریعے ہوا......؟ یا پہاڑ کی چوٹی پہ ہوا......؟ یا آسمان کے اوپر ہوا......؟ ذکر اونچا کرنے کا مطلب کیا ہے......؟ اونچا نام لینے کا مطلب کیا ہے......؟ ذرا توجہ کر...... میں تجھے نبی کے ذکر اونچے کی یہ داستان بتانا چاہتا ہوں...... کہ نبی کا ذکر اونچا کیسے ہوتا ہے۔ آدم پیدا نہیں ہوئے تھے...... نبی کا ذکر ہو رہا تھا...... جنت سے آدمؑ آئے تھے...... نبی کا ذکر ہو رہا تھا...... نوح طوفان سے نکلے تھے...... نبی کا ذکر ہو رہا تھا...... ابراہیمؑ نے کعبہ کی دیواروں کو کھڑا کیا تھا۔ نبی کا ذکر ہو رہا تھا...... آتش نمرود سے ابراہیمؑ نکلے تھے...... نبی کا ذکر ہو رہا تھا...... کعبہ کو ابراہیم نے بنایا تھا...... نبی کا ذکر ہو رہا تھا...... عیسیٰؑ نے سیاحت کی تھی...... نبی کا ذکر ہو رہا تھا...... موسیٰؑ نے مقابلہ فرعون کا کیا تھا...... نبی کا ذکر ہو رہا تھا...... یوسف کے حسن کو دیکھا گیا...... تو محمد کا ذکر ہو رہا تھا...... یعقوبؑ کے صبر کو دیکھا گیا...... تو محمدؐ کا ذکر ہو رہا تھا...... اور اگر اس حقیقت کو تو نہیں جانتا...... تو پھر اس بات کو ضرور جان...... کہ اللہ نے فرمایا کہ اے پیغمبرؐ میں نے تیرے ذکر کو اتنا اونچا کر دیا...... کہ جہاں خدائی میں میرا ذکر ہے...... وہاں تیرا ذکر ہے...... جہاں میرا نام ہوگا...... وہاں تیرا نام ہوگا...... مشرق میں میرا نام...... مشرق میں تیرا نام...... شمال میں میرا نام...... شمال میں تیرا نام...... جنوب میں میرا نام جنوب میں تیرا نام...... آسمانوں پہ میرا نام...... آسمانوں پہ تیرا نام...... اور تو اور اذان میں میرا نام...... اذان میں تیرا نام...... تکبیر میں میرا نام...... تکبیر میں تیرا نام...... درود میں میرا نام...... درود میں تیرا نام...... نماز میں میرا نام...... نماز میں تیرا نامؐ......

ساری کائنات کی ایک ایک جگہ پہ جہاں میرا نام ہوگا وہاں تیرا نام ہوگا۔

تورات میں میرا نام...... تورات میں تیرا نام......

انجیل میں میرا نام...... انجیل میں تیرا نام......

زبور میں میرا نام...... زبور میں تیرا نام......

قرآن میں میرا نام...... قرآن میں تیرا نام۔

مشرق و مغرب میں شمال و جنوب میں، تحت الثریٰ سے عرش معلّٰی تک پوری دنیا میں جہاں میرا نام ہوگا وہاں تیرا نام ہوگا اس لئے کہ

تکبیر میں کلمے میں نمازوں میں اذاں میں
ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمدؐ
فرماتے تھے آدم کہ مجھے خُلدِ بریں میں
لکھا ہوا طوبیٰ پہ ملا نامِ محمدؐ

سارا اسلام اسی میں بند ہے

قرآن نے اسی کو کہا ورفعنا لک ذکرک اے پیغمبر ہم نے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا تیری بات کو اونچا کر دیا تیرے نام کو اونچا کر دیا جب میں نے اس پر غور کیا تو میں نے دیکھا کہ سارا اسلام اسی میں بند ہے۔ ساری بات اسی میں بند ہے۔ ساری حقیقت اسی میں پوشیدہ ہے کہ آدم جنت سے آئے وفات کا وقت آیا آدمؑ نے فرمایا بیٹا شیثؑ! میں دنیا سے جا رہا ہوں میرے جانے کے بعد کسی چیز کی ضرورت پڑے تو خدا سے مانگا کر دعا قبول نہ ہو تو محمدؐ کا نام لے لیا کر۔ نبی پہ درود پڑھ دیا کر۔ یہ بات شمائل رسول علامہ یوسف بن اسماعیل سھانی کی کتاب جو بیروت اور مصر سے چھپی ہے۔ اس میں یہ روایت موجود ہے کہ آدمؑ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا جب دعا قبول نہ ہو تو محمدؐ پر درود پڑھ دیا کر۔ تو شیث نے کہا ابا جان! میں نے تو محمدؐ کا نام آج سنا ہے۔ محمدؐ کون ہے؟ آدمؑ نے فرمایا بیٹا! میں جنت سے آیا ہوں میں نے جنت کا کوئی درخت ایسا نہیں دیکھا جس درخت کے پتے پہ محمدؐ کا نام نہ لکھا ہو۔ اور اسی کو قرآن نے کہا۔ ورفعنالک ذکرک

اے پیغمبر ہم نے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا۔ اور ذکر اونچا کہاں کہاں ہوتا ہے۔ قرآن کی اس آیت پر غور کرو واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لَمَآ اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ایک جلسہ تم نے کیا ایک جلسہ میں نے کیا ایک جلسہ 11 ستمبر کو ہوا۔ ایک جلسہ 6 ستمبر کو ہوا۔ اس جلسے کی کاروائی ٹیلی ویژن میں آئی اخبار میں آئی ریڈیو میں آئی جلسے ہوتے رہے۔ لیکن ایک وہ جلسہ تھا جب شجر و حجر نہ تھے جب شمس و قمر نہ تھے جب شمال و

جنوب نہ تھے جب مشرق و مغرب کی یہ کیفیت نہ تھی۔ جب سمندر نہ تھے، جب ندی نالے نہ تھے۔ جب آسمان نہ تھے، جب نبی نہ تھے، جب ولی نہ تھے جب قطب نہ تھے، جب ابدال نہ تھے، جب کچھ بھی نہ تھا ایک جلسہ اسی وقت ہوا اس جلسے کے سامعین ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی روحیں تھیں اور مقرر خدا تھا اور موضوع مصطفیٰؐ تھا۔ قرآن تو کھول، قرآن کیا کہتا ہے۔ **واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیّین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمہ......** اے نبیوں کی روحو! میں آج تمہارے سامنے ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ کا انبیاء و رسل سے میثاق

ایک ریزلیوشن تمہارے سامنے لانا چاہتا ہوں قرارداد کیا ہے۔ قرارداد محمد مصطفیٰؐ کی ہے۔ ان نبیوں کی روحوں کا اجتماع ہے۔ اللہ تعالیٰ خطیب کے طور پر موجود ہے اور اللہ تعالیٰ ان نبیوں کی روحوں کو کہتا ہے کہ **لما اٰتیتکم من کتاب و حکمہ......** میں تمہیں کتاب دوں گا، میں تمہیں نبوت دوں گا کیا شرط ہے؟ شرط یہ ہے کہ **ثم جاء کم رسول** تمہارے بعد ایک رسول آئے گا **مصدق لما معکم**۔ وہ تمہاری تصدیق کرے گا۔ **لتومنن به ولتنصرنه** تم اقرار کرتے ہو کہ وہ محمدؐ واقعی نبی ہو گا شمس و قمر بھی نہ ہوا اور شمال و جنوب بھی نہ ہو۔ آسمان بھی نہ ہو۔ اور انبیاء نہ ہوں۔ صلحاء نہ ہوں اقطاب نہ ہوں، ابدال نہ ہوں اور ایسے وقت میں جلسہ ہو رہا ہو ذکر بھی محمدؐ کا چھیڑ گیا ہو تو پھر میں کیوں نہ کہوں **ورفعنا لک ذکرک**

جب کائنات میں کچھ بھی نہ تھا پھر ذکر اسی نبی کا تھا تو پھر قرآن کہتا ہے **لتومنن به ولتنصرنه** ایمان لاتے ہو کہ ہم محمدؐ کو مانتے ہیں۔ تو سب نبیوں نے کہا...... بلکہ اللہ نے ان سے اقرار لینا چاہا...... **قال ء اقررتم** تم اقرار کرتے ہو **واخذتم علیٰ ذالکم اصری** میری اس بات پر پکے ہو...... تو سب نبیوں کی روحوں نے کہا...... **اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین**...... نبیوں نے اقرار کیا...... کہ واقعی محمدؐ ہمارا نبی ہے...... اللہ نے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ...... محمدؐ صرف تمہارا نبی نہیں...... شمس و قمر کا نبی ہے...... آسمان و زمین کا نبی

ہے اسی کو قرآن نے کہا...... ورفعنا لک ذکرک...... اے پیغمبر ہم نے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا...... ہم نے تیرے نام کو اونچا کر دیا۔ ہم نے تیری بات کو اونچا کر دیا۔

ایک سوال کا جواب

ایک آدمی نے پشاور کے جلسے میں...... مجھے کہا...... فاروقی صاحب اگر حضورؐ نے ہی آنا تھا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو لانے کی کیا ضرورت تھی......؟ آدم کو جنت سے نکالنے کی کیا ضرورت تھی......؟

نوحؑ کا طوفان لانے کی کیا ضرورت تھی......؟ ابراہیم کو آتش نمرود میں ڈالنے کی کی ضرورت تھی......؟ اسماعیل کو چھری کے نیچے لانے کی کیا ضرورت تھی......؟ موسیٰؑ کو فرعون سے مقابلہ کرانے کی کیا ضرورت تھی......؟ عیسیٰؑ کو جیل میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی......؟

حضورؐ نے آنا تھا...... حضور آجاتے...... میں نے کہا حضورؐ نے آنا تھا...... قرآن پاک کی اس آیت میں موجود ہے...... کہ حضور کا ذکر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں سے پہلے ہو چکا ہے...... حضور کو لانے سے پہلے خدا راستہ بنانا چاہتا تھا...... خدا محفل کو سجانا چاہتا تھا...... خدا بدل کو آراستہ کرنا چاہتا تھا...... خدا زیبائش کرنا چاہتا تھا...... آرائش کرنا چاہتا تھا...... دنیا کو سجانا چاہتا تھا...... جب جلسہ شروع ہوتا ہے...... تو چھوٹے چھوٹے مقرر آتے ہیں...... اور آخر میں خطیب دوسرا آتا ہے...... میں نے پشاور کے جلسے سے کہا...... آپ ایک جلسہ کرانا چاہتے ہیں...... اس جلسے میں عطاء اللہ شاہ بخاری کا نام اشتہار میں لکھتے ہیں...... اشتہار بہت بڑا ہے...... سب سے موٹا نام عطاء اللہ شاہ کا ہے...... اس کے نیچے چالیس پچاس چھوٹے چھوٹے مقرروں کا ہے...... جلسہ چوک یادگار میں شروع ہوا...... دور سے لوگوں نے دیکھا...... کہ عطاء اللہ شاہ کہیں نظر نہیں آتے...... میں منتظم سے پوچھتا ہوں...... کہ جناب تقریر عطاء اللہ شاہ کی ہے لیکن عطاء اللہ شاہ کہیں نظر نہیں آتے...... مجھے منتظم کہتا ہے...... کہ یار واقعی بات ٹھیک ہے...... کہ اصل عطاء اللہ شاہ کی تقریر ہے...... لیکن چونکہ مجمع

کو بلانے کے لئے...... محفل کو سجانے کے لئے...... بزم کو آراستہ کرنے کے لئے...... ان چھوٹے چھوٹے خطیبوں کو...... چھوٹے چھوٹے مقرروں کو وقت دیا...... اور جب رات کے بارہ بج جاتے ہیں...... مجمع شباب پہ آجاتا ہے...... تو اس وقت آخری خطیب کو لایا جاتا ہے...... اور جس طرح عطاء اللہ شاہ کا نام اشتہار پر ہے...... اس لئے سارے شہر میں یہ مشہور ہوتا ہے کہ فلاں چوک میں عطاء اللہ شاہ کی تقریر ہے...... اور ہر مقرر آ کر یہ کہتا ہے...... کہ اصل تقریر تو عطاء اللہ شاہ کی ہے...... میں تھوڑی دیر کے لئے آیا ہوں......! جس وقت اللہ نے فطرت کا اشتہار شائع کیا...... اس فطرت کے اشتہار پر سب سے موٹا نام آمنہ کے لال کا لکھ دیا...... اور نیچے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا نام بطور مقرر لکھ دیا...... اور جب یہ جلسہ شروع ہوا...... اور جس طرح چھوٹا مقرر کہتا ہے...... کہ اصل تقریر عطاء اللہ شاہ بخاری کی ہے...... اسی طرح ہر نبی نے کہا...... اصل میں تو محمدؐ نے آنا ہے......

آؤ! ابراہیمؑ سے پوچھو...... ربنا وابعث فیھم رسولا کا کیا معنی ہے......؟ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا کیا معنی ہے......؟ ہر نبی نے کہا اصل میں محمدؐ نے آنا ہے...... ہر نبی نے یہ اعلان کیا...... جس طرح اشتہار پر سب سے موٹا نام آمنہ کے لال کا ہے۔ ہر آدمی متوجہ ہوتا ہے...... کہ وہ خطیب کب آئے گا...... جس کا نام سب سے موٹا ہے۔

پوری کائنات آقا کی منتظر تھی

اسی طرح کائنات متوجہ تھی...... آسمان منتظر تھا...... فرشتے منتظر تھے...... زمین منتظر تھی...... پہاڑ منتظر تھے...... دریا منتظر تھے...... شمس و قمر منتظر تھے...... ستارے منتظر تھے...... وادیاں منتظر تھیں...... کہ وہ خطیب کب آئے گا......؟ وہ امام کب آئے گا...... وہ لبیب کب آئے گا...... وہ ادیب کب آئے گا...... لیکن جب یہ مجمع عنفوان شباب پر پہنچا...... جب یہ جلسہ عروج پر پہنچا...... محفل جم چکی...... آرائش ہو چکی...... بزم ہو چکی...... آدم آچکے...... موسیٰؑ آچکے...... عیسیٰؑ آچکے...... فرعون کا مقابلہ ہو چکا...... جب عیسیٰؑ کو

سیاحت کے لئے بھیجا...... ابراہیمؑ دعا کر چکے...... اسماعیل کعبہ بنا چکے...... جب ابراہیم دیواروں کو کھڑا کر چکے...... جب عیسیٰ سیاحت کر چکا...... جب یوسف حسن چمکا چکا...... جب سلمان ہواؤں میں اڑ چکا...... مجمع جب عروج پر تھا...... تو آخر میں مکہ اور مدینہ کے اس خطیب کو لایا گیا...... جس کے لئے کائنات فطرت کا یہ جلسہ بلایا گیا تھا...... اسی کو قرآن نے کہا...... ورفعنا لک ذکرک اے پیغمبر ہم نے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا۔ صرف قرآن نے کہا......؟ نہیں اس کی تشریح اقبال سہیل نے کی ہے...... ہندوستان کا سب سے بڑا شاعر ہے...... اقبال سہیل وہ بالکل یہی نقشہ کھینچتا ہے...... کہتا ہے......

کتاب فطرت کے سر ورق پہ جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح وقلم نہ ہوتا
تیرے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
بارگاہ ازل سے تیرا خطاب خیر الامم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخشے نگاہ عرفان اگر چراغ حرم نہ ہوتا

آیئے...... میں اور آپ مل کر شاعر مشرق کے دروازے پر جاتے ہیں تو شاعر مشرق نے بھی اسی حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے...... اقبال کی بات اگر تم سمجھو تو میں بتاتا ہوں...... اقبال نے یہی فلسفہ بیان کرتا ہے...... اقبال نے تو اتنی خوب صورت بات کہی...... کہ جو اس موضوع پہ فٹ آتی ہے...... اقبال نے کہا......

یہ پھول نہ ہوتا تو کلیوں کا تبسم بھی نہ ہوتا
یہ گل نہ ہوتے بلبل کا ترنم بھی نہ ہوتا
نبض ہستی میں یہ غنچے بھی پریشاں ہوتے
رخت وبردوش پہ یہ سب دست وگریباں ہوتے
خیمہ افلاک میں پھر سے تشتت ہوتا

بزم توحید کے نعروں میں تردد ہوتا
نہ دشت وجبل توحید کے حدی خواں ہوتے
نہ مزین تیرے ذکر سے بیاباں ہوتے
حصول وحی میں موسیٰ طور پر پہنچے
پر کیا عجب جو وحی تیرے حضور پر پہنچے

اور ایک بہت بڑی خوبصورت بات اقبال نے کہی ہے......وہ کہتا ہے......

تجھ سا نہیں پایا کوئی چشم فلک نے
ناز کیا تیری آمد پہ مالک نے ملک نے

اور قرآن نے اسی کو کہا **ورفعنا لک ذکرک**......

یوسفؑ کو دیکھنے والیوں کا انجام

اصل میں آمنہؓ کے لال نے آنا ہے......راستہ بن رہا ہے اور راستہ جب بنا......تو راستہ ایسے بنا......حسنِ یوسف کو دیدیا گیا......اس کو دیکھنے والی عورتوں نے انگلیاں کٹادیں تو حضرت عائشہؓ کو یہ کہنا پڑا کہ حضرت یوسف کو دیکھنے والی نے انگلیاں کٹادیں......لیکن جنہوں نے میرے محمدؐ کو دیکھا......انہوں نے گردنیں کٹادیں...... یہ حسن اس لئے دیا گیا تھا......تاکہ نظارہ وہ سکے...... تاکہ بات بن سکے...... سلمان کی سواری ہواؤں میں اڑی......دنیا مبہوت ہوگئی......لیکن اللہ نے میرے محمدؐ کی سواری وہاں پہنچائی جہاں جبرائیل بھی نہیں پہنچ سکا......

ٹھیک ہے موسیٰؑ نے دعا مانگی...... **رب ارنی**......میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں......لیکن اللہ نے فرمایا...... **لن ترانی**......تو نہیں دیکھ سکتا......

لیکن جب میرے محمدؐ کی باری آئی......تو میرے نبی کو کہنا پڑا......جبرائیل غلام بن کر دروازے پر آتا ہے......اور آکر کہتا ہے اے اللہ کے نبی جس عرش پہ آج تک کوئی نہیں جاسکا......اسی عرش پر آج خدا نے تیری دعوت کر رکھی ہے...... **ورفعنا لک ذکرک** یہ

ٹھیک ہے کہ موسیٰ نے دعا مانگی...... رب اشرح لی صدری ......اے اللہ! میرا سینہ کھول دے...... لیکن جب میرے محمدؐ کی باری آئی تو میرے نبی کو کہنا نہیں پڑا...... کہ میرا سینہ کھول دے۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے کھول دیا......ورفعنا لک ذکرک......

قرآن میں مدح رسولؐ

آؤ......! میں اور آپ مل کر قرآن سے سوال کرتے ہیں...... کہ اے قرآن تو نے میرے محمدؐ کے ذکر کو کتنا اونچا دکھایا ہے......

تو قرآن نے محمدؐ کی ہر ادا کا ذکر کیا...... نبی کی ہر بات کا ذکر کیا

پیغمبر کے چہرے کا ذکر کیا...... نبی کی زلفوں کا ذکر کیا......

توجہ کر...... پیغمبر کی زلفوں کا ذکر آیا...... قرآن نے والیل کیا......

نبی کے چہرے کا ذکر آیا...... قرآن نے والضحی کہا......

نبی کے سینے کا ذکر آیا...... قرآن نے الم نشرح لک صدرک کہا......

پیغمبر کی چادر کا ذکر آیا...... قرآن نے یا ایها المزمل کہا......

نبی کے شہر کا ذکر آیا...... قرآن نے لا اقسم بهذا البلد کہا......

نبی کے زمانے کا ذکر آیا...... قرآن نے والعصر کہا......

پیغمبر کے کردار کا ذکر آیا، قرآن نے لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة کہا

پیغمبر کے اخلاق کا ذکر آیا...... قرآن نے انک لعلیٰ خلق عظیم کہا......

پیغمبر کے کمبل کا ذکر آیا...... قرآن نے یا ایها المدثر کہا......

پیغمبر کے معراج کا ذکر آیا...... قرآن نے سبحن الذی اسری بعبده کہا

نبی کی ختم نبوت کا ذکر آیا قرآن نے ولکن الرسول الله وخاتم النبین کہا

پیغمبر کے ابوبکرؓ کا ذکر آیا قرآن نے الذی جاء بالصدق وصدق به کہا......

قرآن نے وسیجنبها الاتقی کہا...... قرآن نے وما لاحد عنده من

نعمة تجزیٰ ○ اِلَّا ابتغاء وجه ربه الاَعلیٰ کہا...... یہ صدیق کا ذکر ہے۔

پیغمبر کے سارے صحابہ کا ذکر آیا...... قرآن نے اولئک ھم المفلحون کہا...... اولئک ھم الفائزون کہا...... اولئک ھم الراشدون کہا...... اولئک کتب فی قلوبھم الایمان کہا...... اولئک ھم المؤمنون کہا...... ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ کہا......

اور قرآن نے ورضوان وجنّٰت لھم فیھا نعیم مقیم کہا......

قرآن نے اولئک الذین امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقویٰ کہا......

قرآن نے سات سو آیات میں...... صحابہ کی شان بیان ہے......

قرآن نے محمد رسول اللہ کے ساتھ جو جڑ گیا...... اس کا بھی ذکر کیا......

باقی ساری باتوں کو چھوڑو...... قرآن نے تو اس ادا کا بھی ذکر کیا...... جو مکہ میں پیغمبر سے صادر ہوئی ہے...... ادا کیا ہے......؟ پیغمبر عصر کی نماز میں قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہیں...... اس وقت قبلہ بیت المقدس تھا...... نماز کی حالت میں نبی کے دل میں خیال آتا ہے...... کہ اے کاش قبلہ بیت المقدس نہ ہوتا...... قبلہ خانہ کعبہ ہوتا...... خیال آنے کی دیر تھی......

ادھر خیال آیا...... ادھر جبرائیل کو اللہ نے فرمایا جبرئیل جلدی کر...... میرے پیغمبر کو پیغام دے...... فلنولینک قبلۃ ترضھا ...... جو خواہش تم نے نماز میں کی ہے اللہ نے اس کو پورا کر دیا ہے یہ بات خواہش کی ہے...... یہ پیغمبر کی ادا ہے......

قرآن نے اسی کو کہا ورفعنالک ذکرک......

اے پیغمبر ہم نے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا...... ہم نے تیری بات کو اونچا کر دیا۔

سیرت کا فلسفیانہ پہلو

اور میں آپ کو سیرت النبیؐ کے ایک فلسفی پہلو کی طرف تھوڑا سا اشارہ کر کے میں آگے چلنا چاہتا ہوں...... اصل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے...... راستہ بن رہا

تھا......تو اللہ نے حضور کو کس جگہ پیدا کرنا تھا......کس کی اولاد میں پیدا کرنا تھا......اس کا فیصلہ ہو چکا تھا......

ابراہیمؑ نے دعا مانگی تھی چار امتحانوں کے بعد......ربنا وابعث فیھم رسولا

اور ابراہیم کی تو دو دعائیں تھیں......ایک دعا ابراہیم نے رب ھب لی کہا تھا......ایک دعا میں وابعث فیھم رسولا کہا تھا......لیکن دونوں دعاؤں میں ابراہیم نے دو چیزیں مانگی تھیں......ایک دعا بڑی عجیب تھی......دوسری اس سے بھی عجیب تھی......دعا یہ ہے کہ اے اللہ مجھے بیٹا عطا کر......ایک سو بیس سال کی عمر ہے اور بیوی کی عمر نوے سال ہے......اس عمر میں پیغمبر دعا کر رہا ہے......رب ھب لی ۔ اے اللہ مجھے بیٹا دے دے......وہ دعا قبول ہو گئی......اسماعیل مل گیا۔لیکن دوسری دعا ہے......ربنا وابعث فیھم رسولا ......اے اللہ جس محمد کو تو نے پیدا کرنا ہے اس کو میری اولاد میں پیدا کر......

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کہتے تھے......کہ ابراہیمؑ نے خدا سے دو دعائیں مانگیں

ساری کائنات ایک طرف وہ دو دعائیں ایک طرف......

ایک دعا میں ابراہیم نے خدا سے زم زم والا مانگا اور دوسری دعا میں حوض کوثر والا مانگا۔ایک دعا میں اسماعیل مانگا اس کی ایڑی سے زم زم نکلا......لیکن اس کی ایڑی نے پوری دنیا کو بتا دیا کہ اسماعیل کی ایڑی سے زم زم کا چشمہ نکلا ہے......

لیکن جب محمدؐ آئے گا تو اس کے قدموں سے ہدایت کے چشمے نکلیں گے......

یہ بھی راستہ ہے......اسی کو قرآن کہتا ہے......ورفعنا لک ذکرک

تاریخی معلومات

یہ نبی کے آنے کا راستہ بن چکا ہے......پیغمبر کی آمد کا راستہ بنا......ابراہیمؑ کی اولاد میں دو بیٹے ہیں......ایک اسماعیل ہے ایک اسحٰق ہے......اسحٰق کی اولاد میں اٹھارہ ہزار پیغمبر پیدا ہوئے اور اسماعیل کی اولاد میں آمنہ کا لعل پیدا ہوا......اور آپ کی معلومات کے

لیے عرض کرتا ہوں...... کہ اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ اسماعیل نے رہائش آ کر عرب میں کر لی تھی......اور عرب کے اندر جتنے بڑے بڑے شہر ہیں...... ہر شہر میں اسماعیلؑ کا ایک ایک بیٹا آ کر آبادہ ہوا...... دیکھئے...... یمن میں بھی اسماعیل کا بیٹا آباد ہوا...... طائف میں بھی اسماعیل کا بیٹا آباد ہوا...... یثرب میں بھی اسماعیل کا بیٹا آباد ہوا......مکہ میں بھی اسماعیل کا بیٹا آباد ہوا...... دومۃ الجندل میں بھی اسماعیلؑ کا بیٹا آباد ہوا......تبوک میں بھی اسماعیل کا بیٹا آباد ہوا...... مصر میں بھی اسماعیل کا بیٹا آباد ہوا......اور عرب کی ایک ایک بستی میں......ایک ایک علاقے میں اسماعیل کی اولاد بڑھتی رہی۔ اتنی بڑھتی رہی...... کہ بالآخر وہ وقت آیا کہ ساری دنیا کا سردار اسی اولاد میں پیدا ہو گیا۔ یہ تو فیصلہ ہو چکا تھا...... کہ اسماعیل کی اولاد میں آمنہ کا لعل پیدا ہوگا......لیکن حضورؐ کے لانے سے پہلے اللہ نے کسی اور نبی کو کیوں نہیں بھیجا۔

بظاہر بات یہ تھی...... کہ ابراہیمؑ نے جب دعا مانگی تھی کہ اے اللہ میری اولاد میں محمدؐ کو پیدا کر......تو اسی وقت حضورؐ آ جاتے......لیکن دیکھئے جس کو ابراہیم نے مانگا تھا......وہ تو ملا کئی ہزار سال بعد......اور جس کو خود محمد رسول اللہؐ نے مانگا تھا وہ دوسرے دن آ گیا......اور مانگا دونوں نے ایک ہی جگہ پر......

ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی دیواروں کے نیچے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانگا تھا......

اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کعبہ کی دیواروں کے نیچے عمرؓ کو مانگا تھا......

ایک کئی ہزار سال بعد ملا......اور ایک دوسرے دن مل گیا......اس لئے کہ جو دوسرے دن ملا اس کا راستہ بن چکا تھا...... نبی کے پتھر کھانے سے......اور ایک کے لئے راستہ بننا تھا......اور اس کے لئے کئی ہزار سال کی ضرورت تھی۔

حضورؐ سے پہلے حضرت عیسیٰؑ کو بھیجنے کا مقصد

توجہ کیجئے! اب دیکھئے حضورؐ کے آنے سے پہلے بظاہر حالات ایسے ہیں...... کہ

اسماعیل کے بعد حضورؐ آ جاتے...... راستہ بن چکا تھا...... نبی آ چکے تھے...... صبر کی محفلیں ہو چکیں تھیں...... ایوب کا امتحان ہو چکا تھا......

یونس کا امتحان ہو چکا تھا......

اسماعیل کا امتحان ہو چکا تھا......

اسماعیل کے بعد حضورؐ ہی آتے...... لیکن اللہ نے چونکہ راستہ بنانا تھا۔ اور اس راستہ کی اطلاع پانی تھی...... تو حضور سے پہلے اس نبی کو بھیجا جس نبی کا نام عیسیٰؑ تھا...... حضورؐ کے آنے سے پہلے اسماعیل کو نہیں بھیجا بلکہ عیسیٰؑ کو بھیجا...... کیوں؟ اس لئے کہ عیسیٰؑ کا معنی مسیح ہے...... اور مسیح کا معنی سیاحت کرنے والا ہے......

اسماعیل کے بعد عیسیٰ کو اس لئے بھیجا چونکہ عیسیٰ کا معنی سیاحت کرنے والا ہے۔ تا کہ یہ سیاحت کر کے بتائے کہ محمدؐ کے آنے کا راستہ بن چکا ہے یا نہیں......؟

اور جب اللہ نے فیصلہ کر لیا کہ میں نے بھیجا اس کو سیاحت کے لئے ہے...... وہ فیصلہ اتنی جلدی میں تھا...... کہ اس بارے میں انتظار نہیں کیا...... عیسیٰ کو اتنی جلدی میں بھیجا کہ عیسیٰ کے باپ کا انتظار نہیں کیا...... اور جب عیسیٰ نے بتا دیا...... کہ ٹھیک ہے راستہ بن چکا ہے...... تو پھر اللہ نے اس کی موت کا انتظار نہیں کیا......

توجہ کیجئے! عیسیٰ کو اتنی جلدی میں دنیا میں بھیجا کہ اس کے باپ کا انتظار نہیں کیا...... اور جب انہوں نے بتا دیا کہ حضورؐ کے دنیا میں آنے کا راستہ بن چکا ہے...... تو پھر اتنی جلدی اٹھا لیا کہ اس کی موت کا انتظار نہیں کیا...... اور جو آ کر بتایا ہے...... بعد میں وہی آ کر خبر دینا چاہتا ہے...... ذرا توجہ کریں...... میں ایک گہری بات آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ دیکھئے۔ عیسیٰ نے آ کر بتایا...... کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا راستہ بن چکا ہے......

ایک مطابقتی مثال

اب دیکھئے...... آپ کے شہر اوکاڑہ میں کسی وزیر اعلیٰ نے آنا ہو۔ وزیر اعلیٰ کے

آنے سے پہلے کمشنر آئے گا...... آ کر انتظامات کا جائزہ لے گا...... اور اس کے بعد خبر دے گا...... کہ وزیر اعلیٰ کے آنے کا راستہ بن چکا ہے...... لیکن جب وزیر اعلیٰ آئے گا...... تو پھر وزیر اعلیٰ کے جانے کے بعد پھر دوبارہ کمشنر آئے گا...... کہ کوئی کام رہ تو نہیں گیا...... کوئی بات رہ تو نہیں گئی...... کسی چیز کی...... ضرورت رہ تو نہیں گئی...... تو چنانچہ عیسیٰ آئے۔ آ کر بتا دیا...... راستہ بن چکا ہے...... اللہ نے فرمایا عیسیٰ...... راستہ کی خبر تو نے دے دی...... جب محمدؐ آ جائے گا...... اس کے بعد پھر تجھے دوبارہ آنا ہوگا...... تاکہ جو کسر رہ گئی ہے...... جو انتظام رہ گیا ہے...... وہ تو نے کرنا ہے......

عیسیٰؑ کی پیدائش کے واقعات اور "بشراً سویا" کی حقیقت

توجہ کیجئے عیسیٰؑ حضورؐ کے بعد آئے...... اور قرآن کی یہ آیت ہے۔ فتمثل لها بشراً سویا ...... اس آیت کا مفہوم کیا ہے......؟ کہ حضرت مریم کے دامن میں پھونک ماری جبرئیل نے...... اور پھونک کا نتیجہ یہ تھا...... کہ عیسیٰؑ بن مریم بغیر باپ کے پیدا ہو گئے...... یہ جبرئیل کی پھونک تھی...... لیکن وہ پھونک جبرئیلؑ نے کس شکل میں ماری......؟

کیونکہ قرآن نے کہا فتمثل لها بشراً سویا وہ بشر سوی کی شکل تھی اور عربی کتابوں میں مشہور ہے...... کہ بشر سوی صرف رسول اللہ کی ذات ہے دنیا میں ...... اور کوئی ذات نہیں...... صرف محمدؐ ہے جو بشر سوی ہے...... اس لئے کہ بشر سوی کا معنی ہے...... کہ کائنات کا جو سب سے خوب صورت آدمی ہو...... اس کو عرب میں بشر سوی کہتے ہیں...... تو گویا کہ جبرئیل نے پھونک ماری...... لیکن کس شکل میں؟ بشر سوی کی شکل میں اور بشر سوی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے...... تو گویا جبرئیل نے جو مریم کے دامن میں پھونک ماری تھی وہ آمنہ کے لعل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ماری تھی......

جبرئیل محمدؐ کی شکل میں

اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں وہ پھونک لگائی گئی......تو اس پھونک کے نتیجے میں عیسیٰؑ پیدا ہوئے......تو عیسیٰؑ بمنزل بیٹے کے ہوئے......اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمنزل باپ کے ہوئے۔

اور دنیا کا اصول ہے......کہ باپ کے بعد بیٹا ہوتا ہے......اللہ نے اس بات کو پورا کرنے کے لئے بھی عیسیٰؑ کو بعد میں بھیجا......اور اس کے بعد جس وقت بیٹا باپ کے بعد آتا ہے......تو بیٹے کا یہ کام ہوتا ہے......کہ وہ باپ کا کام کرے......

عیسیٰ علیہ السلام نے بجائے اپنی نبوت کے محمدؐ کی نبوت کا کام کیا

چنانچہ عیسیٰؑ جب دنیا میں آئے......انہوں نے اپنی نبوت کا کام نہیں کیا...... انہوں نے اپنے روحانی باپ کی نبوت کا کام کیا......اور جب بیٹا کام سے فارغ ہو جاتا ہے......تو وہ باپ ہی کی آغوش میں چلا جاتا ہے...... چنانچہ عیسیٰؑ جب دنیا سے رخصت ہوں گے......ان کی قبر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں بنے گی......اور باپ کی آغوش میں جا کر سوئیں گے...... یہاں سے بھی نبی کی شان جھلک رہی ہے۔

مولانا نانوتوی اور عیسائی کا مقابلہ

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پاس ایک عیسائی آیا......اور عیسائی آ کر کہتا ہے...... کہ حضرت ہمارے پیغمبر عیسیٰؑ تو مردوں کو زندہ کر دیتے تھے......تمہارے نبی نے تو کبھی دوسرے مردے کو زندہ نہیں کیا......تو حضرت نانوتوی نے فرمایا......کہ تمہارے پیغمبر نے اگر کسی مردے کو زندہ کر لیا تو کیا کمال کیا......ایک آدمی مر جاتا ہے روح نکل جاتی ہے انسان تو ہوتا ہے جسم تو ہوتا ہے......تو اس کو زندہ کرنا کیا کمال ہے...... ہمارے نبی کو دیکھو......جس نے پتھروں کو زندہ کر دیا...... پہاڑوں سے کلمہ پڑھا دیا......درختوں سے کلمہ پڑھا دیا......

ابو جہل کی رسوائی پیغمبر کا معجزہ

میرے دوستو! نبیؐ کے دروازے پر ابو جہل آتا ہے...... اس کی مٹھی بند ہے...... ابو جہل کہتا ہے...... اے محمدؐ بتاؤ...... میری مٹھی میں کیا ہے...... حضورؐ نے فرمایا ابو جہل میں بتاؤں تیری مٹھی میں کیا ہے...... یا مٹھی والی چیز بتائے کہ میں کون ہوں۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ اس مٹھی کی کنکریوں سے آواز آئی۔ اشھد ان محمّدًا عبدهٗ و رسوله۔ یہ کنکریوں سے آواز آئی۔ دیکھئے کنکریوں سے کلمہ پڑھا دیا...... تو ایک آدمی مر جاتا ہے...... اس کو زندہ کرنا کیا کمال ہے...... میرے نبی نے پتھروں کو زندہ کر دیا۔ درختوں کو زندہ کر دیا...... اس نے کہا ہمارے پیغمبر عیسیٰؑ کی والدہ مریم کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے...... وامّهٗ صدّيقه...... کہ عیسیٰؑ کی ماں مریم پاک دامن تھی۔ تمہارے پیغمبر حضور کی والدہ آمنہ کے بارے میں تو قرآن نے نہیں کہا...... کہ وہ پاک دامن تھی......

مولانا نانوتوی نے فرمایا...... کہ تمہارے پیغمبر عیسیٰؑ بن مریم کی والدہ پر لوگوں کو شک پڑ گیا تھا...... کیونکہ عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے...... ہمارے نبی کی ماں پر کسی کو شک ہی نہیں ہوا......

ورفعنا لک ذکرک ......

حضورؐ کے آنے کا وقت

اور دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اسماعیل کی اولاد میں حضورؐ کے بھیجنے کا فیصلہ کیا...... اور اب حبیب کے آنے کا وقت ہو چکا ہے...... ابھی آیا جائے...... نبوت میرے نبی کو مل رہی ہے...... توجہ کیجئے...... حبیب کے آنے کا وقت ہے...... یہ حبیب آئے گا...... تو قیادت بھی اس حبیب کے سپرد کر دی جائے گی...... اور نبوت خدا کے پاس جتنی ہے...... ساری اس کو دے دی جائے گی...... اسماعیل کی اولاد سارے عرب میں آباد ہے...... اور ایک سردار ہے جس کی بیٹی سے حضرت اسماعیل نے شادی کی ہے...... اور یہ بنو جرہم کا قبیلہ تھا...... جس کی اولاد سارے عرب میں پھیلی ہے......

عبدالمطلب کا حقیقی نام

اب دیکھئے...... حضورؐ نے فرمایا

ان اللہ اصطفانی من بنی کنانہ و اصطفانی من بنی ھاشم و اصطفانی من بنی عبدالمطلب......

حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے بنو کنانہ سے چنا۔

بنو کنانہ سے بنو ہاشم کو چنا......

بنو ہاشم سے پھر عبدالمطلب کو چنا......

عبدالمطلب سے حضورؐ فرماتے ہیں اللہ نے مجھے چنا......

اب دیکھئے...... حضورؐ کے اجداد میں ایک نام ہے ہاشم کا......

یہ جو ہاشم ہے یہ حضور کے جدامجد کا حقیقی نام نہیں ہے......

ان کا اصل نام عمرو ہے...... ہاشم عربی زبان میں کہتے ہیں...... اس آدمی کو جو شوربہ میں روٹی ڈال کر کھائے...... (جس کو ثرید کہتے ہیں)......

اور ہاشم کا کام تھا کہ روزانہ لوگوں کی دعوت کرتے اور ثرید بنا بنا کر لوگوں کو کھلاتے...... اور ثرید ان کا اتنا مشہور ہو گیا...... چونکہ ثرید بنانے والے کو ہاشم کہتے ہیں اس لئے ان کا نام ہاشم پڑ گیا اور اصل نام لوگ بھول گئے......

ہاشم کے بیٹوں کی تعداد

آپ کی معلومات کے لئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور ہاشم کے سات بیٹے ہیں۔ اور ساتوں بیٹوں میں سے کسی بیٹے کا نام عبدالمطلب نہیں ہے...... اس لئے کہ عبدالمطلب اگر ہو...... تو یہ نام توحید والا ہے...... عبدالمطلب نہیں بلکہ ہاشم کے ایک بھائی کا نام...... مطلب تھا...... اور یہ جو عبدالمطلب کے نام پر مشہور ہوئے...... ان کا اصل نام شیبہ تھا...... شیبہ کیوں پڑا......؟ اس لئے کہ پیدائش کے وقت ہی ان کے سر کے بال سفید ہو

گئے......تو ان کا نام بچپن میں شیبہ تھا......لیکن ہاشم کے بھائی جن کا نام مطلب تھا......اس مطلب نے اس شیبہ کی پرورش کی......تو اس وجہ سے ان کا نام عبدالمطلب پڑ گیا......کہ یہ تو مطلب کا بندہ ہے......کہ ہاشم کے بھائی مطلب کی پرورش سے جس نے جوانی حاصل کی......اور اسی سے وقت گزارا......تو اس لئے شیبہ کا نام عبدالمطلب پڑ گیا......۔

(تکرار کی وجہ سے کچھ تقریر حذف کی جا رہی ہے۔ مرتب)

....

رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم اللہ الرحمن الرحیم O

وقال اللہ تبارک و تعالیٰ فی الکلامہ المجید و الفرقان الحمید.

وانذر عشیر تک الا قربین.

وقال فی موضع آخر لعلک باخع انفسک.

صدق اللہ العظیم.

وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کے لئے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمہ داؤد میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریہ یعقوب میں جن کا فسانہ تھا
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادی بطحی
وہ آئے جن کے قدموں کے لئے کعبہ ترستا تھا

وہ آئے جن کو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرش اعظم پہ اجالا تھا

میرے واجب الاحترام قابل صد احترام ساتھیو! گذشتہ جمعہ آپ حضرات کے سامنے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ابتدائی چالیس سالوں تک حضور کی سیرت کا بیان آپ کے سامنے آچکا ہے جس میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت، آپ کی رضاعت، آپ کا بچپن، آپ کا لڑکپن، آپ کی جوانی کے واقعات شامل ہیں اور غار حراء میں جو ابتدائی وقت آپ نے گذارا اور ابتدائی اوقات آپ نے غار حراء میں بسر کئے ان کا ذکر پچھلے جمعے آچکا ہے اور آج کے بیان میں حضور کی تیرہ سالہ مکی زندگی کا ان شاء اللہ ذکر ہوگا، پیغمبر ﷺ کی تیرہ سالہ مکی زندگی، بہت لمبا اور طویل موضع ہے لیکن میں کوشش کروں گا کہ آج ہی اس کی تفصیلات آپ کے سامنے پیش کر دی جائے، کیونکہ مسلسل چھٹا جمعہ ہے حضور ﷺ کی سیرت پر اور تمام موضوعات پر تفصیلی تقاریر پہلے بھی گذر چکی ہیں۔

اگر اس سے دس گنا زیادہ تقریریں بھی ہوں حضور ﷺ کی سیرت کا حق پھر بھی ادا نہیں ہو سکتا؟ میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔

نبی پر سب سے پہلی وحی

اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی تبلیغی زندگی کا ذکر فرمایا ہے آپ کو حکم دیا ہے کہ اے پیغمبر ﷺ! تم میرے دین کی تبلیغ کرو میرا پیغام آگے پہنچاؤ میری دعوت کو آگے عام کرو یہ اللہ کا حکم ہے تو پیغمبر ﷺ پر جس وقت غار حرا میں قرآن کی پہلی آیت نازل ہوئی اور آپ کے سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا اس کے فوراً بعد آپ واپس تشریف لائے جو کیفیت آپ کی تھی اس کا ذکر میں پچھلے جمعہ بھی بیان کر چکا ہوں لیکن اگلی گفتگو کو سمجھنے سے پہلے میں اس کا پھر ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ گھر میں موجود تھیں آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ کئی کئی دن کا کھانا اور سامان لے کر غار حرا میں تشریف لے جاتے وہاں

اللہ کی وحدانیت پر غور و فکر فرماتے تو ایک دن جبرئیل امین آپ کے پاس آئے اور آپ کو غار حرا میں فرمایا اقرا اے پیغمبر پڑھو آپ نے جواب میں فرمایا ما انا بقاری میں پڑھا ہوا نہیں ہوں جبرئیل نے پھر کہا اقراء پیغمبر ﷺ نے جواب میں کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں لیکن اس تبلیغی زندگی کے آغاز پر پیغمبر اسلام ﷺ نے ان کے بار بار کہنے پر پھر وہی آیتیں پڑھیں۔

اقراء باسم ربک الذی خلق

یہ آیت پڑھنے کی دیر تھی اس آیت کو پڑھتے ہی آپ کے سر پر نبوت کا تاج رکھ دیا گیا اس آیت کا پڑھنا گویا کہ آپ کو نبی بنانا تھا آپ کو باضابطہ عطا کر دی گئی۔

آپ نے اقراء باسم رب الذی خلق کی آیت پڑھی تو گویا آپ پیغمبر ﷺ بن گئے آپ نبی بن گئے۔

غار حرا سے واپسی پر آپ ﷺ کی کیفیت

لیکن اللہ کی کلام کا اتنا بوجھ تھا اتنا اثر تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی پیغمبر پر کپکپاہٹ آئی رسول ﷺ کپکپانے لگے تو ایسی حالت میں آپ گھر تشریف لائے واپس گھر آئے اور آپ کانپ رہے ہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا زملونی، زملونی اے خدیجہؓ مجھے کمبل اوڑھا دو تو خدیجہؓ نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا اور آپ کپکپی کے عالم میں لیٹے رہے لیکن آپ کے جسم کی سی کپکپاہٹ دیکھ کر حضرت خدیجہؓ پریشان ہوئیں کہ میرا شوہر، میرا پیغمبر، میرا لاڈلا اور میرا خاوند، جو بڑا ہی حسین و جمیل، اور بڑا ہی خوب صورت اور بڑا ہی وجیہہ اور بہت ہی عظمتوں والا ہے اس کو کیا ہوا؟ کہ کانپ رہا ہے تو جس طرح میں نے پچھلے جمعہ کہا۔

حضرت خدیجہؓ کا اعزاز

کہ حضرت خدیجہ ام الکبری حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئی جو تورات کا عالم تھا اور یہاں یہ بھی بات آپ یاد رکھیں کہ حضرت

خدیجہ کو یہ مرتبہ اور مقام حاصل ہے کہ خدیجۃ الکبریٰؓ دنیا میں وہ پہلی خاتون ہے جس نے محمد کو رسول ﷺ بننے کے بعد سب سے پہلے دیکھا یعنی خدیجہ کے پاسؓ وہ آنکھ ہے جس آنکھ نے نبوت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے دیکھا یہ آنکھ صرف خدیجۃ الکبریٰؓ کے پاس ہے اور خدیجۃ الکبریٰؓ کے وہ کان ہیں جن کانوں نے نبی کے علاوہ قرآن کا لفظ سب سے پہلے سنا۔

پیغمبر ﷺ ورقہ بن نوفل کے پاس بحیثیت مریض کے

تو خدیجۃ الکبریٰؓ ورقہ بن نوفل کے پاس رسول اللہ ﷺ کو لے کر گئیں اور جا کر کہنے لگیں کہ بھائی دیکھو یہ میرا شوہر ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھ پر کپکپی طاری ہے تو ورقہ بن نوفل جس کی عمر سو سال یا اس سے زیادہ ہوگی اور وہ بستر مرگ پر پڑا تھا اور بڑھاپا اس پر طاری تھا اور اس کی آنکھوں کے اوپر آبرو آئے ہوئے تھے بڑھاپے کی وجہ سے سارا اس کا جسم لڑکھڑاہٹ کا شکار تھا جب اس نے حضرت خدیجہؓ سے یہ سنا کہ یہ میرا شوہر ہے اس کا نام محمد ﷺ ہے اور یہ غار حرا میں گیا تھا اور وہاں اس نے کئی کئی دن گزارے اور ایک دن اس نے اا کر کہا کہ مجھے ایک غائب سے فرشتے نے آ کر کھینچ لیا اور کہا کہ اقراء اے محمد پڑھو تو اس نے کہا ما انا بقاری میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو اس نے زبردستی یہ کلمہ پڑھایا اور اس کلمے کا بوجھ اس کے اوپر پڑا اور اس کی وجہ سے اس کا جسم کانپنے لگا اور یہ کپکپاہٹ طاری ہے اس کا کوئی علاج کرو اس پر کوئی دم پڑھو اس کا کوئی علاج مجھے بتاؤ میں بڑی پریشان ہوں تو ورقہ بن نوفل نے جب یہ بات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے سنی خدیجہؓ اس کی بہن لگتی تھی تو ورقہ نے کہا مجھے اٹھا کر بیٹھاؤ ورقہ کو بٹھایا گیا اور اس نے کہا میری آنکھوں سے پردہ ہٹاؤ تو پردہ ہٹا دیا گیا۔

ورقہ بن نوفل کی طرف سے خدیجہؓ کو مبارک باد

تو اس نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھا اور چہرہ دیکھ کر کہا خدیجہ تجھے مبارک ہو

خدیجۃ الکبریٰؓ نے کہا بھائی کیسی مبارک؟ تو ورقہ نے کہا تیرا شوہر نبی بن چکا ہے اور تو صرف محمد کی بیوی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی بن چکی ہے تیری آنکھیں اب نبوت کا دیدار کر رہی ہیں۔

ورقہ بن نوفل کا رونا

یہ کہہ کر ورقہ بن نوفل رو پڑا خدیجہ کہتی ہیں بھائی کیوں روتے ہو؟ کہنے لگا میں اس لئے روتا ہوں کہ میری زندگی لمبی ہو گئی میں اپنی عمر کے آخری حصے میں گزر رہا ہوں میں اس لئے روتا ہوں کہ کاش اس وقت تک میں زندہ رہوں جب دنیا میں اس محمد ﷺ کی نبوت کا سورج چمکے گا اور میں اس وقت تک زندگی چاہتا ہوں جب مکے کے لوگ اس کو دھکے دے کر اس کو مکے سے نکال دیں گے میں چاہتا ہوں اس وقت میں چوک میں کھڑا ہو کر محمد کا ساتھ دوں میں گلیوں میں کھڑا ہو کر آمنہ کے لعل کا ساتھ دوں چوک میں کھڑے ہو کر تیرے شوہر کی چوکیداری کروں خدیجہ کہتی ہیں کہ ورقہ بن نوفل روتا رہا اور رو کر کہا خدیجہؓ اس محمد کو لے جاؤ اس کو کچھ نہیں ہوتا یہ تو نبیوں کا سردار ہے۔

تورات، زبور و انجیل کی تحریر محمد ﷺ پہ صادق

تورات میں جو نشانیاں میں نے اس کے چہرے کی پڑھی ہیں وہ تو اسی میں پائی جاتی ہیں انجیل میں جو نشانیاں پڑھی ہیں وہ اسی کے چہرے میں پائی جاتی ہیں اور اسی طرح زبور میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس محمد ﷺ پر صادق آ رہا ہے۔

پیغمبر کو نبوت پہلے ملی اور تبلیغ کا حکم بعد میں

میرے بھائیو! خدیجۃ الکبریٰؓ واپس آئیں اور اس کے بعد کیا ہوا وہ بات بھی گزر چکی ہے کہ قرآن کی ایک آیت اتری۔ وانذر عشیرتک الاقربین لیکن یہ آیت کچھ عرصہ بعد اتری وہاں سے میں بات شروع کرتا ہوں کہ جس دن آپ کو نبوت ملی اسی دن

آپ کو تبلیغ کا حکم نہیں ہوا، یہ بات یاد رکھیں! نبوت پورے چالیس سال کے بعد ملی اور اعلان تبلیغ آپ نے کس تاریخ کو کیا؟ 43 سال کے بعد حضورﷺ کو نبوت ملی 40 سال کے بعد اور تبلیغ کا آغاز کیا آپ نے 43 سال بعد یعنی جو زمانہ ہے نا درمیان میں تین سال کا اس کو عربی میں قطع وحی کا زمانہ کہتے ہیں کہ ایسا دور کہ جس میں وحی نہیں آئی آسمانوں سے۔

تبلیغ کا آغاز

اور تین سال کے بعد پھر یہ آیت اتری وانذر عشیرتک الاقربین اے محمدﷺ اپنے رشتہ داروں کو میرے عذاب سے ڈرائیے تو اب تبلیغ کا آغاز ہوتا ہے کہ اپنے رشتے داروں کو سب سے پہلے تبلیغ کرو اپنے گھر والوں کو بلاؤ اپنی دعوت پہلے گھر والوں کو پیش کرو تبلیغ گھر میں پیش کرو۔

پیغمبرﷺ کا فاران کی چوٹی پر اور لوگوں پر آزمائش

تو پیغمبرﷺ نے اس آیت کے بعد مکے کے قریشوں کو چوہدریوں کو پہاڑ کی چوٹی پہ بلایا اور بلا کر کہا کہ تم مجھے کیسا سمجھتے ہو؟ یہ پچھلے جمعہ واقعہ گذر چکا ہے کہ رسول اللہﷺ نے سب سے پہلے کتاب زندگی پیش کی اپنی زندگی کی کتاب ان کے سامنے کھولی اور کہا کہ ان وجد تمولی صادقا او کاذبا فقد لبثت فیکم عمراً من قبل اوقریشیو!او چوہدریو! چالیس سال کا عرصہ محمد نے تمہارے اندر گزارا۔ مجھے تم نے کیسا پایا؟ مجھے تم نے سچا پایا یا جھوٹا پایا جب حضورﷺ نے فرمایا قد لبثت فیکم عمرا من قبل چالیس سال میں نے تم میں گزارے بتاؤ مجھے کیسا پایا۔

سرداروں مکہ کی طرف سے پیغمبرﷺ کو جواب

تو سب لوگوں نے بیک زبان کہا ما جدناک الا صدقا اے محمدﷺ تیری صداقت والی چادر پہ کوئی داغ نہیں۔ تیری صداقت والی چادر بے داغ ہے تو صادق اور

امین ہے۔تو سچا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکر آرہا ہے اور وہ لشکر تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو میری بات مانو گے؟انہوں نے کہا کیوں نہیں مانیں گے تو تو وہ سچا ہے کہ تیرا مخالف بھی کہے گا کہ محمد سے زیادہ سچا کوئی نہیں اے محمد ﷺ تو گلیوں سے گزرتا ہے تو چھوٹے چھوٹے بچے کہتے ہیں یہ سچا آ گیا یہ صادق آ گیا یہ امین آ گیا تیرا ایسا کردار ہے تیری ایسی عظمت ہے کہ گلیوں کے بچے بھی تیری صداقت کی گواہی دے رہے ہیں۔

پیغمبر ﷺ کا اعلان نبوت

تو حضور ﷺ نے فرمایا اچھا پھر میری بات سنو! ایک قیامت کا دن آنے والا ہے جس دن حساب وکتاب ہوگا تمہیں اللہ کی عدالت میں پیش ہونا ہوگا اس قیامت کے حساب سے پہلے اگر تم چاہتے ہو کہ ہم اس سے سرخرو ہوں تو اللہ کی توحید کا اقرار کرو۔ یہ اقرار کرو کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں کوئی بگڑی بنانے والا نہیں اور میں اس کا رسول ہوں یا ایھا الناس قولو لا له الا الله تفلحون اولوگو کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔وانی رسول الله اور میں اللہ کا رسول ہوں یہ کہو گے تفلحون کامیاب ہو جاؤ گے۔

اعلان نبوت کے بعد لوگوں کا پیغمبر کے ساتھ سلوک

جب محمد الرسول اللہ ﷺ نے یہ بات پہاڑ کی چوٹی پہ کہی تو وہ قریشی وہ سردار بڑے بڑے کلبیوں والے چوہدری جو وہاں کھڑے تھے۔انہوں نے کہا الھذا جمعتنا یا محمد اے محمد تو نے ہمیں اس لئے بلایا تھا کہ یہاں آ کر ہمارے تین سو ساٹھ خداؤں کی خدائی کا خاتمہ کر کے یہ کہہ کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں کوئی حاجت روا نہیں اسی لئے بلایا تھا تبت لک یا محمد نعوذ باللہ اے محمد ﷺ تو ہلاک ہو جائے یہ قریشیوں نے کہا، چوہدریوں نے کہا، سرداروں نے کہا۔ مکے کی اکثرت کے نمائندوں نے کہا تو جب

رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی۔ پیغمبر ﷺ پریشان ہو گئے علماء کہتے ہیں کہ اسی جگہ سے پتھر اٹھائے ان چوہدریوں نے اور پیغمبر ﷺ انقلاب کے چہرے پر مارے رسول اللہ ﷺ کے سارے کپڑے خون آلود ہو گئے اور پیغمبر ﷺ یہ کہتے تھے کہ لوگو اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی حاجت روا نہیں، کوئی کچھ نہیں دے سکتا قولوا لا الہ الا اللہ کوئی ہیلہ نہیں اللہ کے سوا یہ تین سو ساٹھ خدا تمہیں کچھ نہیں دے سکتے تمہاری حاجت روائی نہیں کر سکتے یہ تو پتھر کی مورتیاں ہیں ان کو اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو انہی کو سجدہ کرتے ہو اپنے ہاتھوں سے ان کو بنایا انہی کو مشکل کشا کہتے ہو، یہ تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتے او لوگو! آؤ ایک خدا کے دروازے پر جھک جاؤ ساری کائنات کے سردار نے جب اعلان توحید کیا تو لوگوں نے پتھر نبی کے چہرے پر مارے۔

اہم سوال کا جواب

آج کل بعض لوگ کہتے ہیں مولوی جی ایسی بات نہ کرنا جس سے کسی کا دل دکھے مجھے بتاؤ کہ پیغمبر ﷺ نے پہاڑ کی چٹان پہ یہ کہا تھا کہ تین سو ساٹھ خدا کچھ نہیں کر سکتے تو ان چوہدریوں اور قریشیوں کا دل دکھا تھا یا خوش ہوا تھا۔ دکھا تھا اگر آج کی نصیحت کرنے والے وہاں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ سے بھی کہتے کہ حضور جی! کسی کا دل نہ دکھاؤ یہ فلسفہ اپنے پاس رکھو دل دکھانا دل کو خوش کرنا اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اسلام میں اسلام میں اہمیت اس بات کی ہے کہ جو سچی بات ہے منہ پر کہہ دو

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ اور قوم سے گفتگو

مجھے بتاؤ! کہ ابراہیمؑ نے کیا کہا تھا

اذ قال لابیہ و قومہ ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون

اے ابا جان! اے میری قوم! جن مورتیوں کو سجدہ کرتے ہو یہ تمہیں کچھ نہیں دے

سکتیں تو انہوں نے کہا ابراہیمؑ! تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ تو تو نعوذ باللہ آباؤ اجداد کے راستے سے بھٹک گیا ہے انہوں نے کہا بل وجدنا آباءنا لها عابدين تمہارے آباؤ اجداد بھی مورتیوں کو سجدے کرتے تھے تو پیغمبر ﷺ نے جواب میں کیا کہا؟ انتم وابائوکم تم اور تمہارے آباؤ اجداد في ضلال مبين کھلی گمراہی میں تھے تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ ہی تھے یہ کس نے کہا؟ ابراہیمؑ نے پیغمبر نے نہیں کہا؟ یہ لفظ رسول نے نہیں بولے؟ تم رسول سے بھی بڑے نصیحت والے آگئے ہو؟ کہ ایسی بات نہ کرو جس سے کسی کا دل دکھے اوئے! پیغمبر نے تو بات باپ کے سامنے کہہ چھوڑی جس کے گھر میں پرورش پائی اسی کے سامنے بتوں کا بیڑہ غرق کر دیا بتوں کی خدائی کا خاتمہ کر دیا بات وہ کرو جو سچی ہو چاہے اس سے کسی کا دل دکھتا ہے دکھے نہیں دکھتا نہ دکھے ہمیں تو اسلام اور قرآن نے یہ سبق دیا۔

دل دُکھانے والا مسئلہ

اور جو کہتے ہو کہ کسی کا دل نہ دکھے وہ اور بات ہے وہ مسئلہ ہی اور ہے کہ تمہارا کوئی پڑوسی ہے ایسی بات نہ کرو کہ پڑوسی کی ہوا بند ہو جائے پڑوسی یہ کہے کہ یار یہ بداخلاق ہے یہ بدتمیز ہے مجھے رات کو سونے نہیں دیتا تمہاری ذات کو کسی نے گالی دی تم معاف کر دو اور بات ہے۔

دین کے معاملے میں نرمی کی گنجائش نہیں ہے

لیکن جب دین کا معاملہ آئے گا تو نرمی نہیں شریعت کا معاملہ آئے گا کوئی نرمی نہیں ایک آدمی نے تمہیں کنجر کہا، بدمعاش کہا، کتا کہا، بلا کہا معاف کر دو اسلام کہتا ہے معاف کر دو بہتر ہے۔ ایک آدمی نے تیرے بھائی کو قتل کر دیا اسے معاف کر دو بہتر ہے ایک آدمی نے تیرے باپ کو مار دیا اس کو معاف کر دو بہتر ہے ثواب ہے لیکن ایک شخص نے تیرے پیغمبر ﷺ کو گالی دی۔ تم کہو میں نرمی کروں گا مجھے نرمی کا حکم ہے یہ نرمی نہیں ہے یہ لعنت ہے ایک آدمی نے تیرے باپ کو بڑا کہا تیری ماں کو بڑا کہا مجھے بتاؤ! باپ کو بڑا کہنے سے اگر آدمی بے غیرت ہوگا تو معافی دے گا ہاں میں تجھے قتل کر دوں۔ تیرے بیٹے کو مار

دوں تو معاف کردے؟ میں تیری ذات کا نقصان کردوں تو معاف کردے۔ میں تیرا دس لاکھ کا نقصان کردوں تو معاف کردے۔ میں تجھے گالیاں دوں کہ تو بے ایمان ہے تو معاف کردے۔ میں تیرا گریبان پکڑلوں تو معاف کردے یہ بہتر ہے۔ قرآن نے کہا کہ اگر معاف کردو تو بہتر ہے لیکن قرآن نے یہ کہیں نہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی گالی دے تو معاف کردو۔

سود کھانا اللہ کے ساتھ اعلان جنگ ہے

تمہیں اختیار ہی نہیں معاف کرنے کا پیغمبر ﷺ کے صحابہ کو کوئی گالی دے تم معاف کردو یہ تمہیں اختیار ہی نہیں معاف کرنے کا تمہیں کس نے کہا معاف کرو؟ دین کا مذاق اڑایا کسی نے، شریعت کا مذاق اڑایا، قرآن کا مذاق اڑایا اس کے بارے میں کوئی نرمی نہیں۔ اگر نرمی ہے تو مجھے بتاؤ! کہ قرآن نے یہ کیوں کہا؟ فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ جس نے سود کھایا اس نے اللہ کے ساتھ اعلان جنگ کیا۔ اعلان جنگ کرنا یہ نرمی ہے یا سختی؟ سختی

کہتے ہیں کہ مولوی جی نرمی کرو اللہ تو کہہ رہے ہیں کہ جس نے سود کھایا اس نے میرے ساتھ جنگ کی۔ تو کہاں گئی نرمی؟ دین کے معاملے میں کوئی نرمی نہیں یہ یادرکھو یہ جو معاف کرنے کی بات ہے جی نرمی کرو معاف کردو یہ اپنی ذات کے لئے ہے تمہیں کسی نے برا کہا ہے تم معاف کردو ٹھیک ہے تمہیں کسی نے گالی دی معاف کردو ٹھیک ہے۔ تم ہر بات اسی پر فٹ کرتے جارہے ہو ایک آدمی نے عائشہ صدیقہؓ کو طوائفہ لکھ دیا تم کہو کہ معاف کردو تم کچھ نہ کہو یہ کوئی اسلام نہیں ہے۔ یہ بے غیرتی ہے کوئی معافی نہیں ہوتی دین میں۔

منکرین ختم نبوت کے خلاف صدیق اکبرؓ کی جنگ

مجھے یہ بتاؤ کہ جس وقت صدیق اکبرؓ کا دور خلافت تھا آپ نے یہ واقعہ کئی مرتبہ

جمعوں میں سن ہی رکھا ہے لیکن میں بات سمجھانے کے لئے کہتا ہوں کہ صدیق اکبرؓ جب خلیفہ بنے تو منکرین زکوٰۃ کھڑے ہوئے یا نہیں ہوئے؟ ہوئے تو ابوبکر سدیقؓ کہتے کہ یاران کو معاف کردوان سے نرمی کرو کیا نرمی؟ منکرین ختم نبوت کھڑے ہوئے ابوبکر صدیقؓ نے جنگ یمامہ لڑی یا نہیں لڑی۔لڑی منکرین حدیث کھڑے ہوئے ابوبکر صدیقؓ نے جنگ لڑی یا نہیں لڑی۔اب اس جنگ کا ذکر قرآن میں ہے۔آپ حیران ہوں گے کہ حالانکہ صدیق اکبرؓ کے دور میں تو قرآن نہیں اترا اب رسول اللہ ﷺ کے دور میں قرآن اترا کہ اے کملی والے! تیرے جانے کے بعد ایک جماعت ہوگی جو اسلام سے پھر جائے گی اور تیرے صحابہ میں ایک گروہ کھڑا ہو کر اس سے جنگ کرے گا اور جو گروہ اس سے جنگ کرے گا میں آج اعلان کرتا ہون کہ خدا اس سے محبت کرتا ہے پڑھو قرآن کا چھٹا پارہ

یا ایھا الذین امنو من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه

منکرین زکوٰۃ کے خلاف جنگ وفاروق اعظمؓ کی رائے

دین کے معاملے میں کوئی نرمی نہیں جس وقت منکرین زکوٰۃ کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں دیتے حضرت عمر فاروقؓ جیسا شخص کہنے لگا کہ ابوبکرؓ! اسلام کا لشکر تو سارا شام میں گیا ہوا ہے ایک لشکر یمامہ میں جارہا ہے اور مدینہ کے بعض لوگ جنہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں دیتے، تم ان سے جنگ نہ کرو۔

حضرت ابوبکر کی حضرت عمرؓ کو تلقین

ابوبکر صدیقؓ ممبر رسول پر کھڑے ہو گئے عصا مبارک ہاتھ میں لے کر صدیق نے کہا یا عمر اے **عمر انت جبار فی الجاھلیه و خوار فی الاسلام** تو جہالت میں تیز تھا اسلام میں آ کر نرم ہو گیا ابوبکر کو لوگ کہتے تھے یہ نرم ہے کہتے تھے یا نہیں (کہتے تھے)

لیکن جب دین کا معاملہ آیا تو صدیق اکبر انصاف پر تھے دین کے معمالے میں

کوئی نرمی نہیں، تو ابو بکر صدیقؓ نے ممبر رسول پر بیٹھ کر عصاء ہاتھ میں لے کر کہا۔

صدیق اکبرؓ کا مدینے کے لوگوں کو خطاب

کہ اے مدینہ کے لوگو! اینکث الدین و انا حی محمد کا دین کمزور ہو جائے اور میں زندہ رہوں یہ نہیں ہو سکتا یہ دو باتیں نہیں جمع ہو سکتیں اور پھر صدیق اکبر نے فرمایا۔

او مدینے کے لوگو! جس شخص نے رسول اللہ کے دور میں زکوٰۃ دی اور بکری کے گلے میں جو رسی ہے وہ رسی بھی زکوٰۃ میں وہ دیتا تھا۔ آج اگر کوئی شخص بکری زکوٰۃ میں دے اور رسی روک لے میں اسی رسی کو لینے کے لئے بھی جنگ کروں گا کیوں؟ اگر میں نے آج جنگ نہ کی تو زکوٰۃ کا جو فرض ہے۔ یہ ڈھیلا پڑ جائے گا۔ اور قیامت تک لوگ زکوٰۃ روک لیں گے محمد کے دین کو کمزور ہوتا میں نہیں دیکھ سکتا یہ کہہ کر فرمایا مدینہ کے لوگو! میں جنگل میں نکل جاؤں گا میں اکیلا چلا جاؤں گا اور تلوار ہاتھ میں لے کر ممبر سے نیچے اتر آئے اور کہا کہ تم بیٹھے رہو میں اکیلا جنگ لڑوں گا جنگل میں جا کر میری نعش کو کوے نوچ جائیں صدیق تنہا اس سے جنگ لڑے گا جو رسی زکوٰۃ کی روکے گا میں اس سے بھی لڑائی کروں گا یہ دین کا معاملہ تھا یا نہیں تھا (تھا) دین کے معاملے میں کوئی کمزوری نہیں اب دیکھو! حضورﷺ سے بڑا کوئی دنیا میں ہو سکتا ہے؟ (نہیں) لیکن پیغمبر انقلاب کو دیکھو کہ رسول اللہﷺ فاران کی چوٹی پہ کھڑے ہیں فاران کی چوٹی پہ آپ نے فرمایا قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون اولوگو! ایک اللہ کی عبادت کرو، ایک خدا کو مشکل کشا حاجت روا کہو پھر تم کامیاب ہو لیکن ان لوگوں نے پتھر اٹھائے اسی پہاڑ سے اور پیغمبر کے چہرے پر مارے اور نبی کا چہرہ خون آلود ہو گیا وہ نبی کا چہرہ جو معراج کی رات عرش پر گیا تھا وہ چہرہ جس چہرے کی قسم قرآن نے کھائی وہ چہرہ جس چہرے کو قرآن نے والضحیٰ کہا تھا اس چہرے کو خون آلود کر دیا گیا کس لئے؟ توحید کیلئے توحید کے لئے خون آلود کیا یا نہیں کیا۔ (کیا) پیغمبر کو دین کی وجہ سے گھر سے نکالا گیا یا نہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں جس کو دین کی وجہ سے گھر سے نہ نکالا گیا ہو یہ مسئلہ یاد رکھیں دو کام ہر نبی میں تھے دو صفتیں ہر نبی میں پائی گئیں ایک صفت یہ تھی کہ ہر

پیغمبر کو دین کے جرم میں گھر سے نکالا گیا دھکے دے کر اور دوسرا یہ تھا کہ ہر پیغمبر نے بکریاں چرائیں بخاری شریف میں ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں کہ جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں اس میں بڑی حکمتیں ہیں علماء نے وہ حکمتیں لکھی ہیں؟ کہ بکریاں چرانے کا کیوں حکم ہوا انبیاء کو وہ علیحدہ عنوان ہے لیکن دو صفتیں ہر پیغمبر میں تھیں کہ ہر نبی نے بکریاں چرائیں اور ہر پیغمبر کو دھکے دے کر گھر سے نکالا گیا تو رسول اللہ ﷺ سے بڑا تو کوئی نہیں۔ پیغمبر کا چہرہ خون آلود ہو گیا رسول اللہ زخموں کی حالت میں گھر آئے اور اس کے بعد جب آپ نے پہلی مرتبہ کعبہ میں اعلان توحید کیا تو وہ منظر بڑا عجیب تھا حضور ﷺ پہلی مرتبہ بڑے پریشان ہوئے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر پتھر پڑے پیغمبر کو مارنا شروع کر دیا۔

پریشانی کے وقت پیغمبر کا سب سے پہلا رفیق

جب رسول اللہ ﷺ کو مارنے لگے تو پیغمبر کے آگے جو آیا سب سے آگے سب سے پہلے وہ صدیق اکبر تھا رسول اللہ ﷺ نیچے گر گئے ابو بکر اوپر گر گئے۔

صدیق اکبرؓ پہ ظلم

جب رسول اللہ کو لوگ دھکے دیتے تھے، ابو بکر اوپر آئے تو ابو بکر نے ایک لفظ کہا تھا۔اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ

اوئے مکہ کے لوگو اس شخص کو قتل کرتے ہو جس کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے اس جرم میں مارتے ہو؟ یہ کہہ کر ابو بکر اوپر لیٹ گئے ابو بکر کو مارا گیا ابو بکر صدیق کو تکلیف آئی ابو بکر صدیق کو زخمی کر دیا گیا اور علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو نیچے سے صحابہ نے نکال لیا اور ابو بکر پڑے رہے ابو بکر کو لوگ مارتے رہے ابو بکر پیغمبر کے اوپر تھے صدیق اکبر کو اتنا مارا کہ ابو بکر بے ہوش ہو گئے

صدیق اکبر پہ ظالمین نے کیسے ظلم کئے

اور مارا کیسے؟ آپ حیران ہوں گے کہ جوتا اٹھا کر، لاٹھیاں اٹھا کر، کسی نے

صدیق کے چہرے پر ماری اور ابوبکر کے منہ پر اتنے جوتے مارے کہ ناک سے خون نکل آیا منہ سے خون نکلا جسم سارا خون آلودہو گیا۔

صدیق اکبرؓ بے ہوشی کی حالت میں

اور ابوبکر صدیقؓ زخموں کی حالت میں پڑے رہے، بے ہوش ہیں، ابوبکر صدیق کے پورے خاندان میں کسی نے کلمہ نبی کا نہیں پڑھا تھا۔

صرف ابوبکر مسلمان ہوئے سارے مخالف تھے سارے مشرکوں کے ساتھ تھے قریشیوں کے ساتھ تھے سرداروں کے ساتھ تھے۔

اور ابوبکر صدیق کوئی معمولی آدمی نہیں تھے، مکے میں کپڑے کا سب سے بڑا تاجر تھا، سارا کپڑا مکہ مکرمہ میں صدیق اکبرؓ کے خاندان کے ذریعے شام کے ملک سے آتا تھا، وہ بڑے رئیس امیر تھے۔ بڑا پیسہ تھا لیکن سارا خاندان یہ کہتا تھا ابوبکر! تم مار کھا رہے ہو۔ کیوں مار کھاتے ہو محمد کے لئے چلو پیچھے تھوڑا سا رہو کوئی بات نہیں لیکن صدیق کا آگے سے کیا جملہ تھا ابوبکر صدیقؓ کا کیا کردار تھا۔

جب صدیق اکبرؓ کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر گھر لے گئے اور ابوبکر کو شام کو ہوش آیا۔

ماں کا شہد کا پیالہ صدیق کو پیش کرنا اور صدیق کا انکار

تو ابوبکر کی والدہ جس کا نام زینب ام رمان تھا۔ وہ دودھ کا پیالہ لے کر ابوبکر کے سرہانے کھڑی تھیں اور ایک شہد کا چمچ تھا۔ جب ابوبکرؓ کو ہوش آیا تو دودھ کا پیالہ ابوبکر کے قریب کیا اور کہا بیٹا یہ دودھ تم پیو! تا کہ تمہاری صحت ٹھیک ہو جائے سارے جسم سے لہو بہہ رہا ہے تو ابوبکر نے ہوش میں آتے ہی فرمایا اماں میں دودھ اس وقت تک نہیں پیتا۔ جب تک یہ پتہ نہ چلے کہ میرے پیغمبر کا کیا حال ہے ساری حدیث کی کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے والدہ نے دودھ بھر دیا تو رشتے داروں نے کہا تمام چچاؤں نے کہا والد نے کہا بھائیوں نے

کہا کیا ہو گیا تجھے؟ تجھے نہیں کہا تھا کہ ہر وقت محمد ﷺ کے ساتھ نہ رہو ابو بکر نے فرمایا اگر میں نبی محمد کے ساتھ نہ رہوں تو کہاں رہوں؟

کیا کروں؟ میری زندگی اس کے ساتھ ہے دودھ نہیں پیا ابو بکر صدیق نے اپنی والدہ سے کہا کہ ایک عورت رہتی ہے یہاں محلے میں اس کا نام ہے ام جمیل اس ام جمیل سے پوچھ کر آؤ کہ رسول اللہ کہاں ہیں۔

صدیق اکبرؓ کی والدہ کا ام جمیل کے پاس جانا

تو ام جمیل سے جب ابو بکر کی والدہ پوچھنے گئی تو اس نے کہا کہ میں تجھے نہیں بتا سکتی کہ رسول اللہ کہاں ہیں اس لئے کہ تو نے نبی کا کلمہ نہیں پڑھا اس نے کہا میرا بیٹا ابو بکر پوچھتا ہے اس نے کہا چلو میں ابو بکر کے پاس چلتی ہوں تو آدھی رات کے وقت ام جمیل ابو بکر کے پاس آئی، اور ابو بکر کے کان میں کہا کہ رسول اللہ دار ارقم میں ہیں۔

صدیق اکبرؓ کا زخموں کی حالت میں پیغمبر کے پاس جانا

حضرت زید بن ارقم کی جو حویلی ہے رسول اللہ وہاں ہیں تو ابو بکر نے فرمایا چلو چلتے ہیں آدھی رات کا وقت ہے کوئی بجلی نہیں کوئی ٹیوب نہیں، کوئی روشنی نہیں، پہاڑ ہیں، پتھر ہیں، گلیاں ہیں، ابو بکر نے ایک ہاتھ ام جمیل کے کندھے پر رکھا، زخموں کی حالت سے چور تھے ایک ہاتھ اپنی ماں کے کندھے پر رکھا، اور حضور ﷺ کے پاس چل پڑے ابو بکر کے میں قدموں پہ قربان جاؤں کہ زخموں کی حالت میں چہرے سے لہو بہہ رہا ہے سارا جسم خون آلود ہے اور پیغمبر کی تلاش میں مکے کی اندھیری گلیوں میں ابو بکر جا رہا ہے اور جس وقت رسول اللہ کے گھر کے پاس دار ارقم میں پہنچے چراغ جل رہا تھا ابو بکر صدیق نے رسول اللہ کا چہرہ دیکھا۔

صدیق اکبر کو دیکھ کر پیغمبر کی کیفیت

پیغمبر نیچے جھک گئے نیچے جھک کر رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ کے ماتھے (پیشانی)

کو بوسہ دیا ابوبکر صدیق نے جب پیغمبر کا یہ عشق اور محبت دیکھی تو حضورﷺ نے فرمایا ابوبکر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تیرے زخموں کی وجہ سے میرا دل بڑا پریشان ہے۔ صدیق نے فرمایا کملی والے! جب آپ کا چہرا دیکھا کہ آپ ٹھیک ہیں تو میرے سارے زخم ختم ہو گئے پیغمبر سے اتنی محبت تھی کہ صدیق اکبرؓ نے رسول اللہ کے لئے جان وقف کردی تھی تو اس کے یہ سلسلہ بند ہو گیا کیونکہ آپ نے خانہ کعبہ میں تبلیغ کا اعلان کیا تو آپ کو تکلیف آئی۔ آپ کو مشکل آئی۔

دارارقم میں تبلیغ کا آغاز

دارارقم ایک حویلی ہے آپ وہاں رہنے لگے اور وہیں بیٹھ کر تبلیغ کرتے، وہیں لوگ آتے، آہستہ آہستہ لوگ کلمہ پڑھنے لگے اور پھر ایسا وقت بھی آیا کہ جب رسول اللہ دارارقم میں قرآن پڑھتے تھے۔

مشرکین کے سرداروں کا چھپ کر پیغمبر کا قرآن سننا

رات کا وقت ہے ابوجہل قریب سے گزرا ابوجہل نے دیکھا کہ رسول اللہ قرآن پڑھ رہے ہیں، کھڑا ہو گیا۔ اخنس بن شریک آیا اس نے دیکھا رسول اللہ قرآن پڑھ رہے ہیں کھڑا ہو گیا۔

راستے میں سرداروں کی آپس میں ملاقات

اور جب وہاں سے چلنے لگے تو راستے میں ان کی آپس میں ملاقات ہوگئی تو ایک نے کہا تو کیوں آیا تھا دوسرے نے کہا تو کیوں آیا تھا۔ تیسرے نے کہا تو کیوں آیا تھا۔ ایک نے کہا قسم کھاؤ لات وعزیٰ کی کہ کل کو کوئی نہیں آئے گا جب اگلا دن آیا تو ابوجہل نے کہا عتبہ کو تو پتہ نہیں ہوگا شیبہ کو تو پتہ نہیں ہوگا پھر وہ آ گئے آپس میں وہ جب ملے تو کہنے لگے کہ سچی بات یہ ہے کہ جیسا قرآن محمدﷺ پڑھتا ہے ایسا دنیا میں کلام کوئی پڑھ نہیں سکتا۔ میرے بھائیو! مکہ مکرمہ میں دارارقم میں تبلیغ کا یہ سلسلہ جاری تھا مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ زندگی میں مکہ

مکرمہ میں ایک سو چودہ آدمیوں نے رسول اللہ کا کلمہ پڑھا اور کچھ عرصے کے بعد پھر وہ وقت بھی آیا کہ دار ارقم میں پیغمبر موجود ہیں۔

دار الندوہ میں پیغمبر کے خلاف مشورہ

اور دار الندوہ میں میٹنگ ہوئی خانہ کعبہ میں میٹنگ ہوئی، میٹنگ میں بڑے بڑے سارے سردار جمع ہوئے قریشی جمع ہوئے چوہدری جمع ہوئے انہوں نے کہا کہ اس محمد ﷺ کا راستہ روکو! اگر تمہیں مکہ میں سرداری کرنی ہے تو اس کو روکو اگر اس کو نہیں روکتے تو مکہ میں تم سردار نہیں بن سکتے مکہ میں تمہاری سرداری اور چوہدراہٹ نہیں چل سکتی انہوں نے کہا کہ وہ کیسے روکیں عقبہ بن ابو معید ایک بوڑھا کھوسٹ تھا بڑا پرانا بوڑھا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا بڑے بڑے اور بھی سردار تھے انہوں نے کہا بات یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کو جب تک قتل نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک بات نہیں بنتی۔ تو دوسرے نے کہا قتل کون کرے گا؟

چنانچہ جب کوئی تیار نہیں ہوا تو عمر بن خطاب تیار ہوا عمر ابن خطاب جس نے بعد میں فاروق اعظم بنا تھا کہنے لگا میں محمد ﷺ کا سر لاتا ہوں فیصلہ ہو گیا کہ کل کو میں محمد ﷺ کا سر لاؤں گا اگلا دن ہوا میرے بھائیو! فاروق اعظم جو ابھی عمر بن خطاب تھے رسول اللہ کا سر لینے کے لئے جا رہے ہیں۔

راستے میں ابو نعیم سے غالباً ملاقات ہو گئی ابو نعیم نے پوچھا عمر! کہاں جاتے ہو؟ فرمایا میں محمد کا سر لینے جا رہا ہوں اس نے کہا محمد ﷺ کا سر بعد میں لینا۔ اپنے بہنوئی سے پوچھو! تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب اس محمد ﷺ کا کلمہ پڑھ چکی ہے تمہارا بہنوئی سعید ابن زید اس محمد ﷺ کا کلمہ پڑھ چکا ہے۔ عمر نے کہا اچھا پہلے میں اس کی خبر لیتا ہوں عمر پیچھے ہٹے جب پیچھے ہٹے تو وہاں گھر آئے دروازہ بند ہے، بہنوئی کا دروازہ کھلا جب دروازہ کھٹ کھٹایا جا رہا تھا۔

اندر سے قرآن کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی **طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن** یہ قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے۔ عمر فاروق حیران ہو گئے۔

اندر جاتے ہی فاطمہ بنت خطاب کو مارنا شروع کر دیا مار مار کر جب بہن بے ہوش ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد فاطمہ کو ہوش آئی۔

فاطمہ نے کہا عمر! جس باپ کا خون تیری رگوں میں ہے اسی باپ کا خون میری رگوں میں ہے تو مارتا ہوا تھک سکتا ہے

میں محمد ﷺ کا کلمہ پڑھتی ہوئی تھک نہیں سکتی اس عمر نے کہا اتنا میں نے مارا میری بہن نے تو کبھی آج تک میرے سامنے سر نہیں اٹھایا تھا آج یہ سامنے بول پڑی ہے قرآن (حضرت عمر کے) کانوں میں پڑ چکا تھا۔

قرآن سننے کی خواہش

حضرت عمر نے کہا جلدی کر وہ قرآن تو مجھے سنا فاطمہ نے کہا تو ناپاک ہے غسل کر کے آ جب فاروق اعظمؓ غسل کر کے آئے فاطمہ نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا فاطمہ بنت خطاب نے عمر کے دل کا زنگال اتارنا شروع کر دیا۔

عمر کا قبولِ اسلام

تو عمر نے کہا اچھا فاطمہ جلدی کر مجھے بھی محمد ﷺ کے پاس لے چل تو فاطمہ بنت خطاب نے کہا میں نہیں لے جا سکتی۔ سعید ابن زید کو فاطمہ کہنے لگی تم چلے جاؤ عمر بن خطاب تھوڑی دیر پہلے نبی کا سر لینے جا رہا تھا اور ابھی تھوڑی دیر بعد محمد کو سر دینے جا رہا ہے۔

میرے بھائیو! یہ تبلیغ کا وہ انداز تھا جو رسول اللہ کے صحابہؓ کی وساطت سے امت تک پہنچا حضور ﷺ کے پاس حضرت عمر جا رہے تھے دار ارقم میں میں دار ارقم کی بات سنا رہا تھا دار ارقم میں حضرت حمزہؓ بھی بیٹھے ہیں اور بھی لوگ بیٹھے ہیں دور سے لوگوں نے دیکھا۔ عمرؓ آ رہا ہے۔ کسی نے کہا عمرؓ آ رہا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ رسول اللہ کو اس بات کی خبر ہو چکی تھی کہ دار لندوہ میں میرے خلاف میٹنگ ہوئی ہے پیغمبر اسی وقت رات کی تاریکی میں کعبہ بھی گئے تھے اور کعبہ میں ہاتھ اٹھا کر فرمایا تھا اللھم اعز لا سلام

بعمر ابن خطاب او عمر بن هشام اے اللہ اگر اسلام کو عزت دینا چاہتا ہے۔ یا عمر بن خطاب دیدے۔ یا عمر ابن ہشام دیدے۔

میرے بھائیو! پیغمبر ﷺ دُعا کر چکے تھے جب رسول اللہ کو بتایا گیا کہ عمر آ رہا ہے حضور ﷺ نے فرمایا عمر نہیں آ رہا۔ رات والی محمد ﷺ کی دُعا آ رہی ہے فاروق اعظم قریب آئے حضرت عمر نے سر جھکا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمر! کیسے آئے ہو؟ کہا کلمہ پڑھنے آیا ہوں تو کلمہ پڑھنے کو چند منٹ نہیں گزرے۔

فاروق اعظمؓ کا کلمہ پڑھنے کے بعد فوری کردار

تو عمر نے کہا اے اللہ کے رسول! میں نے کلمہ پڑھ لیا ہے اب یہ اذان جو دار ارقم میں ہوتی ہے یہ اذان دار ارقم میں نہیں ہوگی اب یہ اذان کعبے میں ہوگی حضور ﷺ نے فرمایا تیری قوم میرے صحابہ کو مارتی ہے۔ بڑا کہتی ہے تکلیفیں پہنچاتی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا اب میں نے کلمہ پڑھ لیا ہے اب یہ نہیں ہو سکتا کہ کلمہ عمر بھی پڑھ لے اور اذان پھر چھپ کر ہو اسلام کا اعلان چھپ کر ہو یہ نہیں ہوگا اب اذان کعبے میں ہوگی۔ اس لئے ابن حجر نے کہا۔ اول من اسلم علانیۃ فھو عمر دنیا کا ایک انسان پیغمبر ﷺ کی زندگی میں ایسا ہے۔ جن کا نام عمر بن خطاب ہے جس نے علانیہ پیغمبر کا کلمہ پڑھا چنانچہ فاروق اعظمؓ کے کلمہ پڑھنے کے بعد اللہ کا نام کعبے میں بلند ہوا۔

مکے کی گلیوں میں آگے پیغمبر ﷺ پیچھے ابو جہل

پیغمبر ﷺ مکے کی گلیوں میں تبلیغ کر رہے ہیں پیغمبر ﷺ مکے کی گلیوں میں اعلان توحید کر رہے ہیں اور رسول اللہ کے پیچھے پیچھے ابو جہل جا رہا ہے ابو جہل کہتا ہے اولو گو محمد ﷺ کی بات نہ سنو! یہ دیوانہ ہے (نعوذ باللہ) یہ مجنوں ہے یہ پاگل ہے محمد ﷺ آگے آگے جا رہا ہے اور چوکوں میں کہتے ہیں قولو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اولو گو کلمہ پڑھو۔ او لوگو اللہ کی بات مانو۔

کوڑا کرکٹ ڈالنے والی خاتون کے ساتھ پیغمبر خدا کا عظیم اخلاق

سمندری کے لوگو ایسا قصور انسان نہیں کرسکتا وہ شخص جو آسمانوں پہ معراج کی رات گیا تھا وہ شخص جس کے لئے قرآن اترا تھا آج کعبہ کی گلیوں کے اندر وہ پیغمبر چلتا ہے تو راستے میں کانٹے بچھائے گئے ہیں عورتیں مکانوں کی چھتوں پر کھڑی ہوگئیں ہیں سارا دن صفائی کر کے جو کوڑا ملتا ہے جب رسول اللہ گذرتے ہیں تو کوڑا رسول اللہ کے چہرے پر ڈال دیتی ہیں وہ پیغمبر جس کے چہرے کو قرآن نے والضحیٰ کہا ہے لیکن اس توحید کے جرم میں کلمہ طیبہ کے جرم میں لا الہ الا اللہ کے جرم میں اس کے شفاف چہرے پر کوڑا ڈالا گیا۔ جو عورت روزانہ کوڑا ڈالتی ہے دس دن گذر گئے دس دن گذرے تو ایک دن وہ عورت نہیں ملی پیغمبر ﷺ نے پوچھا کہ جو بوڑھی عورت میرے سر پر کوڑا ڈالتی تھی کہاں ہے؟ بتایا گیا وہ بیمار ہے رسول اللہ اس کا دروازہ کھٹکھٹا کر اس کی تیمارداری کے لئے چلے گئے اس کی تیمارداری کے لئے جب گئے تو پیغمبر ﷺ اس کے سرہانے کھڑے ہیں اس کا بیٹا بیٹھا ہوا ہے اس کے بیٹے نے کہا اماں! محمد ﷺ آیا ہے بیٹا کیسے آیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اماں مجھے پتہ چلا ہے تو بیمار ہے میں تیری عیادت کرنے کے لئے آیا ہوں بوڑھی عورت نے جب رسول اللہ ﷺ کا یہ اخلاق دیکھا علماء کہتے ہیں اسی جگہ پر اس نے رسول اللہ کا کلمہ پڑھ لیا پیغمبر گلیوں میں پھرتے ہیں پیچھے پیچھے مشرکین مکہ سردار رسول اللہ کو گالیاں دیتے ہیں، پیغمبر ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں۔

بازار عکاظ میں پیغمبر اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

حضور ﷺ بازار عکاظ میں گئے عکاظ ایک میلہ لگتا تھا۔ عکاظ میں میلہ تھا۔ بہت بڑا بازار تھا۔ رسول اللہ اکیلے اس میلے کے بازاروں میں چلے گئے اور آگے آگے کہتے او لوگو! اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے سواء کوئی خالق و مالک نہیں۔

ابوجہل نے لوگوں کو پیغمبر اسلام سے دور رکھنے کی ہر تدبیر کی

اور پیچھے ابوجہل ہے ابوجہل کہتا ہے لوگو اس کی بات نہ سنو یہ دیوانہ ہو گیا یہ مجنوں ہو گیا نعوذ باللہ یہ پاگل ہو گیا۔ یہ ساحر ہو گیا اس کی بات سنو گے تو آپس میں لڑ پڑو گے اس کی بات سنو گے تو ماں باپ سے علیحدہ ہو جاؤ گے اس کی بات سنو گے تو تم رشتے داروں کو علیحدہ کر دو گے اس کی بات نہ سنو لیکن ساری کائنات کا سردار اللہ کا یہ حکم پاتا ہے کہ بلغ ما انزل الیک من ربک اللہ کے رسول ﷺ جو عرش سے تجھ پر اتارا گیا ہے اس کو لوگوں کے گھر گھر تک پہنچا دو اللہ کا رسول ایک، ایک بات کو گھر گھر پہنچانے کے لئے گلیوں میں پھرتا ہے۔ بازاروں میں پھرتا ہے لوگ پتھر مارتے ہیں پھر بھی اللہ کی توحید کے پیغام سے بعض نہیں آتا۔

مصائب کا کوہ گراں اور پیغمبر ﷺ کا صبر و استقلال

اور پھر ایسا وقت بھی آیا کہ جب رسول اللہ نے اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔ اتنی مشقتیں اٹھائیں۔ کہ قرآن کو پھر یہ کہنا پڑا لعلک باخع نفسک اے پیغمبر ﷺ اتنی تکلیف نہ اٹھاؤ۔ کہ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو۔ ایسا نہ کرو لیکن پیغمبر گلیوں میں پھر رہے ہیں۔

میرے بھائیو! اتنے سال گذر گئے۔ گلیوں میں پتھر، بازاروں میں پتھر چوکوں میں پتھر مذاق گلی میں رسول اللہ جا رہے ہیں چند نوجوان چوک میں کھڑے ہیں کہتے ہیں دیکھو! اے نواں نبی بن کے آ گیا۔ اے کہندے میں نبی ہاں یہ مذاق اڑا رہے ہیں ایسا کوئی تصور کر سکتا ہے مسلمانوں تم بتاؤ؟ ایک آدمی محلے کا مولوی ہو اس کو ایک لڑکا آمادہ کر دے تھانے میں پہنچ جائے گا۔ پنچیت جمع کرے گا۔ لیکن دیکھو مسلمانو! جو ساری کائنات کا پیغمبر ہے وہ گلیوں میں چوراہوں میں اللہ کا پیغام سناتا ہے۔ لوگ مذاق اڑا رہے ہیں لیکن اس کے دل میں ایمان کی روشنی میں فرق نہیں آتا پیغام پہنچا رہا ہے۔

حبیب خدا کی طائف کے تین سرداروں سے تبلیغی ملاقات

رسول اللہ مکے کی گلیوں سے پریشان ہو کر طائف پہنچے جب آپ طائف پہنچے۔ تو آپ کا ایک غلام حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ کے ساتھ تھا زید پیغمبر کے ساتھ ہیں آپ طائف میں ہیں زید کہتے ہیں میں رسول اللہ کے ساتھ تھا۔ جب آپ طائف پہنچے تو لوگوں نے کہا ہم تمہیں یہاں بات نہیں کرنے دیں گے جب تک ہمارے سردار نہ کہیں تین سردار تھے۔ ایک کا نام عبدا یالیل تھا ایک کا نام حبیب تھا۔ ایک کا نام تھا تین سردار تھے۔

حضور کی پہلے سردار سے ملاقات اور اس کا مایوس کن جواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے عبدیالیل کے پاس گئے عبدیالیل سے کہا کہ عبد یالیل! میں تیرے پاس آیا ہوں میں اللہ کا رسول ہوں آخری پیغمبر ہوں۔ تو عبدیالیل نے کہا کہ آئے محمد! تیرے سوا اللہ کو کوئی آدمی نبی بنانے کے لئے نہیں ملا اس نے مذاق اڑائی۔

دوسرے سردار سے ملاقات

حضور ﷺ دوسرے سردار کے پاس گئے اس نے کہا چلے جاؤ نبی اس طرح در، در نہیں پھرا کرتے اس نے یہ کہا پاگل تھے عقل ہی کوئی نہیں تھا۔ نبی در در پہ نہیں پھرتے۔ اور اللہ کا پیغام کیسے پہنچایا؟

حضور ﷺ کی تیسرے سردار سے ملاقات

حبیب کے پاس چلے گئے اس نے کہا اے محمد ﷺ اگر تم اللہ کے سچے نبی ہو۔ تو پھر میرے دل میں خود بخود تیری بات آنی چاہئے تمہیں کہنا نہیں چاہیے۔ اگر تم سچے نبی نہیں ہو تو پھر کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے تیری۔ یہ کہہ کر رسول اللہ کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا۔ محفل سے اٹھا دیا۔ پیغمبر پریشان ہو گئے آپ جا رہے ہیں۔

طائف سے مایوسی کے بعد آپ کی انگور کے باغ میں تشریف آوری

تو راستے میں ایک باغ تھا انگوروں کا اسی حبیب کا جو سردار تھا اس کا باغ تھا۔ حضور تھک کر چوڑ ہو کر اس باغ میں بیٹھ گئے جب باغ میں بیٹھے تو باغ کا ایک ملازم تھا۔ نسطورا اس کا غالباً نام تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک مسافر ہے بڑا خوب صورت ہے نوجوان ہے اور بڑا نیک بخت معلوم ہو رہا ہے اس نے ایک رقابی میں انگور ڈالے اور رسول اللہ کے سامنے رکھ دیے۔ حضور ﷺ ان انگوروں کو کھانے لگے۔

آپ نے بسم اللہ پڑھی تو غلام حیرت زدہ رہ گیا

بسم اللہ پڑھی۔ تو اس نوجوان نے کہا کہ آئے مسافر! تم کون ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا میرا نام محمد ﷺ ہے میں آخری رسول ہوں دنیا کا تو اس نوجوان نے کہا یہ کلام آپ نے کیسا پڑھا بسم اللہ؟ پیغمبر نے کہا یہ اللہ کا کلام ہے وہ حیران ہوا حضور ﷺ نے فرمایا تم کون ہو؟ کہنے لگا میں نینوا کی بستی کا ایک نوکر ہوں جو حبیب سردار کے پاس ملازم ہوں حضور ﷺ نے فرمایا نینوا کی وہ بستی جہاں میرا بھائی آیا تھا۔ اس نے کہا کون سا تمہارا بھائی تھا؟ پیغمبر نے کہا میرا بھائی تھا جس کا نام یونسؑ تھا یونسؑ بھی نینوا کی بستی میں آئے تھے۔

غلام نے آقا کا ہاتھ چوما اور فوراً مشرف با اسلام ہو گیا

جب حضور ﷺ نے حضرت یونسؑ کا نام لیا تو اس غلام نے آگے بڑھ کر رسولا اللہ کا ہاتھ چوم لیا ہاتھ چوما اور کہا رسول اللہ سے اے محمد ﷺ مجھے اپنا کلمہ پڑھا دے۔ مسلمان کر دے۔ وہ غلام وہ نوکر۔ مسلمان ہو گیا۔ سرداروں کو تو توفیق نہ ہوئی لیکن اس نوکر کو توفیق ملی جب وہ نوکر رسول اللہ کے ہاتھ چومتا تھا تو سردار نے اس کو بلایا اور بلا کر کہا کہ تجھے کیا ہو گیا؟ کہ اس مسافر کے ہاتھ چوم رہا تھا تو اس نوکر نے کہا سردار! یہ محمد ﷺ روئے زمین کا

سب سے بڑا انسان ہے جو بات اس نے اب کہی ہے وہ پیغمبر کے سوا کوئی کر نہیں سکتا۔

پیغمبر کی زندگی کے مصیبت زدہ دن طائف ہی گذرے

میرے بھائیو! حضرت زید کہتے ہیں کہ ہم طائف کی گلیوں میں گئے رسول اللہ چوک میں اعلان توحید کرتے تھے لوگ پتھر مارتے تھے چوکوں پر پتھر مارتے تھے۔ بازاروں میں پتھر مارتے تھے اور حضور ﷺ کے گلے میں چادریں ڈال کر پیغمبر کو گھسیٹا جاتا رہا۔

طائف میں نبوت کا چہرہ خون آلود ہو گیا

ایک چوک میں اتنا لوگوں نے آپ کو مارا کہ سارے کپڑے آپ کے خون آلود ہو گئے جوتا خون سے چپک گیا۔ پیغمبر پریشان ہو گئے حضرت زید کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کا پکڑ کر باہر تالاب کے پاس لایا میں نے پیغمبر ﷺ کو ایک کنارے پر بٹھایا اور حضرت زید رو پڑے کہنے لگے تمہیں میں کیا بتاؤں اب میرے نبی کا کیا حال تھا کہ میں جوتا اتارتا تھا خون کی وجہ سے جوتا اتنا چپک گیا تھا کہ اترتا نہیں تھا۔ کپڑے اترتے نہیں تھے۔

پیغمبر نے طائف میں فرشتوں کے تعاون کی پیشکش کو ٹھکرا دیا

اتنے میں پیغمبر کے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اور فرشتہ کہنے لگا یا رسول اللہ میں ان پہاڑوں کا فرشتہ ہوں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان میں طائف کا شہر ہے ان پہاڑوں کا میں فرشتہ ہوں آپ حکم کردیں پہاڑوں کو ملا دوں طائف والوں کا قیمہ، قیمہ کردوں، حضور ﷺ نے فرمایا اے فرشتے تم خود آئے ہو یا اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے فرشتے نے کہا میں خود آیا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا جس پروردگار کے لئے میں توحید کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔

محمد ﷺ خدا کی رضا پر راضی ہے

اگر وہ اس بات پر راضی ہے کہ میرے چہرے پر لوگ پتھر ماریں مجھے راستے میں گھسیٹیں۔ میرا چہرہ خون آلود ہو جائے تو محمد ﷺ اس بات پر بھی راضی ہے ایک اور فرشتہ آیا

اس نے کہا کملی والے ان کے لئے بددعا کر دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل طائف کے لئے دُعائیں کرنا

حضور نے نبوت والے ہاتھ اٹھائے فرمایا اللھم اھد قومی فا انھم لا یعلمون آئے اللہ طائف کے لوگوں کو ہدایت دے یہ میرا رب نہیں پہچانتے شاید ان کی نسلوں میں کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا پیدا ہو گیا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من الربک پیغمبر نے مکے کی گلیوں میں اعلان توحید کیا طائف کی بستی میں اعلان توحید کیا۔

صحابہ کرام کی ہجرت حبشہ اور ابوجہل کے نمائندوں کا تعاقب

صحابہ کرام کا ایک قافلہ ملک حبش چلا گیا حضرت جعفر طیارؓ کی قیادت میں ستر آدمی تھے وہ دریا سے کشتیوں میں بیٹھ کر ملک حبش پہنچے تو پیچھے ابوجہل نے اپنے آدمی بھیج دیے ابوجہل نے حبشہ کے نجاشی بادشاہ سے کہا یہ ہمارے بھگورے مکہ سے آئے ہیں ان کو نکال دو بادشاہ نے کہا میں تمہارے کہنے پر ان کو اپنے ملک سے نہیں نکالتا۔

نجاشی کے دربار میں مہاجرین حبشہ اور ابوجہل کے قاصدوں کا آمنا سامنا

بادشاہ نے دربار سجایا ایسا دربار سجایا کہ نجاشی بادشاہ تخت پر بیٹھے تھے ادھر حضرت جعفر طیار اور ستر آدمی تھے جن میں حضرت عثمان غنیؓ اور ان کی بیوی رسول اللہ کی بیٹی حضرت رقیہ بھی تھی اور بھی بڑے صحابی تھے ایک طرف مشرکین مکہ کا وفد بیٹھا تھا ادھر صحابہ کا وفد تھا درمیان میں بادشاہ کا تخت تھا۔

نجاشی نے مشرکین مکہ سے ان کا موقف طلب کیا

بادشاہ نے کہا او مکہ کے سردار و او قریشیو۔ او ابوجہل کے لوگو بتاؤ ان مسلمانوں کے

ساتھ تمہارا کیا اختلاف ہے ان پر کیا اعتراض ہے؟

نجاشی کے دربار میں مشرکین مکہ کا موقف

تو مکے کا سردار جو ابو جہل کا نمائندہ بن کر گیا تھا اس نے کہا دیکھو یہ ہمارے مکہ کے رہائشی ہیں یہ بھگوڑے ہیں یہ مکہ سے بھاگ کر آئے ہیں ان کو یہاں سے نکالو۔

نجاشی نے مہاجرین سے انکا موقف طلب کیا

نجاشی بادشاہ نے کہا جعفر طیار بتاؤ! تم یہاں میرے ملک میں کیا لینے آئے ہو جعفر طیار کھڑے ہوئے نجاشی بادشاہ عیسائی تھا وہ تورات اور انجیل پڑھ چکا تھا۔

مہاجرین حبشہ کے امیر جعفر طیارؓ کا موقف

حضرت جعفر نے خطبہ پڑھا۔ خطبہ پڑھ کر کہا کہ اے نجاشی بادشاہ ہم گمراہی میں مبتلا تھے ہم پتھر کی مورتیوں کو سجدہ کیا کرتے تھے ہم اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے پتھروں کے سامنے سر جھکاتے تھے ہماری دنیا میں کوئی عزت نہ تھی کوئی قانون نہ تھا کوئی غیرت نہ تھی کوئی ایمان نہ تھا۔ ہمارے اندر سے اللہ نے ایک آخر الزماں محمد ﷺ پیدا کیا۔ اور وہ محمد ﷺ پیدا کیا کہ جس محمد ﷺ پر اللہ کا قرآن اترا۔

جعفر طیار نے نجاشی کے سامنے سورۃ مریم پڑھی تو نجاشی اشک بار ہو گیا

اور وہ قرآن اترا جس قرآن میں سورت مریم آئی جس سورۃ مریم کو تم بھی مانتے ہو تم عیسائی ہو حضرت جعفر طیار نے جس وقت یہ بات کہی اور سورۃ مریم کی آیتوں کی تلاوت کی کھیعص ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا۔ جب یہ سورت شروع کی نجاشی بادشاہ کی آنکھوں سے آنسوں نکل آئے ادھر وہ سورت مریم پڑھ رہے تھے نجاشی بادشاہ رو رہا تھا حضرت جعفر

طیار نے کہا آئے بادشاہ ہم کفر میں مبتلا تھے ہم جہالت میں مبتلا تھے ہم تاریکی میں مبتلا تھے ہم اندھیروں میں مبتلا تھے ہم پتھروں کو سجدہ کرتے تھے چنانچہ ہمارے درمیان میں ایک آخر الزماں رسول آیا اس نے ہماری پیشانیوں کو پتھروں سے ہٹایا ایک خدا کے سامنے جھکایا پتھروں سے ہٹایا ایک پروردگار کے سامنے جھکایا۔

ہم نے جب بتوں کی تردید کی تو مشرکین مکہ مخالف ہو گئے

ہم نے جب ان تین سو ساٹھ بتوں کی خدائی کے خاتمے کا اعلان کیا تو یہ لوگ ہمارے دشمن ہو گئے یہ ہمارے مخالف ہو گئے انہوں نے ہمارے پیغمبر کے راستے میں کانٹے بچھائے ہمارے رسول کو گالیاں دیں جب ہم ان کے شہر میں دکھوں میں مبتلا تھے دکھوں سے نکل کر ہم نے جب ملک کو چھوڑ دیا تو یہ آج ہمارے پیچھے چلے آئے ہمیں گالیاں دینے لگے بتاؤ ہمارا کیا قصور ہے چھوٹے چھوٹے بچے لے کر ہم ان جنگلوں میں بھٹک رہے ہیں اس لئے کہ انہوں نے بچوں کو مارا جوانوں کو مارا ہمارے آخر الزماں پیغمبر کے چہرے کو خون آلود کیا ان کے پاؤں کو زخمی کیا اس کے کپڑوں کو خون آلود کر دیا آج ہجرت کر کے ہم تمہارے پاس آئے ہیں یہ پیچھے چلے آئے ہیں۔

نجاشی نے مہاجرین اسلام کی بجائے مشرکین مکہ کو حبشہ سے نکال دیا

بادشاہ رو رہا تھا بادشاہ نے کہا او مکہ کے قریشی سردارو! محمد ﷺ کے ان صحابہ کو میں اپنے ملک سے نہیں نکال سکتا تم یہاں سے چلے جاؤ! نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفر طیار کا خطبہ سن کر رسول اللہ کا کلمہ پڑھ لیا تھا نجاشی بادشاہ مسلمان ہو گیا۔

نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا

اور یہ بھی مسئلہ یاد رکھیں کہ نجاشی بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا نجاشی بادشاہ نے

مسلمان ہونے کے بعد پیغمبر کی شان میں ایک محفل کرائی جس میں رسول اللہ کی تعریف کی گئی تھی اور جب نجاشی بادشاہ نے یہ اعلان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں رسول اللہ کی زیارت کے لئے جاؤں گا اس وقت رسول اللہ مکے سے مدینہ چلے گئے تو اس نے اعلان کیا کہ میں مدینہ جاؤں گا لیکن اعلان کے چند دنوں کے بعد وہ فوت ہو گیا جب وہ فوت ہوا تو جبرئیل امین نے رسول اللہ کو خبر دی جبرئیل نے بتایا کہ نجاشی بادشاہ فوت ہو گیا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کا جنازہ پڑھا

اور مسلمان ہو کر فوت ہوا۔ لیکن وہ آپ کا صحابی نہیں بنا آپ کا چہرہ اس نے نہیں دیکھا تو حضور نے فرمایا اے اللہ! نجاشی بادشاہ میرے پاس تو نہیں آیا۔ میرے لئے کیا حکم ہے اللہ نے فرمایا میرا حکم ہے کہ تم نجاشی کا جنازہ پڑھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے جنازہ پڑھوں وہ تو حبشے میں ہے۔

اللہ نے تمام حجابات اٹھا دیئے

چنانچہ یہ رسول اللہ کا معجزہ تھا کہ حبشہ اور مدینہ کے درمیان جتنے فاصلے تھے جتنے درخت تھے اللہ نے ان کو ہٹا دیا اور نجاشی بادشاہ کی قبر کو پیغمبر کے سامنے کر دیا چنانچہ یہ رسول اللہ کا معجزہ تھا کہ پیغمبر نے اس قبر کو سامنے دیکھ کر جنازہ پڑھا میرے بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نجاشی بادشاہ کی تعریف کرتے تھے کہ اس نے میرے صحابہ کو سہارہ دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالہجرتین کیوں کہتے ہیں

میرے دوستو! مکے کی زندگی میں دو ہجرتیں ہوئیں ایک ہجرت مکہ سے صحابہ نے مدینہ کی طرف کی ایک ہجرت مکہ سے حبشہ کی طرف کی حضرت عثمان غنی دونوں ہجرتیں والے تھے ان کو ذوالنورین بھی کہتے ہیں ذوالہجرتین بھی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے دو ہجرتیں کیں ایک ہجرت مکہ سے مدینہ کی طرف کی اور ایک ہجرت مکہ سے حبشہ کے ملک کی طرف کی اپنے بچوں کو لے کر گئے۔

حضور ﷺ کے اخلاق کا عجیب ترین واقعہ

میرے بھائیو! رسول اللہ کے خلاف پروپیگنڈہ کتنا تھا آپ کو بڑا کتنا کہا گیا اور آپ کا کیا کردار تھا کہ رسول اللہ مکے کی گلیوں سے گزر رہے تھے ایک بوڑھے عورت کو دیکھا کہ بوڑھی عورت کے سر پر گٹھڑی ہے اور بوڑھی عورت اس گٹھڑی کو لے کر جارہی ہے لیکن بڑی تکلیف میں ہے بڑی پریشان ہے گٹھڑی بہت بھاری ہے لیکن بوڑھی عورت بیتلا غر اور بہت ناتواں ہے حضور نے فرمایا اماں! یہ گٹھڑی میرے سر پہ رکھو۔ بوڑھی عورت نے کہا ٹھیک ہے تو تو بہت خوب صورت اور بڑا حسین وجمیل نوجوان ہے اے نوجوان! میری گٹھڑی تو مکہ میں کسی نے نہیں اٹھائی حضور نے فرمایا میں اپنے سر پر تیری گٹھڑی رکھتا ہوں مجھے بتاؤ مسلمانو رسول اللہ کی عمر چالیس، سنتالیس سال تھی آپ رسول بن چکے تھے نبی بن چکے تھے آخرالزماں پیغمبر بن چکے تھے بوڑھی عورت کی گٹھڑی اپنے سر پر اٹھائی اور اماں سے کہا اماں کہاں لے جانا ہے؟ باہر کیوں جاتی ہے کہنے لگی میں نے سنا ہے کہ مکہ میں ایک جادوگر محمد نامی آیا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ وہ لوگوں کا ایمان خراب کر رہا ہے مجھے ابوجہل نے کہا مکہ سے نکل جاؤ میں مکے سے جارہی ہوں مکے سے باہر نکلوں گی تا کہ اس کے جادو سے بچ جاؤں حضور ﷺ نے فرمایا اماں! وہ محمد ﷺ جو ہے وہ تجھے کیا کہتا ہے تو اماں کہنے لگی کہ وہ محمد ﷺ کہتا ہے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں۔ یہ تین سو ساٹھ بت کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ لوگوں کے سامنے ہمارے بتوں کی توہین کرتا ہے میں اپنا ایمان بچا کر مکہ سے باہر جارہی ہوں حضور ﷺ خاموش ہیں۔ حضور کے سر پر گٹھڑی پڑی ہے۔ پیغمبر ﷺ مکہ سے باہر نکلے۔ بوڑھی عورت ساتھ ہے۔ جس جگہ پر رسول اللہ نے جا کر گٹھڑی نیچے رکھی جہاں اس نے قیام کرنا تھا۔ بوڑھی عورت نے کہا اے نوجوان بتاؤ تیرا نام کیا ہے میں جب مکہ میں آؤں گی تیرے پاس ٹھہروں گی جب میں مکے میں آؤں گی تجھے ضرور ملوں گی بڑے بڑے قریشی تھے میری اولاد بھی مکے میں رہتی تھی میری گٹھڑی اٹھا کر کوئی نہیں لایا لیکن تو ایسا صالح آدمی ہے کہ میری گٹھری تو اٹھا کر لایا ہے ہے حضور ﷺ نے فرمایا اماں! میرا نام کیوں پوچھتی ہو کہنے لگی تو

بڑا نیک بخت ہے بڑا سعادت مند لڑکا ہے تیرے پاس آ کر ٹھہروں گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا وہ محمد ﷺ میرا ہی نام ہے

حضور ﷺ نے فرمایا سارا راستہ جس محمد ﷺ کو گالیاں دیتی آئی ہے وہ محمد ﷺ میرا ہی نام ہے اس بوڑھی عورت نے کہا اے محمد ﷺ! تیرا چہرہ جھوٹے آدمی کا نہیں ہو سکتا۔ تیرا چہرہ غلط آدمی کا نہیں ہو سکتا جلدی کر اسی جگہ مجھے اپنا کلمہ پڑھا کے مسلمان کر دے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئی اور پیغمبر ﷺ کے پاس دوبارہ مکے میں آئی وہاں وہ رہائش کرنے لگی یہ تھا وہ اعلان توحید جس کی وجہ سے مکے کی گلیوں میں مکے کی بازاروں میں مکے کے پہاڑوں میں مکے کی بستیوں میں محمد ﷺ کا دین پھیل گیا یہ پیغمبر ﷺ کی تیرہ سالہ زندگی ہے پیغمبر کی مکے کی تیرہ سالہ زندگی میں ایک سو چودہ آدمیوں نے رسول اللہ کا کلمہ پڑھا اور اسی دوران آپ کو بڑی تکلیفیں آئیں آپ پر بڑی اذیتیں آئیں۔

حضور ﷺ پر ایک ہی سال میں بے شمار صدمات

آپ پر ایک ایسا سال آیا جس میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ بھی فوت ہو گئیں اسی سال میں ابو طالب بھی فوت ہو گئے اسی سال میں رسول اللہ کا ایک بیٹا بھی فوت ہو گیا اسی سال میں پیغمبر ﷺ کے اوپر اور بڑی مشکلات آئیں اس کو عام الحزن کہا جاتا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ آپ پر پوری زندگی میں سب سے زیادہ تکلیفیں کب آئیں حضور ﷺ نے فرمایا ایک وہ سال آیا کہ جب ابو طالب بھی دنیا سے چلے گئے وہ سال آیا کہ اس سال میں میں نے یہ دیکھا کہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ بھی چلی گئی یہ دیکھا کہ میرا ایک بچہ تھا وہ بھی چلا گیا اتنی مجھے پریشانی زندگی میں کبھی نہیں آئی۔

سب سے زیادہ مصائب طائف میں اٹھائے

عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ اس سے بھی زیادہ کبھی تکلیف آئی تو حضور نے فرمایا

عائشہؓ! مجھے اس سے بھی زیادہ ایک دن تکلیف آئی جب میں طائف کی گلیوں میں تھا لوگوں نے مجھے گھسیٹا میرے گلے میں رسیاں ڈالیں اور مجھے گلیوں میں گھسیٹا مجھے بازاروں میں گھسیٹا میں اللہ کا نام لیتا تھا لیکن کسی کو ترس نہیں آتا تھا میرے سے لہو نکلتا تھا کسی کو ترس نہیں آتا تھا ناک سے لہو نکلتا تھا لیکن کسی کو ترس نہیں آتا تھا۔ میرے دل میں یہ تھا کہ جس پروردگار کا میں نے پرچم اٹھایا ہے اگر وہ خدا میرے چہرے کو خون آلود دیکھ کر راضی ہے تو مصطفیٰ خدا سے راضی ہے مجھ پر ایسی تکلیف بھی آئی ہے۔

رسول کون

میرے بھائیو! ایسی تکلیف کس جرم میں اٹھائی؟ توحید کے جرم میں وہ رسول جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا رسول ہے وہ رسول جو ایک لاکھ چوتالیس ہزار صحابہ کا رسول ہے۔ وہ رسول جو قیامت کی صبح تک آنے والی انسانیت کا رسول ہے وہ رسول جس کے دروازے پر جبرائیل نوکر بن کر آتا ہے۔

وہ رسول جس کے چہرے کا ذکر قرآن میں کئی مرتبہ آیا ہے۔
وہ رسول جس کی زلفوں کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔
لیکن اس رسول کو دیکھو کہ اتنا بڑا رسول ہے اتنا بڑا پیغمبر ہے
اور ایک ایسا بھی وقت آیا کہ اس کے چہرے پر پتھر مارے گئے
اس کو گالیاں دی گئیں اس کے کپڑے پر لہو آیا اس کو دکھ میں مبتلا کیا گیا معلوم ہوا کہ کوئی ایسی چیز ہے جو اس رسول سے بھی بڑی ہے کوئی ایسی چیز ہے جو اس پیغمبر ﷺ سے بھی بڑی ہے وہ چیز کون سی ہے جس کی وجہ سے اتنے بڑے پیغمبر ﷺ کا چہرہ زخمی کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ دیکھتا رہا وہ چیز کون سی ہے؟ وہ ہے کلمہ توحید کلمہ توحید بڑا ہے اسی وجہ سے تو رسول اللہ کا چہرہ زخمی ہوا آج اس توحید کو ہم نے چھوڑ دیا اس پیغام کو ہم نے چھوڑ دیا اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں کوئی حاجت روا نہیں کوئی بگڑی بنانے والا نہیں کوئی نفع و نقصان دینے والا نہیں کوئی کائنات میں ذرے ذرے کا مالک نہیں مگر اللہ ہے۔ یہی وہ پیغام تھا جس

پیغام کی وجہ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو اذیتوں میں مبتلا کیا گیا۔حتی کہ ہمارے رسول کا چہرہ زخمی کر دیا گیا مکے میں زخمی کیا گیا مدینے میں زخمی کیا گیا طائف میں زخمی کیا گیا گلیوں میں زخمی کیا گیا راستے میں کانٹے بچھائے گئے اوجھری پیغمبر کے چہرہ پر ڈالی گئی خانہ کعبہ میں رسول اللہ کا چہرہ زخمی کر دیا گیا معلوم ہوا کہ جن چیزوں کی وجہ سے اتنے بڑے پیغمبر ﷺ کو زخمی کر دیا گیا وہ چیز پیغمبر ﷺ سے بھی بڑی ہے وہ چیز اسلام کا پیغام ہے آج جس پیغام کو میں نے بھی چھوڑ دیا تم نے بھی چھوڑ دیا چھوڑنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم انکار کر بیٹھے نہیں اس کا مطلب ہے کہ ہم تقاضوں کو بھول گئے لا الہ الا اللہ کے تقاضے کو بھول گئے کہ تقاضا کیا ہے اس کی ضرورت کیا ہے تیرہ سال پیغمبر ﷺ کی تبلیغ کا زمانہ ہے۔

صحابہ کرامؓ پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے

اس میں اور بھی بڑے واقعات پیش آئے اور بھی صحابہ نے بڑی ماریں کھائی اس تیرہ سال میں بلالؓ کو تپتی گرم ریت پہ کلمہ کے لئے لٹایا گیا۔سمیہ کے ٹکرے کلمے کے لئے ہوئے زنریہ کی آنکھیں نکال دی گئیں لبینہ کی چمڑی ادھیڑ دی گئی ان تیرہ سالوں میں پیغمبر ﷺ کو اتنی اذیتیں آئیں کہ نبی پریشان ہو گئے ان تیرہ سالوں میں اتنی پریشانی آئی کہ صحابہؓ کو کہنا پڑا متی نصر اللہ اللہ کی مدد کب آئے گی ان تیرہ سالوں کی یہ ساری اذیتیں تھیں میرے بھائیو! جن لوگوں نے ان تیرہ سالوں میں نبی کا ساتھ دیا ان کو کیا کہتے ہو صحابہؓ جب نبی پر دکھ آئے انہوں نے نبی کا ساتھ دیا یا نہیں دیا پیغمبر ﷺ کو پتھر مارے گئے نبی کا ساتھ نہیں دیا نبی کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے ساتھ نہیں دیا؟ پیغمبر ﷺ کو اذیتیں دی گئیں ساتھ نہیں دیا اور میں نہیں کہتا قرآن کہتا ہے:

الذین اُخرجوا من دیارھم واُوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا۔

یہ وہ صحابہ ہیں کہ جن کو میرے راستے میں اذیتیں دی گئیں میرے راستے میں گھروں سے نکال دیا گیا لیکن ان میں سے کسی نے بھی میرے نبی کا کلمہ نہیں چھوڑا۔

ہم صحابہؓ کا دامن کیسے چھوڑیں

میرے بھائیو! جنہوں نے میرے نبی ﷺ کا دامن نہیں چھوڑا پیغمبر ﷺ کے لئے دکھ اٹھائے تکلیفیں اٹھائیں مشکلات اٹھائیں ان کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے؟ نہیں اور آج جو شخص ان کو کافر کہتا ہے جو شخص ان کو برا کہتا ہے وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ نہیں مجھے بتاؤ تو سہی تیرہ سال رسول اللہ مکے میں رہے ان تیرہ سالوں میں ایک سو چودہ آدمیوں نے نبی کا کلمہ پڑھا۔

حضرات صحابہؓ ایماندار ہی نہیں بلکہ معیار ایمان تھے

اگر وہ نبی کا کلمہ پڑھنے والے لوگ مسلمان نہیں تھے تو بتاؤ مسلمان تھا کون؟ پھر مسلمان ابو جہل تھا پھر مسلمان عتبہ اور شیبہ تھا پھر مسلمان وہ تھے جنہوں نے راستے میں کانٹے بچھائے تھے جو پیغمبر ﷺ کے دکھوں کے وقت گئے نبی ﷺ کے جسم پر لیٹ گئے جو پیغمبر کی وجہ سے تپتی ریت پہ لٹائے گئے جو پیغمبر ﷺ کی وجہ سے چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے لائے گئے جو نبی کی وجہ سے ابلتے ہوئے پانی میں ڈالے گئے جو پیغمبروں کی وجہ سے دھکتے ہوئے انگاروں پر لٹائے گئے خباب سے فاروق اعظم نے پوچھا خباب اپنی کمر سے کپڑا اٹھاؤ! جب کمر سے کپڑا اٹھایا ہڈیوں کے سوا کچھ نہ تھا تو خباب نے کہا جب مجھے دھکتے ہوئے انگاروں پہ لٹایا جاتا میری چمڑی پگھلنے سے انگارے بجھ جاتے لیکن دشمن کو کبھی بھی ترس نہ آتا آج اس خباب کو کوئی شخص کہے کہ یہ تو مسلمان نہیں تھا یہ تو کلمہ نبی کا چھوڑ گیا تھا ہم تسلیم کر سکتے ہیں؟ نہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن.

غزوۂ اُحد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

قل لو كنتم فى بيوتكم لبرز الذين كتب عليهم القتل الى مضاجعهم وليبتلى الله ما فى صدوركم وليمحص ما فى قلوبكم والله عليم بذات الصدور O ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعن انما استزلهم الشيطن ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور حليم O يا ايها الذين

امنوا لا تکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانهم اذا ضربوا
فی الارض أو کانوا غُزًّی لو کانوا عندنا ماماتوا وما قتلوا
لیجعل اللّٰہ ذلک حسرۃ فی قلوبهم واللہ یحیی ویمیت
واللہ بما تعملون بصیر O

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت: ۱۵۴ تا ۱۵۶)

بزرگان محترم و برادران عزیز!

یہ شوال کا مہینہ ہے، اس میں اسلام کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ پیش آیا اور وہ ہے جنگ اُحد، اور جنگ اُحد میں حضرت حمزہؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، تو میں ان شاء اللہ جنگ اُحد کے حوالے سے آپ کے سامنے کچھ واقعات پر مشتمل ایمان افروز بیان کروں گا اور آئندہ جمعہ بھی ان شاء اللہ جنگ اُحد کا واقعہ بیان ہوگا، کیونکہ حضرت حمزہؓ کی شہادت ایک جمعہ میں بیان نہیں ہوسکتی، جنگ اُحد میں بہت سے ایسے واقعات پیش آئے کہ جن کو کئی جمعوں میں پھیلایا جاسکتا ہے لیکن میں کوشش کروں گا کہ جنگ اُحد کا یہ عنوان دو جمعوں میں ختم ہوجائے۔

اُحد کا معنی

اُحد اصل میں اَحد سے ہے، علماء کرام کہتے ہیں کہ دنیا میں ایک اُحد پہاڑ ہے جو اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور وحدانیت کا سب سے زیادہ ذکر کرتا ہے، اس لئے اس کو احد کہا جاتا ہے۔

مقامِ صحابہؓ

اور اُحد پہاڑ کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنتیوں کے سامنے ذکر کریں گے اور علماء کہتے ہیں کہ احد پہاڑ کے نیچے سونا بھرا ہوا ہے، پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی صبح تک آنے والے لوگ احد پہاڑ کے برابر سونا دیں اور میرے صحابہؓ جو کی مٹھی خیرات کریں تو جو کی

مٹھی کا ثواب اُحد پہاڑ کے سونے سے بڑھ جائے گا۔

میرے بھائیو! یہ نبی ﷺ نے کیوں فرمایا، اس جَو کی مٹھی میں

ہیرے نہیں ہیں

جواہرات نہیں ہیں

موتی نہیں ہیں

اگر حبشے کا کالا بلالؓ جَو کی مٹھی خیرات کرتا ہے اور مسلمان تو اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرتا ہے تو اس جَو کی مٹھی کا ثواب تیرے اُحد کے پہاڑ کے سونے سے اس لئے بڑھ جائے گا کہ اس نے ان ہاتھوں سے جَو کی مٹھی دی ہے، یہ ہاتھ وہ ہیں کہ جنہوں نے پیغمبر ﷺ کے ہاتھوں کو چھوا ہے، یہ آنکھیں وہ ہیں کہ جن آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کے جمال جہاں آرائے نبوت کا دیدار کیا ہے، پیغمبر ﷺ کے جسم کو چھوا ہے۔

میرے بھائیو! قرآن اس جنگ کے متعلق کیا کہتا ہے، کتنی خوبصورت بات کرتا ہے، قرآن میں ہے قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم اے دنیا کے لوگو تم آرام کی نیند گھروں میں سوتے ہو، تم عیش کرتے ہو، تم عشرت کرتے ہو، تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہے، لیکن تم جانتے ہو محمد ﷺ کی اس جماعت کو، جنہوں نے گرم بستر چھوڑ کر، جنہوں نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر، جنہوں نے بیویوں کے عشرت کدوں کو چھوڑ کر، قبروں کو آباد کیا، محمد ﷺ کے فرمان کو سینے سے لگایا، یہ صحابہؓ کا مقام ہے، یہ صحابہؓ کی جماعت ہے۔

اسباب غزوہ اُحد

جنگ احد اسلام کی دوسری بڑی جنگ ہے، جو سترہ شوال ۳ھ کو پیش آئی، یہ جنگ مشرکین مکہ کے ساتھ تھی، مشرکین مکہ جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کی تیاری کر رہے تھے انہوں نے بہت کوشش کی کہ کسی نہ کسی طریقے سے جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لیں چونکہ بدر کی جنگ میں نبی ﷺ کے بڑے بڑے دشمن مارے گئے ستر سردار، قرآن نے جنگ بدر میں

مارے گئے کوئی رات نہیں گزرتی تھی کہ جب عرب کے مشرک اور کافر اس جنگ کا بدلہ لینے کی تیاری نہ کریں، ساری ساری رات عورتیں روتی رہتی تھیں کہ ہائے کاش کوئی بدر کا بدلہ لینے کے لیے پیدا ہو صحابہؓ اور رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کیا تھا جنگ بدر میں اس کے بعد تیاری شروع ہوگئی کہ ہم نے مدینہ میں بھی صحابہؓ کو رہنے نہیں دینا، یہ تیاری ہوتی تھی۔

(زرقانی جلد۲، صفحہ۲۰)

ابتدائی معلومات

جنگ اُحد کے کئی پہلو ہیں، مدینہ منورہ سے چار پانچ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے جس کا نام ہے ''احد'' یہ جنگ اسی جگہ پر لڑی گئی، اس لیے اس جنگ کو جنگ احد کہتے ہیں اور حضور ﷺ پندرہ شوال جمعہ کے دن مدینہ منورہ اپنے گھر سے چلے نماز جمعہ ''مسجد جمعہ'' میں پڑھی، اللہ پاک آپ کو مدینہ منورہ لے جائے وہاں ایک مسجد ہے جس کا نام ہے ''مسجد جمعہ''

اس مسجد کو ''مسجد جمعہ'' اس لیے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے وہاں نماز جمعہ ادا کی تھی اس دن جس وقت جمعہ فرض ہوا تھا، اس دن آپ نے وہاں پر نماز پڑھی تو حضور ﷺ جب جنگ احد میں جانے لگے تو اس مسجد میں جمعہ پڑھا اور یہاں اُحد کے پہاڑ تک چار میل کا فاصلہ ہے، راستے میں دو جگہ پر آپ نے قیام فرمایا ان میں سے ایک جگہ میں نے دیکھی ہے، میں نے ۱۹۹۳ء میں عمرے کے موقع پر مدینہ منورہ کے ایک عالم ہیں شیخ محمد الیاس، پاکستانی ہیں میں نے انہیں کہا کہ شیخ آج کل آپ کیا کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا میں آج کل مدینہ منورہ کی مساجد کی تاریخ لکھ رہا ہوں کہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے دور میں کون کون سی مساجد تھیں، بہت بڑے عالم ہیں، انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، تو میں نے کہا ایک میری خواہش ہے، انہوں نے کہا کیا خواہش ہے؟ میں نے کہا میری خواہش یہ ہے کہ آپ مجھے مدینہ منورہ میں وہ جگہ دکھائیں، جو حضور ﷺ کے دور سے لے کر اب تک ویسی کی ویسی ہو، یعنی جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ کی نظر کرم پڑی ہو وہ جگہ دکھائیں۔

انہوں نے کہا کہ جو تاریخ کی کتابوں میں لکھی ہے، ان میں ایک جگہ ہے اور انہوں نے مجھے بڑی معلومات دیں، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حضور ﷺ کے روضہ اقدس میں جو حضور ﷺ کی قبر کی جگہ ہے، وہاں سے کافی نیچے آپ کی قبر ہے، جہاں قبر جالیوں سے نظر آتی ہے، وہاں قبر نہیں ہے، حضور ﷺ کے دور سے اور صحابہؓ کے دور سے لے کر آج تک کوئی نہیں جاسکا۔

ایک مرتبہ جب مسجد نبوی کی نئی تعمیر ہونے لگی تو کچھ کھدائی ہوئی جس کی وجہ سے حضور ﷺ کی قبر والی جگہ پر ایک دیوار کی کچھ اینٹیں گر گئیں ایک مستری دیوار کی اینٹیں اٹھانے نیچے گیا تو اسی وقت فوت ہو گیا وہ اس تجلی کی تاب نہیں لا سکا اور یہ جو گنبد ہے یہ اس جگہ پر ہے جہاں پر حضور ﷺ کی قبر ہے اور انہوں نے بہت بڑی عجیب و غریب تاریخ بتائی، بہت بڑے عالم تھے۔

مجھے کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور سے ایک جگہ ویسی کی ویسی ہے، میں نے کہا چلیں، وہ مجھے لے گئے تو آبادی کے درمیان میں بستی کے درمیان میں ایک پرانی مسجد تھی بالکل کسی کو پتہ نہیں تھا کہ مسجد ہے، چھوٹا سا اس کا مینار تھا مجھے وہاں لے گئے، کہنے لگے کہ اس جگہ پر، جگہ کا نشان بتایا کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی تھی اور کونسی نماز؟ کہنے لگے نماز عصر حضور ﷺ جب جنگ احد کے لئے مدینہ سے نکلے تو راستے میں نماز عصر ادا کرنے کے لیے یہاں آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا اور اسی وجہ سے اس جگہ پر صحابہ کرامؓ نے مسجد بنا دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں پڑاؤ ڈالا تو میں نے وہاں اپنی بساط کے مطابق نماز پڑھی، دو نفل پڑھے، دعا مانگی اور مجھے محسوس ہوا کہ یہ برکت والی جگہ ہے، یہاں رسول اللہ ﷺ کے قدم ضرور آئے ہیں وہ آپ ﷺ کے قدموں والی جگہ تھی، بڑی برکت والی جگہ تھی اور حضور ﷺ کا گزر جس جس جگہ سے ہوا، جن لوگوں کو پرانی تاریخ کا پتہ ہے، وہ اب بھی جا کر دیکھیں گے تو ان کو برکات معلوم ہوں گی کہ یہاں سے دنیا کا سردار گزرا تھا، رسول اللہ ﷺ کا یہاں سے گزر ہوا تھا۔

تو میں کافی دیر تک وہاں بیٹھا رہا، گھنٹہ ڈیڑھ لگ گیا، ساتھی کہنے لگے کہ جلدی کرو، لیکن میں نے کہا کہ میرا جی نہیں چاہتا کہ یہاں سے چلوں مجھے ایسا سکون آتا تھا تو شیخ ریاض نے کہا یہ ایک تحفہ ہے حضورﷺ کے دور کا جو میں آپ کو دے رہا ہوں۔

میں نے کہا کوئی اور چیز دکھاؤ، تو ہمارے ایک دوست تھے قاری عبداللطیف صاحب، انہوں نے کہا کہ میں حضورﷺ کے دور کی ایک اور جگہ آپ کو دکھاتا ہوں، وہ مجھے گاڑی میں بٹھا کر مدینہ سے دس میل دور لے گئے اور وہاں جب ہم پہنچے تو وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا، میں نے کہا یہ چشمہ کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ حضورﷺ ایک لشکر کو لے کر یہاں سے گزرے تھے، لشکر نے یہاں پڑاؤ کیا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ اونٹوں پر جو مشکیں ہیں پانی کی، ان میں پانی ختم ہو گیا ہے ان جانوروں کے لیے اور انسانوں کے پینے کے لیے پانی نہیں ہے، حضورﷺ نے اپنا نیزہ اٹھا کر ایک جگہ پر مارا اور یوں کہا ابھی یہاں سے پانی نکلے گا۔

چنانچہ جب آپ نے نیزہ مارا، وہاں سے پانی کا چشمہ نکل پڑا، اور وہ تقریباً پندرہ سولہ سو صحابہؓ کا لشکر تھا وہ اس چشمے سے پانی پین لگے پانی میٹھا نکل آیا جس جگہ نیزہ مارا، تو جانوروں کیلئے بھی ایک علیحدہ چشمہ پانی کا نکل آیا، یعنی پتھروں کی زمین سے پانی کا چشمہ نکل آیا، تو مجھے شیخ الیاس اور قاری عبداللطیف لے گئے اور جس طرح کا وہ نشان تھا اسی طرح اب دیکھیں کہ وہ زمین کے تھوڑا سا نیچے پانی نکلتا ہوا نظر آرہا تھا اور پانی کی سطح برابر تھی پانی نکالو، تو پانی اتنا ہی رہے گا، یعنی آپ ڈول بھر کر نکالیں پھر بھی پانی اتنا ہی رہے گا وہ کہتے ہیں حضورﷺ کے دور سے یہ ایسے ہی ہے، جتنا مرضی پانی نکالو، پانی اسی سطح پر باقی رہے گا، اور حضورﷺ نے اپنے دور میں یہاں سے پانی نکالا تھا اور صحابہ کرامؓ نے یہاں سے پانی پیا تھا تو بڑی ایمان افروز جگہ تھی، تو مجھے یہ واقعہ یاد آیا، ایمان تازہ ہوا میں نے وہاں سے پانی پیا اور کچھ پانی لایا بھی اور وہ پانی، جو میں نے وہاں پر پیا، ایسا ذائقہ پانی کا کہیں نہیں دیکھا آج

تک وہ حضورﷺ کے دور سے ایسے چلا آرہا ہے، عرب میں تو پانی بھی نہیں ہوتا تھا، لیکن جہاں آب زمزم ہے وہ بھی ایک پیغمبر کی ایڑی کی وجہ سے پانی نکلا تھا اور یہاں رسول اللہ ﷺ کے نیزہ مارنے کی وجہ سے پانی نکلا۔ تو یہ رسول اللہ ﷺ کی برکات ہیں مدینہ منورہ کے اطراف میں۔

جن لوگوں کو مدینہ منورہ کا تعارف ہو یا جن کو واقفیت ہو یا کوئی پرانا آدمی مل جائے تو وہ ان ساری جگہوں پر جاتے ہیں ابھی میرے استاد ہیں شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب کہروڑ پکا والے انہوں نے مجھے کہا کہ اگر حکومت سعودیہ وزٹ ویزہ دے دے جس کی وجہ سے مکہ، مدینہ، جدہ کے علاوہ باقی جگہوں پر بھی آدمی جاسکتا ہے، بدر کے میدان میں باقی میدانوں میں بھی، اگر یہ ویزہ مل جائے تو میں آپ کو سعودی عرب کی وہ تمام جگہیں نشاندہی کرسکتا ہوں جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ کے قدم آئے تھے، اس لئے کہ ان کے پاس ساری کتابیں موجود ہیں، مطالعہ ہے تو میری کوشش ہے کہ شاید اس سال حج کے موقع پر حکومت ہمیں اجازت دے دے اور وہ ساری جگہیں ہم دیکھیں کہ جس جگہ آپ ﷺ نے رات کو قیام کیا، جس جگہ آپ نے دن کو قیام کیا جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے دو دن قیام کیا، جہاں حضرت حلیمہؓ کی سواری گئی، اور رسول اللہ ﷺ گئے تو ایک ایک جگہ کی نشاندہی استادوں کے پاس ہے، وہ ایک مرتبہ پہلے ہو آئے ہیں تو اس لیے یہ بڑی برکت والی بات ہے خیر بات سے بات نکل آئی، میں عرض یہ کررہا تھا کہ یہ جو غزوہ احد ہے جنگ اُحد احد ایسی جگہ ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا اور راستے میں جتنی جگہیں ہیں وہ بھی برکات والی جگہیں ہیں۔

حضورﷺ کی روانگی اور ابتدائی واقعات

حضورﷺ پندرہ شوال کو چلے، راستے میں آپ ﷺ نے ایک جگہ قیام کیا، سولہ تاریخ کو بھی راستے میں ٹھہرے اور سولہ کی شام ہی کو آپ میدان احد میں پہنچ گئے اور دشمن کا

لشکر کتنا تھا؟ حضورﷺ کو وہاں پتہ چلا۔

جب مدینہ منورہ سے حضورﷺ باہر نکلے تو سارے صحابہ کو بلایا اور پوچھا کہ اللہ کا حکم آچکا ہے، لڑائی کیسے کرنی ہے؟ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر لڑائی لڑنی ہے یا مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھود کر لڑائی کرنی ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے اردگرد ہم بڑی بڑی خندقیں کھودیں اور ان خندقوں میں ہم بیٹھ جائیں اور دشمن کا مقابلہ خندق میں بیٹھ کر کریں، حضورﷺ کی یہ اپنی رائے تھی۔

لیکن صحابہ کرامؓ کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ یہ جو اندر بیٹھ کر لڑائی لڑنا ہے، میدان جنگ اس سے قائم نہیں ہوگا، کچھ لوگ بدر میں جانے سے رہ گئے تھے، ان کو بڑا جوش تھا کہ ہم میدان میں اتریں، تلوار چلائیں، لوگ ہمیں ماریں، ہم ان کو ماریں، خندقوں میں تو ایسا نہیں ہوسکتا تو ان کا جذبہ جہاد ایسا تھا کہ انہوں نے کہا نہیں، یا رسول اللہﷺ میدان میں لڑیں گے باہر جا کر لڑیں گے۔ (طبقات ابن سعد جلد۳ صفحہ۱۶)

حضورﷺ نے ان کی رائے کو ترجیح دی، اچھا اب جو وہ چلنے لگے تو ایک صحابیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہﷺ آپ کی رائے پر ہمیں عمل کرنا چاہیے۔

حضورﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہتھیار باندھ کر اتارا نہیں کرتا۔ تمہاری رائے تھی کہ باہر جانا ہے تو باہر جانے کے لیے میں نے زرہ پہن لی اور میں نے ہتھیار اٹھا لیے، تو اب اگر خندق میں لڑنا ہے، تو مجھے ہتھیار نہیں اٹھانے پڑیں گے اور زرہ بھی نہیں پہننی پڑے گی اور پیغمبرﷺ کے لیے حکم ہوتا ہے کہ وہ جب کسی جنگ میں تیاری کے لیے چل پڑتا ہے تو واپس آنے کی اجازت نہیں ہوتی، چنانچہ اب نبیﷺ چل پڑے ہیں، اب نبیﷺ نے تیاری کرلی ہے اس لیے اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا، چنانچہ رسول اللہﷺ اسی طرح آگے بڑھے اور صحابہ کرامؓ کو ساتھ لے کر راستے میں پڑاؤ ڈالتے ہوئے آپ احد کے پہاڑ پر پہنچ گئے، اور وہاں آپﷺ نے احد کے پہاڑ پر قبضہ کرلیا، پہاڑ کے اردگرد لشکر کو متعین کر

دیا، یہ بہت بڑا لشکر تھا۔

جب مدینہ منورہ سے صحابہؓ چلے تو اس وقت تعداد تھی ساڑھے دس سوا یک ہزار پچاس آدمی تھے، جن میں منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی بھی تھا اور چند قدم آگے چل کر وہ اپنے آدمیوں کو واپس لے آیا، کہنے لگا چونکہ میری بات نہیں مانی گئی، اس لیے میں ساتھ نہیں چل سکتا، اس لیے آدھے راستے میں آ کر اس منافق نے پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دیا، تو ساڑھے سات سو صحابہ کرامؓ رہ گئے، اور مقابلہ تھا تین ہزار آدمیوں سے!

(زاد المعاد جلد ۲، صفحہ ۹۳۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲، صفحہ ٦٧)

مشرکین کی آمد

صحابہ کرامؓ کا لشکر وہاں پہنچا، تو دو تین دنوں کے بعد دشمن کا لشکر بھی وہاں آ گیا، جس کا سپہ سالار ابوسفیان تھا، اس لیے کہ ابوجہل بدر میں قتل ہو چکا تھا اور ابوجہل کے بعد سپہ سالار مشرکین مکہ نے بنایا ابوسفیان کو یہ وہی ابوسفیان ہیں جو سردار قریش تھے یہ وہی ابو سفیانؓ ہیں جو حضرت امیر معاویہؓ کے والد مکرم ہیں۔

حضرت ابوسفیانؓ نے فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیا اور ابوسفیان کی لڑکی ام حبیبہؓ رملہ بنت ابی سفیان یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں اور پیغمبر علیہ السلام کی جو بیوی ہوتی ہے وہ امت کی ماں ہوتی ہے گویا کہ ابوسفیان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کی لڑکی پوری امت کی ماں بنی۔ اور ان کے لڑکے حضرت امیر معاویہؓ پورے مسلمانوں کے خلیفہ بنے یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔

ابوسفیان نے جنگ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اور اپنے بیٹے معاویہ بن ابی سفیانؓ کے ساتھ مل کر دشمنوں کا مقابلہ کیا، اس جنگ حنین میں ابوسفیانؓ جو پہلے صحابی نہیں تھے اب صحابی بن گئے تھے تو حضرت ابوسفیانؓ کی آنکھ میں تیر لگا اور آنکھ باہر آ گئی، حضرت ابوسفیانؓ نے اپنی آنکھ کا ڈیلا اپنے ہاتھ پر رکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، جنگ کے بعد کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ڈیلا میرے ہاتھ میں ہے، اپنے نبوت والے ہاتھوں سے

یہ ڈیلا اٹھا کر میری آنکھ میں دوبارہ لگا دیں، حضور ﷺ نے فرمایا ابو سفیانؓ آنکھ کا ڈیلا چاہتا ہے یا جنت چاہتا ہے؟ تو ابو سفیانؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ ڈیلا نہیں چاہیے مجھے جنت چاہیے، حضور ﷺ نے فرمایا ڈیلے کو زمین میں دفن کر دے اس کے بدلے میں تجھے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا، یہ بہت بڑا اعزاز تھا، جو اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو سفیانؓ کو عطا فرمایا۔

(الاصابہ جلد ۲، صفحہ ۱۷۹)

ایک ایسا وقت بھی تھا کہ یہی ابو سفیانؓ جنگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں آئے تھے اور پیغمبر ﷺ کا مقابلہ کر رہے تھے اور پھر یہی ابو سفیان تھا کہ فتح مکہ میں جب اس نے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

من دخل فی دار ابو سفیان فھو امنا

جو ابو سفیان کے گھر آج داخل ہوگا اس کو بھی محمد مصطفےٰ ﷺ امن عطا فرمائیں گے یہ پیغمبر ﷺ کی عظمت ہے یہ ابو سفیان کا اعزاز تھا سردار قریش تھے، بہت بڑے سردار تھے۔

(مسلم باب فتح مکہ صفحہ ۱۰۴)

میرے بھائیو! ابو سفیان سردار اور فوج کے سپہ سالار تھے تین ہزار کا لشکر تھا، صحابہؓ کی تعداد ساڑھے سات سو تھی حضور ﷺ خود جنگ میں تھے، خود کارزار میں تھے۔

جنگ کے واقعات

عرب میں رواج تھا کہ جب جنگ شرع ہوتی تو پہلے دشمن کی طرف سے آنے والا ایک سورما اعلان کرتا ھل من مبارز؟ ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟ تو ابو سفیان نے اعلان کیا۔

ھل من مبارز

''ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟''

سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰؓ میدان میں اترے، اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے

فرمایا ہاں میں محمد مصطفےٰ ﷺ کی طرف سے مقابلہ کر رہا ہوں چنانچہ کافروں کا ایک نمائندہ آگے بڑھا، اس کا نام تھا عتبہ بن ورقہ، وہ آگے بڑھا، حضرت علیؓ نے میدان میں مقابلہ کیا، پہلے ہی وار میں عتبہ کا سر قلم کر دیا اور عتبہ کو زمین پر گرا دیا۔

پھر ایک دوسرا آدمی آیا، اس نے کہا ھل من مبارز حضرت علیؓ نے اس کا بھی سر قلم کر دیا۔

پھر تیسرا آیا، حضرت علیؓ نے اس کا بھی سر قلم کر دیا اور اسلام کی فوجوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اس کے بعد پھر دشمن نے چڑھائی کی، دشمن آگے بڑھا تفصیلی واقعات کا موقع نہیں ہے۔ (زرقانی جلد۲، صفحہ۳۱)

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت

اس جنگ میں ساڑھے سات سو صحابہؓ تھے ستر بڑے بڑے صحابہ کرامؓ اس جنگ میں شہید ہوئے اور کچھ صحابہ کرامؓ گرفتار ہوئے یہی وہ جنگ ہے کہ جس جنگ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہوئے اور جب لوگ لاشوں کو جمع کر رہے تھے، تو مصعب بن عمیرؓ کی لاش پڑی تھی، صحابہؓ نے آ کر بتایا یا رسول اللہ ﷺ! مصعب کی لاش پڑی ہے، ہمارے پاس کفن کیلئے کپڑا پورا نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کتنا کپڑا ہے؟ صحابہؓ نے فرمایا اگر سر ڈھانپتے ہیں تو پاؤں ننگا ہو جاتا ہے پاؤں ڈھانپتے ہیں تو سر ننگا ہو جاتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس کے سر کو ڈھانپ دو اور اس کے پاؤں کے اوپر گھاس ڈال دو، قیامت کے دن یہ گھاس بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اس کی شہادت کی گواہی دے گی۔

اور حضور ﷺ حضرت مصعب بن عمیرؓ کا نام لے کر دعا کرتے تھے کہ اے اللہ میں مصعب پہ راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ روتے ہیں؟ فرمایا میں اس لیے روتا ہوں کہ یہ وہ مصعب بن عمیر تھا، میرا کلمہ پڑھنے کے جرم میں اس کے تن بدن سے اس کے باپ نے کپڑے اتار لیے اور یہ دو کپڑے لے کر میرے پاس آیا تھا، آج اس کی لاش پہاڑ پر پڑی ہے، اس کیلئے کفن

نہیں، کفن پورا نہیں آتا اے اللہ! یہ سب کچھ تیرا کلمہ پڑھنے کی وجہ سے ہے، اے اللہ! میں بھی راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔ (فیض الباری جلد ۲، صفحہ ۴۷۷)

انصار کا ایثار

میرے بھائیو! اس جنگ میں حضور ﷺ کے قریب دشمن آ گئے تو حضور اکرم ﷺ نے اعلان کیا اے صحابیو کون ہے تم میں جو محمد ﷺ پر جان دیتا ہے، یہ کہنے کی دیر تھی، انصاریوں کے سات بچے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے پیغمبر ﷺ پر تیر آتا ہے، بچہ سامنے کھڑا ہے، تیر سینے میں لگتا ہے، بچہ شہید ہو جاتا ہے۔

پھر دوسرا آتا ہے وہ بھی شہید ہو جاتا ہے
پھر تیسرا آتا ہے وہ بھی شہید ہو جاتا ہے
پھر چوتھا آتا ہے وہ بھی شہید ہو جاتا ہے

انصاریوں کے سات بچے محمد ﷺ کے سامنے ذبح ہو گئے (صحیح مسلم جلد ۲، صفحہ ۱۰۷ غزوہ احد) اور مجھے بنی اسرائیل کی قوم کا واقعہ یاد آیا کہ موسیٰ فرعون کا مقابلہ کرنے کے لئے گئے۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ بتاؤ تم میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو کہ نہیں؟ تو انہوں نے کہا فاذھب انت وربک فقاتلا ان ھھنا قاعدون اے موسیٰ تو جا اور تیرا خدا جا کر لڑو، ہم یہاں بیٹھتے ہیں، موسیٰ جب فرعون کے مقابلے میں آئے تو قوم نے کہا کہ ہم نہیں چل سکتے۔

لیکن جب محمد ﷺ کے صحابہ کا مقابلہ دشمن سے ہوتا ہے تو انصار کا ایک بچہ ذبح ہوا، پھر دوسرا ذبح ہوا، پھر تیسرا ذبح ہوا، پھر چوتھا ذبح ہوا، پھر پانچواں ذبح ہوا، پھر چھٹا ذبح ہوا، پھر ساتواں ذبح ہوا، پھر صحابہؓ کی جماعت نے پیغمبر ﷺ تک تیر نہیں آنے دیا، ٹکڑے کرا لئے تیر آنے نہیں دیا۔

مکان چھوڑ دیئے

مائیں چھوڑ دیں

باپ چھوڑ دیئے

دنیا کی الفت چھوڑ دی لیکن مصطفیٰ ﷺ کا دامن نہیں چھوڑا۔

یہ صحابہؓ کی محبت ہے، کسی پیغمبر کے امتیوں نے اس طرح رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی طرح نبی پر جان نہیں دی، جس طرح اُحد میں انصاریوں کے سات بچے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر ذبح ہو گئے، لیکن کملی والے تک تیر نہیں آنے دیا۔

(مسلم جلد ۲، صفحہ ۱۰۷۔ باب غزدہ احد۔ البدایہ والنہایہ جلد ۲، صفحہ ۲۶)

حضرت سعدؓ کی محبت رسول

حضور ﷺ نے حضرت نعمان سے کہا کہ نعمان جاؤ اور انصار کے سردار سعد بن ربیع کو تلاش کر کے لاؤ، عین جنگ کے درمیان اور فرمایا کہ جہاں تمہیں سعد بن ربیعؓ ملے اسے میرا سلام کہنا، اور اسے کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے سلام بھیجا ہے۔

میں قربان جاؤں سعد بن ربیعؓ کے قدموں کی مٹی پر کہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے سلام بھیجا۔

نعمان کہتے ہیں کہ میں نے پورے لشکر میں سعد بن ربیعؓ کو تلاش کیا مجھے سعدؓ نہ ملا، میں نے کہا کہ میں لاشوں میں دیکھتا ہوں لاشوں میں بھی سعد نہ ملا، میں نے زخمیوں میں دیکھا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے زخمی پہاڑ کی اوٹ میں پڑے ہوئے ہیں اور ان میں سعد بن ربیعؓ بھی تڑپ رہا ہے، میں قریب چلا گیا، میں نے سعد بن ربیع کو پہچانا، اس کے چہرے پر لہو تھا، اس کے کپڑے خون آلود تھے، سعد بن ربیعؓ تڑپ رہا تھا، میں نے جب اس کے سامنے جا کر کہا کہ سعد تجھے رسول اللہ ﷺ نے سلام بھیجا ہے ہائے نعمان کہتا ہے کہ میں وہ منظر بتا نہیں سکتا کہ سعد بن ربیع کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا کہ نبی ﷺ نے سلام بھیجا ہے پیغمبر ﷺ نے سلام بھیج ہے، سعدؓ نے کہا نعمان، رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ بتایا کہ پیغمبر ﷺ خیریت سے ہیں تو سعد بن ربیعؓ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو نعمانؓ نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ تمہیں بلاتے ہیں، پیغمبر ﷺ بلاتے ہیں۔

میرے بھائیو! جس کو نبی ﷺ بلائے، جس کو نبی ﷺ سلام بھیجے، تو مر جائے تیرے رشتہ دار روئیں، میں مر جاؤں میرے رشتہ دار روئیں، میں ان لوگوں کے قدموں پر کیوں نہ قربان ہو جاؤں کہ جن کی شہادتوں پہ رسول اللہ ﷺ روئے، جن کی شہادتوں پہ پیغمبر ﷺ نے آنسو بہائے۔

حضرت سعد ابن ربیعؓ نے جب نبی ﷺ کا حکم سنا تو وہ زخمی شیر کی طرح اٹھنے لگا، حضرت نعمانؓ کہتے ہیں کہ وہ اٹھ نہ سکا، بار بار اٹھتا ہے، اٹھ نہ سکا، اٹھتا ہے پھر گر جاتا ہے، تڑپتا ہے پھر گر جاتا ہے، سارا جسم تیروں سے چھلنی ہے، چہرے پر زخم ہیں، نبی ﷺ کا حکم ہے پھر اٹھتا ہے پھر گر جاتا ہے، پھر اٹھتا ہے، جب وہ ہار گیا اور زندگی کی بازی ہارنے لگا، تو اس نے حضرت نعمانؓ کا بازو پکڑ لیا، دامن پکڑ لیا، اس نے کہا کہ میرے پیغمبر ﷺ کو جا کر میرا اسلام کہنا اور بتانا کہ سعد بن ربیعؓ دنیا سے جا رہا تھا، اس کے جسم سے لہو بہہ رہا تھا، آخری وقت میں اس نے دُعا کی تھی:

''اے اللہ! قیامت کے دن پیغمبر ﷺ کا رفیق بنا''

یہ دعا کر کے وہ کہتا ہے کہ نعمان میری وصیت یاد رکھو، میں تمہیں وصیت سناتا ہوں ابھی میری جان نکل رہی ہے، لیکن میری وصیت سنو کہ میری قوم کے انصاریوں کو جمع کرنا اور جمع کر کے کہنا کہ تمہارا سردار محمد ﷺ کی آبرو پر کٹ گیا پیغمبر ﷺ کی عزت پر کٹ گیا ہے۔

انصاریو اگر تم نے نبی ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیا، اگر تم نے پیغمبر ﷺ پر سب کچھ نہ لٹایا تو میں قیامت کے دن تمہارا گریبان پکڑ لوں گا۔

انصاریو! پیغمبر ﷺ پر آنچ نہ آئے، نبی اکرم ﷺ پر تیر نہ آئے، پیغمبر ﷺ پر دکھ نہ آئے، یہ کہتا ہوا، سعد کلمہ پڑھتا ہوا، جام شہادت نوش کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

حضرت نعمانؓ کہتے ہیں کہ میری چیخ نکل گئی کہ یہ دیکھو زخمی تھا، شہید ہو رہا ہے،

اس نے وصیت میں اپنے باپ کو نہیں بلایا، اپنے بھائی کو نہیں بلایا، اپنے رشتے دار کو نہیں بلایا، اپنی جائیداد کا نہیں بتایا، یہ شہید ہو رہا ہے پیغمبر ﷺ کی عزت کا درس دے رہا ہے، نبی ﷺ کی آبرو پر کٹ رہا ہے، نبی ﷺ کی عزت پر مٹ رہا ہے، لیکن اس کو کسی چیز کا خیال نہیں آیا۔

حضرت نعمانؓ کہتے ہیں کہ میں اس وقت روتا ہوا پیغمبر ﷺ کے پاس آیا، نبی ﷺ کو سارا واقعہ سنایا، پیغمبر ﷺ نے رو کر ہاتھ اٹھائے کہ اے اللہ میں سعد سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔ (زرقانی جلد ۲، صفحہ ۴۹۔ ابن ہشام جلد ۲، صفحہ ۸۶)

جو عشق نبوی ﷺ میں کٹے

میرے بھائیو! جنگ ختم ہوگئی اس جنگ کے بعد میں (نعمان) مدینہ منورہ میں ایک گلی سے گزر رہا تھا تو میں نے کیا دیکھا کہ حضرت صدیق اکبرؓ اپنے مکان سے باہر ایک چبوترے پر چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں، میں قریب ہوا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹی سی بچی صدیقؓ کے سینے پر کھیل رہی ہے اور ابوبکرؓ اس بچی کو چومتے ہیں، سینے سے لگاتے ہیں۔

حضرت نعمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا کہ یہ بچی کس کی ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رو کر کہا یہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی یتیم بچی ہے۔

حضرت نعمانؓ کہتے ہیں کہ میری چیخ نکل گئی، میں نے کہا کہ اے اللہ! دنیا میں ایسے آدمی بھی آئے کہ شہادت کے وقت اسے نبی اکرم ﷺ کا خیال آیا، یہ یتیم بچی یاد نہیں آئی، اس نے یہ نہیں کہا کہ میری اس یتیم بچی کا خیال کرنا، یہ پیغمبر ﷺ کے صحابی ہیں۔

(زرقانی جلد ۲، صفحہ ۹۵)

حضرت عمرو بن جموحؓ

میرے بھائیو! یہی جنگ اُحد ہے کہ جس جنگ میں بڑے ایمان افروز واقعات ہیں، جتنے ایمان افروز واقعات جنگ احد کے ہیں، کسی اور جنگ کے ہیں۔ ایسی ایسی شہادتیں، ایسے ایسے لوگوں نے جان قربان کی کہ انسان ورطۂ حیرت میں رہ جاتا ہے، کچھ

نہیں سوجھا، رسول اللہ ﷺ کا عشق سوجھا، نبی ﷺ کی محبت سوجھی، پیغمبر ﷺ کا دین سوجھا، سب کچھ چھوڑ دیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کی محبت کو نہیں چھوڑا۔

تو میرے بھائیو! حضرت عمرو بن جموحؓ بھی اس غزوہ کے ایک شہید ہیں جنگ کے بعد جب ان کی لاش سامنے آئی، عمرو بن جموحؓ پاؤں سے لنگڑاتے تھے اور میدان جنگ میں شہید ہو گئے، حضور ﷺ نے عمرو بن جموحؓ کے لڑکوں سے کہا کہ اپنے باپ کی لاش کو اٹھا کر اونٹ پہ رکھو اور لاش کو مدینہ لے جاؤ معذور ہیں، گھر والے یہاں آ کر منہ نہیں دیکھ سکتے، یہاں آ کر جنازہ نہیں پڑھ سکتے۔ گھر لے جاؤ۔

حضرت عمرو بن جموحؓ کی لاش کو اٹھا کر جب اونٹ پہ رکھا گیا، اونٹ اٹھتا نہیں تھا، اونٹ بیٹھا ہے، سارے صحابہؓ نے زور لگا لیا کہ اونٹ اٹھے اونٹ نہیں اٹھتا، حضور ﷺ کے پاس بیٹوں نے جا کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے والد کی جس کجاوے پر لاش موجود ہے وہ اونٹ نہیں اٹھتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اچھا ٹھہرو اونٹ کو نہ اٹھاؤ، لاش کو نہ لے جاؤ، اور بیٹے سے کہا بتاؤ تمہارے والد نے گھر سے نکلنے سے پہلے کوئی دعا بھی مانگی تھی؟ تو بیٹے نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے چلتے ہوئے میرے والد نے یہ دعا مانگی تھی۔

اللھم ارزقنی الشھادۃ ولا تردنی الی اھلی

حضور ﷺ نے فرمایا بیٹو تمہارے والد کی یہ دُعا قبول ہو چکی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو کہہ دیا ہے کہ اس لاش کو لے جانے کی اجازت نہیں۔ اس لیے عمرو بن جموحؓ کی لاش کو احد کے شہداء میں دفن کر دو، چنانچہ ایک ہی جگہ پر ستر شہداء کی لاشوں کو رکھا گیا اور ایک ہی مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کی نماز جنازہ ادا کی۔

اس واقعہ سے علماء مسئلہ نکالتے ہیں کہ اگر دس آدمی بھی مرے ہوں تو بیک وقت ایک ہی مرتبہ دس آدمیوں کا جنازہ ہو سکتا ہے، کیونکہ اُحد کے شہداء کا جنازہ پیغمبر ﷺ نے ستر آدمیوں کا جنازہ تنہا سامنے رکھ کر ایک ہی مرتبہ ادا فرمایا، اور شہیدوں کو غسل نہیں دیا جاتا،

صحابہ کرامؓ میں سے کسی شہید کو غسل نہیں دیا گیا، سوائے ایک صحابیؓ کے۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد ۲، صفحہ ۹۰۔ استیعاب جلد ۲، صفحہ ۵۰۲)

حضرت حنظلہؓ غسیل الملائکہ

ایک صحابیؓ جن کا نام تھا حضرت حنظلہؓ، ان کو غسل کیوں دیا گیا کہ جب جنگ اُحد میں صحابہ کرامؓ پر مشکل آئی، دشمن کی یلغار زیادہ تیز ہوئی، تو حضورﷺ نے مدینہ منورہ میں پیغام بھیجا کہ مدینہ کے لوگو جو آدمی مدینہ میں رہ گیا ہے رسول اللہﷺ کا اعلان ہے کہ سارے کام چھوڑ کر جنگ احد میں پہنچیں، اُحد کے میدان میں پہنچیں۔

یہ اعلان ہوا، تہجد کے وقت ایک صحابیؓ کی اپنی بیوی کے ساتھ ایک رات گزری تھی، ایک دن پہلے نکاح ہوا اور وہ رات ان کی شب زفاف تھی، حجلہ عروسی میں تھے، بیوی کے ساتھ ایک رات گزاری، ایمان دیکھو تہجد کا وقت ہے بستر سے اٹھے، غسل کرنے کے لئے غسل خانے میں آئے، کپڑے اتار دیئے تھے کپڑا کوئی نہیں تن پہ پانی رکھا ہوا ہے اور غسل کرنے کے لئے پانی ڈالنے لگے تو کان میں صحابیؓ کی آواز آئی کہ رسول اللہﷺ کا پیغام ہے کہ جو آدمی جس حالت میں ہے، وہ اپنے آپ کو اسی وقت تیار کر کے اُحد کے میدان میں پہنچیں اور گھر میں کوئی آدمی بیٹھا نہ رہے، اب دیکھو غسل بھی تو کر سکتے تھے اسی وقت پانی ڈال کر غسل کر لیتے، لیکن حکم پیغمبرﷺ کا کان میں آیا، غسل نہیں کیا کپڑے اتارے ہوئے، دوبارہ پہن کر باہر آ گئے، فوراً میدان جنگ میں پہنچے، لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

یہ صحابہ کرامؓ کا عشق ہے، یہ صحابہ کرامؓ کی محبت ہے، یہ صحابہ کرامؓ کا پیار ہے۔

ستر صحابہؓ ذبح ہو گئے، جان کا نذرانہ دے کر پیغمبرﷺ کے قدموں پہ قربان ہو گئے۔ (زاد المعاد جلد ۲، صفحہ ۹۴)

حضورﷺ کے دندان مبارک

اسی جنگ احد میں حضورﷺ کے ماتھے پہ خود چبھ گیا، حضورﷺ کے دندان

مبارک شہید ہو گئے تھے، خود نکلتا نہیں تھا اور ایک پانی کی جگہ پر آپ کے دندان اور آپ کا خون صاف کیا جارہا تھا تو ایسے وقت میں حضور ﷺ کی زبان سے یہ لفظ نکلا۔

کیف یفلح قوما شجوا نبیا

وہ قوم کیسے کامیاب ہو گی، جس نے اپنے پیغمبر ﷺ کا چہرہ زخمی کر دیا حضرت فاطمہ حضور ﷺ کے سر اقدس پر پانی ڈالے جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں، یہ واقعہ بھی چشم فلک نے دیکھا، اس وقت قرآن کی یہ آیت اتری۔

لیس لک من الامر شیی

جب پتہ چلا کہ دشمن نے کچھ صحابہؓ کی لاشوں کا مثلہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔
"ایک صحابیؓ کے بدلے میں دس دس آدمیوں کی لاشوں کا مثلہ کروں گا" تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت اتاری۔

لیس لک من الامر شیی

اے پیغمبر ﷺ آپ ﷺ کو تجاوز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک کے بدلے میں آپ دس کیسے کریں گے؟ آپ ﷺ کو کہنے کی اجازت نہیں ہے کہ میں اتنا بدلہ لوں گا۔

میرے بھائیو! ستر صحابہؓ شہید ہوئے، چھوٹے چھوٹے بچے قربان ہو گئے، چھوٹے چھوٹے بچوں نے جان کے نذرانے دیئے، اُحد کا پہاڑ خون آلود ہو گیا، لاشیں تڑپتی رہیں، کسی کا ہاتھ ہیں، کسی کا پاؤں نہیں، کسی کا بچہ یتیم ہو گیا۔ کسی کی بیوی بیوہ ہو گئی، کسی کی حویلیاں اُجڑ گئیں، کوئی اپاج ہو گیا، لیکن وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھتے ہیں، ساری مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔ (بخاری جلد ۲، صفحہ ۵۸۲۔ مسلم جلد ۲، صفحہ ۱۰۸)

صحابیؓ رسول ﷺ کی آخری خواہش

ایک صحابیؓ جنگ احد میں پہاڑ کے نیچے زخمی پڑے تھے، انہوں نے پانی کے مشکیزے والے کو بلایا اور پانی کے مشکیزے والے، میری بات سنو، پانی والا قریب چلا گیا، اس نے کہا پانی چاہیے؟ اس نے کہا نہیں میرا آخری وقت ہے، اس نے کہا دوائی چاہیے؟

اس نے کہا نہیں دوائی بھی نہیں چاہتا۔

اس نے کہا کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میرا آخری وقت ہے، میرا لہو بہہ رہا ہے اور میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں، میری ایک خواہش ہے کہ مرنے سے پہلے ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کا چہرہ دیکھ لوں، حدیث میں آتا ہے کہ اس پانی کے مشکیزے والے نے مشک زمین پر رکھی اور اس زخمی صحابیؓ کو اٹھا کر حضور ﷺ کے پاس لے گیا حضور ﷺ کا چہرہ دیکھ کر اس زخمی صحابی نے کہا مجھے نیچے اتار دے اور پیغمبر ﷺ کو دیکھ کر کہا!

فزت برب الکعبه

کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا، جب نبی ﷺ کا چہرہ دیکھا تو کامیاب ہو گیا، اب یہ گھسٹتا ہوا حضور ﷺ کے قریب پہنچا، حضور ﷺ ایک پہاڑ کے اوپر تشریف فرما تھے، آپ کے قدم نیچے لٹک رہے تھے تو یہ گھسٹتا ہوا پیغمبر ﷺ کے قریب پہنچا اور اپنے رخساروں کو پیغمبر ﷺ کے پاؤں کے تلوے سے لگا دیا، حضور اکرم ﷺ نے دیکھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لوگو یہ زیاد ابن سکن ہے، جس نے جنتی دیکھنا ہو زیادہ کا چہرہ دیکھ لے یہ سیدھا جنت جا رہا ہے۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۲) اس کو کسی شاعر نے زبان حال سے منظوم کیا۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

یہ صحابہؓ کا عشق ہے، آج دشمن صحابہ کہتا ہے کہ سارے صحابہ کافر تھے سارے صحابہ پیغمبر ﷺ کے دشمن تھے، سارے صحابہ نبی ﷺ کو چھوڑ گئے تھے مجھے بتاؤ کہ ساڑھے سات سو صحابہؓ کیا اُحد کے میدان میں پیغمبر ﷺ کے ساتھ شریک نہیں ہوئے تھے؟ جنگ بدر میں تین سو تیرہ نہیں گئے تھے؟ اگر صحابہؓ کے دل میں ایمان نہیں تھا تو بدر میں تین سو تیرہ نہیں گئے؟ احد کے میدان میں ساڑھے سات سو کیوں گئے؟ خیبر کی لڑائی میں انیس ہزار کیوں گئے؟ تبوک کی جنگ میں تیس ہزار کیوں گئے؟ حنین کے معرکے میں بارہ ہزار کیوں گئے؟ اگر ان کے دل میں ایمان نہیں تھا؟ تو بچے یتیم کرانے کیوں گئے؟ بیویوں کو بیوہ

کرانے کیوں گئے، حویلیاں کیوں اجاڑیں؟ قربان کیوں ہوئے، سب کچھ کیوں لٹایا؟ مال کیوں لٹا دیئے؟ اپنے آپ کو کیوں لٹایا؟ اپنے آپ کو تلواروں کے حوالے کیوں کیا؟ ایمان نہ ہوتو ایسے ہوتا ہے؟

جو شخص پیغمبر ﷺ کے صحابہؓ کو برا بھلا کہتا ہے لاشک کافر ہے اس لئے کہ پیغمبر ﷺ کی ساری شریعت نبی ﷺ کا سارا دین، پیغمبر ﷺ کا سارا اسلام، پیغمبر ﷺ کی ساری تعلیمات کو پوری کائنات تک پہنچانے والے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ ہیں۔

یہ قرآن جو آج ہمارے پاس پہنچا ہے کہاں سے آیا؟ صحابہؓ سے

اسلام کہاں سے آیا؟ صحابہؓ سے

حدیث کہاں سے آئی؟ صحابہؓ سے

صحابہؓ نہ ہوں تو اسلام آپ کے پاس پہنچتا ہے؟

سب سے بڑی قربانی دنیا میں دینے والے صحابہؓ ہیں، نبی ﷺ کے بعد صحابہؓ بہادر تھے، اس کے بارے میں حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے، حضور ﷺ نے فرمایا۔

الناس معادن او کمعادن الذهب والفضة خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام. (بخاری ج ۱ ص ۹۴۶)

لوگوں کی مثال سونے کی ہے، چاندی کی ہے، پیتل کی ہے، جو کلمہ پڑھنے سے پہلے سونا ہے وہ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی سونا ہے، جو کلمہ پڑھنے سے پہلے عزت والا ہے، وہ کلمے کے بعد بھی عزت والا ہے، جو کلمہ پڑھنے سے پہلے بہادر ہے وہ کلمے کے بعد بھی بہادر ہے، جو کلمے سے پہلے شریف ہے وہ کلمے کے بعد بھی شریف ہے، جو کلمے سے پہلے جنگ جو ہے وہ کلمہ کے بعد بھی جنگ جو ہے۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے اللہ! اگر تو اسلام کو عزت دینا چاہتا ہے یا عمر بن خطاب دے دے یا عمرو ابن ہشام دے دے، یعنی پیغمبر ﷺ نے کفر میں سے دو آدمیوں کو کیوں مانگا کہ وہ کفر میں بہادر تھے، جب اسلام میں آئے تو اس وقت بھی وہ

بہادر تھے۔

میرے بھائیو! یہ حدیث اصل میں حضرت معاویہؓ پر فٹ ہوتی ہے کہ حضرت معاویہؓ جب پیدا ہوئے تو ان کی ماں نے کہا کہ میرے بیٹے کا سر بہت بڑا ہے اور بڑا سر سرداروں کا ہوتا ہے، یہ میرا بیٹا سردار بنے گا، کفر کی حالت میں تھے لیکن ماں سر دیکھ کر کہہ رہی ہے کہ میرا بیٹا کسی قوم کا سردار بنے گا، حضرت امیر معاویہؓ مکے کے سردار ابوسفیانؓ کے لڑکے تھے۔

حضرت ابوسفیانؓ کا نام تھا حرب بن امیہ، ابوسفیانؓ تو کنیت تھی ابوسفیانؓ جلیل القدر امیر معاویہؓ کے والد کا نام ہے۔

ابوسفیانؓ سردار مکہ کا نام ہے۔

ابوسفیانؓ سردار قریش کا نام ہے۔

ابوسفیانؓ چالیس قبیلوں کے سردار کا نام ہے۔

میرے بھائیو! صحابہ کرامؓ کی لازوال قربانیوں سے تاریخ اسلام کی جبین روشن ہے، اور انہی کی وجہ سے اسلام ہم تک پہنچا، دُعا فرمائیں کہ اللہ ہمیں صحابہ کرامؓ کے مقام و مرتبے کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین!

....

غزوۂ اُحد......اور
شہادت حضرت امیر حمزہؓ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰى كَآفَّةٍ لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون O فرحين بما اٰتهم الله من فضله ويستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم الا خوف عليهم ولا هم يحزنون O

(پارہ۴، سورۃ آل عمران، آیت:۱۶۹، ۱۷۰)

بزرگان محترم! آپ حضرات کے سامنے گزشتہ جمعہ جنگ اُحد کے موضوع پر بیان ہوا تھا، غزوہ احد اسلام کا وہ غزوہ ہے جس میں صحابہؓ کی عظمت، صحابہ کرامؓ کی شہادتیں اوران کا اعزازان کے بارے میں قرآنی آیات کا نزول یہ بھی ایک تاریخی اعزاز ہے۔

ماہ شوال کے متعلق ایک بات

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ حضورﷺ کی شادی بھی شوال کے مہینے میں ہوئی اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ مشرکین مکہ کا عقیدہ تھا کہ شوال منحوس مہینہ ہے، اس میں مشرکین مکہ شادی نہیں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا کہ میرا کوئی مہینہ منحوس نہیں، کوئی دن منحوس نہیں، چنانچہ اس اعلان کے بعد سب سے پہلی شادی رسول اللہﷺ نے حضرت عائشہؓ سے کی، اورایک باطل اور کفر کا عقیدہ غلط ثابت ہوگیا کہ شوال کی شادی میں نحوست ہوتی ہے۔

قرآن پاک کی جو آیات کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنگ احد کا واقعہ بیان فرمایا ہے، قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا

جولوگ اللہ کے راستے میں ذبح کردیے گئے انہیں مردہ خیال نہ کرو۔

بل احياء عند ربهم يرزقون O

بلکہ وہ زندہ ہیں اوران کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق عطا کیا جاتا ہے شہادت کے بعد، اس کا اعلان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا، اورآگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فرحين بما اتهم الله من فضله

وہ بڑے خوش ہیں اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس ان کی خوشی کی انتہا نہیں ہے، جواللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں فضل اور نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔اس پر وہ اتنے خوش ہیں کہ دنیا

میں ایسے کبھی خوش نہیں ہوئے تھے۔

جنت میں شہداء کا مطالبہ

حضور ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ قیامت کے دن شہداء سے اللہ پاک فرمائیں گے اے شہیدو تم مانگو کیا مانگتے ہو؟ تو شہید یہ کہیں گے کہ اے اللہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جنت کا کوئی مکان مانگو، کوئی اعلیٰ درجہ مانگو، کوئی اعلیٰ چیز مانگو، اور جنت کے اندر جو سب سے اعلیٰ مقام ہے جہاں جا کر انسان کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی، اس کا نام ہے رضوان، رضوان عربی زبان میں خوشی کو کہتے ہیں، اچھی جگہ کو کہتے ہیں، ترو تازہ جگہ کو کہتے ہیں، لیکن اصطلاح شریعت میں رضوان سے مراد وہ جگہ ہے جہاں جنت میں جا کر انسان کی تمنائیں ختم ہو جائیں گی۔

اس جگہ کا نام ہے رضوان، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن مقام رضوان بھی شہید نہیں مانگیں گے، شہید یہ نہیں کہیں گے ہمیں رضوان عطا کر، بلکہ شہید ایک اور بات کہیں گے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن شہداء خوش ہوں گے اور دنیا کے اندر بھی جب کوئی آدمی شہید ہوتا ہے اس کی روح بڑی خوش ہوتی ہے، قرآن کہتا ہے۔

فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ

اللہ تعالیٰ نے جتنی نعمتیں ان شہیدوں کو دے دی ہیں، اس پر وہ بڑے خوش ہوں گے کتنے خوش ہوں گے؟ فرمایا!

ویستبشرون بالذین لم یلحقو ابھم من خلفھم

وہ شہید اپنے پچھلے آنے والوں کو خوشخبریاں دیں گے، کہ تمہیں پتہ نہیں شہادت کا کیا مزہ ہے؟ تمہیں نہیں پتہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں گردن کٹوانے میں لطف کیا ہے، وہ لوگوں کو خوشخبریاں دیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے سوال کریں گے، پوچھیں گے کہ بتاؤ تمہیں کیا چاہیے؟ شہیدوں کی ارواح کو جمع کر کے پروردگار

پوچھیں گے کہ بتاؤ تمہیں کیا چاہئے؟ تمہاری کیا آرزو ہے؟ تمہاری کیا تمنا ہے؟ تم کیا چاہتے ہو؟ تو وہ سب شہید کہیں گے کہ اے اللہ جنت نہیں چاہئے، باغات نہیں چاہئیں، مقام رضوان نہیں چاہئے۔ نہریں نہیں چاہئے حوریں نہیں چاہئے، کیا چاہتے ہو؟

تمام ارواح کہیں گی کہ ہمیں ایک مرتبہ دنیا میں دوبارہ بھیج دے جس طرح شہید ہوئے ہیں، اسی طرح دوبارہ شہید ہو جائیں ہم یہ مانگتے ہیں اور کچھ نہیں مانگتے کہ جتنا مزہ گردن کٹوانے میں آیا ہے، جتنا مزہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خون بہانے میں آیا اتنا مزہ کبھی نہیں آیا۔

جنت کی تلاش میں ساری دنیا روتی ہے میں اور آپ جنت کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں، لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شہید کہیں گے ہمیں جنت کی بجائے۔

ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی

"ہر شہید کہے گا ہمیں دوبارہ زندہ کر دوبارہ قتل کرا، دوبارہ زندہ کر دوبارہ قتل کرا، دوبارہ زندہ کر دوبارہ شہید کرا۔"

اسی طرح پوری زندگی بیت جائے اور ہمارے آرام کی گھڑیاں اسی لمحے میں بیت جائیں کہ گردن کٹانے میں جو مزہ آیا ہے۔ وہ تو جنت میں بھی حاصل نہیں ہوا۔ قرآن کہتا ہے!

ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم

وہ ایک دوسرے سے خوشخبریاں لیتے ہیں، ان کی ارواح خوشخبریاں حاصل کرتی ہیں، ان کی ارواح ایک دوسرے کو مبارکباد دیتی ہیں، مبارک ہو تیری گردن کٹ گئی، اللہ تعالیٰ کے راستے میں کٹ گئی، لیک اصل بات ہے نیت کا اخلاص کہ نیت انسان کی صحیح ہو، جو آدمی شہید ہو رہا ہے، جو گردن کٹا رہا ہے، اس کی اپنی نیت درست ہو، ایسا نہ ہو، کہ اس کی نیت چودھراہٹ ہو دکھلاوا ہو، بڑائی ہو اور جب نامہ اعمال کی تقسیم کا وقت آئے، تو اس کی نیت صحیح نہ ہو اور جب نیت صحیح نہ ہوئی تو یہ گردن کٹانا، خون بہانا، کس کام آیا؟ حالانکہ گردن تو

کٹ گئی خون تو بہہ گیا، لیکن نیت یہ ہو کہ میرا گردن کٹانا اللہ کے کلمے کی بلندی کے لیے ہے، اور شہید کے بارے میں ایک بات یاد رکھیں کہ شہید عربی زبان میں کہتے کس کو ہیں، شہید کا معنی ہے گواہ۔ شاہد کا معنی بھی گواہ شہید کا معنی بھی گواہ، آپ کہیں گے کہ ایک آدمی اللہ کے راہ میں مارا گیا وہ گواہ کیسے؟ شہید کو گواہ اس لیے کہتے ہیں کہ جب گردن کٹ جاتی ہے تو گردن کٹنے کے بعد وہ اللہ کے دروازے پر پہنچ کر اللہ کی اُلوہیت کی گواہی دیتا ہے کہ اے اللہ تو واقعی سچا ہے، جو تیرا وعدہ تھا واقعی پورا ہو گیا، تو اس لیے اسے شہید کہتے ہیں۔

شہید کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پہنچ کر گواہی دیتا ہے کہ واقعی اے اللہ! تو میرا اللہ ہے۔

شہداء کی اقسام

حضور ﷺ نے فرمایا شہادت کئی قسم پر ہوتی ہیں ایک ہے میدان جنگ کا شہید خود لڑتا ہوا شہید ہو گیا، یہ شہادت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔

کیونکہ آج جمعہ میں ذکر ہے حضرت حمزہؓ کی شہادت کا، اس لیے میں عرض کروں گا کہ سب سے بڑا رتبہ جو شہادت کا ہے، وہ اللہ نے حضرت حمزہؓ کو عطا فرمایا اور وہ سب سے بڑا رتبہ یہ ہے کہ آدمی میدان جنگ میں جا کر لڑائی کرے۔ جنگ کرے تلوار ہاتھ میں ہو لڑتا ہوا مارا جائے، لڑتا ہوا شہید ہو جائے مقابلہ کرنے کے لیے نکلا ہو، مقابلہ کرتا ہوا شہید ہو جائے، یہ شہادت کا اعلیٰ درجہ ہے اور یہ بھی شہادت کا درجہ ہے۔ **ومن قتل مظلوماً** جو آدمی ظلماً قتل کیا گیا ہو اس کو اللہ نے بڑا مرتبہ دیا ہے۔ مثلاً

☆...... ایک آدمی بلاوجہ مار دیا گیا راستے میں مار دیا گیا، وہ بھی شہید ہے۔
☆...... ایک آدمی ایکسیڈنٹ میں مر گیا وہ بھی شہید ہے۔
☆...... ایک آدمی طاعون کی بیماری میں مر گیا وہ بھی شہید ہے۔
☆...... ایک آدمی جہاد کے سفر میں جاتا ہوا طبعی موت مر گیا وہ بھی شہید ہے۔
☆...... ایک آدمی وطن کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔

☆...... ایک آدمی مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ بھی شہید ہے۔

تو شہید کی سات قسمیں ہیں۔ دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا، وہ سب سے بڑا شہید ہے، پھر اس کے اندر بھی دو درجے ہیں۔

ایک ہے کہ اسلام کی حقانیت کے لیے، ایک آدمی شہید ہوتا ہے اور ایک ہے کہ اپنی جائیداد کے تحفظ کے لئے آدمی شہید ہوتا ہے شہادت دونوں کی ہے لیکن مرتبے کا فرق ہے سب سے اونچا درجہ اس شہادت کا ہے جو دین کے تحفظ کے لیے ہو، جو اسلام کی حقانیت کے لیے ہو۔

جہاد کی تین اقسام

میرے بھائیو! جہاد تین قسم کا ہے، جہاد صرف تلوار سے نہیں کیا جاتا یا کلاشنکوف سے نہیں کیا جاتا، جہاد کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: جہاد باللسان: زبان سے جہاد کرنا ایک آدمی برائی کے خلاف آواز اٹھا رہا ہے برائی کے خلاف تقریر کرتا ہے، بُرائی سے لوگوں کو متنفر کر رہا ہے۔ اور نیکی کا حکم دے رہا ہے، وہ جہاد باللسان کر رہا ہے وہ زبان سے جہاد کر رہا ہے۔

دوسری قسم: جہاد بالقلم: قلم سے جہاد کرتا ہو، یعنی اس کی تحریر میں اس کا قلم، اس کے مضامین، اسلام کا دفاع کر رہے ہوں۔ اسلام کی حقانیت کا اعلان کر رہے ہوں۔ یہ جہاد بالقلم ہے۔

تیسری قسم جہاد بالسیف: یعنی تلوار سے جہاد کرنا، یعنی جس طرح آج کل سرحدوں پر لڑائی کرنا، دشمن سے مقابلہ کرنا جس طرح افغانستان کے مجاہدوں نے جنگ لڑی، یا کشمیر کے مجاہدوں نے جنگ لڑی یا بوسنیا کے مسلمان جنگ لڑ رہے ہیں۔ یا فلپائن میں جنگ لڑ رہے ہیں یا صومالیہ کے اندر مسلمان جنگ لڑ رہے ہیں یہ ہے جہاد بالسیف، تلوار سے جہاد تلوار کا مطلب یہ نہیں کہ آج کل کے دور میں جو تلوار اٹھائے گا وہی جہاد کر رہا

ہوگا، یہ مطلب نہیں، بلکہ جہاد بالسیف کا معنی یہ ہے کہ آج کے دور میں جو شخص آج کے تقاضوں کے مطابق دشمن سے جنگ لڑتا ہے، نبرد آزما ہوتا ہے وہ جائز ہے۔

حضرت حمزہؓ جن کی شہادت کا ہم ذکر کر رہے ہیں، وہ شہادت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، یعنی انہوں نے میدان جنگ میں جام شہادت نوش کیا، اللہ تعالیٰ کے قرآن نے کہا

ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم

اوران سے یہ کہتے ہیں:

لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

تمہیں کوئی خوف کرنے کی ضرورت نہیں، تمہیں کوئی غم کرنے کی ضرورت نہیں، جو آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذبح کر دیا گیا اسے غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

میرے بھائیو! حضورﷺ کے ایک صحابیؓ کا واقعہ پچھلے جمعہ بھی میں نے بیان کیا تھا کہ ایک صحابی کی لاش تڑپ رہی تھی اُحد پہاڑ کے نیچے اور اس نے پانی کے مشکیزہ والے کو بلایا، تو اس نے کہا کہ تیرا جسم زخمی ہے، مرہم پٹی کروں، اگر اجازت ہو تو اس زخمی نے کہا کہ مرہم پٹی کی ضرورت نہیں ہے، اس نے کہا دوائی یا کوئی اور دودھ چاہتا ہے پانی چاہتا ہے اس نے کہا کچھ بھی مجھے ضرورت نہیں، اس نے کہا مجھے بلایا کیوں ہے؟ کہنے لگا بلایا اس لیے ہے کہ میرا آخری وقت ہے اور میرے جسم سے خون بہہ رہا ہے اور مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے، تو میں نے بلایا آپ کو اس لیے ہے کہ ایک دفعہ مرنے سے پہلے رسول اللہﷺ کا چہرہ دیکھ لوں، پیغمبرﷺ کا چہرہ دیکھ لوں تو اس آدمی نے پانی کا مشکیزہ بھی لیا ہوا تھا اور اس تڑپنے والے صحابیؓ کو کندھے پر اٹھا لایا اور کندھے پر اٹھا کر حضورﷺ کا چہرہ دیکھا تو کہتا ہے!

فزت برب الکعبہ

کعبے کی رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا اب مجھے آپ بتاؤ کہ کیا ہے کامیابی؟ یہ ہے کامیابی جو قرآن کہتا ہے:

ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم ان لا خوف علیھم ولا ھم یحزنونO

جب شہادت کا تمغہ ملتا ہے تو اس کی روح پکار اٹھتی ہے کہ تجھے کوئی خوف نہیں، کوئی غم نہیں، حالانکہ اس کا خون تو بہہ رہا ہے کپڑے خون آلود ہیں، چہرہ خون آلود ہے آخری وقت ہے، لیکن نبی ﷺ کا چہرہ دیکھ کر کہتا ہے:

فزت برب الکعبہ

''رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا''

قیامت تک آنے والے شہیدوں کا سردار

حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ دیکھا تو کامیاب ہو گیا، اصل مقصد محمد ﷺ سے محبت ہے، دین سے محبت ہے شریعت سے محبت ہے، اسلام سے محبت ہے، یہ فلاسفی ہے شادت کی، شہادت میں انسان اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ انسانوں سے مسلمانوں سے قربانی مانگتے ہیں، یہ جو عید الاضحیٰ آرہی ہے، یہ بھی قربانی ہے کہ انسان کو کہا گیا ہے کہ بکرے کے گلے پر چھری چلا دے، پیسہ ہے تو پیسے پر چھری چلا دے یعنی پیسہ اور مال محبت والی چیز ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

پہلے مال پر چھری چلا

پیسے پر چھری چلا

تا کہ تجھے اپنی جان پر چھری چلانے کا سلیقہ آئے، جو جنگوں کے اندر شہادتیں ہوتی ہیں، ان کا درس اللہ تعالیٰ نے دیا ہے قربانی سے، اسی لئے تو قرآن مجید نے کہا!

ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین

میری نماز اللہ تعالیٰ کے لیے، میری زندگی اللہ تعالیٰ کے لیے، میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے، اور میری قربانی اللہ تعالیٰ کے لیے، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے سبق شہید کو

بھی دیا جاتا ہے۔

تو میرے بھائیو! یہ جو آیت ہے اس میں شہادت کا ذکر ہے تو اس لیے میں شہادت کا فلسفہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں، کہ شہید جو ہوتا ہے وہ ایک بہت بڑی عظمت کا حامل ہوتا ہے اور ہم نے جس شہید کا آج ذکر کرنا ہے، وہ قیامت تک آنے والے سارے شہیدوں کے سردار ہیں، جن کا نام حضرت حمزہؓ ہے۔

حضرت حمزہؓ شہیدوں کے سردار ہیں، سید الشہداء ہیں۔ (مستدرک حاکم جلد۳، صفحہ۱۹۹) حضور ﷺ کے زمانے میں حضرت حمزہؓ شہید ہوئے، حضور ﷺ کے زمانے میں حضرت حسینؓ تو شہید نہیں ہوئے، تو نبی ﷺ کی زبان سے جس آدمی کو شہید الشہداء کا لقب ملا، وہ نبی ﷺ کی زندگی میں شہید ہوا ہوگا تو ملا ہوگا حضرت حسینؓ تو بعد میں شہید ہوئے بعد میں شہید ہونے والے کو پیغمبر ﷺ نے پہلے سے سید الشہداء کیسے کہا؟

سید الشہداء تو حضرت حمزہؓ کو قرار دیا اور فرمایا،

''قیامت تک آنے والے شہیدوں کا سردار میرا چچا ہوگا''

جس کی لاش کے ٹکڑوں پہ کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، سید الشہداء حضرت حمزہؓ، پیغمبر ﷺ کے چچا ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد۲، صفحہ۲۷۔ فتح الباری جلد۷، صفحہ۲۸۲۔ بخاری جلد۲، صفحہ۵۸۳)

حضور ﷺ کی پیش گوئی اور صحابہ کرامؓ کی بہادری

میرے بھائیو! غزوہ موتہ میں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ صحابہ کرامؓ کا ایک لشکر جنگ کے لیے جانے لگا، تو حضور ﷺ نے اس لشکر کو جمع کر کے کچھ ہدایات فرمائیں آپ نے فرمایا کہ اس لشکر کا پرچم میں حضرت زید بن حارثہؓ کے سپرد کر رہا ہوں، اگر حضرت زیدؓ شہید ہو جائیں، تو پرچم حضرت جعفر طیارؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔

اور اگر حضرت جعفرؓ شہید ہو جائیں، تو پرچم عبداللہ بن رواحہؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔

اگر عبداللہ بن رواحہؓ بھی شہید ہو جائیں تو جو آدمی موقع پر موجود ہو وہ پرچم اٹھا لے، یہ آپ

نے مسجد نبوی میں خطاب فرمایا، اس تقریر کو ایک یہودی سن رہا تھا یہودی نے اپنے دوست سے کہا کہ یہ تینوں آدمی شہید ہو جائیں گے، اس نے کہا تجھے یہ کیسے پتہ چلا؟

اس نے کہا حضور ﷺ کا یہ کہنا کہ اگر یہ شہید ہو گیا تو پرچم اس کو دینا، اگر وہ شہید ہو گیا تو پرچم اس کو دینا، وہ شہید ہو گیا تو اس کو دینا، اس کا مطلب ہے یہ تینوں شہید ہوں گے، نبی کریم ﷺ کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔

یہودی نے کہا کہ پیغمبر ﷺ کے کلام میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی، چنانچہ تاریخ نے یہ واقعہ بتایا اس جنگ میں حضرت زیدؓ شہید ہوئے اور حضرت جعفرؓ بھی شہید ہو گئے اور جعفرؓ کو طیار کا لقب بھی اسی جنگ پہ ملا اس لئے کہ جب ان کے جسم پر وار ہوا سب سے پہلے ان کا بازو کٹا، پھر دوسرا بازو کٹا اور پھر ان کی ایک ٹانگ کاٹی گئی۔

ایک بازو کٹا تو پرچم دوسرے ہاتھ میں لے لیا، دوسرا بازو کٹا تو پرچم ٹانگوں میں لے لیا، اور جب ایک ٹانگ کٹی تو پرچم لڑکھڑانے لگا اور ساتھ ہی ان کی گردن کٹ گئی، حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے تو پرچم حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اٹھا لیا، تو حضور ﷺ نے حضرت جعفرؓ کی شہادت پر حضرت جعفرؓ کے گھر جا کر مدینہ منورہ میں آپ کو اطلاع مل گئی تھی کہ حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے، تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت جعفرؓ کی بیٹیوں اور بیٹوں کے پاس جا کر فرمایا کہ جعفرؓ کی بچو! میں تمہیں اطلاع دینے آیا ہوں کہ تمہارا باپ میدان جنگ میں شہید ہو چکا ہے، یہ سن کر حضرت جعفرؓ کے بچے جو چھوٹے تھے رو پڑے، ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، حضور ﷺ نے فرمایا بچو! رونے کی ضرورت نہیں اگر تم چاہو تو میں تمہارے باپ کو دکھا سکتا ہوں کہ وہ جنت میں اڑ رہا ہے۔ اڑنے والے کو عربی میں "طیار" کہتے ہیں تو یہ "طیار" کا لقب حضور ﷺ نے دیا تھا، کیونکہ ان کے بازو کٹ گئے تھے تو بازوؤں کی جگہ اللہ تعالیٰ نے پر لگا دیئے تھے، ان پروں سے حضرت جعفرؓ جنت میں اڑ رہے تھے، اس لیے انہیں جعفر طیار کہتے ہیں، یہ جو جنگ ہے اس جنگ میں یہ چھوٹا سا اعزاز تو نہیں کہ ایک آدمی شہید ہو جائے حضور اکرم ﷺ اس کے گھر جائیں، جا کر کہیں حضرت

جعفرؓ شہید ہو گئے جب بچے رونے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا روؤ نہیں۔ جعفر کی جگہ میں محمد ﷺ تمہارا باپ ہوں، میں تمہارا باپ تمہارے گھر آیا ہوں، اور ان کی بچیوں کے سروں پہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت والا ہاتھ رکھا۔

مسلمانو! کتنا بڑا اعزاز ہے ان یتیم بچوں کا، جن کے سروں پہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ آئے، پیغمبر ﷺ نے دست شفقت دراز کیا۔ (بخاری جلد ۲، صفحہ ۶۱۱)

صحابہ کرامؓ میں شہادت کی تڑپ

یہ جنگ اُحد ہے کہ اس جنگ میں ایک صحابی تھے حضرت عبداللہ ابن جحشؓ اور ایک صحابی سعد بن ابی وقاصؓ تھے، شوق شہادت اتنا تھا کہ جنگ سے ایک دن پہلے ایک دوسرے کو کہنے لگے یار جی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت دے تو مہاجر کہتا ہے آؤ مل کر دُعا کرتے ہیں۔

انصاری نے ہاتھ اٹھائے پہاڑ کے نیچے، اے اللہ! کل جب جنگ شروع ہو تو میرے ہاتھ سے بڑے بڑے نبی ﷺ کے دشمن قتل ہو جائیں، یہ دعا مانگی ہے اور مہاجر آمین کہہ رہا ہے اور آگے مہاجر نے دعا مانگی کہ اے اللہ! کل جب جنگ شروع ہو تو میرے ہاتھ سے نبی ﷺ کے دشمن قتل ہوں اور اس کے بعد مجھ پر نبی ﷺ کے دشمن حملہ آور ہو جائیں اور مجھے قتل کر ڈالیں اور صرف قتل نہ کریں بلکہ میری لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں میری آنکھوں کو علیحدہ کر دیں ہاتھ علیحدہ کر دیں اور میرے لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان پہاڑوں پر بکھیر دیئے جائیں، اور یہ ٹکڑے قیامت تک اسی طرح پڑے رہیں اور یہ ٹکڑے قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں جمع ہوں اور جب تو ان سے سوال کرے کہ اے شہید کے ٹکڑو کیا چاہتے ہو؟ ان ٹکڑوں میں سے آواز آئے ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی کہ ان ٹکڑوں سے آواز آئے کہ ہمیں دوبارہ

زندہ کر، پھر شہید کر

پھر زندہ کر، پھر شہید کر

غزوہ احد کے واقعات

میرے بھائیو!

یہ صحابہ کرامؓ کا عشق ہے، اسی طرح ایک اور واقعہ جنگ اُحد کا ہے کہ ایک بوڑھی عورت صحابیہؓ اپنے گھر سے چلتی ہے، یہ خبر سن کر کہ محمد رسول اللہ ﷺ قتل کر دیے گئے ہیں، اسے راستے میں ایک صحابیؓ ملے، انہوں نے کہا کہ اے اماں تیرا لڑکا شہید ہو گیا، ایک نے کہا تیرا بھائی شہید ہو گیا، تو بوڑھی عورت کہتی ہے کہ سب کی بات چھوڑ دو مجھے بتاؤ کہ میرے پیغمبر ﷺ کا کیا حال ہے؟ حضور اکرم ﷺ کی شہادت کی خبر غلط مشہور ہو گئی تھی۔ لیکن اس عورت نے کہا کہ مجھے بتاؤ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ تو یہ صحابہ کرامؓ کا عشق اور محبت ہے۔

یہ جنگ اُحد ہے، اس میں ایک اور واقعہ پیش آیا کہ اُحد پہاڑ کی پچھلی طرف حضور ﷺ نے پچاس سواروں کا ایک دستہ مقرر کیا، اور ان پچاس آدمیوں سے کہا کہ تم نے یہاں سے حرکت نہیں کرنی لیکن جب جنگ ختم ہو گئی، صحابہ کو فتح مل گئی تو ان آدمیوں نے کہا جنگ ختم ہو گئی، مال غنیمت تقسیم ہو گیا، اب ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے، چنانچہ وہاں سے پچاس آدمیوں میں سے تقریباً چالیس آدمی چلے گئے، دس آدمیوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہاں سے ہلنا نہیں۔ یہ نہیں کہا تھا کہ جنگ کے بعد آ جانا، بلکہ یہ فرمایا تھا کہ تم نے یہاں سے جانا نہیں، اب ہم یہاں کھڑے ہیں، جب تک حضور ﷺ نہیں آ کر کہتے کہ چلو ہم نہیں جاتے، وہ دس آدمی وہاں رہے۔

یہ جو جنگ اُحد ہے، اس میں دشمن کی فوجوں کے سردار ابو سفیان تھے، جو بعد میں مسلمان ہوئے، اور ان کے کمانڈر اور جرنیل حضرت خالد بن ولیدؓ تھے۔ جنہوں نے احد کی جنگ میں دشمن کا ساتھ دیا اور بعد میں آ کر کلمہ پڑھا اس جنگ میں مقابلے پر وہ تھے جب جنگ میں صحابہ کرامؓ کو فتح ہو گئی، دشمن نے سوچا کہ ہمیں پیچھے سے حملہ کرنا چاہئے، چنانچہ خالد بن ولیدؓ نے پیچھے سے حملہ کیا تو جن پچاس آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ نے کھڑا کیا تھا، وہ چالیس تو چلے گئے تھے، یہ دس آدمی کھڑے تھے، تو حضرت خالد بن ولیدؓ کے فوجیوں نے

ان دس آدمیوں کو یہاں شہید کر ڈالا، دس آدمی شہید ہو گئے، تو راستہ صاف ہو گیا، اب پیچھے سے آ کر حملہ کیا، جس سے صحابہ کرامؓ کی فتح شکست میں بدل گئی، صحابہؓ کی صفیں اکھڑ گئیں، میدان صاف ہو گیا۔

صحابہؓ کی وہ جرأت و ہمت جو شروع ہوتی ہے، جب پیچھے سے حملہ ہو جائے تو میدان جنگ میں شکست کے آثار ہو جاتے ہیں، چنانچہ وہ دس صحابہ بھی شہید ہو گئے، صحابہؓ کی صفیں اکھڑ گئیں، اب جو فتح ہو چکی تھی وہ شکست میں بدل گئی۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی غیرت ایمانی

کچھ دیر کے بعد حضورﷺ میدان میں خود اترے آپﷺ نے خود تلوار چلائی۔

ایک مسئلہ یاد رکھو ایک آدمی نے حضورﷺ سے پوچھا یا رسول اللہﷺ روئے زمین کا سب سے برا آدمی کون ہوتا ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا دنیا کا سب سے برا آدمی وہ ہوتا ہے جس کو کوئی پیغمبرﷺ قتل کرے، اور اس سے برا کون ہوتا ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا جو کسی نبیﷺ کو قتل کرے۔

جس کو نبیﷺ قتل کرے، وہ بھی بہت برا ہے، اور جو نبیﷺ کو قتل کرے، وہ بھی بہت برا ہے۔

اس جنگ میں حضورﷺ پر وار ہوا، تو پیغمبرﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے، حضورﷺ پر وار کرنے والا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فاتح ایران کا بھائی تھا حضرت عتبہ بن اب وقاصؓ اس نے حضورﷺ پر وار کیا اور اس وار سے رسول اللہﷺ کے ماتھے میں خود کھب گیا تھا، لوہے کا خود، اور آپﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے، حضرت سعد بن اب وقاصؓ کو پتہ چلا کہ میرے بھائی نے پیغمبرﷺ پر حملہ کیا ہے تو وہ تلوار لے کر جذبات میں پھرتے تھے، کہتے تھے میری تلوار آج اپنے بھائی کے خون کی پیاسی ہے، اگر میرا بھائی مجھے مل جائے تو میں اس کے ٹکڑے کر کے پہاڑ پہ بکھیر دوں کہ جو پیغمبرﷺ پر حملہ کرتا ہے وہ روئے زمین کا سب سے برا آدمی ہے۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت اور حضرت وحشیؓ کا کردار

میرے بھائیو! اس جنگ میں وہ جو پیچھے سے دستہ آیا، اس نے آکر حضرت حمزہؓ پر وار کیا، اس حملے میں حضرت حمزہؓ شہید ہوگئے اور حملہ کرنے والوں میں ایک آدمی ہندؓ کا غلام تھا، یہ ہندؓ عورت کون ہے؟ حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی ہے۔ اور بعد میں یہ ہندؓ بھی مسلمان ہوئی بعد میں اس ہندؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھا اور اس ہندؓ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے جنت کی خوشخبری دی، یہ ہندؓ امیر معاویہؓ کی والدہ تھی، ایک اادمی جبیر بن مطعم کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا اس ہندؓ نے کہا تھا کہ میں حمزہؓ کا جگر نکال کر چباؤں گی اس لئے کہ میرے باپ عتبہ بن ربیعہ، چچا اور بھائی کو جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ نے شہید کیا وحشی بن حرب سے کہا تھا کہ اگر تو حمزہؓ کا جگر نکال کر لائے تو میں تجھے انعام دوں گی۔

چنانچہ وحشی بن حرب نے آکر حضرت حمزہؓ پر حملہ کیا اور حضرت حمزہؓ شہید ہوگئے ان کی لاش کو گھسیٹ کر پہاڑ کے نیچے لے گئے اور وہاں جاکر جسم کے اوپر بیٹھ گیا اور سینہ چاک کیا، یہی تو وجہ تھی کہ جب بعد میں حضرت وحشی بن حرب مسلمان ہوئے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھنے کے لیے فتح مکہ کے موقع پر آئے حضور ﷺ کے سامنے آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا وحشیؓ تیرا ایمان تو میں قبول کرتا ہوں، لیکن جب تو میری مجلس میں آیا کرے، تو میرے سامنے نہ بیٹھا کر، کیونکہ جب تو سامنے آتا ہے تو میرے چچا کے ٹکڑے سامنے آجاتے ہیں۔

وحشی بن حرب کہتے ہیں کہ مجھے ساری زندگی افسوس رہا کہ میں پیغمبر ﷺ کے سامنے نہ بیٹھ سکا، پیچھے بیٹھتا تھا حضور ﷺ توجہ بھی فرماتے تھے، کیونکہ جب کلمہ آدمی پڑھ لیتا ہے، سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، فرمایا کہ میں نے اسی لئے جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ٹکڑے کیے تھے جس طرح حضرت حمزہؓ کی لاش کے ٹکڑے کیے تھے، اسی طرح جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے ٹکڑے کرکے فضاؤں میں بکھیر دیئے، علماء نے کہا اگر آج رسول اللہ ﷺ دنیا میں موجود ہوتے تو تیری پچھلی ناراضگی ختم کردیتے کہ تو نے آج

نبوت کے دشمن کو جہنم رسید کا اور اس کے ٹکڑے کر دیئے۔

(فتح الباری جلد ۷، صفحہ ۲۸۴۔ ابن ہشام جلد ۲، صفحہ ۲۷)

میرے بھائیو! یہی وحشی بن حرب تھے لیکن آج ترس نہیں آیا، غلامی سے آزادی کا لالچ تھا، حضرت حمزہؓ کو ذبح کر دیا، ذبح کر کے ان کی لاش کو نیچے لے گئے اور پہاڑ کے نیچے لے جا کر ان کی لاش پر چڑھ گئے، سینہ چاک کر کے پیغمبر ﷺ کے چچا کا جگر نکالا گیا۔

ان کی آنکھیں علیحدہ کر دی گئیں،

زبان نکال دی گئی،

ہاتھ علیحدہ کر دیئے گئے،

گردن کاٹ دی گئی،

ٹانگیں کاٹ دی گئیں،

جسم کے ٹکڑے کر دیے گئے۔

مسلمانو! یہ رسول اللہ ﷺ کا چچا ہے، پیغمبر ﷺ کا وہ چچا کہ جب ابو جہل نے میرے رسول ﷺ کا راستہ روکا تھا تو یہی حمزہؓ پیغمبر ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ میں لے آئے تھے، اور کہتے تھے بھتیجے میں تجھے یہیں بٹھاتا ہوں اور دیکھتا ہوں ابو جہل تجھ پہ کیسے وار کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا میں تیری تسلی سے مطمئن نہیں ہوں۔

میں یہ نہیں چاہتا کہ آج تو نے اپنے بھتیجے کو کعبہ میں بٹھایا ہے اور کل کو تیرا جسم جہنم کی آگ میں جلے، اے چچا تیرا بھتیجا تب خوش ہوگا، جب تو بھتیجے کا کلمہ پڑھ لے گا، تو چچا نے کھڑے ہو کر کہا کہ بھتیجے مجھ پر تیرے کلام کا اثر ہوا ہے، اس وقت کلمہ پڑھ کے حمزہؓ مسلمان ہو گئے۔ (مستدرک حاکم جلد ۳، صفحہ ۹۳)

حضرت علیؓ کے اونٹ

جب حضرت حمزہؓ مسلمان ہوئے تو کچھ ہی دنوں بعد ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی، سب لوگ شراب پیتے تھے۔ حضرت حمزہؓ شراب کے

نشے میں پہاڑ پر آئے۔ وہاں دو اونٹ پھر رہے تھے، حضرت حمزہؓ نے اونٹوں کو شراب کے نشہ میں ذبح کر دیا، وہ اونٹ حضرت علیؓ کے تھے حضرت علیؓ نے ان دونوں اونٹوں کو اپنی شادی کے ولیمے کے لیے رکھا ہوا تھا، جب حضرت علیؓ کو پتہ چلا کہ میرے اونٹوں کو ذبح کر دیا گیا، حدیث شریف میں آتا ہے کہ حمزہؓ نے ان دونوں اونٹوں کے ذبح کرنے کے بعد حضرت علیؓ روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آ کر کہا کہ چچا نے میرے دونوں اونٹوں کو ذبح کر دیا ہے، اور یہ اونٹ تو میں نے شادی کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو بلایا بلا کر کہا حمزہؓ تو نے اونٹ کیوں ذبح کیے؟ تو حضرت حمزہؓ خاموش ہو گئے، حضور ﷺ خاموش ہو گئے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ چچا نے تو اونٹ ذبح کر دیئے، اور آپ نے بلایا اور پھر کوئی بات بھی نہ کی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرا چچا نشے میں تھا میں کوئی بات کرتا اور وہ نشے میں میرا انکار کر دیتا، تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا، اس لیے میں خاموش رہا۔

کیا مشکل کشاء رویا کرتے ہیں؟

چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اسی واقعہ کی وجہ سے شراب کی حرمت کا اعلان آپ ﷺ نے کیا قرآن پاک میں فرمایا!

انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن

ان اونٹوں کو ذبح کرنے کی وجہ سے شراب کی حرمت کا اعلان ہو گیا شراب کی حرمت تو ہو گئی لیکن حضرت علیؓ نے کیا کیا؟ جب اونٹ ذبح ہو گئے تو حضرت علیؓ رو پڑے، اب مجھے بتاؤ کہ مشکل کشا بھی رویا کرتے ہے؟ دیواروں پہ لکھتے ہو یا علی مدد، تو جس علیؓ سے مدد مانگتے ہو وہ روتے بھی ہیں؟ حدیث کی ساری کتابوں میں ہے کہ جب اونٹ ذبح کیے گئے تو حضرت علیؓ روتے ہوئے پیغمبر ﷺ کے پاس آئے، پیغمبر ﷺ کے پاس کون آ سکتا ہے، مشکل کشاء آ سکتا ہے؟ حاجت روا آ سکتا ہے؟ اور جو اپنے اونٹوں کے ذبح ہونے پر ان

کی مدد کے لیے نہیں گئے یہاں تمہاری مدد کے لیے ضرور آئیں گے، پاکستان میں ضرور آئیں گے، یہ جاہلانہ اور شرکیہ عقیدہ ہے، مدد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔

کربلا کے میدان میں پیغمبر ﷺ کے نواسے شہید ہو گئے حضرت علیؓ کے صاحبزادے شہید ہو گئے ان کی مدد کے لیے تو حضرت علیؓ نہیں گئے اور یہاں آج تیری مدد کے لیے چودہ سو سال کے بعد آئے، عقیدہ درست کر، شرک والے عقیدے کو تو نہ اپنا، تیرے کلمے کا اعتبار اٹھ جائے گا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دنیا میں مدد نہیں کرسکتا، اللہ تعالیٰ ہی مدد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہی مدد کی ہے، جنگوں میں مدد اللہ تعالیٰ نے کی ہے، حضرت علیؓ کی مدد بھی ہر مقام پہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

میرے بھائیو! حضرت حمزہؓ کی لاش کے بارہ ٹکڑے پہاڑ پر بکھیر دیے گئے حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کی لاش لے آؤ، عرض کیا یارسول اللہ ﷺ حمزہؓ کی لاش تو لانے کے قابل نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا مثلہ ہو چکا ہے لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں، حضور ﷺ پہچان نہ سکے آپ نے غور سے دیکھا اور حضرت حمزہؓ کی آنکھیں علیحدہ پڑی رسول اللہ ﷺ نے دیکھیں، تو حضور ﷺ نے ان کے ماتھے پہ بوسہ دیا، ماتھا ٹکڑے ہو چکا تھا۔

خون بہہ رہا تھا،
آنکھیں علیحدہ پڑی تھیں
ہاتھ علیحدہ پڑے تھے
پیر علیحدہ پڑا تھا
ٹانگیں علیحدہ پڑی تھیں۔

مسلمانو! مجھے بتاؤ دنیا کا سب سے بڑا سردار کس دکھ میں مبتلا تھا کس پریشانی میں مبتلا تھا؟ لاش کے ٹکڑوں پہ رسول اللہ ﷺ موجود تھے، اگر ماتم کرنا جائز ہوتا، آج میرا پیغمبر ﷺ ماتم کرتا، آج میرا پیغمبر ﷺ اشک بہاتا، آج میرا پیغمبر ﷺ سینہ کوبی کرتا، آج میرا

رسول اللہ ﷺ سر پیٹتا، سینہ پیٹتا، لیکن میرے پیغمبر ﷺ نے لاش کے ٹکڑوں پہ کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہاتھ اٹھائے۔

"اے اللہ حمزہؓ کو اس جرم میں مارا گیا کہ یہ تیرا کلمہ بلند کرتا تھا"

میں اس پہ بھی راضی ہوں، تو بھی راضی ہو جا، حضور ﷺ نے فرمایا ظالموں کو ترس نہیں آیا، چلو کوئی آدمی شہید ہو جاتا ہے، لاش کا ایک ٹکڑا ہو جاتا ہے، لیکن میں اس لاش کو ہاں لے جاؤں، حضور ﷺ نے فرمایا گوشت کو جمع کیا جائے، جس طرح قصائی بکرے کے گوشت کو جمع کرتا ہے، اس طرح حمزہؓ کی لاش کے ٹکڑے ایک بوری میں ڈالے گئے۔

بہن...... بھائی کی لاش پر

میرے دوستو!

اس لاش کے ٹکڑوں کو لا کر جب لاشوں کے قریب رکھا گیا حضور اکرم ﷺ کو اطلاع ملی کہ حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی، حضرت حمزہؓ کی بہن حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب وہ اپنے بھائی کی لاش کو دیکھنے آ رہی ہے بھائی کے ٹکڑے کو دیکھنے آ رہی ہے کس کو دیکھے گی؟ لاش کے ٹکڑے تو بوری میں پڑے تھے، کس کا ملاحظہ کرے گی؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری پھوپھی کو روکو کہ وہ لاش کے ٹکڑوں پر نہ آئے کہیں ایسا نہ ہو وہ

ماتم کرنے لگ جائے

بے ساختہ ہو جائے

وارفتگی کا شکار ہو جائے

یہاں سینہ پیٹنے لگ جائے

ایسا نہ ہو جائے

حفیظ جالندھری نے کہا!

ہوا حمزہؓ کی میت پر گزر شان رسالت کا

تاثر دیدنی تھا مہر تاباں کی جلالت کا

صفیہ بنت عبدالمطلب ہمشیرہ حمزہؓ کی
بہت تھی جن کے دل میں عزت وتوقیر حمزہؓ کی
کہا روکو میری پھوپھی کو میت تک نہ آنے دو
دل زخمی کو ان کے یہ نیا چرکا نہ کھانے دو
الم انگیز ہے قطع و برید چہرۂ حمزہ
بہن کو رنج دے شاید یہ دید چہرۂ حمزہ
پسر نے جا کے مادر کو جس وقت سمجھایا
تو قلب مسلمہ ہر حال میں صبر آشنا پایا
گئیں وہ میت حمزہؓ پہ روئیں اور نہ چلائیں
نظر چہرے پہ ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں

میرے بھائیو!

وہ منظر کیسا عجیب ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ سامنے تشریف فرما ہیں صفیہؓ آئی ہیں پیغمبر ﷺ کی پھوپھی آئی ہیں جس نے کئی مشرکوں کو جہنم رسید کیا تھا آج اُحد کے پہاڑ پر آتی ہے اور اپنے بھائی کی لاش کو دیکھتی ہے، فرمایا کپڑے تو ہٹاؤ، کپڑا اٹھایا صحابہ کرامؓ رو پڑے، کپڑا اٹھایا ہے جب جسم کو دیکھا، آنکھیں علیحدہ تھیں، ہاتھ علیحدہ تھے، تو حضرت صفیہؓ ماتم کر سکتی تھی، سینہ پیٹ سکتی تھی۔

مسلمانو بتاؤ! کوئی بہن دنیا میں ایسی ہے جو اپنے جوان بھائی کی لاش پر آئے اور اس کی آنکھوں کو دیکھے اس کے ٹکڑوں کو دیکھے اور یہ کہے کہ

اے اللہ اگر تیرے پیغمبر ﷺ نے مجھے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں آج اپنے آنسوؤں سے اپنے بھائی کو غسل دیتی، یہ میرا بھائی ہے، جس نے جوانی پیغمبر ﷺ کے دین پر گزاری، جو مکے کا پہلوان تھا۔

اے اللہ! اس کا تو بڑا جرم کوئی نہ تھا

اے اللہ! کیا یہ وہ حمزہؓ نہیں تھا کہ جب تیرے پیغمبر ﷺ کو خانہ کعبہ سے ابو جہل نے نکالا تو اسی پہلوان نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں بٹھا دیا تھا، آج ان کے ٹکڑے ہیں اور خاموش لاش ہے، لہو بہہ رہا ہے۔

اے اللہ! تیرے سوا اس کی عظمتوں کو بلند کرنے والا کوئی نہیں۔

اگر ماتم جائز ہوتا

مسلمانو! یہ لاش کے ٹکڑے ہیں آج اس لاش کے ٹکڑوں نے کیا سبق دیا کہ ماتم کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

☆...... اگر ماتم جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ماتم کرتے حمزہؓ کی لاش پر

☆...... ماتم جائز ہوتا تو صفیہؓ اپنے بھائی کے ٹکڑوں پر ماتم کرتی

میں آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ

☆...... ماتم جائز ہوتا تو جب حضرت علیؓ شہید ہوئے تو حضرت حسینؓ ماتم کرتے، حضرت حسنؓ ماتم کرتے۔

☆...... ماتم جائز ہوتا تو پیغمبر ﷺ کی وفات پر سارے صحابہؓ ماتم کرتے، مکہ کی عورتیں ماتم کرتیں۔

شہسوار ماتم کرتے
مدینہ کے لوگ ماتم کرتے
لیکن کسی نے ماتم نہیں کیا

مجھے بتاؤ! رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے، تو وہ حالت کوئی عام حالت تو نہیں تھی، ابو الکلام آزادؒ نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کی خبر جب مدینے کی گلیوں میں آئی جو کھڑا تھا کھڑا رہ گیا، جو بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا، صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت دھاڑیں مارتی ہوئی جنگلوں کی طرف نکل گئی، سفید داڑھیوں والے لوگ مسجد نبوی میں رونا شروع ہو گئے۔

حضرت صدیق اکبرؓ جب رسول اللہ ﷺ کی لاش پر آئے تو منظر کیسا عجیب تھا، صدیق اکبرؓ نبی کی لاش پر آئے، نبی ﷺ کے ماتھے سے کپڑا ہٹایا، پیغمبر ﷺ کو بوسہ دیا اور بوسہ دے کر کہا طبت حیا و میتا

اے پیغمبر ﷺ تیرا دنیا میں آنا بھی اور دنیا سے جانا مبارک،

اے پیغمبر ﷺ آپ کو دو موتیں نہیں آئیں گی، مسلمانو! پیغمبر ﷺ کی عظمت کو دیکھو، نبی اکرم ﷺ کی بلندی کو دیکھو، پیغمبر ﷺ کی رفعت کو دیکھو، اس اسوہ حسنہ کو تو دیکھو!

حضرت حسینؓ کا نام لے کر ماتم کرنا مجھے بتاؤ، حضرت حمزہؓ کی لاش کے ٹکڑوں پہ کھڑے ہو کر، حضور ﷺ نے فرمایا

''قیامت تک آنے والی سارے شہیدوں کا سردار میرا چچا ہے''

لاش کے ٹکڑے پڑے ہیں، نبی ﷺ ماتم نہیں کرتے، صحابہؓ ماتم نہیں کرتے، خاندان نبوت ماتم نہیں کرتا تو مجھے سبق ملا ہے کہ آج جو آدمی ماتم کرے گا اس کا نہ تعلق رسول اللہ ﷺ سے ہے نہ علی المرتضیٰؓ سے ہے نہ حضرت حمزہؓ سے ہے، نہ خاندان نبوت سے ہے، لیکن ایک افسوس ناک بات مجھے کہنی پڑتی ہے کہ حضرت حمزہؓ کی شہادت اسی مہینہ شوال میں ہوئی، سترہ شوال حضرت حمزہؓ کی شہادت کا دن ہے لیکن ان کی شہادت پر کوئی آنکھ نہیں روئی ان کی شہادت پر

پاکستان کی فوج اور پولیس نہیں روئی

مولوی نہیں رویا

پیر نہیں روئے

چوہدری نہیں روئے

عوام نہیں روئی۔

جس شہید کو پیغمبر ﷺ نے سید الشہداء کہا اس کی شہادت کا دن آیا اور گزر گیا محرم کا مہینہ آتا ہے تو ایک مہینہ پہلے ساری دنیا رونے لگ جاتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے سارا پاکستان روافض کا ملک بن گیا ہے، جس کو سید الشہداء تیرے رسول ﷺ نے فرمایا اس

کے لیے نہ کوئی پروٹوکول ہوا، نہ پولیس روئی، نہ کوئی انتظامات ہوئے، بلکہ مولوی اور خطیب حضرات ان کی شہادت کا ذکر ہی نہیں کرتے، ان کو پتہ نہیں کونسی تاریخ ہے، مسلمانو! اپنے شہیدوں کو یاد کرو۔ اسلام کی تاریخ شہیدوں سے بھری ہوئی ہے۔

اسلام شہادتوں کا دین ہے
اسلام شہادتوں کا مذہب ہے
لیکن جو قوم
قربانی نہیں دے سکتی
شہید نہیں کرا سکتی
وہ قوم کبھی دنیا میں ترقی نہیں کر سکتی
میرے دوستو!

آپ دیکھیں! جب سے دنیا بنی ہے، فوجیں نہیں ہیں؟ فوج کس لئے ہوتی ہے؟ فوج سرحدوں کی حفاظت کرنے کے لیے ہوتی ہے، اگر اس میں جذبہ جان دینے کا نہ ہو تو مجھے بتاؤ ملک چل سکتا ہے؟ (نہیں)

تو مسلمانو! اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرو، اسلام کی ساری تاریخ شہادتوں کی تاریخ ہے۔ شہیدوں سے بھری ہوئی ہے۔ شہادتوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہر آدمی کو حضرت حمزہؓ کی شہادت سے سبق حاصل کرنا چاہیے، یہی وہ مختصر واقعہ تھا جو حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی شہادت کا ہے۔

اللہ پاک ہم سب کو حضرت حمزہؓ کی شہادت سے سبق لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

صورت النبی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰى كَآفَّةٍ لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حضور ﷺ کی سیرت وصورت کا نقشہ

میرے بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کا ذکر ایک اللہ نے قرآن میں کیا۔ یہ اجمالی ہے۔ دوسرا احادیث میں صحابہؓ نے کیا ہے یہ اس کی تشریح ہے۔ تو اختصار دونوں کو ذکر کرتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت وسیرت کا تذکرہ رب رحمان نے قرآن میں بھی اس انداز میں کیا ہے کہ جس سے آپ کی عظمت اجاگر ہوتی ہے۔ آپ پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت وسیرت کے متعلق سوال کریں تو قرآن میں اس کا جواب ملتا ہے۔
آپ قرآن سے پوچھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن کی کیفیت کیا تھی تو فرمایا:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم.

کیونکہ اس کا اصلی مصداق انبیاء ہیں۔ اور ان میں اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

آپ قرآن سے پوچھیں کہ پیغمبر کا چہرہ کیسا تھا؟ تو جواب ملتا ہے والضحیٰ۔

آپؐ کی زلف مبارک کیسی تھی تو قرآن کہتا ہے واللیل اذا سجی۔

آپ کا شہر مبارک کیسا تھا تو قرآن کہتا ہے۔

لآ اقسم بهذا البلد. وانت حل بهذا البلد.

آپ کی آنکھ مبارک اور نگاہ کی کیفیت کیسی تھی، تو قرآن کہتا ہے۔

مازاغ البصر وما طغیٰ

سینہ مبارک کیسا تھا، قرآن کہتا ہے۔

الم نشرح لک صدرک

آپ کی انگلی مبارک کا اشارہ کیسا تھا۔ تو قرآن کہتا ہے۔

اقترب الساعة وانشق القمر.

آپ کے دندان مبارک کیسے تھے تو قرآن کہتا ہے۔

یٰسین

آپ کی کملی اور چادر مبارک کیسے تھی، تو قرآن کہتا ہے۔

یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر.

پیغمبر کا لباس کیسا تھا تو قرآن کہتا ہے۔

وثیابک فطھر.

پیغمبر کا ماحول کیسا تھا۔ تو قرآن کہتا ہے۔

والرجز فاھجر.

پیغمبر کا اللہ سے تعلق کیسا تھا۔ تو قرآن کہتا ہے۔

وربک فکبر واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین.

اللہ کا پیغمبر سے تعلق کیسا تھا۔ تو قرآن کہتا ہے۔

ماودعک ربک وما قلیٰ.

آپؐ کے اخلاق کیسے تھے۔ تو قرآن کہتا ہے۔

انک لعلیٰ خلق عظیم

آپؐ کا کردار، قول و فعل کیسا تھا۔ تو قرآن کہتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

پیغمبر کے صحابہ کیسے تھے۔ تو قرآن کہتا ہے۔

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان. اولئک ھم المومنون حقا. اولئک ھم الراشدون. اولئک ھم المھتدون. رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ. اولئک ھم الفائزون. اولئک ھم المھتدون. لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ. اولئک حزب اللہ.

پیغمبر کے یارِ غار کا ذکر والذین معہ

خلیفہ ثانی کا ذکر اشداء علی الکفار.

خلیفہ سوم کا ذکر رحماء بینھم

خلیفہ چہارم کا ذکر تراھم رکعا سجدا.

تمام صحابہ کا ذکر یبتغون فضلامن اللہ ورضوانا.

پیغمبر کی ازواج مطہرات کیسی تھیں۔ تو قرآن کہتا ہے۔

وازواجہ امھاتھم، الطیبت للطیبین. ینسآء النبی لستن کاحد من النسآء

پیغمبر کی بنات کا ذکر آیا تو قرآن کہتا ہے ہے۔

قل لازواجک وبناتک ونسآء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن

پیغمبر کے معراج کا ذکر آیا۔ تو قرآن کہتا ہے کہ

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی.

پیغمبر کی ہجرت کیسی تھی۔ تو قرآن کہتا ہے

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار

پیغمبر کی نماز کیسی تھی تو فرمایا

قما للیل الا قلیلا. واقم الصلوٰۃ لذکری.

پیغمبر کی گفتگو کیسی تھی تو فرمایا۔

ومابنطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ

پیغمبر کی رحمت کیسی تھی قرآن کہتا ہے

ومآ ارسلنک الا رحمۃ للعالمین.

پیغمبر کے قرآن پاک پڑھنے کی کیفیت کیسی تھی۔ فرمایا:

لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرانہ

پیغمبر کا ذکر کیسا تھا تو فرمایا

واذکراسم ربک بکرة واصیلا.
پیغمبر کا تلاوت کرنا کیسا تھا تو فرمایا
اتل ما اوحی الیک من کتاب ربک
پیغمبر کی تبلیغ کیسی تھی تو فرمایا:
فذکر ان نفعت الذکریٰ
پیغمبر کا زمانہ کیسا تھا تو فرمایا۔
والعصر ان الانسان لفی خسر
پیغمبر کے اوصاف کا ذکر آیا تو قرآن کہتا ہے۔
انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ
وسراجا منیرا.
پیغمبر کے حق بیان کرنے کا ذکر آیا تو قرآن کہتا ہے۔ شاھدا
پیغمبر کا مومنین کے ساتھ تعلق کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا۔ مبشرا
پیغمبر کا کفار کے ساتھ تعلق کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا: نذیرا
پیغمبر کی دعوت کی کیفیت کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا۔ داعیا الی اللہ باذنہ
پیغمبر کی نورانیت کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا وسراجا منیرا
پیغمبر پر قرآن کس نے اتارا تو قرآن نے کہا
تنزیل من رب العالمین
پیغمبر پر قرآن کون لایا تو قرآن نے کہا
نزل به الروح الامین
جبرئیل قرآن کس پر لایا۔
علی قلبک
کیوں لایا۔
لتکونن من المنذرین.

کس زبان میں لایا تو کہا

بلسان عربی مبین

کس مرکز میں لایا تو کہا۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وھدی للعالمین.

کس مہینہ میں لایا تو کہا۔

شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن.

کس رات میں لایا تو کہا۔

انا انزلنه فی لیلة القدر

اس سے فیض حاصل کرنے والے کون ہیں تو کہا

ھدی للمتقین.

ان متقین کے سردار کی کیفیت کیسی ہے تو قرآن نے کہا

ورفعنالک ذکرک .

اس کی تفسیر ہے۔ ذکرت حیث ذکرت.

کلام اللہ صلوٰۃ اللہ جہاں دیکھا تو یہ دیکھا
اگر دیکھا لکھا اللہ تو محمدؐ بھی لکھا دیکھا

اتنا مقام کیوں دیا تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ جہاں جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں وہاں محمدؐ کی مصطفائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک کیسا تھا

صحابہ فرماتے ہیں۔ معتدل الخلق ۔تمام اعضاء نہایت معتدل تھے۔ بادانِ متماسک پر گوشت تھے۔ بدن گھٹا ہوا تھا۔ لم یکن بالمطھم. بالکل موٹے بدن والے نہ تھے۔ سواء البطن والصدر. آپ کا پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا۔ پیٹ آگے نکلا ہوا نہ تھا۔ اس میں قباحت ہوتی ہے۔ پیغمبر کو تو اللہ نے حسین بنایا اس لئے پیٹ وسینہ برابر تھے۔

آپ کے بدن مبارک کا رنگ کیسا تھا

ایک روایت میں ہے۔

کان رسول اللہ حسن الجسم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن نہایت خوبصورت وموزوں تھا۔

دوسری روایت میں ہے۔

ابیض کانما صیغ من فضۃ

آپ کا بدن مبارک ایسا خوبصورت تھا گویا کہ چاندی سے آپ کا بدن ڈھالا گیا ہے۔

تیسری روایت میں ہے۔

لیس بالابیض الا مھق ولا بالادم

کہ آپ کا رنگ بالکل چونے وچاندی کی طرح سفید نہ تھا اور بالکل گندمی رنگ بھی نہ تھا کہ سانولا پن نظر آئے۔

چوتھی روایت میں ہے۔

ابیض مشرب. آپ کا رنگ سفید تھا۔ مگر سرخی مائل تھا۔ آپ کے رنگ میں حسن وجمال غالب تھا۔ خالی سفیدی یا سرخی نہ تھی۔

پانچویں روایت میں ہے۔

ازھر اللون. آپ کا رنگ مبارک نہایت ہی چمکدار تھا۔

حضورؐ کا قد مبارک کیسا تھا

ایک روایت میں حضرت براءؓ کہتے ہیں۔

کان رسول اللہ رجلا مربوعا.

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانی قد والے تھے اور دوسری روایت حضرت

انسؓ سے ہے۔

كان رسول الله ربعة وليس بالطويل ولا بالقصير.

کہ آپ کا قد درمیانی تھا نہ لمبا تھا نہ چھوٹا تھا۔

اور تیسری روایت حضرت علیؓ سے ہے۔

لم يكن بالطويل الممغط. ولا بالقصير المتردد وكان ربعة من القوم.

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی لمبے قد والے نہ تھے اور انتہائی پست قد والے نہ تھے۔ بلکہ میانہ قد لوگوں میں سے تھے۔

اللہ نے آپ کی صورت کو حسین بنایا اس لئے بالکل لمبا قد بھی نہ تھا کیونکہ اس میں حسن کامل نہیں ہے۔ اور بالکل چھوٹا قد بھی نہ تھا کیونکہ اس میں بھی کمال حسن نہیں ہے۔

اس لئے آپ کا قد میانہ تھا۔ جس میں حسن وجمال نکھر نظر آتا تھا۔ اس لئے ہند بن ابن ہالہ کی روایت ہے۔ اطول من المربوع کہ بالکل درمیانی قد والے سے آپ کا قد طویل تھا۔ واقصر من المشذب. کہ انتہائی لمبے قد والے سے قدرے آپ کا قد کم تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک کیسا تھا

فرمایا ضخم الراس. آپ کا سر مبارک بڑا تھا۔ آپؐ کے سر مبارک میں بھی عظمت تھی ہند بن ابی ہالہ کی روایت ہے۔ عظیم الھامۃ. کہ آپ کا سر مبارک بڑا تھا مگر اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بالکل ایسا بڑا نہ تھا جس سے حسن میں فرق پڑے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک کیسی تھی

حضرت حسن کی روایت میں ہے۔ واسع الجبين. آپ کی پیشانی مبارک کشادہ اور کھلی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک کیسی تھی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ ادعج العينين. آپ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھی۔ یعنی

آنکھوں کی پلکیں نہایت سیاہ تھیں۔

حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے۔اشکل العینین.

اس کاایک معنی ہے کہ آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پر پڑے ہوئے تھے۔ دوسرا معنی ہے کہ آنکھیں فراخ تھیں۔اوران کے چیر لمبے تھے۔آنکھوں کی یہ کیفیت بھی حسن وجمال کو بڑھاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکیں مبارک کیسی تھی

حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اهدب الاشفار. آپؐ کی پلکیں دراز تھیں۔اس میں بھی حسن وجمال تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابرو مبارک کیسے تھے۔ ہند بن ابی ہالہ کی روایت میں ہے کان رسول الله ازج الحواجب سوابغ من غير قرن بينهما عرق يدره الغضب.

ازج الحواجب. کہ آپؐ کے ابرو باریک تھے۔ سوابغ گنجان اور بھرے ہوئے تھے۔ من غير قرن. وہ دونوں ابرو ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے بلکہ جدا جدا تھے۔ بينهما عرق يدره الغضب. ان دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناک مبارک کیسے تھی

ہند بن ابی ہالہؓ کی روایت میں ہے۔

اقنى العرنين له نور يعلوه يحسبه لم يتامله اشم . اقنى العرنين. آپ کی ناک مبارک بلندی کی طرف مائل تھی۔ له نور يعلوه. اس پر ایک چمکدار نور نظر آتا۔صحابہ فرماتے ہیں جب ہم دور سے آتے ہوئے پیغمبر کی ناک مبارک پر نگاہ ڈالتے تو ہمیں نور کی کرنیں نظر آتی تھیں۔يحسبه من لم يتامله اشم. یعنی جو آپ کو ابتداء بغیر غور کے دیکھتا تو آپ کو بڑی ناک

والا سمجھتا۔ حالانکہ آپ کی ناک فی نفسہ زیادہ بلند نہ تھی۔ بلکہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند نظر آتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ مبارک کیسا تھا

ہند بن ابی ہالہؓ کہتے ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم. کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ مبارک فراخ اور بڑا تھا۔ مگر اعتدال کے ساتھ فراخ بے اعتدالی کے ساتھ بڑا نہ تھا۔ کیونکہ اس میں حسن نہیں ہوتا۔ اور اللہ نے آپ کو حسین بنایا ہے۔ حسن اعتدال میں ہے آپ کا منہ مبارک تنگ نہیں تھا کیونکہ تنگ منہ میں بھی حسن نہیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک کیسے تھے

فرمایا: مفلج الاسنان. آپ کے دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں سامنے کے دانتوں میں ذرا فصل بھی تھا۔ یہ بھی دانتوں میں حسن کی صورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے۔ کان رسول اللہ افلج ثنیتین. کہ آپؐ کے اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے، گنجان نہ تھے اور آپ کے دندان مبارک میں بھی نور تھا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

اذا تکلم رای کالنور یخرج من بین ثنایاہ.

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات کرتے تو آپؐ کے دندان مبارک سے ایک نور سا ظاہر ہوتا تھا۔

بعض علماء نے کہا کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانتوں کے درمیان سے نکلنے والی کلام کو نور سے تشبیہ دی گئی ہے مگر اس تشبیہ کی کیا ضرورت ہے۔ میرے نزدیک یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ کلام کرنے کے وقت آپؐ کے دندان مبارک سے خود حسی نور نکلتا تھا۔ روشنی نمودار ہوتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعاب مبارک کیسی تھی

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ برف کے اولہ میں اتنی ٹھنڈک نہ تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی لعاب میں تھی۔ یہ لعاب بھی شان والی۔ حضرت ابوبکرؓ کی ایڑھی پر لگی تو سانپ کا زہر ختم، حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگی تو درد ختم، ٹوٹے بازو پر لگی تو درست ہوگیا۔ کنویں میں پڑی تو کناروں تک پہنچ گیا۔ کڑوے پانی میں ڈالی گئی تو وہ میٹھا ہوگیا۔ حضرت جابرؓ کے کھانے میں گئی تو برکت ہوگئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک کیسی تھی

حضرت حسنؓ کی روایت میں ہے۔ کان عنقه جید دمیة فی صفاء الفضة۔

آپ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسا مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے۔ اور رنگ میں چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار کیسے تھے

ہند بن ابی ہالہؓ فرماتے ہیں۔ سھل الخدین. کہ آپؐ کے رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے۔ نرم تھے یعنی گوشت لٹکے ہوئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک کیسا تھا

حضرت علیؓ ولا بالمکلثم وکان فی وجہہ تدویر۔ آپؐ بالکل گول چہرہ والے نہ تھے۔ بلکہ آپؐ کے چہرہ مبارک میں تھوڑی سی گولائی تھی۔ اور بعض روایات میں مدور والوجہ۔ کا ذکر ہے تو اس سے مراد بھی یہی ہے کہ آپؐ کے چہرہ مبارک میں ہلکی سی گولائی تھی۔ چہرہ بالکل لمبا ہو یا بالکل گول ہو اس میں حسن نہیں ہوتا۔ اللہ نے آپؐ کے چہرہ مبارک میں ہلکی سی گولائی رکھی تا کہ چہرہ میں حسن نکھر کر نظر آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ کیسا تھا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں

مارايت شيئا احسن من رسول الله كان الشمس تجرى فى وجهه.
کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا کہ سورج آپؐ کے چہرہ میں گردش کر رہا ہے اور چل رہا ہے۔

ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ نور رايته لقلت الشمس طالعة. کہ اگر تو حضورؐ کے چہرہ کو دیکھتا تو کہتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔

حضرت حسنؓ کی روایت میں ہے کہ يتلا لا وجهه تلا لا القمر ليلة البدر. کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں کی رات کا چاند چمکتا ہے۔

اس لئے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ چاندنی رات میں ایک نظر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر ڈالتا ہوں اور ایک نظر چاند پر ڈالتا ہوں لهو احسن عندى من القمر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند سے بھی مجھے زیادہ حسین نظر آتا تھا۔

حضرت کعب بن مالکؓ کہتے ہیں:

اذا سر استنار وجهه حتیٰ كانه قطعة قمر.
جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ چاند کی طرح روشن اور چمکتا ہوا نظر آتا۔

حضرت براءؓ سے پوچھا گیا۔

اكان وجه رسول الله مثل السيف قال لا بل مثل القمر.
کہ کیا آپ کا چہرہ تلوار کی طرح شفاف تھا فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح کیونکہ تلوار کی چمک میں سفیدی غالب ہوتی ہے نورانیت نہیں ہوتی اور چاند کی سفیدی میں نورانیت بھی ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک شان والا تھا۔ اس لئے اس کے برکات بھی نرالے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کی برکات

ابو طالب کہتے ہیں:

وابیض یستسق الغمام بوجهه

ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل

کہ میرا بھتیجا سفید چہرے والا ہے، اس کے چہرے کے ساتھ بارش کی جاتی ہے۔ یتیموں کو کھانا کھلانے والا ہے اور بیواؤں کو پناہ دینے والا ہے۔

ابوطالب کہتا ہے کہ میرا بھتیجا اتنا خوبصورت ہے کہ جب مکہ میں قحط سالی ہوتی، کھجوریں خشک ہونے لگتیں، گرمی ہوتی بادل نہ ہوتے اور بارش نہ ہوتی و میں صفایا جبل ثوریا کسی پہاڑ پر ان کو لے جاتا اور اس کے چہرہ کو آسمان کی طرف کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اے محمد کا خدا تو نے یہ کتنا حسین چہرہ بنایا ہے۔ اس کے طفیل بارش برسا تو بارش شروع ہو جاتی ہے۔ اور میرا یہ بھتیجا یتیموں کی خدمت کرتا ہے۔ ان کے ہاتھ دھلاتا ہے۔ ان کو دودھ پلاتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے اور بیواؤں کی خدمت کرتا ہے کبھی ان کے گھر کا جھاڑو دیتا ہے کبھی ان کی گٹھڑی اٹھاتا ہے کبھی ان کی لاٹھی پکڑ کر ان کو راستہ دکھاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ مسجد نبوی کے دروازہ کے سامنے آئے اور پیغمبر کا چہرہ دیکھا اور چلے گئے دوبارہ آئے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ یہ کیا بات ہے کہ پیغمبر کا چہرہ دیکھ کر چلے گئے ہو تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ آج ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا اور مجھے بھوک لگ رہی تھی۔ اور جب مجھے بھوک ستاتی ہے تو میں مسجد نبوی میں آ کر پیغمبر کا چہرہ دیکھتا ہوں۔ اور اللہ کی قسم میری بھوک ختم ہو جاتی ہے۔

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ اگر ہم تھکے ہوئے آتے تو پیغمبر کا چہرہ دیکھتے، ہماری تھکان دور ہو جاتی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

لنا شمس وللافاق شمس

فشمسی خیر من شمس السماء

فشمس الناس تطلع بعد فجر

وشمسی تطلع بعد العشاء

کہ ایک ہمارا سورج ہے اور ایک آسمان کا سورج ہے مگر میرا سورج آسمان والے سورج سے بہتر ہے۔ لوگوں کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج محمد صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ آسمان کا سورج تو غروب ہو جاتا ہے مگر میرا سورج رات کو چمکتا ہے۔ آسمان والے سورج کو گرہن ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سورج تو اس سے پاک ہے۔ آسمان والے سورج سے زمین روشن ہوتی ہے اور اس سے دین روشن ہوتا ہے۔ آسمان کا سورج قیامت کے دن بے نور ہوگا مگر ختم نبوت والا سورج قیامت کے دن بھی روشن ہوگا۔ اللہ نے قرآن میں سورج کو سراج کہا ہے اور چاند کو منیر کہا ہے اور حضور کو سراجا منیرا کہا ہے۔ اس سے اشارہ کیا کہ سورج کی روشنائی دن کو ہے اور رات کو نہیں۔ چاند کی روشنائی رات کو ہے دن کو نہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت کی روشنائی دن کو بھی ہوتی ہے اور رات کو بھی۔ یہ روشنائی نہ رات کو ختم ہوتی ہے اور نہ دن کو ختم ہوتی ہے۔

اللہ نے والضحیٰ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی قسم اٹھائی ہے

اور جب حضور تحویل قبلہ کی خواہش رکھتے تھے کہ بیت المقدس کی بجائے میرا قبلہ کعبہ کر دیا جائے کیونکہ آپ ملت ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ کعبہ تھا۔ اور اس کے لئے آپ آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے تھے کہ اللہ کا حکم آئے اس حکم کی انتظار میں تھے تو اللہ نے کہا:

قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء

کہ اے پیغمبر جب تو آسمان کی طرف چہرہ کرتا ہے تو میں خود خدا تیرے چہرے کو دیکھتا اور تکتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر کیا کمال ہے کہ رسول اللہ کے چہرے کو خود خدا دیکھے مگر اس جگہ ایک بات سمجھ لو۔ اللہ نے کہا محبوب اگر تیری رضا اور خوشی کعبہ کی طرف رخ کرنے میں ہے تو۔

فلنولینک قبلۃ ترضھا.

تو ہم تیرا قبلہ کعبہ کرتے ہیں۔ اب تو کعبہ کی طرف رخ کر کے عبادت کر اور مجھے سجدہ کر کیونکہ میری رضا اور خوشی اس میں ہے کہ اللہ نے کہا اے میرے محبوب۔

حضرت آدمؑ کی انابت تیرے اندر...... حضرت نوحؑ کی تبلیغ کے جذبات تیرے اندر...... حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی ودبدبہ وشوکت تیرے اندر...... حضرت ابراہیمؑ کی خلت کا کمال تیرے اندر...... حضرت موسیٰؑ کی کلیمی کا انداز تیرے اندر...... حضرت عیسیٰؑ کی ملاحت تیرے اندر...... حضرت یونسؑ کی عاجزی تیرے اندر...... حضرت یعقوبؑ وحضرت ایوبؑ وحضرت زکریاؑ کا صبر تیرے اندر...... حضرت یوسفؑ کے حسن کے خزانے تیرے اندر...... محبوب تجھے بڑا حسین بنایا۔ حسن کے خزانے تیرے اندر رکھ دیے۔ مگر خالقیت و ربوبیت کے خزانے میرے پاس ہیں۔ تیرا خالق ورب میں ہی ہوں۔ اس لئے تو بھی سجدہ مجھے کرتا کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ مسجود ایک اللہ ہے۔ اور محمد ﷺ کی حسن والی جبیں کہ جس کو رب دیکھتا ہے وہ اس ایک اللہ کے آگے جھکتی ہے۔

جب پیغمبر شان والا اپنی شان والی جبین اللہ کے آگے جھکاتا ہے تو تم کو بھی چاہئے کہ ایک اللہ کے آگے سر جھکاؤ۔ اسی کا سجدہ کرو۔ اسی کی عبادت کرو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

سر جس پہ نہ جھک جائے اسے در نہیں کہتے
ہر در پہ جو جھک جائے اُسے سر نہیں کہتے

حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کے برکات

جمعہ کے دن مسجد نبوی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھے تو بارش شروع ہوگئی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں قحط پڑ گیا۔ حضور ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے تو ایک اعرابی کھڑا ہوگیا، کہنے لگا:

هلك المال وجاع العيال ادع الله لنا ان يسقينا......

''مال تباہ ہوگیا، بچے بھوک سے مر رہے ہیں، اللہ سے دعا کریں کہ اللہ بارش عطا کرے''۔

تو حدیث میں ہے:

فرفع رسول اللّٰہ یدیہ ...... حضور ﷺ نے اپنے رحمت والے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی:

اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریعًا غیر اجلًا نافعًا غیر ضارٍ.

''اے اللہ نفع دینے والی بارش جلدی عطا فرما۔''

توصحابہ فرماتے ہیں:

ما رأینا فی السّماء قزعةً......

کہ ہمیں آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہ آیا۔ بس حضور کے ہاتھوں کا اٹھنا تھا کہ ثارت السحاب کامثال الجبال...... پہاڑوں کی طرح بادل سایہ کر کے آ گئے اور چھا گئے اور بارش شروع ہوگئی۔ حضرت انس رض فرماتے ہیں:

رأیت المطر درّ علٰی لحیتہٖ......

کہ بارش کے قطرے آپ کی داڑھی مبارک سے موتیوں کی طرح ٹپک رہے ہیں۔ پورا ہفتہ بارش رہی۔ پھر دوسرے جمعہ حضور ﷺ منبر پر تشریف لائے تو وہی یا کوئی دوسرا اعرابی کھڑا ہو گیا، کہنے لگا: تھدمت البناء وغرقت المال ......مکان گر رہے ہیں اور مال ڈوب گیا ہے۔ اب تو اللہ سے دعا کریں کہ بارش رک جائے۔ حدیث میں ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت والے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اللّٰھم حوالینا ولا علینا اللھم علی الاٰکام والجبال والظّراب والاودیة ومنابت الشجر......

''یا اللہ بارش کو مدینہ کے اردگرد بھیج دے۔ ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، وادیوں میں، درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر۔''

توصحابہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ جس طرف اشارہ کرتے وہاں سے بادل پھٹ جاتا۔

حتّٰی صارت المدینة کالاکلیل......

یہاں تک کہ مدینہ صاف ہوگیا اور یہ شاہی تاج کی طرح ہوگیا جیسے وہ درمیان میں

خالی ہوتا ہے۔ اسی طرح مدینہ بھی بارش سے خالی ہو گیا اور مدینہ کے اردگرد بارش چلی گئی۔

آپ کے ہاتھ مبارک اُم سعد کی بکری کو لگے تو تھن دودھ سے لبریز ہو گئے۔

حضرت جلیبؓ کے چہرہ پر لگے تو سیاہی سفیدی سے بدل گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، آج تک میں اس کی خوشبو اپنے سر میں محسوس کرتا ہوں۔

حضرت ابومحذورہؓ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کی تو ان کے بدن کی رگ رگ میں اسلام کی محبت سرایت کر گئی۔

حضور ﷺ کی زلف مبارک کیسی تھی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

لم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط وکان جعدًا رَجِلًا.

آپ کے بال مبارک بالکل پیچ دار نہ تھے۔ یعنی سخت گھنگریالے نہ تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ ہلکے گھنگرالے تھے۔ یعنی تھوڑی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔ جو عقیدت کے ساتھ آپ کی زلف پر نگاہ ڈالتا وہ آپ پر فدا ہو جاتا تھا۔

حضور ﷺ بالوں کی مانگ کیسی نکالتے تھے

حضرت ہند بن ابی ہالہؓ کی روایت ہے کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجِل الشعرِ اِن انفرقت عقیقتہٗ فرقھا واِلّا فلا.

کہ آپ کے بال ہلکے پیچدار تھے۔ اگر اتفاقاً مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے، ورنہ خود آپ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ کرتے۔ کیونکہ ابتداء میں جس چیز میں حکم نازل نہ ہوا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں مشرکین کی مخالفت کرتے تھے اور اہلِ کتاب کی موافقت کرتے تھے اور اہلِ کتاب مانگ نہ نکالتے تھے اس لئے حضور ﷺ بھی اہتمام نہ کرتے تھے۔

بعد میں حضور نے قصداً مانگ نکالنے کا اہتمام کیا تھا۔ بعض نے دوسرا مطلب لیا ہے کہ اگر بسہولت مانگ نکل آتی تو آپ مانگ نکال لیتے تھے اور اگر مانگ بسہولت نہ نکلتی کیونکہ مانگ کے لئے کنگھی کی ضرورت ہوتی ہے اور کنگھی موجود نہ ہوتی تو اس وقت آپ مانگ نہ نکالتے پھر جس وقت کنگھی مل جاتی تو مانگ نکال لیتے۔

حضور ﷺ کے سر کے بال مبارک کتنے بڑے ہوتے تھے

حضور ﷺ سے بالوں کا منڈانا بھی ثابت ہے اور بالوں کا رکھنا بھی ثابت ہے۔ اور بالوں کے بارے میں تین روایات ہیں۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے: **کان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی نصف اذنیہ**۔ کہ حضور ﷺ کے بال مبارک نصف کانوں تک ہوتے تھے۔

حضرت براءؓ کی ایک روایت میں ہے: **کانت جمة تضرب شحمته اذنیہ**، کہ آپ کے بال آپ کے کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ حضرت براءؓ کی دوسری روایت میں ہے: **لہ شعر یضرب منکبیہ**، کہ حضور ﷺ کے بال آپ کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

حضور ﷺ کے بال ایک کیفیت پہ نہ رہتے تھے۔ کبھی کم ہوتے کبھی بڑھ جاتے۔ جنہوں نے سر منڈانے کے بعد قریب زمانہ کا ذکر کیا ہے اس نے چھوٹے بال نقل کئے اور جنہوں نے سر منڈانے کے بہت عرصہ بعد کا ذکر کیا ہے تو انہوں نے بڑے بال نقل کیے ہیں۔ بہر حال حضور ﷺ سے تینوں طریق ثابت ہیں۔ حدیث میں ان کے نام جمہ، لمہ، وفرہ ذکر کیے گئے ہیں، لیکن اصل بال کانوں تک تھے۔ البتہ سفر کی وجہ سے کبھی حضور ﷺ بال نہ لے سکتے تھے تو اس لئے بڑھ جاتے تھے۔

آپ کے بال مبارک بھی شان والے تھے۔ حضرت خالدؓ کہتے ہیں میرے سر پر ٹوپی تھی۔ جس میں آپ کا بال مبارک تھا۔ اس کی برکت کی وجہ سے مجھے ساٹھ ہزار آدمی ساٹھ اور دس ہزار آدمی دس نظر آتے تھے۔ دس دس تلواریں ٹوٹ جاتی تھیں مگر میرے بازو میں قوت اسی طرح ہوتی۔ یہ حضور ﷺ کے بال کی برکت تھی۔ صحابہ آپ کے بال مبارک

بطور برکت کے رکھ لیتے تھے۔

حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کیسی تھی

حضرت ہندؓ نے کہا **کان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کث اللحیة**، کہ آپ کی داڑھی مبارک کے بال گنجان تھے۔

دوسری روایت میں ہے **کان لحیتہٗ رسول اللہ یملأ صدرہٗ** ، کہ آپ کی داڑھی مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو بھر دیتی تھی۔ صحابہؓ سے پوچھا گیا کہ ظہر وعصر میں تمہیں کیسے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ قرأت کر رہے ہیں، تو فرمایا کہ آپ جب قرآن پڑھتے ہیں تو آپ کی داڑھی مبارک کے بال حرکت کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا پیغمبر قرآن پڑھ رہا ہے۔

نبی کی اس سنت کو اپناؤ، اپنا چہرہ ٹھیک بناؤ، انگریزوں کے شعار کو چھوڑو۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کو جوڑو، داڑھی رکھنا نبی کی سنت ہے، جس پر اللہ کی رحمت ہی رحمت ہے۔ حضور نے فرمایا مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ، ہمارے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں میری ایک مصری عالم سے ملاقات ہوئی، تو میں نے اس کو کہا کہ تم داڑھی کیوں نہیں رکھتے؟ یہ رسول کی سنت ہے۔ تو کہنے لگا **شیخ الایمان فی القلب لا فی اللحیة**...... ایمان دل میں ہے داڑھی میں نہیں۔ تو میں نے کہا **الحیاء فی القلب لا فی اللباس فانزع اللباس**...... حیا دل میں ہے لباس میں نہیں ہے، لہٰذا لباس اُتار دو۔ تو حضرت فرماتے، وہ خیب تھا، کہنے لگا: **یا شیخ انی اتوب الی اللّٰہ** ، میں توبہ کرتا ہوں کہ میں داڑھی نہیں منڈواؤں گا۔

حضرت شاہ اسماعیلؒ کے پاس کوئی شخص آیا، سلام کیا وہ داڑھی منڈاتا تھا۔ حضرت نے کہا کہ داڑھی رکھو کہنے لگا کہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو داڑھی نہیں ہوتی۔ حضرت نے کہا کہ پھر دانت بھی نکلوا دو یہ بھی فطرت کے خلاف ہیں کیونکہ پیدائش کے وقت تو یہ بھی نہیں ہوتے۔ مشہور ہے کہ صوفی بیدل بہت بڑا شاعر تھا،

اس نے حضور ﷺ کی تعریف میں اشعار کہے تو ایک شخص ان کو سن کر رسول اللہ کا عاشق ہو گیا۔ اب اس نے ارادہ کیا کہ جس نے یہ شعر کہے ہیں اس کی زیارت کروں تو وہ اتوار کے دن صوفی بیدل کو ملنے آیا آ کر پوچھا کہ صوفی بیدل کہاں ہے وہ داڑھی صاف کرا رہا تھا۔ کہنے لگا میں ہوں، تو اس نے کہا افسوس میں نے تیرے اشعار سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنا لیا اور تیرا یہ حال ہے کہ حضور ﷺ کی سنت کو صاف کرا رہا ہے۔ تو صوفی بیدل نے کہا

آغا ریش می تراشم
دل کسی را نمی خراشم

میں نے بال منڈوائے ہیں کسی کا دل تو نہیں دکھایا۔ تو وہ شخص بھی صاحب دل تھا، کہنے لگا۔

ولیکن دلِ رسول اللہ می خراشم

کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھایا ہے۔ حضور ﷺ کو روضہ اقدس میں تڑپایا، بس یہ بات اس کے دل پر اثر کر گئی، کہنے لگا۔

جزاک اللہ چشم ما باز کردی
مرا بجانِ جانان ہمراز کردی

کہ اللہ تیرا بھلا کرے تو نے میری آنکھ کھول دی اور مجھے اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا، توبہ کر کے داڑھی رکھوالی۔ سمجھدار اس طرح کرتے ہیں۔ اللہ ہر مسلمان کو سمجھ دے۔ افسوس جس چیز کو اپنانا تھا اس کو چھوڑ دیا اور جس چیز کو چھوڑنا تھا اس کو اپنا لیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کی داڑھی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کی بھی داڑھی تھی، تم خود اس سنت کی اہمیت معلوم کرو۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کیسے تھے

حضرت علیؓ نے کہا ششن الکفین، کہ آپ کی دونوں ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں۔ مردوں میں یہ صفت محمود ہے کیونکہ یہ شجاعت اور قوت کی علامت ہے۔

دوسری ہندؓ کی روایت میں ہے کان رسول اللّٰہ رحب الراحة کہ آپ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔

حضور ﷺ کی کلائی مبارک کیسی تھی

حضرت ہندؓ نے کہا کان رسول الله طویل الزندین ...... آپ کی کلائیاں دراز تھیں۔ تو آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک بھی شان والے تھے۔ اس لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما مسست حریرًا و لا دیباجًا الین من کف رسول الله...... حضور ﷺ کی ہتھیلی ریشم سے بھی زیادہ نرم تھی۔ حضرت ابوجحیفہؓ فرماتے ہیں اخذت بیده رسول الله فوضعتها علی وجهی فاذا هی ابرد من الثلج واطیب رائحةٍ من ریح المسک...... کہ میں آپ کے ہاتھ مبارک کو اپنے چہرہ پر رکھتا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا اور مشک سے زیادہ خوشبو والا ہوتا۔

حضور کی انگلیاں مبارک کیسی تھیں

ہند بن ابی ہالہ نے کہا سائل الاطراف ...... کہ آپ کے ہاتھوں کی انگلیاں مبارک تناسب و اعتدال کے ساتھ لمبی تھیں۔ انتہائی لمبی نہیں تھیں بلکہ ان کی لمبائی میں بھی حُسن تھا۔ آپ کی انگلیاں مبارک بھی شان والی ہیں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: عطش الناس یوم الحدیبیة ...... کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے، والنبی بین یدیه رکوة یتوضا...... حضور ﷺ کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا، جس سے آپ وضو فرما رہے تھے۔ فجهش الناس نحوهٗ ...... تمام لوگ حضور ﷺ کی طرف اس پانی کے لئے دوڑے تو حضور ﷺ نے فرمایا ما لکم تم کو کیا ہوا ہے

کہ سب جمع ہو گئے ہو؟ کہنے لگے:

لیس عندنا ماء نتوضأ ولا نشرب الا ما بین یدیک......

ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے، صرف یہی پانی ہے جو آپ کے پاس ہے۔ تو حدیث میں آتا ہے **فوضع یدہٗ فی الرکوۃ**، حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھا:

فجعل الماء ینبع من بین اصابعہٖ کامثال العیون......

آپ کی انگلیوں مبارک سے اس طرح پانی بہنے لگا جس طرح چشموں سے پانی جوش مار کر نکلتا ہے۔

علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ جو پانی آپ کی انگلیوں سے نکلا وہ اتنی عظمت والا ہے کہ جنت کا پانی اور زمزم کا پانی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

آپ کی انگلی مبارک کا اشارہ ہو تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ اگر چاند کے دو ٹکڑے کر دیں تو ہم آپ کو رسول مان لیں گے۔ حضور ﷺ نے اللہ سے عرض کیا تو اللہ نے کہا کہ اے پیغمبر ہاتھ سے انگلی کا اشارہ تو کر چاند کو دو ٹکڑے میں کر دوں گا۔

اقتربت الساعۃ وانشق القمر......

اگر آپ کا اشارہ ہو تو درخت زمین چیر کر جڑوں سمیت پیغمبر کے قدموں میں پہنچ جائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے تبلیغ کی تو کفار نے آپ کے بدن کو زخمی اور لہولہان کر دیا۔ آپ مغموم بیٹھے تھے تو جبرائیل امین آئے اور کہنے لگے، آپ پریشان نہ ہوں۔ اللہ نے آپ کا شان بڑھایا ہے۔ تو اس لئے تکلیفیں بھی آئیں گی، میں آپ کو آپ کا معجزہ دکھلاتا ہوں۔ **اُدع تلک الشجرۃ......** کہ آپ اس درخت کو بلائیں۔ بس حضور ﷺ کا اشارہ فرمانا تھا کہ **فجاءت تمشی حتی قامت بین یدیہ**، وہ درخت چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اس کو حکم

کرو کہ واپس چلا جائے، تو آپ نے حکم دیا اور وہ واپس اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔

قصیدہ بردہ والا کہتا ہے:

جاءت لدعوته الاشجار ساجدةً

تمشی الیه علٰی ساقٍ بلا قدم

حضور ﷺ کے ساتھ تو درختوں کو بھی محبت تھی، درختوں میں بھی آپ کی اعلٰی شان تھی۔ غزوۂ خندق میں انگلیاں پانی کے برتن میں رکھیں تو تین سو مشکیں بھر گئیں۔ تین سو اونٹ بھی پانی پی گئے، اور صحابہؓ نے بھی پانی پیا اور ابھی آپ کی انگلیوں سے پانی جاری تھا۔ یہ آپ کی انگلیوں کی برکت ہے۔

حضور ﷺ کے کندھوں کی کیفیت کیسی تھی

حضرت علیؓ نے فرمایا: بُعَیْدٌ ما بین المنکبین......

حضور ﷺ کے کندھوں کے درمیان قدرے زیادہ فصل تھا۔

حضور ﷺ کی مہرِ نبوت کہاں اور کیسی تھی

حضرت علیؓ نے فرمایا: بین کتفیه خاتم النبوة وهو خاتم النبیین......

آپ کے دو شانوں و کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ اور حضور ﷺ تمام انبیاء سے آخر میں آنے والے نبی تھے۔ حضرت سائبؓ بن یزید فرماتے ہیں کہ مجھے میری خالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی اور کہا کہ یہ میرا بھانجا بیمار ہے، اس کے لئے دعا کریں تو فمسح رسول اللّٰه رأسی ودعا لی بالبرکة...... حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا اور برکت کی دعا کی۔ پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ پھر میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

فنظرت الی الخاتم الذی بین کتفیه فاذا هو مثل زرُّ الحجلة۔

تو میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی طرح تھی اور بعض نے زِرُّ الحجلة کا ترجمہ مسہری کی "گھنڈی جیسی تھی" کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غدة حمراء مثل بيضة الحمامة، سرخ رسولی جیسی تھی جیسے کبوتر کا انڈا ہوتا ہے۔

حضرت علباء بن احمرؒ کہتے ہیں کہ مجھے عمرو بن اخطب انصاری صحابی نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھے کہا کہ میری کمر کو مَل دو تو میں نے کمر مَلنی شروع کی تو اتفاقاً میری انگلی آپ کی مہرِ نبوت پر جا لگی۔ تو علباء کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی مہرِ نبوت کیسی تھی؟ تو انہوں نے کہا شَعَرَات مُجتَمِعات "چند بالوں کا مجموعہ" تھا۔

حضور ﷺ کا سینہ مبارک کیسا تھا

ایک روایت میں ہے کان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم وسيع الصدر۔ آپ کا سینہ مبارک فراخ تھا۔

حضور ﷺ کے قدم مبارک کیسے تھے

فرمایا شَثْنُ القَدَمَيْنِ...... آپ کے پاؤں مبارک پُر گوشت تھے۔

حضور ﷺ کے قدم کی پشت کیسی تھی

فرمایا: مسيح القدمين......

آپ کے قدم مبارک صاف ستھرے، ہموار تھے اور ان میں ایسی ملاحت و نرمی تھی کہ پانی ان پر ٹھہرتا نہ تھا بلکہ فوراً ڈھل جاتا تھا یعنی جیسے تیل لگایا ہوا ہو۔

حضور ﷺ کے پاؤں کے تلوے مبارک کیسے تھے

فرمایا: خمصانِ الاخمصين...... کہ آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے، زمین پر نہ لگتے تھے۔

حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کی انگلیاں کیسی تھیں

فرمایا: سائل الاطراف ...... آپ کے پاؤں کی انگلیاں اعتدال کے ساتھ لمبی تھیں۔ تو حضور ﷺ کے قدم مبارک بھی شان والے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ ایک مرتبہ ثبیر پہاڑ پر تھے، پہاڑ ہلنے لگا۔ حرکت کرنے لگا۔ تو حضور ﷺ نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر مارا اور فرمایا اسکن یا ثبیر، اے پہاڑ رُک جا تو پہاڑ حرکت کرنے سے رک گیا مگر حقیقت میں پہاڑ بھی حضور اور خلفاء کے قدموں کے آنے کی وجہ سے خوشی سے جھوم رہا تھا۔ کہ آج مجھ پر شان والا پیغمبر اور اس کے یاروں وفاداروں کے قدم آئے ہیں۔

حضور ﷺ کی ایڑی مبارک کیسی تھی

تو فرمایا: مَنْهُوْسُ الْعَقِبُ...... آپ کی ایڑی مبارک پر گوشت بہت کم تھا۔

حضور ﷺ کی پنڈلی مبارک کیسی تھی

فرمایا: خَمُوْشُ السَّاقَيْنِ...... آپ کی پنڈلی مبارک میں باریکی تھی، بالکل موٹی نہ تھی۔

حضور ﷺ کے بدن مبارک کے جوڑ کیسے تھے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جلیل المشاش والکتد...... آپ کے بدن کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ جیسے کہنیاں اور گھٹنے اور اسی طرح دونوں کندھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی تھی۔ حضرت ہندؓ کی روایت میں ہے ضخم الکرادیس کہ جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور بڑی تھیں، تو آپ کے جوڑ مبارک مضبوط تھے۔

حضور ﷺ کے بدن مبارک پر بالوں کی کیفیت کیا تھی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اجرد ذو مسربة...... حضور ﷺ کے بدن مبارک پر

زیادہ بال نہ تھے۔البتہ سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر اور دھار چلتی تھی۔

حضرت ہندؓ کی روایت ہے المتجرد موصول ما بین اللبة والسرة بشعرٍ یجری کا الخط...... یعنی بدن کا اکثر حصہ بالوں سے خالی تھا۔البتہ سینہ اور ناف کے درمیان بالوں کی خط کی طرح ایک باریک دھاری تھی۔عری الشدیین والبطن مما سوی ذالک،اس دھاری کے علاوہ آپ کی دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا۔

اشعر الذراعین والمنکبین واعالی الصدر......

آپ کے دونوں بازو،کندھے اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے۔

حضور ﷺ کے بال مبارک سفید بھی تھے یا نہیں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:ما عددت فی رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولحیتہٖ الا اربع عشرة شعرة بیضاء...... کہ میں نے کسی کستوری اور عنبر کی خوشبو نہیں سونگھی۔مگر حضور ﷺ کے بدن مبارک اور پسینہ مبارک کی خوشبو اس سے زیادہ ہوتی تھی۔ایک روایت میں ہے حضرت نیند فرما رہے تھے اور آپ کا پسینہ گر رہا تھا اور حضرت اُم سلیمؓ اس کو شیشی میں جمع کر رہی تھیں۔حضور ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا اُم سلیم یہ کیا کر رہی ہو۔کہنے لگی ہم غریب ہیں ہمارے پاس زیادہ عطر نہیں۔آپ کا پسینہ مبارک جمع کر رہی ہوں جب جمعہ وعیدین اور خوشی کا دن ہوتا ہے تو یہی اپنی اولاد میں تقسیم کرتی ہوں،ان کو لگاتی ہوں جس محلے سے گزر ہو خوشبو کی مہک ہوتی ہے۔کیونکہ اس عطر میں آپ کے پسینہ کے مل جانے سے عطر میں خوشبو بڑھ جاتی ہے۔

حضور ﷺ کی نیند کیسی تھی

روایات میں آتا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا:ان عینی تنامان ولا ینام قلبی، کہ میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل جاگتا رہتا ہے کہ کب وحی آ جائے۔

حضور ﷺ کی تخلیق جنت کی مٹی سے ہوئی

حدیث میں آتا ہے کہ آپ کو جنت کی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ میرا نبی انسانوں میں سے تو ہے مگر عام انسان نہیں بلکہ آپ کی پیدائش جنت کی مٹی سے ہوتی ہے۔ اس لئے آپ کے بدن مبارک میں جنت والی دس خصوصیات ہیں:

(۱) جنت کے متعلق حدیث میں ہے **تربتها الطيبة** کہ جنت کی مٹی پاک ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی پاک ہیں۔

(۲) **ملاطها المسك الاذفر**...... کہ جنت کا گارا مُشک کا ہوگا۔ اس میں خوشبو ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کا پسینہ بھی مشک جیسا ہے اس میں بھی خوشبو ہے۔

(۳) جنت میں غلاظت و گندگی نہ ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا **لا يبولون ولا يتغوطون** کہ جنتی پیشاب و پاخانہ سے پاک ہوں گے۔ تو حضور ﷺ کے بول و براز کی غلاظت نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ نے جہاں قضائے حاجت کی میں نے وہاں جا کر دیکھا تو پیشاب پاخانہ نہیں تھا۔ زمین نے اس کو نگل لیا اور وہاں گندگی و بو نہ تھی بلکہ خوشبو تھی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا عائشہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت کی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

(۴) جنت میں نیند نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ کمزوری لاحق ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور جنت میں یہ کمزوریاں نہ ہوں گی۔ تو حضور ﷺ کے بارے میں بھی ہے کہ آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ صرف آنکھ بند ہوتی، دل بیدار ہوتا ہے، تو آپ کو وہ نیند نہیں جو ناقضِ وضو ہو۔

(۵) آپ کا جسم جنت کی مٹی سے ہے۔ اس لئے آپ کا روضہ (اقدس) بھی جنت کا ٹکڑا ہے۔ فرمایا **ما بين قبرى وروضتى روضة من رياض الجنة**، جنت والے بدن کو جنت میں رکھا گیا۔

(۶) جنتی جنت میں زندہ ہوں گے۔اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ میں زندہ ہیں مردہ نہیں ہیں۔موت جو واقع ہونی تھی وہ ہوگئی اب ہمیشہ کے لئے حیات ہے۔

(۷) جنت کی چیز پر فنا نہیں بقا ہے۔اس لئے حضور ﷺ کا جسم مبارک اپنے روضہ میں باقی ہے، اس کو زمین نہیں کھا سکتی۔حدیث میں ہے: **اِنّ اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء......**

(۸) جنت میں انسان مکلف نہ ہوگا مگر تسبیح، تحمید، تہلیل، ذکر عبادت کرے گا، تو حضور علیہ السلام بھی روضہ میں ذکر، تسبیح، عبادت کر رہے ہیں۔اگرچہ عالمِ آخرت میں کوئی تکلیف نہیں ہے۔

(۹) جنت میں جنتیوں کو اللہ تعالیٰ سلام کہیں گے اور جنتی سلام کا جواب دیں گے، تو اسی طرح روضہ میں حضور علیہ السلام پر اُمت سلام کرتی ہے اور حضور علیہ السلام سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(۱۰) جیسے قیامت کے دن جنتیوں، جہنمیوں کے اعمال پیش ہوں گے، اسی طرح حضور علیہ السلام پر سوموار اور جمعرات کو اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔

اشکال:۔ بعض کج فہم لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی قبر مبارک پر ہزاروں لاکھوں انسان جاتے ہیں اور سلام کہتے ہیں تو پھر حضور علیہ السلام ان سب کے سلام سنتے ہیں اور ان سب کو جواب کیسے دیتے ہیں؟

جواب:۔ حجرِ اسود ایک پتھر ہے مگر اس کے چھونے اور بوسہ دینے والے اور استلام کرنے والے لاکھوں ہیں۔مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان الحجر الاسود من الجنة هو اشد بیاضا من اللبن فسودته خطایا بنی آدم......

حجرِ اسود یہ جنت کا پتھر تھا، دودھ سے زیادہ سفید تھا مگر تمہارے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا ہے، کیونکہ یہ تمہارے گناہوں کو چوس لیتا ہے۔

لیبعثنهُ الله یوم القیامة لهٗ عینانِ ینظر بهما ولسان ینطق به یشهد علٰی من استسلمهٗ بحق.

پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے بولے گا اور جس نے اخلاص سے اس کو بوسہ (دیا ہوگا) اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔

اب اگر ایک پتھر لاکھوں لوگوں پر گواہی دے سکتا ہے اور ان کو دیکھ سکتا ہے اور ان کا استلام بتلا سکتا ہے تو میرا پیغمبر بھی لاکھوں کا درود اپنے روضہ پر سن سکتا ہے اور درود کا جواب بھی دے سکتا ہے۔

هُـوَ بَشَـرٌ لَا كَـالْبَشَـرِ
يَـاقُـوْتٌ حَـجَـرٌ لَا كَـالْحَـجَـرِ

یاقوت پتھر ہے مگر عام پتھروں جیسا نہیں۔ تو اسی طرح آپ انسان ہیں مگر عام انسانوں جیسے نہیں ہیں۔ حیاۃ النبی ﷺ کا منکر خدا کی قدرت کا منکر ہے۔ ورنہ یہ مسئلہ سمجھنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اللہ سمجھ عطا فرمائے اور ضد سے محفوظ فرمائے۔

یہ پیغمبر کی صورت کا نقشہ ذکر کیا ہے۔ حضرت ہندؓ خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ **کان رسول الله صلی الله علیه وسلم فخمًا متفخمًا.**

حضور ﷺ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی عظمت والے تھے اور دوسروں کی نظر میں بھی رتبہ والے تھے۔

حضرت علیؓ خلاصہ بیان فرماتے ہیں، **اجود الناس صدرًا** آپ کا سینہ سب سے زیادہ سخی تھا، **واصدق الناس لهجة** آپ سب سے زیادہ سچے تھے۔ **والینهم عریکةً** اور آپ کی طبیعت سب سے زیادہ نرم تھی۔ **واکرمهم عشیرة** اور آپ کا گھرانہ سب سے زیادہ عزت و شرافت والا تھا۔ **من راٰه بدیهة هابهٗ** جو آپ کو اچانک دیکھتا تو وہ اول مرتبہ میں آپ کے رعب و وقار کی وجہ سے ہیبت میں آ جاتا تھا۔ کیونکہ

خوبصورتی میں بھی رعب ہوتا ہے۔ ومن خالطهٔ معرفة احبهٔ اور جو آپ سے میل جول کر لیتا اور آپ کے اوصاف حمیدہ اخلاقِ کریمہ کو دیکھ لیتا تو وہ آپ کو محبوب بنالیتا تھا۔ یقول ناعة لم ارقبله ولا بعدهٔ مثلهٔ آپ کا حلیہ بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے حضور جیسا جمال وکمال والا نہ پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں دیکھا ہے۔

اس لئے حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واحسن منک لم تر قط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرءً من کل عیبٍ
کانک قد خلقت کما تشاءُ

اے میرے محبوب آپ جیسا حسین وجمیل نہ میری آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی عورت نے ایسا بچہ جنا ہے۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا کہ آپ ایسے پیدا کیے گئے ہیں جیسا آپ نے چاہا۔

یہ محض تشبیہ ہے ورنہ خدا جیسے خالق ہے ویسے قادر ہے اور مختار بھی ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اور نہ مجبور ہے۔

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ سن لو! تمام کافر اکٹھے ہوں، مسلمان کی شان اعلیٰ ہے۔ تمام مسلمان جمع ہوں ولی کی شان بالا ہے۔ تمام اولیاء، اخیار، عباد، زہاد، قطب، ابدال، محدث، مفسر، خطیب، مقرر، واعظ، لیڈر سب جمع ہو جائیں تو جس نے صحابی کا چہرہ دیکھا ہے اس تابعی کی شان کو نہیں پہنچ سکتے۔ تمام تابعین اکٹھے ہوں تو ان سے نبی ﷺ کے ایک صحابی کی شان اعلیٰ ہے جس کو حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر نگاہ نصیب ہوئی، جو حضور ﷺ کی رفاقت، صحبت میں رہا۔ پھر تمام صحابہ جمع ہوں تو ان سے حضور ﷺ کے یارِ غار، وفادار، جانثار، تابعدار، خدمت گزار، وفا شعار، پیغمبر کا حب دار، جس سے تمام اہل بیت کو پیار، اس حضرت ابوبکر رضی اللہ

عنہ کا شان زیادہ ہے، پھر حضرت ابوبکرؓ کی صداقت، حضرت عمرؓ کی عدالت، حضرت عثمانؓ کی سخاوت، حضرت علیؓ کی شجاعت، شہداء کی شہادت، اولیاء کی ولایت، آئمہ کی امامت کو جمع کرو تو ان سب سے اللہ کے نبی کی شان اعلیٰ ہے۔ پھر ایک طرف پوری کائنات ہو، حضرت آدم صفی اللہ، حضرت نوح نجی اللہ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت اسماعیل ذبیح اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ، حضرت عیسیٰ روح اللہ، ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش تمام انبیاء، تمام صحابہ، تمام تابعین، تمام اولیاء اللہ، زمین وآسمان، لوح وقلم، عرش وکرسی، ملائکہ، فرشتے، جنات، تمام انسان سارا جہان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھو، دوسرے پلڑے میں میرے پیغمبر حضور سرور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ مرتضیٰ محبوب رب العلیٰ، محبوب خدا، آمنہ کے لال، محبوب رب ذوالجلال کی ختم نبوت اور شان کو رکھو اور یہ ترازو اللہ کے حوالے کردو، تو علماء دیوبند کا، اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سب کا شان کم ہوگا، حضور ﷺ کا شان سب سے بڑھ جائے گا۔ ہم پیغمبر کا شان مانتے ہیں۔ پورے جہان سے زیادہ مانتے ہیں مگر رحمان سے کم مانتے ہیں، اور یہ بھی یاد رہے کہ ہم ولی کو نبی سے نہیں ملاتے اور نبی کو خدا سے نہیں ملاتے، یہ قبر پرست، حجر پرست، شجر پرست ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ یہ نبی کو نہیں مانتے، یہ غلط کہتے ہیں، ہم نبی کو نبی مانتے ہیں مگر نبی کو خدا نہیں مانتے۔ اللہ کے تخت پر نبی کو نہیں بٹھاتے۔

ہم کہتے ہیں:

قدم قدم پہ برکتیں نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیعِ عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

حافظ ابن قیمؒ کا قصیدہ نونیہ

حافظ ابن قیمؒ نے قصیدہ نونیہ لکھا ہے جس میں **فصل فی بھتان اھل الشرک** کے اندر بہت اشعار ذکر کئے ہیں مگر میں ان میں چیدہ چند اشعار ذکر کرتا ہوں۔

اس نے ان ملحدین واہلِ بدعت کا نقشہ کھینچ کران کی تردید اچھے انداز میں کی ہے۔اس میں قصیدہ کا پہلا شعر ہے پھر گیارہواں شعر ہے، پھر بیسویں شعر سے تینتیسویں شعر تک ورنہ پورا فصل تو ایک سو بائیس اشعار پر مشتمل ہے۔ابن قیم کہتا ہے:

قالوا تنقصتم رسول اللہ وا

عجبا لھذا البغی والبھتانِ

یعنی مشرکین ہمیں طعنہ دے کر کہتے ہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کمی کی ہے، مگران کے اس ظلم و بہتان پر تعجب ہے۔

انتم تنقصتم الٰہ العرشِ

والقرآنَ والمبعوث بالقرآنِ

بلکہ تم نے اے مشرکین عرش والے خدا کی شان کو کم کیا ہے، کہ ولی نبی کو خدا کا درجہ دے دیا ہے اور قرآن کی شان میں تنقیص کی ہے کہ قرآن کے فیصلے کو نہیں مانا۔اور جو نبی قرآن کے ساتھ بھیجا گیا اس کی شان میں بھی تم نے تنقیص کی ہے کہ ولی کو نبی کا درجہ دے دیا ہے۔

لٰکننا قلنا مقالة صارخٍ

فی کلّ وقتٍ بینکم باذانٍ

ہم تو وہ بات کہتے ہیں جو مؤذن پانچ اذانیں دینے کے وقت کہتا ہے۔

الرَّبُّ رَبٌّ والرَّسولُ فعبدہُ

حقًّا ولیس لنا اِلٰہٌ ثانٍ

وہ بات یہ ہے کہ رب رب ہے اور رسول اللہ کا بندہ ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے اور ہمارا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔

لِلّٰہ حق لا یکون لغیرہٖ

ولعبدہٖ حقٌّ ھُما حقّانٍ

اللہ کا اپنا حق ہے جو وہ دوسرے کے لئے نہیں ہے اور اللہ کے بندے یعنی

رسول کا اپنا حق ہے یہ دو حق الگ الگ ہیں۔

لا تجعلوا الحقین حقًا واحدًا
من غیرِ تمیزٍ ولا فُرقانٖ

ان دو حق کو ایک حق نہ کرو بلکہ ان دونوں حقوں میں فرق کرو۔

فالحجُّ لِلرَّحمٰن حقٌّ دون رسولہٖ
وکذا الصلوٰۃ وذِبحٌ ذی القربانٖ

حج اللہ کا حق ہے رسول کا حق نہیں، اسی طرح نماز اور قربانی بھی اللہ کا حق ہے۔

وکذا السجود ونذرنا ویمیننا
وکذا متابُ العبدِ من عصیانٖ

سجدہ بھی اللہ کا حق ہے اور منت ماننا اور قسم اٹھانا بھی اللہ کا حق ہے اور اسی طرح بندہ کا گناہوں سے معافی مانگنا بھی اللہ کا حق ہے۔

وکذا التّوکُّلُ وَالانابۃ والتُّقٰی
وکذا الرّجاء وخَشیَۃُ الرَّحمٰنٖ

اسی طرح اللہ پر توکل کرنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا یہ بھی اللہ کا حق ہے۔ اسی طرح اللہ سے اُمید رکھنا اور اللہ سے ڈرنا یہ بھی اللہ کا حق ہے۔

وکذا العبادۃ واستعانتنا بہٖ
اِیَّاک نعبدُ ذانِ توحیدانٖ

اسی طرح عبادت کرنا اور مدد مانگنا بھی اللہ کا حق ہے۔ اور یہی ایاک نعبد و ایاک نستعین میں توحید کا ذکر ہے۔

وعلیھما قام الوجود باسرہٖ
دُنیا و اُخریٰ حَبَّذا الرُّکنانٖ

عبادت واستعانت پر دنیاو آخرت کی مدار ہے اور یہی دو عمدہ رکن ہیں۔

وکــذالک التسبیـحُ والتّکبیـرُ

والتهـلیـلُ حـقٌ اِلٰهنــا الدّیّـانِ

اسی طرح تسبیح تکبیر تہلیل یعنی سبحان کہنا اللہ اکبر کہنا لا الٰہ الا اللہ کہنا یہ سب اللہ کے حق ہیں۔

لٰـکـنّـمـا اَلتّـعـزیـرُ والتّـوقیـرُ حـقٌ

لـلـرّسـولِ بـمُـقـتَـضٰـی الـقـرآنِ

لیکن تعظیم کرنا جیسے قرآن کا تقاضہ ہے یہ رسول کا حق ہے۔ کہ آپ کو اللہ کا شان والا رسول کہو۔

والـحـب والایـمـان والتـصـدیـق لا

یـخـتـص بـل حـقـانِ مشـتـرکـان

ہاں محبت رکھنا اور ایمان لانا اور تصدیق کرنا یہ حق خاص نہیں۔ بلکہ اللہ و رسول دونوں کا حق مشترک ہے۔ اللہ کی محبت بھی، رسول کی محبت بھی، ایمان بھی اللہ ورسول دونوں پر ہو، تصدیق بھی دونوں کی ہو۔

جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

امنوا باللّٰہ ورسولہٖ ...... اور ...... اطیعوا اللّٰہ والرّسول

حدیث میں ہے لا یؤمن احـدکـم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین.

لا تـلبـسـوا الـحـق الـذی جـاء ت بـہٖ

سـنـن الـرسـول بـاعـظـم البُـطـلانِ

کہتا ہے اے غیروں کے پجاریو! وہ حق جو رسول اللہ کی سنن میں آیا ہے اس کو بڑے باطل کے ساتھ نہ ملاؤ۔ بلکہ حق وباطل میں تمیز کرو۔

علمائے دیوبند کا یہی قصور ہے کہ وہ جب حق وباطل میں تمیز کرتے ہیں اور اللہ و

رسول میں فرق کرتے ہیں تو مشرکین کو اور تو کچھ ہاتھ نہیں لگتا، پھر وہ جھوٹ پر اُتر آتے ہیں کہ یہ نبی کو نہیں مانتے۔ہم نبی کی صورت وسیرت کو اعلیٰ مانتے ہیں مگر اللہ کی ذات وصفات میں ذرہ برابر بھی شریک نہیں مانتے۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صحیح عقیدہ اور نبی کی صحیح محبت عطا فرمائے۔

ہم نبی ﷺ کو اسی طرح مانتے ہیں جیسے حضرت حسانؓ نے کہا ہے۔ایک مرتبہ حضرت حسانؓ نے حضور ﷺ کی یوں تعریف کی:

لولاہ ما کان شمسٌ ولا قمر
ولا صیامٌ ولا حجٌّ اِلٰی حرم

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا تو نہ میں پانچ فرض ملتے اور نہ ہمیں سنتیں ملتیں۔اگر آپؐ نہ ہوتے تو رمضان کے روزے بھی ہمیں نہ ملتے، اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں بیت اللہ کا حج بھی نصیب نہ ہوتا۔

لولاہ ما کانت الدنیا باجمعھا
ولا نباتٌ ولا شیئٌ من النعم

اگر حضور ﷺ کا وجود نہ ہوتا تو پوری دنیا نہ ہوتی۔نہ انگوریاں ہوتیں نہ جانور ہوتے۔

معلوم ہوا کہ زمین آسمان، شجر وحجر، حیوان ومکان، نباتات، جمادات، سورج، چاند، ستارے، دن، رات، نمازیں، روزے، حج یہ تمام چیزیں اللہ نے ہمیں حضور ﷺ کے طفیل عطا کی ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمد رقم نہ ہوتا
یہ نقشِ ہستی اُبھر نہ سکتی وجودِ لوح وقلم نہ ہوتا
یہ محفلِ کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امامِ رُسل نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

حضور ﷺ کی زیارت کے لئے وظیفہ

پیغمبر کی عظمت وشان اہل سنت والجماعت کا ایمان ہے۔ مگر اس طرح جس طرح اللہ کا قرآن اور پیغمبر کا فرمان بتلائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیغمبر کی عزت وعظمت کے عقیدہ پر رہتے ہوئے موت عطا فرمائے۔ پیغمبر کی غلامی میں زندگی گزرتے ہوئے موت آ جائے۔ جب انسان پیغمبر کی صورت کا یہ عظمت والا نقشہ سنتا ہے تو دل میں خیال ہوتا ہے اور تڑپ پیدا ہوتی ہے، حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہو جائے تا کہ میں اس عظیم نعمت سے لطف اندوز ہو جاؤں۔ اگر چہ قیامت کے دن مسلمان کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت بھی ہو گی اور زیارت بھی ہو گی مگر دنیا میں بھی انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ پیغمبر کی زیارت ہو جائے۔ اس لئے اب آخر میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے خصوصی وظیفہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جس کے تین طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ

جمعرات کو غسل کرے، عمدہ اور صاف کپڑے پہنے، بستر پاک ہو پھر بستر کو اور اپنے لباس کو عطر کے ساتھ خوشبودار کرے، پھر دو رکعت نفل پڑھے، پھر سلام کے بعد ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

پھر ایک ہزار مرتبہ سورۃ کوثر پڑھے۔ پھر قبلہ رُخ ہو کر سو جائے۔ اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اَنْ تُرِيَنِیْ وَجْهَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَجْمَعْ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

دوسرا طریقہ

یہ درمیان طریقہ ہے جو کچھ آسان ہے کہ مذکورہ شرائط کے ساتھ، دو رکعت نفل پڑھیں، ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ آیت الکرسی، پھر گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھیں۔ پھر سلام کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ پھر ہفتہ کی رات اسی طرح مسلسل عمل کریں۔ ان شاء اللہ ایک ہفتہ تک مشرف ہوگا۔ اگر نہ ہو تو دوسرے ہفتہ ورنہ تیسرے ہفتہ تک عمل کرے، ان شاء اللہ تیسرے جمعہ نہ گزرے گا کہ زیارت سے مشرف ہوگا جتنی زیادہ دل کی صفائی اور توجہ ہوگی اتنی جلدی زیارت کے فیض سے مشرف ہوگا۔

تیسرا طریقہ

یہ ادنیٰ درجہ اور زیادہ آسان ہے کہ مذکورہ شرائط کے ساتھ دو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں پچیس بار سورۃ اخلاص پڑھے پھر سلام کے بعد ایک سو مرتبہ صلی اللہ علی النبی الامی پڑھے۔ یہ عمل بھی جمعہ رات سے مسلسل شروع کرے۔ تیسرے جمعہ تک ان شاء اللہ اللہ کریم ضرور زیارت نبوی کے فیض سے مشرف فرمائیں گے۔ مگر شرط اخلاص و توجہ و پاکدامنی وصفائی قلب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت بے بہا عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

....

بناتِ رسول ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰی سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰی کَآفَّةٍ لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ.

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاکِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

ہم نے ہر دور میں تقدیسِ رسالتؐ کے لیے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلۂ رسمِ سیاست کا فسوں
اک فقط نامِ محمدؐ سے محبت کی ہے

میرے واجب الاحترام! قابل صد احترام! علمائے کرام! گلزار صادق بہاول پور میں...... یہ عظیم الشان بنات رسول کانفرنس جو آج گیارہ مئی ۱۹۹۴ء میں...... سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام منعقد ہو رہی ہے۔ اس میں آپ حضرات کی ہزاروں کی تعداد میں شرکت باعث سعادت ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ حضرات نے انتہائی نظم وضبط کے ساتھ اور انتہائی اطمینان اور عافیت کے ساتھ اس عظیم الشان جلسہ عام کی تیاری کی ہے۔ میں سپاہ صحابہ بہاول پور کو اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

میرے بھائیو! جیسا کہ کانفرنس کا عنوان ہے...... بنات رسول کانفرنس...... آپ حضرات کو میری عادت کا اور مزاج کا علم ہے...... کہ میں اشتہار میں دیے ہوئے عنوان پر ہی گفتگو کرنا پسند کرتا ہوں۔ تو اس لئے ہم آج مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا تذکرہ کریں گے۔ پیغمبرؐ کے خاندان کا تذکرہ کریں گے...... اور حضور علیہ السلام کی ان چہیتی صاحبزادیوں کا تذکرہ کریں گے...... کہ جن کو گود میں بٹھا کر پیغمبرؐ پیار کیا کرتے تھے...... جن میں بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ جب فوت ہوئی...... تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قبر پر کھڑے ہو کر روتے ہوئے دیکھا گیا......۔

پردے کی آیتوں پر عمل

میرے بھائیو! قرآن پاک کا فیصلہ ہے...... اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے......

یآایها النبی......

اے نبیؐ!

قل لازواجک......

اپنی بیویوں سے کہو......

یہ پردے کی آیتیں ہیں، جو قرآن کے بائیسویں پارے میں ہیں کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں سے کہو،

وبناتک......

اور اپنی بیٹیوں سے کہو......

اگر بیٹی ایک ہوتی تو بیٹیوں کا لفظ نہ بولا جاتا...... یہ قرآن کی نص ہے۔ کہ نبی کی ایک بیٹی نہیں، اے پیغمبرؐ! اپنی بیویوں سے کہو اور اپنی بیٹیوں سے کہو......

یہاں یہ بھی سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ پوری کائنات انسانی میں تمام مسلمان عورتیں رسول اللہ کی بیٹیاں ہیں......لیکن اللہ نے ان کا علیحدہ ذکر کیا......فرمایا......

ونسآء المومنین......

اور پوری امت کی عورتوں سے کہو کہ...... جب گھروں سے باہر نکلا کریں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا کریں۔

یدنین علیهن من جلابیبهن......

اپنے چہروں پہ پردہ کرلیا کریں۔

یہ پردے کی آیتیں ہیں، ان آیتوں کے اترنے کے بعد...... صحابہ کرامؓ میں کسی عورت نے منہ کھول کر بازار کو نہیں دیکھا......۔

سرور کائناتؐ کی صاحبزادیوں کے نام

میرے بھائیو! قرآن کی اس نص نے...... دلالت نے...... یہ بات واضح کردی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی ایک بیٹی نہیں...... نبیؐ کی بیٹیاں ایک سے زیادہ ہیں اور پیغمبر علیہ السلام کی بے شمار احادیث ہیں...... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں، چار صاحبزادیوں میں......

ایک صاحبزادی حضرت زینبؓ ہے......!

اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہؓ ہے......!

ایک صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ ہے......!

اور ایک صاحبزادی حضرت فاطمہؓ ہے......!

یہ پیغمبر علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں ہیں، یہ رسول اللہ کا خاندان ہے، پیغمبر علیہ السلام کے جگر کے ٹکڑے ہیں، گوشۂ جگر، گوشہائے پیغمبر ہیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی محبت ہے، بڑا پیار ہے۔ لیکن ایک ایسا طبقہ ہے...... کہ جنہوں نے...... پیغمبر کی بیٹیوں کو دوسروں کی بیٹیاں کہا...... کہ نبی کی ایک بیٹی ہے...... باقی تین بیٹیاں (نعوذ باللہ) نبیؐ کی نہیں ہیں، بلکہ کیا کہا......! کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے...... جو پہلے خاوند تھے...... ابو ہالہ...... یہ ان کی لڑکیاں ہیں۔

بہاولپور کے مسلمانو! جو تمہاری بیٹی ہو وہ تو تمہاری کہلائے...... لیکن تیرے رسولؐ کی بیٹیاں اس ملک میں لاوارث ہو گئیں......؟ کہ وہ غیروں کی بیٹیاں کہلائیں۔ میری بیٹی ہو...... اسے کوئی دوسرا اپنی حقیقی بیٹی نہیں کہہ سکتا...... قرآن کہتا ہے......

ادعوهم لآبآء هم...... اولادوں کو ان کے باپ کے ساتھ پکارو۔

زینبؓ بنت محمدؐ کہیں گے......

رقیہؓ بنت محمدؐ کہیں گے......

ام کلثومؓ بنت محمدؐ کہیں گے......

اور فاطمہؓ بنت محمدؐ کہیں گے......۔

طیب رسولؐ کی طیبہ بیٹیاں

میرے بھائیو!......

نبیؐ کی بیٹیاں عظمت والیاں ہیں!

نبیؐ کی بیٹیاں رفعت والیاں ہیں!

نبی کی بیٹیاں بلندی والیاں ہیں!

نبی کی بیٹیاں کمالات والیاں ہیں!

نبی کی بیٹیاں راتوں کو جاگنے والیاں ہیں!

نبی کی بیٹیاں چکی پیسنے والیاں ہیں!

نبی کی بیٹیاں ساری رات مصلے پہ رونے والیاں ہیں!

نبی کی بیٹیاں تہجد گزار ہیں!

نبی کی بیٹیاں سیرتِ پیغمبر کی شاہکار ہیں!

نبی کی بیٹیاں پیغمبر کی عظمت کی آئینہ دار ہیں!

نبی کی بیٹیاں رسول اللہ ﷺ کی تہجد اور پیغمبر کی آہ وزاری کا نمونہ ہیں!......

نبی کی بیٹیاں عظمت والی، رفعت والی، بلندی والی...... پیغمبر کی کوئی بیٹی ایسی نہیں ہے کہ جس کے دامن پہ کوئی داغ ہو...... پوری کائنات کے ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ......

زینبؓ بھی بے مثال......

رقیہؓ بھی بے مثال......

ام کلثومؓ بھی بے مثال......

فاطمہؓ بھی بے مثال......!!

نبی کی صاحبزادیوں کے اسماء کے معانی

حضور علیہ السلام کی زینبؓ سب سے بڑی صاحبزادی ہے، زینبؓ کا معنی ہے...... استغفار کرنے والی، لغت میں زینبؓ حالانکہ اسم جامد ہے...... اور اسم ہے، لیکن بعض علماء نے کہا ہے...... کہ یہ زینب عبارت ہے۔ اس بات سے کہ استغفار کرنے والی! جو گناہ سے بچنے کا عہد کرے...... زینبؓ کا معنی استغفار والی...... اور......

رقیہؓ کا معنی خاوند کی خدمت کرنے والی! اور......

ام کلثومؓ کا معنی ہے بچوں کی تربیت کرنے والی! اور......

فاطمہؓ کا معنی ہے دوزخ سے آزاد ہونے والی!

نبیؐ کی بیٹیاں بے مثال ہیں۔ میں تو پیغمبرؐ کی صاجزادیوں کی سیرت کو دیکھتا ہوں...... تو میں ششدر اور حیران رہ جاتا ہوں کہ ایسی سیرت اور کہاں ہوگی......!

حضرت فاطمہؓ کی وفات کے وقت آخری وصیت

فاطمۃ الزہراءؓ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت علی پریشان تھے...... تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا علیؓ! جب میرا جنازہ اٹھے تو رات کے وقت اٹھانا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا...... فاطمہؓ تو نبیؐ کی لخت جگر ہے...... اور حضورؐ نے فرمایا کچھ جنازے ایسے ہوتے ہیں...... کہ جو آدمی ان جنازوں میں شریک ہو وہ بخشا جاتا ہے۔ کچھ جنازے ایسے ہوتے ہیں...... کہ پڑھنے سے میت بخشی جاتی ہے اور کئی جنازے ایسے ہوتے ہیں کہ میت تو بخشی ہوئی ہوتی ہے...... لیکن پڑھنے والا بخشا جاتا ہے۔

فاطمہؓ! تیرا جنازہ ایسا کہ پڑھنے والے بخشے جائیں گے...... اس لئے تو رات کو جنازہ اٹھانے کا کہتی ہے، تو چکوک اور گاؤں کے لوگ کیسے آئیں گے......؟ فاطمہؓ نے جواب دیا کہ اے علیؓ! تیری بات ٹھیک ہے کہ چکوک کے لوگ نہیں آسکتے...... لیکن میں وہ فاطمہؓ ہوں کہ جس کے چہرے کو یا مصطفیٰؐ نے دیکھا ہے...... یا مرتضیٰؓ نے دیکھا ہے...... فاطمہؓ نے فرمایا میں چاہتی ہوں کہ میرا جنازہ اٹھے تو رات کو اٹھے...... جس طرح میرے چہرے پہ کسی نے نظر نہیں ڈالی...... اس طرح میں چاہتی ہوں کہ میرے کفن پہ بھی کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔

او فاطمہؓ کا نام لے کر لوگوں کو گمراہ کرنے والو! تمہاری عورتوں نے تو کبھی پردہ ہی نہیں کیا، کس فاطمہؓ کی بات کرتے ہو......؟ کس فاطمہؓ کا نام لیتے ہو......؟ کس فاطمہؓ کا احترام کرتے ہو......؟

میرے بھائیو! صرف حضرت فاطمہؓ پر ہی بہت لمبی گفتگو ہو سکتی ہے، لیکن میں

آپ کو پیغمبر کی چاروں صاحبزادیوں کے بارے میں کچھ باتیں عرض کروں گا۔

میرے بھائیو! حضور علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ ہیں...... حضرت زینبؓ کا نکاح حضور علیہ السلام کی بیوی حضرت خدیجہؓ کے حقیقی بھانجے...... حضرت قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی سے ہوا اور حضرت زینبؓ کے بطن سے تین بچے پیدا ہوئے...... جن میں دو لڑکے تھے اور ایک لڑکی...... سب سے بڑا لڑکا تھا، لڑکے کا نام حضرت زینبؓ نے علی رکھا۔

خانہ کعبہ میں بت گرانے والا علیؓ کون تھا......؟

یہ علیؓ کون تھا......؟

حضور علیہ السلام کا نواسہ...... حضورؐ کے سب سے بڑے نواسے کا نام علی بن ابوالعاصؓ ہے۔ یہ پیغمبرؐ کے سب سے بڑے نواسے ہیں...... علامہ بلاذری نے لکھا ہے...... یہ وہ علیؓ ہے کہ جو علیؓ...... حضور علیہ السلام جب خانہ کعبہ کے بت گرانے کے لئے گئے...... تو یہی علیؓ پیغمبر کی سواری پر سوار تھا۔ جسے بخاری شریف نے صرف یہ کہا کہ ایک ردیف تھا، ردیف اس بچے کو کہتے ہیں کہ جو کسی سواری پر پیچھے سوار ہو، اسے عربی میں ردیف کہتے ہیں۔ پیغمبرؐ جب مدینہ سے چلے...... تو ایک سات سال کا بچہ پیغمبر کی سواری پہ تھا...... نام نہیں لکھا، نام بلاذری نے لکھا...... یا طبقات ابن سعد میں امام محمد بن سعد نے لکھا...... کہ وہ علی پیغمبر کا سب سے بڑا نواسہ تھا۔ لیکن آپ کے دشمن نے اس نواسے کا ذکر اس لئے نہیں کیا...... اگر وہ نواسہ نبی کا یاد رہتا تو نبی کی بیٹی زینبؓ کو بھی یاد رکھنا پڑتا۔ اس لیے آپ سے وہ نواسہ بھلا دیا۔ نام نہیں تاریخ میں لکھا گیا۔ حالانکہ یہ پیغمبرؐ کا پہلا نواسہ تھا۔ حضورؐ کی سواری پہ سوار تھا۔ جب حضورؐ خانہ کعبہ کے بت گرانے لگے...... تو اس نواسے علی بن ابوالعاص کو...... اپنے کندھے پر پیغمبرؐ نے بٹھایا اور اس علی نے پیغمبرؐ کے کندھوں پر بیٹھ کر...... ایک چھڑی کے ساتھ خانہ کعبہ میں...... تین سو ساٹھ بت گرائے...... تو تین سو ساٹھ بت گرانے والا علی......

چوتھا خلیفہ نہیں تھا۔ پیغمبرؐ کا پہلا نواسہ تھا۔ تو حضور علیہ السلام کی سب سے بڑی صاحبزادی کا نام زینبؓ ہے اور حضرت زینبؓ کے دو بڑے فضائل ہیں...... صرف حضرت زینبؓ پر ہی ساری رات تقریر ہو سکتی ہے۔

علی بن ابوالعاصؓ نواسۂ رسولؐ کی شہادت

میری بات سنیں! دو چار باتیں میں کہنا چاہتا ہوں ان پہ غور کریں...... تو یہ علی بن ابوالعاصؓ حضورؐ کے سب سے بڑے نواسے تھے۔ مورخین نے لکھا ہے...... کہ اس علیؓ کی شہادت جنگ یرموک میں ہوئی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور کے آغاز میں...... ایک جنگ ہوئی...... جس میں دو دفعہ حملہ ہوا۔ ایک صدیق اکبرؓ کے دور میں...... ایک فاروق اعظمؓ کے دور میں...... تو فاروق اعظمؓ کے دور میں جو جنگ یرموق ہوئی...... اس جنگ میں یہ علی بن ابوالعاصؓ شہید ہوئے...... ان کی بڑی خدمات ہیں۔ یہ علی بن ابوالعاصؓ اس جنگ میں شہید ہوئے تو حضورؐ کے یہ سب سے بڑے اور پہلے نواسے تھے، اور دوسرا بچہ حضرت زینبؓ کا نام رکھے بغیر فوت ہو گیا...... دو بچے ہو گئے...... اور تیسری بچی پیدا ہوئی...... جس کا نام حضرت زینبؓ نے امامہ رکھا۔ اسی امامہ کی وجہ سے قاسم ابوالعاصؓ ابن ربیع اموی کو ابوامامہ بھی کہا جاتا ہے۔ تو امامہ کی وجہ سے ان کی کنیت تبدیل ہو گئی۔

امامہ کون تھی......؟

یہ امامہ کون سی امامہ ہے......؟ توجہ کریں! حضور علیہ السلام جس وقت بدر کا مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے...... تو حضورؐ کی گود میں ایک بچی بیٹھی تھی اور غنیمت کے مال میں ایک ہار آیا...... اور وہ ہار کس کا تھا......؟ وہ ہار قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی کے سامان سے آیا تھا اور قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی حضورؐ کے داماد تھے۔ لیکن وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اسلام کے اندر جو غیر مسلموں سے نکاح کی آیتیں ہیں...... اس کے اترنے سے پہلے ان کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہو چکا تھا اور جنگ بدر میں وہ کافروں کی طرف سے تھے...... اور

جب ان کا سامان غنیمت میں آیا...... اور سامان کھولا گیا...... تو اس سامان میں وہ ہار بھی آیا...... جو ہار رسول اللہ نے اپنی بیٹی زینبؓ کو شادی میں دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہؐ رو پڑے، اس ہار کو دیکھ کر پیغمبر کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے...... حضورؐ نے فرمایا...... صحابیو! اگر اجازت دو تو میں اپنی بیٹی کا ہار اس امامہ کے گلے میں ڈال دوں، چنانچہ حضرت امامہ کے گلے میں وہ ہار ڈالا گیا...... اور یہ امامہ رسول اللہ کی گود میں کھیلتی رہی۔ یہ امامہ کون تھی......؟ میں آپ کو اس کا ایک ایسا تعارف کراتا ہوں...... کہ جس سے یہ امامہ آپ کو کبھی بھول نہیں سکتی...... حضرت فاطمہؓ کی وفات کا جب وقت آیا...... تو حضرت علیؓ رو پڑے...... مشکل کشا بھی رویا کرتا ہے......؟ او جس کے لئے یا علی مدد! کا لفظ لکھتے ہو...... جس سے مدد مانگتے ہو، وہ خود بھی رویا کرتا ہے......؟ تو حضرت علیؓ فاطمۃ الزہراءؓ کی بیماری پر روئے...... ساری کتابوں میں یہ واقعہ ہے۔ یہ نہیں کہ فلاں کتاب میں نہیں ہے، ہر کتاب میں ہے......! کہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے سرہانے بیٹھ کر روئے تھے اور کہتے تھے کہ فاطمہؓ! تیرے سے اچھی کوئی عورت مجھے نہیں ملے گی، اگر تو دنیا سے چلی گئی تو میرا کیا بنے گا......؟ تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا...... علیؓ! میری وفات ہو جائے تو ایک ایسی لڑکی کی نشاندہی میں کرتی ہوں...... کہ میری وفات کے بعد اس سے شادی کرنا...... وہ تیری خدمت میری طرح کرے گی تو حضرت علیؓ نے فرمایا...... وہ کون سی لڑکی ہے......؟ تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا...... وہ میری بھانجی ہے، میری بہن زینبؓ کی لڑکی امامہ ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد...... حضرت علیؓ کی شادی پیغمبر کی نواسی امامہ کے ساتھ ہوئی۔

امامہ کے بطن سے علی المرتضیٰؓ کی اولاد

جن کے بطن سے دو بچے پیدا ہوئے...... گویا کہ حضرت علیؓ کے ہاں دو بچے زید ابن علیؓ اور یحییٰ بن علیؓ یہ امامہ کے بطن سے پیدا ہوئے...... شیعوں سے پوچھئے...... کہ شیعو! اگر بیٹی پیغمبر کی ایک تھی...... تو امامہ جو علیؓ کی دوسری بیوی تھی......

اس کی ماں کون تھی......؟

اس کی نانی کون تھی......؟

اس کا نانا کون تھا......؟

اس کا ابا کون تھا......؟

بتاؤ شیعو! اگر بیٹی پیغمبر کی ایک فاطمہؓ تھی......تو امامہ کس کی بیٹی تھی......؟ حضرت علیؓ کی دوسری بیوی پیغمبر علیہ السلام کی بیٹی زینبؓ کی لڑکی ہیں۔ اس رشتے سے شیر خدا کو کیا ملا......؟ توجہ کریں......! حضور کی ایک بڑی بیٹی زینبؓ......اور چھوٹی بیٹی فاطمہؓ......تو علی المرتضیٰؓ کے لئے بڑی بیٹی ماں بنی......کیونکہ ساس ماں ہوتی ہے......! پیغمبر کی بڑی لڑکی علیؓ کی ماں بنی...... نبیؐ کی چھوٹی لڑکی علیؓ کی بیوی بنی......علیؓ کی بیوی کو یاد رکھتے ہو، ماں کو بھلاتے ہو......؟ زینبؓ علیؓ کی ماں لگتی ہے!

زینبؓ کی فضیلت میں ساقیء کوثر کا بیان:

اور ایک حدیث مجھے یاد آئی ہے......حضرت زینبؓ کی فضیلت میں رسول اللہؐ نے فرمایا......

خیر البناتی زینب اصیبت فیھا......

پیغمبر کی حدیث ہے......کہ میری بیٹیوں میں سب سے بہترین بیٹی زینبؓ ہے۔

اصیبت فیھا......

جس کو میری وجہ سے تکلیف دی گئی......جس کو میری وجہ سے مارا گیا۔

حضرت فاطمہؓ کے بارے میں ختم الرسلؐ کا فرمان

خیر البناتی...... ایک بات ہے۔ آپ کو بھی چلو معلوم ہو جائے......یہ علمی بات ہے......حضرت فاطمہؓ کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا......

افضل البناتی فاطمه......

کہ فاطمہ میری بیٹیوں میں سب سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے۔

لیکن زینبؓ کے بارے میں فرمایا......

خیر البناتی زینب......

کہ سب سے بہترین بیٹی زینبؓ ہے۔اب دولفظ فرمائے......ایک افضلیت ملی فاطمہؓ کو...... خیریت ملی زینبؓ کو...... افضلیت فاطمہؓ کو ملی لیکن خیر ہونا......یعنی سب سے بہترین ہونا...... یہ زینبؓ کو ملا۔

خیریت متعدی اورافضلیت لازمی ہے

اور خیریت جو ہوتی ہے...... یہ متعدی ہے، کیا مطلب......؟یعنی ایسی بھلائی جو دوسروں تک پہنچے اور افضلیت لازمی ہے...... ذاتی ہے۔یعنی فاطمہؓ کو جو فضیلت حاصل ہے......وہ ان کی ذات میں خاص ہے اور جو زینبؓ کو بھلائی ہے......وہ امت تک خاص ہے اور کیسے خاص ہے......؟

توجہ کریں! کہ حضرت زینبؓ کی وجہ سے ان کے بیٹے جو علی بن ابوالعاصؓ تھے...... علی بن ابوالعاصؓ نے کعبے کے بت گرائے......تو یہ بھلائی حضرت زینبؓ کی طرف سے آئی تھی اور علی کے راستے سے...... پوری کائنات کے...... مسلمانوں تک پہنچی...... کہ ان کا بیٹا کعبہ کے بت گرا رہا ہے۔

اور دوسری بھلائی...... کہ امامہ علی المرتضیٰؓ کے گھر میں آئی، تو امامہ کے راستے سے یہ بھلائی آگے آئی اور امامہ علی المرتضیٰؓ کی بیوی بنی......تو گویا کہ جو بھلائی...... پیغمبر کی بیٹی زینب کی طرف سے آئی......اوہ آگے تک پہنچی......اور پوری دنیا تک پھیلی......۔

اب دیکھیں پیغمبر کی بیٹیاں کتنی ہوئیں؟ چار!......نواسے ابھی دو ہوئے......اور تیسری نواسی امامہ...... یہ زینبؓ کی بچی ہے......اور دوسری حضور کی بیٹی ہے رقیہؓ......!

سیدہ زینبؓ کی اور فضیلت

حضرت زینبؓ کی یہ بھی فضیلت ہے...... کہ زینبؓ جب فوت ہوئی......تو رسول

اللہ زینبؓ کی قبر پر اترے......اور پیغمبرؐ نے لیٹ کر قبر میں......فرمایا......میری بیٹی کی قبر فراخ ہے۔اس لیے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے......اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا......اے اللہ! میں زینبؓ سے راضی ہوں تو بھی زینبؓ سے راضی ہو جا......!

جو نبی کی ایک ایک بیٹی کا نوکر ہو وہ فسادی......جو تین بیٹیوں کا انکار کر کے......ایک کا دعویٰ کرے......وہ عاشق کیسے ٹھہرا......؟ عاشق وہ ہے......جو پیغمبرؐ کے خون کے ایک ایک قطرے کا چوکیدار ہے......۔

نبی کی بیٹیاں کتنی ہیں......؟ چار! اور بڑی بیٹی زینبؓ کے دو بچے ہیں اور ایک بچی ہے۔اگر کوئی آدمی کہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے گھر میں جو بیٹی فاطمہ تھی......صرف وہی نبی کی بیٹی تھی......تو ان سے یہ سوال ضرور کرو کہ علیؓ کے گھر میں جو دوسری بیوی تھی امامہ......! وہ کس کی لڑکی تھی......! اس امامہ کا نانا کون تھا؟ اس امامہ کا خاندان کیا تھا......؟ یہ ضرور پوچھنا چاہیے۔

سیدہ رقیہؓ کی شادی اور ان کی اولاد

حضرت زینبؓ کے بعد دوسری بیٹی ہے رقیہؓ......! رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا اور جب رقیہؓ کے نکاح کا وقت آیا......تو حضورؐ نے حضرت عثمان غنیؓ کو بلا کر کہا......عثمانؓ! یہ میرے پاس جبرائیل آیا ہے اور یہ جبرائیل آ کر کہتا ہے......کہ میں اپنی بیٹی رقیہؓ تیرے نکاح میں دے دوں...... یہ جبرائیل ہے، یہ دیکھو جبرائیل ہے۔ چنانچہ رقیہؓ حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں دے دی گئی اور کچھ عرصہ بعد رقیہؓ کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا......جس کا نام عبداللہ رکھا، یہ عبداللہ حضور کا کیا لگا......؟ نواسہ......! اس کے بارے میں کئی کتابوں میں ہے کہ یہ جو عبداللہ ہے، یہ آٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا......اس کی آنکھ میں ایک مرغ نے چونچ ماری، بیماری پھیل گئی، لیکن بعض مورخین نے یہ بھی لکھا......کہ یہ عبداللہ بڑا ہوا، جوان ہوا اور اس بیماری میں فوت نہیں ہوا، بلکہ جوان ہونے کے بعد اس عبداللہ کا نکاح......حضرت معاویہؓ کی درمیانی لڑکی جو صفیہ سے چھوٹی تھی......اس رملہ کے ساتھ حضور علیہ السلام کے اس نواسے کا نکاح ہوا۔ پیغمبرؐ کے ساتھ امیر معاویہؓ کی یہ پانچویں رشتہ داری

ہے۔ جو پیغمبرؐ کے ایک نواسے کا نکاح امیر معاویہؓ کی لڑکی رملہ کی وجہ سے ہوا۔ تو گویا کہ رسول اللہؐ کے نواسے کتنے ہوئے......؟

ایک تو بچہ علیؓ کا تھا......

ایک فوت ہو گیا زینبؓ کا......

اور ایک بچہ یہ عبداللہ ہے......

تو نواسے کتنے ہوئے......؟ تین!

اور نواسی ایک امامہ...... اب یہ جو رقیہؓ ہے...... یہ فوت ہو گئی...... اور یہ رقیہؓ حضرت عثمان غنیؓ کی بیوی تھی۔

سیدہ رقیہؓ کی وفات میں ایک تاریخی واقعہ:

یہ بھی آپ کو یاد ہونا چاہیے...... یہ ایک تاریخی واقعہ ہے...... کہ رقیہؓ کیسے فوت ہوئی......؟ کہ بڑی بیمار تھیں، ادھر سے جنگ بدر کا اعلان ہو گیا...... حضور علیہ السلام جب بدر میں جانے لگے تو حضرت عثمان غنیؓ بھی بدر کے شرکاء میں تھے۔ حضورؐ نے فرمایا عثمانؓ! میری بیٹی رقیہؓ بیمار ہے، تم ٹھہر جاؤ اور میری بیٹی کی خدمت کرو۔

حضرت عثمانؓ نے کہا...... میں بدر کے پہلے لشکر میں کیسے شریک ہوں گا......؟

حضورؐ نے فرمایا میری بیٹی کی خدمت کرنا تیرا کام ہے...... اور بدر کے شرکاء میں تیرا نام لکھنا خدا کا کام ہے۔

چنانچہ حضرت رقیہؓ کی خدمت حضرت عثمان غنیؓ کرتے رہے اور جب جنگ بدر ختم ہو گئی...... فتح ہو گئی، حضورؐ مدینے میں پہنچے...... تو جب پیغمبرؐ مدینے پہنچے...... تو حضرت عثمان غنیؓ حضرت رقیہؓ کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ حضور علیہ السلام جا کر اپنے گھر میں بیٹھے بھی نہیں...... کہ پتہ چلا کہ رقیہ فوت ہو گئی ہے...... حضورؐ سیدہ کی قبر پر آئے اور آپ نے ہاتھ اٹھائے، حضورؐ کی آنکھوں سے صحابہ نے آنسو دیکھے...... رقیہؓ کی قبر پہ حضورؐ نے فرمایا......

اے اللہ! میری یہ وہ بیٹی ہے۔ جو راتوں کو قیام کرتی تھی...... جو سجدے کرتی تھی، جو روزہ رکھتی تھی، اے اللہ! میں محمدؐ اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا...... یہ رقیہ حضورؐ کی دوسری بیٹی تھی۔

سرور کائنات کا عثمانؓ کو بلا کر دوسری صاحبزادی کا دینا:

میرے بھائیو! جب یہ رقیہ فوت ہو گئی...... تو تھوڑے سے دنوں کے بعد...... کچھ عرصے کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنیؓ کو بلایا...... اور بلا کر کہا کہ...... جبرائیل دوبارہ آئے ہیں اور جبرائیل کہتے ہیں کہ میں رقیہؓ کی بہن ام کلثومؓ بھی تجھے دے دوں۔ چنانچہ ام کلثومؓ کا نکاح بھی حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا اور ام کلثومؓ...... بعض علماء کہتے ہیں کہ ڈھائی سال اور بعض کہتے ہیں چار سال...... حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں رہیں......۔

کون ام کلثومؓ...... حضرت ام کلثومؓ حضور علیہ السلام کی تیسری صاحبزادی ہیں، مسلمانو! توجہ کرو یہ پیغمبر کی بیٹی تھی۔ ام کلثومؓ......!

اللہ سے ڈرنے والی......

راتوں کو قیام کرنے والی......

مصلے پر سجدے کرنے والی......

اللہ کے دروازے پہ رونے والی......

ساری ساری رات قرآن کی تلاوت کرنے والی......

لیکن ام کلثومؓ کے بارے میں شیعہ نے ایک ایسی غلیظ بات لکھی ہے...... کہ روئے زمین پر کوئی آدمی اس غلیظ بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔

مسلمانو! یہ نبیؐ کا خاندان ہے...... یہ نبیؐ کا خون ہے...... یہ پیغمبرؐ کی لخت جگر ہے...... میں بھی بیٹیوں والا ہوں، آپ بھی بیٹیوں والے ہیں، آپ بھی بہنوں والے ہیں، میں بھی بہنوں والا ہوں، لیکن مجھے تصور کر کے بتاؤ...... کہ اتنی بڑی گالی...... نبیؐ کی بیٹی

کو کوئی دے سکتا ہے......؟ جتنی بڑی گالی شیعہ نے دی ہے......۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید کا تفکر

غلام حسین نجفی کی کتاب قول مقبول میں......ایک بڑی غلیظ تحریر ہے، میں جب مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے پاس شروع شروع میں گیا......تو میں نے مولانا شہیدؒ کو دیکھا ان کے ہاتھ میں یہ قول مقبول تھی......اور وہ بڑے پریشان تھے......اپنی بیٹھک میں ٹہل رہے تھے......اور جب وہ پریشان ہوتے تھے......تو وہ لیٹتے نہ تھے، رات کے بارہ ایک بج گئے، میں نے کہا حضرت آپ پریشان کیوں ہیں...... کہنے لگے......ایک نئی کتاب چھپی ہے، اس کتاب کو میں نے دیکھا، میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، میں بھی ساری رات پریشان رہا، اگلے دن مولانا حق نواز شہیدؒ نے اڈہ بارہ میل (کبیر والہ کے پاس ہے......) وہاں ان کی تقریر تھی اور وہ حوالہ انہوں نے اس تقریر میں پیش کیا اور اس کتاب کو بھی پیش کیا......اور اس کتاب کے اندر کیا تحریر ہے؟ کیا غلاظت بھری ہوئی ہے......؟

کتاب کا نام قول مقبول......اور غلام حسین نجفی نے وہ کتاب لکھی......اور اسی تحریر کو......سہم مسموم فی نکاح ام کلثوم......اس میں بھی غلام حسین نجفی ملعون نے نقل کیا...... کہ وہ ام کلثوم، پیغمبر کی بیٹی ام کلثوم......وہ بیٹی......جس کے لئے رسول اللہؐ نے دعائیں دیں، وہ بیٹی جس کے بارے میں جبرائیل امین عرش سے اترے......کہ اس ام کلثوم کو عثمان غنیؓ کے گھر میں بھیج دو، اللہ کا حکم ہے کہ عثمان سے نکاح کر دو، اس ام کلثومؓ کے بارے میں......کائنات کا بدترین کافر......کائنات کا غلیظ ترین کافر......کائنات کا سب سے بڑا کافر......غلام حسین نجفی ملعون......اس ام کلثومؓ کے بارے میں کہتا ہے کہ......جب ام کلثومؓ فوت ہوگئی......تو اس کے مردہ جسم کے ساتھ عثمانؓ نے ہمبستری کی!!۔

مولانا حق نواز نے یہ حوالہ تقریر میں دے کر کہا......اے اللہ! اس کتاب کے چھپ جانے کے بعد......اگر حق نواز چین کی نیند سوئے تو اس پر لعنت......!! کہ رسول اللہؐ

کی بیٹی کے بارے میں یہ تحریر آ گئی، میں چین سے کیسے سوؤں......؟ میں چین سے کیسے بستر پر آؤں؟ اے اللہ! مجھ پر چین حرام کر دے! کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو گالیاں دی گئیں۔

مسلمانو! غور کرو، بہاولپور کے پڑھے لکھے لوگو! دانشورو! مولویو! پیرو! سردارو! سرائیکی نوجوانو! پنجابیو! تم بھی بہنیں رکھتے ہو، بیٹیاں رکھتے ہو...... حکمرانو! میں تم سے پوچھتا ہوں......تم ہی بتاؤ! تمہاری کوئی بیٹی ہو اور وہ فوت ہو جائے......اور اس کے بارے میں کوئی آدمی یہ کہے......کہ جب یہ مر گئی تھی......تو اس کے مردہ جسم سے اس کے خاوند نے ہمبستری کی تھی......تم برداشت کر سکتے ہو......تم بتاؤ! مجھے یہ تو بتاؤ! میرے پیغمبرؐ کی بیٹی......

وہ پیغمبرؐ......جو صادق پیغمبر تھا......

وہ پیغمبرؐ......جس کی کوئی ادا اللہ کی وحی کے بغیر نہیں ہوتی تھی......

اس نبیؐ کی بیٹی کے بارے میں یہ کہا جائے......کہ اس کے مردہ جسم کے ساتھ عثمان غنیؓ نے ہمبستری کی......کیا زمین نہیں پھٹتی......؟ کیا آسمان نہیں پھٹتا......؟

یہ کتاب موجود ہے آج بھی......قول مقبول، لاہور سے چھپی ہے، غلام حسین نجفی ملعون نے لکھی ہے، میں کہتا ہوں شیعہ کافر ہے......تمہیں تکلیف ہوتی ہے، لیکن نبیؐ کی بیٹی کو جب یہ گالی دی جائے......تو فیصلہ کر کے مجھے بتا......

میں کیا کہوں......؟

میں کہاں روؤں......؟

میں کس کے دروازے پر صدا لگاؤں......؟

نبیؐ کی بیٹی ہے، بیٹی تیرے پیغمبرؐ کی ہے، بیٹی محمد مصطفیٰؐ کی ہے، عام کوئی بیٹی ہوتی......تب بھی میں اس کی بے عزتی برداشت نہ کرتا......یہ تو سید الکونین کی بیٹی ہے۔

نبیؐ کا کافر کی لڑکی سے حسن سلوک:

اس نبیؐ کی بیٹی......جس کے دروازے پہ ایک کافر کی لڑکی آئی......تو پیغمبرؐ نے کہا

اس کے چہرے پہ میری چادر دے دو، تو بلالؓ نے کہا یہ کافر لڑکی ہے...... یہ کافر کی بیٹی ہے، حضورؐ نے فرمایا...... بلالؓ! بیٹی بیٹی ہوتی ہے، چاہے کافر کی ہو، چاہے مسلمان کی ہو......!! آج تو کافر کی بیٹی کے سر پہ کپڑا ڈالے گا...... خدا قیامت کے دن تیرے گناہوں پہ پردہ ڈالے گا، ! جس تیرے پیغمبرؐ نے کافر کی بیٹی کے سر پر...... نبوت والی چادر ڈالی...... آج اس نبی کی بیٹی کو تیرے ملک میں گالیاں دی جائیں...... تیری غیرت نہیں جاگی......؟ آسمان کیوں نہیں پھٹتا......؟ زمین کیوں نہیں پھٹتی......؟ فیصلہ تو کر کے بتا......!!۔

سیدہ فاطمہؓ اوران کی اولاد:

مسلمانو! توجہ کریں...... پیغمبر کی چوتھی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، کون فاطمہ......! وہ فاطمہ جس فاطمہ کے بارے میں میرے رسولؐ نے فرمایا......

الفاطمة بضعت منی من اذاھا فقد اذانی......

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو تنگ کیا...... اس نے مجھے تنگ کیا۔

وہ فاطمہؓ جس کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، حضرت فاطمہؓ کے...... حضرت علیؓ سے چھ بچے پیدا ہوئے، جن میں تین بیٹیاں......

زینب...... ام کلثوم...... رقیہ......

تینوں بہنوں کے نام انہوں نے رکھے اور چوتھی پیغمبر کی نواسی امامہ...... چار نبیؐ کی نواسیاں ہو گئیں۔ اور تین بیٹے

حسنؓ...... حسینؓ...... محسنؓ......

یہ نواسے ہو گئے...... پہلے تین نواسے اور تین یہ نواسے...... چھ پیغمبرؐ کے نواسے ہو گئے...... اور چار نواسیاں...... یہ چاروں پیغمبرؐ کی بیٹیوں کی اولاد ہے۔ لیکن ہم نے صرف حسنؓ و حسینؓ کو یاد رکھا اور کسی کو یاد نہیں رکھا...... اس لیے کہ آپ کا دشمن اتنا چالاک تھا...... کہ اس دشمن نے...... نبی علیہ السلام کے کسی اور نواسے کا ذکر بھی نہیں ہونے دیا......۔

میرے دوستو! حضرت فاطمہؓ کی اتنی فضیلت ہے کہ کتابوں کی کتابیں اور دفتروں کے دفتر بھرے ہوئے ہیں۔ اس تھوڑے سے وقت میں...... ان کی فضیلت کیا بیان ہو......؟

حضرت فاطمہؓ کے آخری وقت کی کہانی...... حیدر کرارؓ کی زبانی

حضرت فاطمہؓ کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں...... کہ جب وہ بیمار تھیں...... میں ان کو بیماری کی حالت میں بستر پہ چھوڑتا تھا...... میری آنکھ لگ جاتی...... جب رات کو میری آنکھ کھلتی تو میں دیکھتا...... کہ فاطمہؓ سجدے میں ہے، فاطمہؓ اللہ کے دروازے پہ رو رہی ہے۔ فاطمہ ہاتھ اٹھا کر روتی تھی......۔

میرے بھائیو! وہ فاطمہؓ جس کے گھر میں چکی چلتی تھی، وہ چکی پیستی تھی...... عید کا دن تھا...... گھر میں کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں تھا...... بچوں نے کہا اماں! کھانے کے لئے کچھ نہیں، پہننے کے لئے کچھ نہیں...... آج عید کا دن ہے۔ گھر میں تو کچھ آیا نہیں تھا...... تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا...... اور کچھ کپڑے گھر دے گیا...... حضرت فاطمہؓ وہ کپڑے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی...... حضورؐ نے فرمایا فاطمہؓ! یہ دنیا کے کپڑے نہیں...... یہ جنت کے کپڑے ہیں۔

سیدہ فاطمہؓ کی سخاوت کی وجہ سے یہودی سردار مسلمان ہوگیا

میرے بھائیو! وہ وقت بھی آیا کہ حضرت فاطمہؓ کے دروازے پہ ایک فقیر آیا...... کہنے لگا کہ اے آلِ رسولؐ! میں کبھی نبوت کے خاندان کے دروازے سے خالی واپس نہیں گیا...... حضرت فاطمہؓ نے کہا...... میرے گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے...... اس نے کہا میرے گھر میں بڑا فاقہ ہے، تو پیغمبر کی بیٹی فاطمہؓ نے ایک چادر جو رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمائی تھی...... بڑی رنگین چادر تھی...... فرمایا میری یہ چادر لے کر یہودیوں کے سردار شمعون کے پاس جاؤ...... اور جا کر کہو کہ یہ چادر رہن میں رکھ لے...... اور اس کے بدلے میں تیرا قرضہ اتار دے...... جب وہ چادر لے کر شمعون کے پاس گیا...... اس نے چادر کو دیکھ کر

کہا...... یہ رسول اللہ ﷺ کی چادر ہے...... یہ آخر الزمان نبی کی چادر ہے، وہ رو پڑا...... اور رو کر کہنے لگا...... کہ ایسا خاندان کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ حضرت فاطمہؓ کی سخاوت کو دیکھ کر یہودی شمعون نے کلمہ نبی کا پڑھ لیا۔

میرے بھائیو! واقعات بڑے عجیب وغریب ہیں، حضرت فاطمہؓ کی سخاوت کے واقعات ہیں۔

ان کی عظمت کے واقعات ہیں...... ان کی بلندی کے واقعات ہیں...... ان کے علم وتقویٰ کے واقعات ہیں...... ان کی فصاحت و بلاغت کے واقعات ہیں...... اور ان کے پیغمبرؐ سے والہانہ عشق کے واقعات ہیں......!!۔

رسول اللہ ﷺ کی حسنؓ وحسینؓ سے محبت

حسنؓ وحسینؓ سے نبیؐ کو بڑی محبت تھی۔ حضور علیہ السلام جب حضرت فاطمہؓ کے گھر کے قریب سے گزرتے...... ایک دن حضور علیہ السلام گھر میں چلے گئے...... فرمایا فاطمہؓ! جب حسنؓ روتا ہے تو میرا دل دکھتا ہے...... حسنؓ کو نہ رلایا کر حسینؓ کو نہ رلایا کر......!

حسنؓ کا چہرہ آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک سے ملتا تھا

میرے بھائیو! حضرت حسنؓ کا چہرہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا تھا۔ ایک دن حضرت حسنؓ حضرت علیؓ کے ہاتھوں میں تھے...... حضرت علیؓ حضرت حسنؓ کو لے کر بازار سے گزر رہے تھے...... ابوبکر صدیقؓ آ گئے......

ابوبکر صدیقؓ نے کہا...... یہ کس کا بچہ ہے......؟

تو حضرت علیؓ نے فرمایا...... یہ میرا بچہ ہے......!

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ تیرا بچہ نہیں ہے......!

انہوں (حضرت علیؓ) نے کہا...... نہیں! یہ تو میرا بچہ ہے......!

ابوبکرؓ نے فرمایا...... یہ تیرا بچہ نہیں ہے......!

فرمایا (حضرت علیؓ)...... یہ تو میرا بچہ ہے......!

فرمایا (حضرت ابوبکرؓ)...... تیرا بیٹا نہیں ہے......!

علیؓ نے فرمایا...... اچھا بتاؤ کس کا بیٹا ہے......!

تو صدیق اکبرؓ نے جواب میں کیا فرمایا......؟ فرمایا......!

ابن لعليٍّ شبهاً لنبي......

بیٹا علیؓ کا ہے، چہرہ مصطفیٰ کا ہے۔

حیدر کرارؓ کا نکاح فاطمہؓ سے کیسے ہوا......

میرے بھائیو! حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی...... آپ کو پتہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ سے شادی کے خواہش مند کچھ اور حضرات بھی تھے......! انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیغام بھجوائے تھے...... لیکن حضورؐ نے کسی کو جواب نہیں دیا اور جب جواب کسی کو نہیں دیا...... تو خود ابوبکرؓ اور عمرؓ نے...... جو چاہتے تھے...... کہ نبیؐ کے خاندان میں ہماری نئی رشتے داری ہو جائے...... تو جب پیغمبر علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو جواب نہیں دیا، تو حضرت علیؓ کو صدیق اکبرؓ نے مسجد میں کہا...... علیؓ! فاطمہؓ کا رشتہ مانگو، علیؓ نے فرمایا...... کس منہ سے مانگوں......؟ میرے پاس تو کھانا کھلانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا...... سامان اکٹھا کرنا ہمارا کام ہے، رشتہ مانگنا تیرا کام ہے...... تو علی المرتضیٰؓ گئے...... اس زمانے میں رشتہ مانگنا کوئی عیب نہیں تھا، عرب کا رواج ہے...... آج بھی نہیں ہے عیب...... کہ کوئی آدمی کسی سے رشہ مانگ لے کہ تو مجھے رشتہ دے تو حضرت علیؓ نے جا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بڑے ادب سے کہا...... کہ

یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کا مہمان بننا چاہتا ہوں......!!

تو جواب میں حضورؐ نے فرمایا...... اهلاً و سهلاً و مرحباً......

یہی لفظ آ کر حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ سے کہہ دیے۔ کہ حضورؐ نے تو رشتے کے بارے

میں کچھ بھی نہیں کہا......صرف یہ کہا......اھلاً وسھلاً ومرحباً......

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تجھے مبارک ہو، میں راز دار نبوت ہوں، تیرا رشتہ ہو گیا......!!

بات ہو گئی......ایک دن، دو دن گزر گئے......حضرت علیؓ کے پاس نہ رہائش کا مکان تھا، نہ کھانا کھلانے کو کوئی چیز تھی......کوئی بات بھی نہیں تھی......حضور علیہ السلام نے فرمایا......علیؓ! تیرے پاس کوئی چیز ہے......؟

کہا کچھ نہیں......!! زرہ ہے، ایک تلوار ہے۔

حضورؐ نے فرمایا تلوار تو جنگوں کے لئے رکھو اور زرہ کو بازار میں بیچ آؤ......!!

حیدرِ کرارؓ کی بازار میں عثمانؓ سے ملاقات:

اب دیکھو، علی المرتضیٰؓ زرہ بیچنے کے لئے بازار میں گئے......مورخین کہتے ہیں آگے عثمان غنیؓ سے ملاقات ہو گئی، حضرت عثمانؓ نے فرمایا......علیؓ! کیا چاہتے ہو......؟

فرمایا میں زرہ بیچنا چاہتا ہوں......!!

کتنے کی زرہ ہے......؟

ساڑھے چار سو (۴۵۰) درہم کی......!!

کس لیے بیچتے ہو......؟

اس لیے کہ فاطمہؓ سے میری شادی ہے اور سامان خریدنے کے لئے کوئی چیز بھی نہیں ہے، تو......حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا پیسے کتنے لو گے......؟

فرمایا ساڑھے چار سو درہم......!!

عثمانؓ نے ساڑھے چار سو درہم علی المرتضیٰؓ کو دے دیے، زرہ لے لی اور جب علیؓ چلنے لگے تو عثمان غنیؓ نے وہ زرہ بھی واپس دے دی......

شیرِ خدا نے کہا......زرہ کیوں واپس کرتے ہو......؟

تو عثمان غنیؓ نے کہا اس لیے واپس کرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ رشتہ نبیؐ کی بیٹی کا

ہو......اور خرچ سارا عثمان غنیؓ کا ہو......!!

حیدرِ کرارؓ کی فاطمہؓ سے شادی کا طے ہونا:

میرے بھائیو! جمعرات کا دن طے ہوا......دس صفر جمعرات کا دن فاطمۃ الزہراءؓ کی علیؓ سے شادی قرار پائی......اب دیکھو شادی کے لیے بارات کون سی تھی......؟ اور بارات چلی کہاں سے......؟

بارات کا پہلا مہمان تھا صدیق اکبرؓ......! اور اس پہلے مہمان کو دیکھو، حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو بلایا......اور بلا کر کہا......بلالؓ! میرے دوستوں کو اطلاع کرو......!! کہ میری بیٹی کی شادی پہ آئیں......! دوستوں کی لسٹ بنائی تو دوستوں کی لسٹ میں......

پہلا نام ابوبکر صدیقؓ کا تھا...

دوسرا نام عمر فاروقؓ کا تھا......

تیسرا نام عثمان غنیؓ کا تھا......

چوتھا نام عبدالرحمان بن عوفؓ کا تھا......

باقی طلحہؓ اور زبیرؓ کا اور سارے صحابہؓ کا......کہ سب لوگ دس صفر کو جمعرات کے دن صبح مسجد میں آجائیں......سب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے......

بارات بھی نرالی تھی......اور دولہا بھی نرالا تھا......دلہن بھی نرالی تھی......اور جہیز کا سامان بھی نرالا تھا۔

سیدہ فاطمہؓ کے جہیز کا سامان:

سامان کیا تھا......؟

ایک چکی تھی......ایک روٹی پکانے کے لیے توا تھا......اور ایک لکڑی کا پیالہ تھا......ایک گدیلا تھا، جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی...... یہ شہنشاہِ کائنات کی بیٹی کی شادی تھی......!!۔

اس شادی کو دیکھو، جہیز کا سامان تو دیکھو، سامان خرید کر کون لایا......؟ دو دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے صدیق اکبر کو بھیجا...... کہ جاؤ! میری بیٹی کا سامان لے کر آؤ۔

ابو بکرؓ سامان لے کر آئے......

عمر فاروقؓ سامان لے کر آئے......

بارات جمع ہو رہی ہے...... دولہا موجود ہے، دلہن موجود ہے...... سب کچھ ہے، اب نکاح رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا...... اور حضورؐ نے فرمایا...... کہ اے فاطمہؓ! تیرا نکاح میں ایک ایسے لڑکے سے کر رہا ہوں...... جس کا علم پہاڑوں سے بلند ہے...... یہ خطبے کے الفاظ ہیں......!!۔

میرے بھائیو! یہ شادی ہو رہی ہے...... حضرت فاطمہؓ کا سامان گھر میں کس نے تیار کیا......؟ حضرت عائشہؓ ام سلمہؓ نے...... گھر میں سامان عائشہؓ اور ام سلمہؓ تیار کرے اور باہر سے سارا سامان ابو بکر صدیقؓ لائے اور تو کہے کہ ابو بکرؓ کافر، عمرؓ کافر......!! اگر ابو بکرؓ و عمرؓ کافر ہوں...... تو علی المرتضیٰؓ کے گھر میں فاطمہؓ کو بھیج کر تو دکھا...... اس بارات کو ذرا چلا کر تو دکھا......!!۔

علیؓ کے نکاح کے گواہ کون؟

او گواہ کون ہیں......؟ اور سامان لانے والا کون ہے......؟ جب پیغمبرؐ نے نکاح کیا تو نکاح میں دو گواہ بنائے گئے، ایک ابو بکرؓ اور ایک عمرؓ......!! سامان خریدنے والا خرید کر ابو بکرؓ و عمرؓ ہو...... گواہ بھی ابو بکرؓ و عمرؓ ہو...... اور خرچہ دینے والا عثمان غنیؓ ہو اور تیری کتاب کہے کہ ابو بکرؓ بھی کافر...... عمرؓ بھی کافر......!! تو کافر کی بات کرے...... سپاہ صحابہ محبت کی بات کرے......؟؟۔ تو کافر کہہ کر بھی امن پسند...... اور میں شادی میں محبت کی بات کہہ کر بھی تخریب کار......!! میں دہشت گرد......!! ہم دہشت گرد ٹھہرے...... شادی کی محبت بیان کر کے بھی......!!

سیدہ فاطمہؓ کی رخصتی کے وقت حضرت خدیجہؓ کی یاد

میرے بھائیو! جب سامان تیار ہو گیا...... سامان کہاں رکھا گیا......؟ علماء کہتے ہیں کہ ایک کنڈا لٹکایا گیا تھا...... جس کے اوپر برتن لٹکائے گئے تھے، کچھ کپڑے تھے...... ام سلمہؓ کی زبان سے ایک بات نکل گئی۔ جب رخصتی کا وقت آیا تو ام سلمہؓ کی زبان سے نکل گیا...... اے کاش! اس وقت خدیجۃ الکبریٰؓ زندہ ہوتی...... خدیجہؓ فاطمہؓ کی امی تھیں...... جب فاطمۃ الزہراءؓ کے سامنے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ نام ام سلمہؓ نے لیا...... تو سارے صحابی رونے لگے...... فاطمہؓ بھی رونے لگی، حضرت عائشہؓ بھی رونے لگی...... رسول اللہ ﷺ بھی رونے لگے اور حضرت ام سلمہؓ نے کہا...... اے کاش! خدیجہؓ زندہ ہوتی...... اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو رخصت کرتی...... حضور علیہ السلام زار و قطار روتے تھے...... اور فاطمہؓ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہتے تھے...... آج خدیجہؓ کی وہ وفائیں مجھے یاد آتی ہیں...... اے فاطمہؓ! تو نہیں جانتی ساری دنیا نے مجھے دھکا دیا...... اور خدیجہؓ نے مجھے اپنا بنایا......!۔

رسول اللہ ﷺ نے حیدر کرارؓ کو فاطمہؓ کے لیے مکان دیا

میرے بھائیو! نکاح ہوا...... اور حضور علیہ السلام کا ایک مکان تھا...... جو کرائے کا مکان آپ کے پاس تھا، مسجد نبویؐ کے ملحقہ...... آپ نے وہ مکان حضرت علیؓ کو فاطمۃ الزہراءؓ کے لیے دیا، اس مکان کا نام بعد میں دارِ علیؓ رکھا۔

اس دارِ علیؓ میں حضور علیہ السلام کی بیٹی کو شادی کے بعد لے جایا گیا، حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کو لے کر...... جب اس مکان میں پہنچے...... تو وہاں ان کا کچھ سامان بھی گھریلو موجود تھا۔

....

اسلامی سیاست

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم اللہ الرحمن الرحیم O فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما.

(پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۵)

ترجمہ:سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے دل میں تنگی تیرے فیصلے سے اور قبول کریں خوشی سے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو اور دوستو!

تلاوت کردہ آیت میں اللہ رب العالمین نے مسلمانوں کو بلندی، غلبہ، تسلط اور سیاسی اقتدار کی بشارت سنائی ہے، لیکن اس کو اللہ تعالیٰ نے مشروط کیا ہے ایمان کے ساتھ، اگر ایمانی دولت ہے تو پھر اللہ تعالیٰ مقام و مرتبہ مسلمانوں کو ہی عطا فرمائیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آج بھی مسلمان اس زمین پر خالق کائنات کے بتائے ہوئے نظام کو چلانے کا عہد کر لیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اب بھی موسلا دھار بارش کی طرح برس سکتی ہے۔

رب کی دھرتی رب کا نظام

میرے بھائیو!

مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں نبوت اور صاحب نبوت اور اصحاب نبوت پر مظالم کی دھواں دھار بارش ہوئی پھر مکہ فتح ہوا دس سال کے عرصہ میں اور اسلامی حکومت نا اہل سیاست دانوں سے چھن کر نبوت کے ہاتھوں میں آئی۔

اسی لئے فرمایا کہ الا له الخلق و له الامر مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کی اور حکم بھی خدا کا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑاؤ حضرت ابوایوبؓ کے ہاں

میرے بھائیو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال مکہ میں ظلم و ستم برداشت کرتے ہوئے وقت گزارا، پھر مکہ کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ مدینہ روانے ہوئے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو عرض کیا، اے اللہ! میں مدینہ میں پہلی مرتبہ آیا ہوں اور یہاں میں نے سکونت اختیار کرنی ہے تیرے حکم سے، اے اللہ! سب لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ٹھہرو، تیرے حکم کے بعد میں کہاں ٹھہر سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دُعا مانگی، حدیث شریف میں آتا ہے وحی آئی کہ اے پیغمبر اس بارہ میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ کہاں ٹھہرنا ہے جس اونٹنی پر تم سوار ہو گے اس اونٹنی کو میں نے شعور دے دیا ہے کہ جہاں پڑاؤ کرنا میری مشیت میں داخل ہے، یہ خود ہی اس کے دروازے پر جا کر بیٹھ جائے گی۔

چنانچہ اونٹنی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تو وہ اونٹنی مدینہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے جھونپڑے کے سامنے کھڑی ہوگئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں پہلی مرتبہ تشریف لائے۔

(فتح الباری ج ۷ ص ۲۰۱، زاد المعاد ج ۲ ص ۵۵)

یہود کی وعدہ خلافی

آپ ﷺ کے ساتھ جو یہودی تھے علاقے کے، انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ امن کیا اور اس کی شقیں اور دفعات کتابوں میں موجود ہیں، اس کی پہلی شق یہ تھی کہ مدینہ کے اطراف میں جو یہودی آباد ہیں، وہ اسی طرح آباد رہیں گے۔

اگر مدینہ کے شہر پر کوئی کافر کے کا حملہ کرے گا، تو یہودی مسلمانوں کی امداد کریں گے اور جب یہودیوں پر کوئی حملہ کرے گا تو مسلمان ان کی امداد کریں گے، یہ معاہدہ امن تھا، لیکن جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر حملہ کیا تو یہودیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا، جس پر قرآن کی یہ آیت اتری۔

یا یھا الذین امنو ا لا تتخذو الیھود والنصاری اولیاء

اے پیغمبر یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ

یہ قرآن نے کہا! رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں دس سال گزارے، ان دس سالوں میں بہت بڑے بڑے کام ہوئے۔

حضور ﷺ کے دو امتحان

میرے بھائیو! اب آپ کی زندگی کے یہ جو دس سال ہیں، ان کے ایک ایک واقعہ پر پورا پورا جمعہ پڑھایا جا سکتا ہے، لیکن میں چاہتا ہوں کہ دس سالہ مدنی زندگی کا خلاصہ آپ کے سامنے رکھوں، ان دس سالوں میں حضور ﷺ کے بہت بڑے بڑے امتحانات ہوئے، مکہ مکرمہ میں آپ کے دل کا امتحان تھا اور مدینہ منورہ میں آپ کے دماغ کا امتحان تھا۔

مکہ مکرمہ میں ظلم وستم

مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کو تکلیفیں دی گئیں۔ مدینہ منورہ میں آپ نے چند جنگیں لڑیں اور بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ نبرد آزما ہوئے، حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں تقریر کرتے تھے تو لوگ مارتے تھے، مکہ مکرمہ میں جہاد کی اجازت نہیں تھی۔ مکہ مکرمہ

میں حکم یہ تھا کہ اے محمد رسول اللہ ﷺ تجھے جو مرضی کہے، تجھے اپنا کام کرتے رہنا چاہئے۔

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ سال مکے میں رہے، پیغام توحید سنایا ہے، آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، آپ نے اُف نہیں کہا، آپ کے گلے میں رسیاں ڈال کر گھسیٹا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اُف نہیں کہا۔ آپ کو دھکے دیئے گئے، آپ نے کسی کا جواب نہیں دیا، آپ کو طعنے دیئے گئے آپ نے کسی کا جواب نہیں دیا، پیغمبر ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے آپ نے کسی کو جواب نہیں دیا، پیغمبر ﷺ کے چہرے پر غلاظت کے ڈھیر ڈالے گئے، آپ نے کسی کو جواب نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو چوکوں میں لوگوں نے کہا اے محمد ﷺ تو دیوانہ ہے نعوذ باللہ تو نے ہمیں آپس میں لڑا دیا۔ اے محمد ﷺ مکہ چھوڑ کر چلا جا، مکے سے نکل جا، مکے کو چھوڑ دے، اس قوم کو تو خراب کر رہا ہے تو کہتا ہے کہ یہ بت کچھ نہیں کر سکتے، یہ لات و ہبل کچھ نہیں کر سکتے۔

تو نے ہمیں آپس میں لڑا دیا، ہم صدیوں سے یہاں رہ رہے ہیں، تو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا، حالانکہ یہ بت ہمیں سب کچھ دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑایا، پیغمبر ﷺ کو گالیاں دیں، خانہ کعبہ میں رسول اللہ ﷺ آئے، سارے مکے مشرکین ٹوٹ پڑے اور مار مار کر پیغمبر کو لہولہان کر دیا، لیکن پیغمبر نے کسی کے سامنے اُف نہیں کی، اجازت نہیں، رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں جماعت تیار کی۔ رسول اللہ ﷺ نے افراد تیار کئے، رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں عدم تشدد کی پالیسی پر عمل کر کے اپنی جماعت کے کارکنوں کو سہارا دیا۔

تو دنیا میں جتنی بھی دینی جماعتیں ہوتی ہیں، ان جماعتوں میں ایک دور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس دور میں افراد تیار کئے جاتے ہیں، جس دور میں نوجوان اور رضا کار تیار کئے جاتے ہیں، جس دور میں لڑائی جھگڑے کی اجازت نہیں ہوتی یہ رسول اللہ کی تیرہ سالہ مکیہ کی زندگی ہمیں سبق دیتی ہے کہ قیامت تک تم کوئی دین کا کام کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے جماعت تیار کرو، کارکن تیار کرو، افراد تیار کرو، گروہ تیار کرو

جب تمہاری جماعت بن جائے، مضبوط ہو جائے تو ان کے عقائد درست ہو جائیں، ان کے ذہن صاف ہو جائے، اس کے بعد آگے بڑھو، آگے بڑھ کر پیش قدمی کرو، پھر اپنے مقصد کو پھیلاؤ، یہی اسلامی تحریکوں کا شروع سے طریقہ چلا آیا ہے اور یہ رسول اللہ

ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت زنیرہؓ کا ایمان

میرے بھائیو!

دیکھیں اس سے بڑا کیا ظلم ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صحابیہ ہے اس نے پیغمبر ﷺ کا کلمہ پڑھا، نام اس کا زنیرہؓ ہے، اس جرم میں کہ اس نے کلمہ پڑھا ہے، مکے کے مشرکوں نے اس کی آنکھیں نکال دیں اور آنکھیں نکالنے کے بعد وہ رو پڑی، ابو جہل نے کہا کیوں روتی ہے؟ کہنے لگی کہ یہ دو آنکھیں تھیں اگر اس کے علاوہ ہزار آنکھیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کے دین پر وہ بھی قربان کر دیتی تو کہا کہ ابو جہل تو نے میری آنکھیں نکال لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی آنکھوں کو روشن کر دیا ہے، یہ عورت کا ایمان تھا، اس عورت کی آنکھیں نکل جانے کے بعد بھی اس کے خلاف پیغمبر نے پیش قدمی نہیں کی، آگے بڑھ کر اس کا جواب نہیں دیا، اللہ نے ان کی بینائی واپس لوٹا دی۔ کیونکہ اجازت نہیں تھی، حکم یہ تھا کہ افراد تیار کرو، تیرہ سال آپ نے محنت کی، تیرہ سال محنت کرنے کے بعد ۱۱۴ آدمی مسلمان ہوئے۔

(ابن حجر الاصابہ ج ۴ ص ۳۳۱۔ زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۲۶۸)

عیسائی نقطہ نظر

یہاں ایک اور نکتے کی بات یاد رکھیں کہ اسلامی شریعت جو ہے یہ عیسائیوں کی طرح نہیں، عیسائی کہتے ہیں کہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے، کیا مطلب؟ بازار میں بد معاشی ہوتی رہے، تو کچھ نہ کہو تم خود نماز پڑھو، بس برائی ہوتی رہے تم کچھ نہ کہو۔

ماحول خراب ہو، لوگ شراب پئیں، لوگ زنا کریں، لوگ بد معاشی کریں، لوگ عیار کریں لوگ کرتے رہیں، شریعت کی حدود کو توڑ دیں، اسلام کے مقابلے میں کفر کو نمایاں کرتے رہیں، اور تم چپ کر کے اپنی نمازوں کو ادا کرو، تم اپنی عبادت کرو، یہ عیسائیت کا نقطہ نظر ہے، اسلام کا نقطہ نظر نہیں ہے۔

اسلامی ریاست کا آغاز

اسلام میں یہ بات نہیں ہے کہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے، ہمارے کئی پاگل قسم کے سیاست دان، جن کو اسلام کا پتہ ہی نہیں وہ کہتے ہیں کہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے، مولویوں کا کیا کام ہے کہ حکومت میں آ کر کام کریں، مولیوں کا کیا کام ہے سیاست میں آنا!

ان پاگلوں سے کوئی آدمی یہ کہے کہ پاگلو، انگریز کے نمک خواروں اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والو اور ساری زندگی انگریز کے سامنے سر جھکانے والے، تمہیں اسلام کا پتہ ہے تم اسلام کو کیا سمجھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ سے بڑا مصلح دنیا میں کون ہو سکتا ہے؟

لیکن پیغمبر ﷺ نے تیرہ سال مکے میں افراد تیار کئے اور دس سال میں مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے اسلامی سیاست کا آغاز کیا ہے اور جب سیاست میں رسول اللہ ﷺ نے قدم رکھا اور اپنے اس دین کو حکومت کے لیول پر، حکومت کی سطح پر عام کیا، تو اس کے بعد اسلام زیادہ پھیلا، دین زیادہ پھیلا۔

آپ دیکھیں کہ مکہ کہ تیرہ سالوں میں ایک سو چودہ آدمی مسلمان ہوئے اور مدینہ کے دس سالوں میں ایک لاکھ چوالیس ہزار مسلمان ہوئے کیوں؟ پیغمبر کے پاس اقتدار تھا نبی کے پاس حکومت تھی، نبی کے پاس جرأت تھی، نبی کے پاس شجاعت تھی، نبی کے پاس طاقت تھی، نبی کے پاس لشکر تھا۔

تو کیا مطلب ہے؟ اسلام کو پھیلانے کیلئے تمہارے پاس حکومت ہونی چاہئے، شجاعت ہونی چاہئے، جرأت ہونی چاہئے، بہادری ہونے چاہئے، حکومت اور سیاست میں تمہارا دخل ہونا چاہئے یہ اسلام کا تقاضا ہے۔

پیغمبر سے بڑھ کر دنیا میں کوئی سیاست نہیں جانتا، آج کل چونکہ سیاست جھوٹ کا نام ہے، اور لوگ ڈرتے ہیں کہ سیاست چونکہ جھوٹ ہے، مولویوں کا اس سے کیا کام ہے؟ تو ہم اس سیاست کی بات نہیں کرتے وہ سیاست نہیں ہے وہ لعنت ہے وہ سیاست نہیں ہے وہ جمہوریت ہے، وہ سیاست نہیں وہ عیاری ہے، وہ سیاست نہیں ہے وہ فریب کاری ہے،

وہ سیاست نہیں ہے وہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے، جو ہمارے سیاست دان دیتے ہیں۔

سیاست کا مفہوم

میں تو اسلامی سیاست کی بات کر رہا ہوں، سیاست عربی زبان کا لفظ ہے، عربی میں سیاست کا معنی ہے انتظام کرنا، انصرام کرنا، مملکت کا انتظام کرنا، ملک کا انتظام کرنا، حکومت کا انتظام کرنا، اس کا نام ہے عربی میں سیاست یہ سیاست کا لفظ عربی زبان کا لفظ ہے یہ انگریزی یا فارسی کا نہیں۔

یہ حماقت ہے

کہتے ہیں کہ سیاست میں مولویوں کا کیا کام؟

سیاست تو ہے عربی لفظ، انتظام و انصرام کرنا اور مکہ مکرمہ کے تیرہ سالوں میں ۱۱۴ آدمی مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ کے دس سالوں میں ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرامؓ مسلمان ہوئے، تو گویا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب عملی سیاست میں قدم رکھا، جب لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کیلئے حضور ﷺ نے قدم اٹھایا تو دنیا نے دیکھا کہ جوق در جوق، علاقوں کے علاقے مسلمان ہو گئے، علاقوں کے علاقے فتح ہو گئے، تو یہ کہنا کہ سیاست علماء کا کام نہیں، یہ پرلے درجے کی جہالت اور حماقت ہے۔

اسلامی سیاست تو کام ہی علماء کا ہے، اسلامی سیاست تو کام ہی دین دار لوگوں کا ہے اور جس کا تعلق سیاستدانوں سے نہیں ہے، وہ مغرب کی سیاست ہے وہ امریکہ کی سیاست ہے وہ افریقہ کی سیاست ہے جو اسلام کی سیاست ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی سیاست ہے، جو شریعت محمدیہ کی سیاست ہے جو پیغمبر اسلام کی سیاست ہے جو صرف اور صرف علماء کا کام ہے۔

اسلام کے کھوکھلے نعرے

اس ملک کو دیکھو کہ دعویٰ اسلام کا، اسلام نہیں آیا، ہر حکمران نے کہا کہ اسلام لانا

چاہتے ہیں، آتا کیوں نہیں ہے، اس لئے کہ جو کہتا ہے کہ اسلام لانا چاہتے ہیں وہ اسلام کو جانتا نہیں ہے، لائے گا کیسے؟

ایک آدمی ساری زندگی کالج اور یونیورسٹی میں پڑھا ہے اس کو قرآن کا پتہ نہیں، دین کا پتہ نہیں، صرف نماز پڑھنے سے تو دین نافذ نہیں ہو جاتا؟

ایک آدمی گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھے اور کہے کہ میں بھی تو مسلمان ہوں، میں بھی اسلام لاسکتا ہوں، تیرا باپ بھی نہیں لاسکتا، تجھے تو کسی بات کا پتہ ہی نہیں ہے، تو کیسے لائے گا؟

اسلام لانے کیلئے اسلام سے مکمل واقفیت ضروری ہے، حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جس آدمی نے اپنے ساڑھے پانچ فٹ کے جسم پر اسلام نافذ نہیں کیا وہ پورے ملک پر اسلام نافذ نہیں کرسکتا۔

ایک اصولی بات

یہ اصولی بات ہے، انسان کا جو اپنا جسم ہے اپنا وجود ہے اس کے اوپر تو انگریز کا نظام نافذ ہے اور کہتا ہے کہ اسلام نافذ کروں گا؟ کیسے نافذ کرے گا؟ اسلام کو جس طرح ایک عالم جانتا ہے اس طرح عام حکمران نہیں جانتا، اسلام کا مطالعہ کرنا اور بات ہے اسلام سے محبت کرنا اور بات ہے، اسلام کو دل سے چاہنا اور بات ہے نماز، روزہ اور بات ہے اور ذکر کرنا اور اللہ اللہ کرنا اور بات ہے، لیکن اسلام کے پورے نظام کو جاننا قرآن وسنت کی پوری تشریحات کو جاننا، اسلام کے تمام تقاضوں سے واقف ہونا، رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی جو مدینہ منورہ میں ہے، اس کی ایک ایک شق سے واقف ہونا یہ اور بات ہے اور جب تک کوئی شخص اس کا حاطہ نہیں کرے گا، وہ اسلام دنیا میں لا نہیں سکتا، یہ بات یاد رکھیں۔

مولانا مفتی محمود کی وزارت اعلیٰ

مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے صوبہ سرحد میں شراب پر پابندی لگائی تو بڑے

بڑے ماہرین نے کہا کہ یہاں تو بڑا زرمبادلہ آتا ہے، نقصان ہوگا، تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ نقصان نہیں ہوگا، تو کئی سالوں کے بعد حساب کیا تو کوئی نقصان نہیں ہوا۔

انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ یہ جرأت کیوں کی؟ عالم تھے، جانتے تھے کہ گہرائی میں کیا ہے؟

حضرت نے وقت کے حکمران سے کہا کہ تم نے اسلام نافذ کردیا ہے حدود نافذ کیوں نہیں کرتے، چور کا ہاتھ کاٹو، زانی کو سنگسار کرو، جو لوگ مجرم ہوں، تو انہوں نے کہا کہ مغرب کے لوگ، امریکہ کے لوگ ہمیں کہیں گے کہ تم نے ایسے کیوں کیا، وہ مخالف ہو جائیں گے یہ ان کا ذہن کیوں تھا، اس لئے کہ وہ اسلام کی حدود کی بہاروں سے واقف نہیں تھے، حالانکہ اسلام کا نفاذ چاہتے ہیں، لیکن جب حدود کے نفاذ کا وقت آتا ہے تو وہ یورپ کے پروپیگنڈے سے مرعوب ہوتے ہیں، لوگ کیا کہیں گے؟ لیکن اگر وہاں پر کوئی عالم ہوتا تو وہ دکھاتا، بتاتا، دیکھو ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ کر لٹکا دیا جائے پورے ضلع میں چوری بند ہو جائے گی۔

اسلام پر اعتماد ہو

تو میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ جب تک کسی شخص کو اسلام پر مکمل اعتماد نہ ہو، اسلام نہیں لا سکتا اور اعتماد اس کو ہوتا ہے کہ جو اسلام کے ہر جزو سے واقف ہو، اسلام کے ہر زاویے سے واقف ہو اور وہ صرف عالم دین ہوسکتا ہے، وہ مفتی ہوسکتا ہے وہ دین کو گہری نظر سے دیکھنے والا ہوسکتا ہے۔

سب سے بڑے فاتح

میرے بھائیو!

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کی دس سالہ زندگی میں سیاست کا آغاز فرمارہے ہیں، اسلامی سیاست اور ان دس سالوں میں ۲۷ جنگیں لڑی ہیں، اور ان ۲۷ جنگوں میں کسی ایک

جنگ میں بھی رسول اللہ ﷺ نے شکست نہیں کھائی، اُحد میں ایک تھوڑا سا واقعہ پیش آیا تھا، لیکن اس کو بھی شکست نہیں کہا جا سکتا، کچھ کمزوری تھی صحابہؓ کی کمی کی وجہ سے، صفیں صحیح ترتیب کے ساتھ سیٹ نہ ہو سکیں، تو اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس جنگ میں شکست ہو گئی تو ۲۷ جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کو فتح ہوئی اور ہر جنگ میں دشمن سے فوج کم تھی۔

حضور ﷺ کی اعلیٰ حکمت عملی

حضرت پیغمبر ﷺ جس حکمت عملی اور جس سیاست سے مدینہ میں نظام چلایا، اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے، حضور ﷺ جب مدینہ شریف پہنچے تو آپ نے سب سے پہلے خارجہ پالیسی اعلیٰ انداز میں پیش کی ترتیب دی، خارجہ پالیسی کیا تھی کہ اردگرد کے جو علاقے تھے، تمام سرداروں کے ساتھ، آپ نے امن کا معاہدہ کیا، یہ کسی حکمران کیلئے سب سے زیادہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملک کو محفوظ رکھنے کیلئے اردگرد کے علاقوں کا تحفظ ضروری بنائے۔

چنانچہ ۴۴ قبائل تھے، ان میں سے یہودیوں کے قبیلے بھی تھے، عیسائیوں کے کیلئے بھی تھے، تو ان ۴۴ قبیلوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے تحریری معاہدہ امن کیا، یہ آپ کی سیاست کا پہلا اصول ہے۔

دوسرا اصول کیا تھا؟ دوسرا اصول یہ تھا کہ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، کبھی بھی، جو دشمن جارحیت کرے گا اس کا جواب دیں گے۔

ریاست پیغمبر کا نمایاں پہلو

چنانچہ مکہ مکرمہ میں ابوجہل لشکر لے کر آیا، بدر کے میدان میں جو جنگ ہوئی اس میں پہل ابوجہل نے کی ہے کہ لشکر لیکر مقابلے پر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے دفاع کیا اور مقابلہ کیا، مقابلے میں دشمن کو شکست دی، ۳۱۳ آدمی حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور دشمن کی تعداد ۹۵۰ آپ رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور سیاست کے اس دور کو دیکھیں صرف یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ حسین تھا، یہ عبادت ہے، حضور ﷺ کی زلفیں حسین تھیں لیکن!

میرے بھائیو! جو معاشرہ اور سوسائٹی ہے اس میں جو نظام نافذ کرنا ہے، اس میں جو نظام چلانا ہے اس کیلئے رسول اللہ ﷺ کے نظام کا مطالعہ کرو، پیغمبر کے اسوہ حسنہ کا مطالعہ کرو، نبی کی زندگی کو دیکھو کہ تیرہ سال مکے میں وقت گزارہ تو کیسے گزارا، دس سال مدینہ میں گزارے تو کیسے گزارے۔

حضور ﷺ کی خارجہ پالیسی کیا تھی، حضور ﷺ نے جنگیں لڑیں تو جنگ کا طریقہ کار کیا تھا۔ حضور ﷺ نے کافروں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ دین کے معاملے میں آپ نے کس غیرت کا مظاہرہ کیا تھا۔ نظام نافذ کرنے کیلئے آپ نے کیا کیا تھا، جو لوگ بھوکے تھے ان کیلئے رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا تھا، جو لوگ ننگے تھے ان کیلئے کیا کیا تھا جن کے پاس کوئی مکان نہیں ان کیلئے رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا، جو عورتیں ظلم کا شکار تھیں ان کیلئے رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا۔

تو یہ پیغمبر کی سیاست کا نمایاں پہلو ہے، جو کسی ائیر کنڈیشن بنگلے میں، کسی ائیر کنڈیشن سیکرٹریٹ سے شروع نہیں ہوا، بلکہ مسجد کے منبر و محراب سے دینی سیاست شروع ہوتی تھی اور اسی منبر پر آخر ختم ہو جاتی تھی۔

حضور ﷺ کا مرکز

حضور ﷺ نے جو شام کے ملک میں اور پوری دنیا کے سترہ بادشاہوں کو خطوط لکھے اور خطوط مسجد کے صحن میں لکھوائے، آپ کی سیاست کا ہیڈ کوارٹر مسجد تھا آپ کا مرکز حقیقی مسجد کا صحن تھا، مسجد میں بیٹھ کر آپ نے ملک کا نظام چلایا۔ مسجد میں بیٹھ کر آپ نے حکومت کی، مسجد میں بیٹھ کر آپ نے پوری سلطنت کا نظام چلایا، جنگیں لڑیں، غزوانہ میں شرکت کی، لشکر تیار کیے، ٹریننگ دی، فوجی بنائے اور گورنر تیار کیے، مسجد کے صحن میں بیٹھ کر!

آج یہ کہنا کہ مولویوں کا کام سیاست نہیں، مسجد کو سیاست کا اکھاڑہ نہ بناؤ، ان پاگلوں سے کوئی آدمی یہ کہے کہ جس سیاست کی بات مولوی کرتا ہے اس کا مرکز مسجد ہے، دین کا مدرسہ ہے۔

فتوحات کیسے ملیں

میرے بھائیو! حضور سرور کائنات ﷺ نے دس سال کی مدنی زندگی میں سیاست کے وہ اصول امت کو دیئے کہ جس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔

دیکھئے بدر میں ۳۱۳ تھے اور دشمن کی تعداد ۹۵۰ تھی اور جنگ احد میں صحابہ کرامؓ کی تعداد تھی ۷۵۰ دشمن کی تعداد تھی ۳۰۰۰، جنگ خندق میں صحابہ کرامؓ کی تعداد تھی ۳۰۰۰، دشمن کی تعداد تھی دس ہزار، جنگ حنین میں صحابہ کی تعداد تھی بارہ ہزار دشمن کی تعداد تھی چودہ ہزار، جنگ خیبر میں صحابہ کی تعداد تھی ۱۹ ہزار دشمن کی تعداد تھی چالیس ہزار، جنگ تبوک میں صحابہ کی تعداد تھی تیس ہزار اور دشمن کی تعداد تھی اڑھائی لاکھ اور جنگ تبوک یہ روم کے عیسائیوں کے مقابلے کیلئے تھی، جنگ خیبر یہودیوں کے مقابلہ کیلئے تھی، جنگ بدر، اُحد اور حنین مکے کے مشرکوں کے خلاف تھیں، یہ ساری جنگیں ہیں حنین بھی مشرکین مکہ کے مقابلہ کیلئے جو مشرک باہر قبائل میں آباد ہوگئے۔

تو ان اصولوں کے مقابلہ میں دیکھیں کہ مقابلے میں صحابہ کرامؓ کا لشکر کم ہے لیکن اس کے باوجود وہ فتح یاب ہوا کیوں؟

حضور ﷺ کی جنگی حکمت عملی

میرے بھائیو! حضور ﷺ جب جنگ میں تشریف لے جاتے، آپ کی حکمت عملی یہ ہوتی تھی کہ آپ سب سے پہلے دو سو آدمیوں کی قطار کھڑی کرتے، دو سو آدمیوں کی قطار پیچھے کھڑی کرتے، سو آدمیوں کی قطار پھر پیچھے کھڑی کرتے تو اس طرح جب قطاروں کی قطاریں کھڑی ہوتیں تھیں تو ایک ہزار کے لشکر میں دس دس قطاریں یا سات قطاریں کھڑی کرتے، جب اگلی قطار جنگ لڑتی تھی اور فوراً! اس کی جگہ دوسری آجاتی تھی تو دشمن یہ سمجھتا تھا کہ اسلام کا لشکر بہت بڑا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس حکمت عملی سے جنگ لڑی۔

حکمت عملی دیکھئے کہ پیغمبر نے اپنی فوج کی تعداد کی خبر دشمن کو نہیں ہونے دی، یہ

نہیں پتہ چلنے دیا کسی جنگ میں کہ مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے؟

لیکن دشمن کی فوج کی ہر جنگ کی تعداد رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جاتی تھی، آپ کا ایک جاسوس دستہ ہوتا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کا ایک خصوصی جاسوسی دستہ بنایا ہوا تھا۔ جس کا کام ہی یہی تھا کہ وہ دشمنوں کی صفوں میں چلا جاتا۔ دشمن کے کیمپوں میں چلا جاتا دشمن کے علاقوں میں چلا جاتا، اور خبریں وصول کرتا اور وہ خبر فوراً رسول اللہ ﷺ کو پہنچاتے۔

تو اسلامی سیاست میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الحرب خدعة کہ لڑائی چالوں سے لڑی جاتی ہے کہ اعلان کر دیا کہ لشکر ادھر جا رہا ہے اور لشکر ادھر روانہ ہو رہا ہے، دشمن خبردار ہو گیا کہ لشکر تو ادھر آ رہا ہے، فیصل آباد روڈ کی طرف، لیکن جب چلنے کا وقت آیا تو لشکر کا ندھلے کی طرف چلا گیا، تو یہ دشمن کو چکر دینا، اس کو عربی میں کہتے ہیں الحرب خدعة اسلام نے اس کی اجازت دی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس حربے کو بار بار استعمال کیا ہے کہ دشمن کو خبر ہی نہیں ہونے پائی کہ مسلمانوں کا لشکر کتنا ہے؟ آیا کہاں سے ہے؟ بڑھتا کہاں سے ہے؟ اور پھر آپ کی جنگوں کا ایک اہم اصول یہ ہوتا تھا۔

حضور ﷺ کی جنگی پالیسیاں

جس جگہ جنگ ہونا ہوتی تھی اس جگہ پر آپ ﷺ پہلے تشریف لاتے، یہ آپ کا اصول تھا، جنگ بدر میں آپ گئے تو سب سے پہلے میدان پر قبضہ کر لیا اور قبضہ کر کے جو پانی کا چشمہ تھا اس پر قبضہ کر لیا، یہ جنگوں کا اصول ہے اور دوسری بات یہ تھی کہ جنگوں میں آپ بچوں کو نہیں مارا کرتے تھے، عورتوں پر حملہ نہیں کیا کرتے تھے، بوڑھوں کو کچھ نہیں کہتے تھے، لڑائی صرف جوانوں سے ہوتی تھی اور لڑائی کرنے سے پہلے اسے دعوت اسلام دیتے کہ اسلم تسلم اسلام قبول کرو بچ جاؤ گے اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو اطاعت قبول کرو، اسلامی حکومت کی اہم اطاعت کریں گے۔

میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ کی یہ سیاسی زندگی دس سالہ سیاسی زندگی، دس

سالوں میں ۱۹ صوبے تھے، انیس بڑے بڑے علاقے تھے، جن علاقوں پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے گورنر مقرر فرمائے، حضور ﷺ کے گورنروں نے پوری دنیا میں امن قائم کر دیا۔ شام کے ملک پر، ایک ایک بستی میں امن قائم کیا۔

وراثت میں عورتوں کا حصہ

حضور ﷺ کے آنے سے پہلے عورت کا کوئی حق نہ تھا، حضور ﷺ نے اعلان کیا او لوگو! آدمی مر جائے جس طرح اپنی اولاد کو وراثت ملے گی، اسی طرح اس کی بیوی کو بھی وراثت ملے گی، بہن کو بھی وراثت ملے گی۔

مقام عورت نبوت کی نظر میں

آج لوگ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو قید کر دیا۔ ان سے کہو کہ اسلام سے پہلے عورتوں کے پاس کیا تھا؟ اسلام سے پہلے عورت کی حالت یہ تھی کہ ایران کے اندر عورتوں کو بناؤ سنگار کر کے شوکیسوں میں کھڑا کر دیا جاتا۔ لوگ اس کو بری نظر سے دیکھتے، اور روم کے اندر عورت بازار میں آتی، لوگ اس کو بری نظر سے دیکھتے، زنا عام ہوتا اور عرب کے اندر جو بچی پیدا ہوتی اس کو زندہ دفن کر دیا جاتا، اور عورت کا کوئی حق نہیں تھا، کوئی قانون نہیں تھا، جو عورت بیوہ ہو جاتی تو نکاح نہ کر سکتی، جس عورت کے مخصوص ماہواری کے ایام آتے وہ عورت گھر میں رہ نہیں سکتی تھی اس کو گھروں سے نکال کر جنگ میں درختوں کے ساتھ باندھ آتے تھے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، انہوں نے عورت کی ساری پابندیاں ختم کر دیں اور اعلان کیا کہ عورتوں کے ساتھ نرمی کرو، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو دو بچیوں کی تربیت کر کے ان کی اچھی طرح شادی کرے گا میں محمد ﷺ اس کی جنگ کی ضمانت دیتا ہوں۔
(ریاض الصالحین ص ۱۳۶)

یہ اس معاشرے کی بات ہے کہ جہاں بچیوں کو زندہ دفن کرنے کا رواج تھا اور قیصر روم اور کسریٰ ایران میں عورتوں کو صرف جنسی خواہشات کیلئے استعمال کیا جاتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص آئندہ کسی عورت کو بری نظر سے دیکھے گا، قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائیگا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے عورت کی عزت نفس کی حفاظت کی۔ حضور ﷺ نے عورت کو اونچا مقام دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت اگر تمہاری بہن ہے تو تمہاری آبرو ہے، تمہاری بیٹی ہے تمہاری عزت کی جگہ ہے، تمہاری بیوی ہے تو تمہارے ذمہ اس کا خرچہ ہے، اور عورت اگر ماں ہے تو اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اسلام نے عورت کے قدموں کے نیچے جنت بنائی، اسلام نے عورت کو بڑا اونچا مقام دیا ہے۔

عورت کا سب سے بڑا زیور

عورت کا سب سے بڑا زیور حیاء ہے، جس عورت میں حیاء نہیں اور بانہوں میں وہ سونے کے کنگن ڈال کر پھرے، لیکن آنکھوں میں حیاء نہیں، اسلام نے اس عورت کو عزت نہیں دی، اس عورت کو اہمیت نہیں دی، اسلام اسی عورت کو اہمیت دیتا ہے، جس کی آنکھوں میں حیاء ہو، جس کے ہاتھوں میں حیاء ہو، جس کے کانوں میں حیاء ہو، جس کے پاؤں میں حیاء ہو، جس کے جسم میں حیاء ہو۔

لیکن جو عورت حیاء کی چادر اتار دے، آنکھوں کی چادر حیاء اتار دی، ہاتھوں کا حیاء اتار دے، پاؤں کا حیاء اتار دے، اور زیور پہن کر عریاں ہو تو اسلام میں اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ قرآن وسنت اور اسلامی اصول کے مطابق وہی عورت عزت ولی ہے کہ جو حیاء دار ہے، حیاء والی ہے۔

حضور ﷺ کا طرز حکومت

میرے بھائیو!

میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا جو طرز حکومت تھا، اس میں ہر شخص کو روٹی ملتی تھی، مکان ملتا تھا، کپڑا ملتا تھا اور حضرت عمر فاروقؓ نے تو قانون بنا دیا تھا جو آدمی بھوکا ہو، اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اس کو روٹی کھلائے جو ننگا ہو حکومت کا فرض ہے کہ اس

کو کپڑا دے، جو بے مکان ہو، حکومت کا فرض ہے کہ اس کو رہائش دے، یہ فلسفہ بھٹو نے نہیں دیا، یہ فلسفہ لینن اور مارکس نے نہیں دیا۔

بلکہ یہ بنیادی حقوق اسلام نے عطا کئے، اسلام انسانی حقوق کا علمبردار ہے، کہ روٹی کپڑا مکان کی بات ہو، اسلام نے صرف روٹی کپڑا مکان کی بات نہیں کی، بلکہ دو اور چیزیں ہیں جس کی اسلام نے بات کی ہے، اسلام میں تعلیم کی بات کہ نئی نسل کو تعلیم سکھائی جائے اور اگر کوئی بیمار ہو تو اس کی صحت کیلئے دوائیں دی جائیں۔

بنیادی حقوق

تو اسلام کے ہاں بنیادی حقوق پانچ ہیں، روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور صحت پانچ چیزیں اسلام میں حکومت اسلامی کا فرض ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا نتیجہ ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال میں حکومت قائم کی۔ ان دس سالوں میں تجارت اسلام کے اصول کے مطابق تھی۔

عدالت اسلام کے اصول کے مطابق تھی، جنگیں اسلام کے اصول کے مطابق تھیں، فیصلے اسلام کے اصول کے مطابق ہوتے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کار تھا۔ اگر دشمن کے مقابلہ بھی ہوتا اس میں بھی انصاف کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا۔ اگر دشمن سے جنگ ہوتی وہ بھی انصاف کے ساتھ ہوتی۔ اگر اپنے کو تنبیہ کیا جاتا تو وہ بھی انصاف کے اصولوں کے مطابق ہوتا، کوئی ناانصافی اور ظلم نہ تھا۔

لیکن ہمارے معاشرے میں تمام برائیاں عام ہیں رشوت سفارش عام ہے، نوازنے کا انداز چل رہا ہے، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اسلامی سیاست کو سمجھا نہیں اور اس سے روگردانی کی، اس لئے معاشرے میں بگاڑ کی صورتحال ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس معاشرے کو اسلامی اصولوں کے مطابق چلانے کیلئے کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

مکتبہ قرآنیات ۔ لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

0321-7724032 0333-4399812